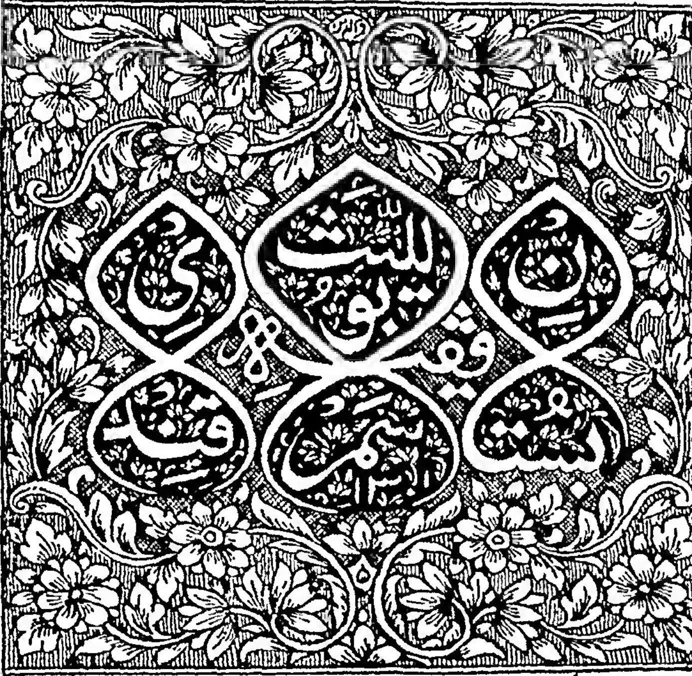
فہرست ابواب کتاب بستان فقیہ ابو اللیث سمرقندی رح

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ

بفضل ایزد منان درین زمان خجسته اوان نسخه هدایت نشان مسمّی به



مع ترجمه اردو برای نفع عوام بسعی نمایان و کوشش بی پایان

در مطبع فاروقی دهلی باهتمام محمد ملن معظم طبع شد

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين
ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم
وصلى الله على رسوله محمد خاتم النبيين و
على جميع الانبياء والمرسلين وعلى عباده
الصالحين من اهل السموات واهل الارضين
قال الشيخ الامام الفقيه الزاهد ابو الليث
نصر بن محمد بن ابراهيم السمرقندي رحمة الله
عليه اني قد جمعت في كتابي هذا فنونا
من العلم ما لا يسع جهله للعالم
ولا التخلف عنه للخاص والعام واستخرجت
ذلك من كتب كثيرة وقد اوردت فيه
ما هو اوضح للناظرين والراغبين وبينت
الحجج فما يحتاج الى الحجة بالكتاب والاخبار
والنظر والآثار وتركت الغوامض من

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب تعریفوں کا مستحق خدا ہے جو دونوں جہان کی پرورش
کرتا ہے اور خوبیاں آخرت کی متقیوں کیلئے ہیں اور نہیں ہے
طاقت بچنے کی اور نہ طاقت غالب ہونیکی مگر اللہ کی مدد سے
جو بزرگ اور برتر ہے اور رحمت ہو خدا کی اسکے رسول محمد پر جو
تمام نبیوں کا خاتم ہے اور تمام نبیوں پر اور رسولوں پر اور اسکے
نیک بندوں پر جو آسمانوں اور زمینوں پر ہیں فرمایا
شیخ امام فقیہ زاہد ابو اللیث نصر بن محمد بن ابراہیم سمرقندی
رحمة اللہ علیہ نے کہ میں نے جمع کئے ہیں اپنی اس کتاب میں
تھوڑے سے ایسے فنون علم کے کہ عالم کو بغیر انکے جانے
کوئی چارہ نہیں اور نہ عام و خاص کو بغیر سیکھے انکے
کوئی علاج اور نکالا میں نے انکو بہت سی کتابوں سے اور
بڑہا دیں میں نے ایسی چیزیں جو ناظرین اور شائقین کو زیادہ
کافائدہ بخشیں اور جو چیزیں دلیل کی محتاج ہیں انکی دلیلیں بیان کردیں
قرآن مجید اور حدیث اور صحابہ کی عمل درآمد سے اور چھوڑ دیا میں نے باریک

الكلام وحذفت اسانيد الاحاديث
تخفيفا على الراغبين فيه والتماسا لمنفعة
الناس وسميته كتاب **البستان** وارجو
الثواب من الرحمن واسأله التوفيق للصواب
فانه عليه يسير

الباب الاول في فضل طلب العلم

قال الفقيه ابو الليث
رحمة الله عليه اعلم ان طلب العلم فريضة
على كل مسلم ومسلمة على قدر ما يحتاج
اليه لامر دينه مما لا بد منه من احكام
الوضوء والصلوة وسائر الشرائع وامور
معاشه يعني البيع والشراء والنكاح والطلاق
وما وراء ذلك ليس بفرض خاص فان
تعلم الزيادة فهو افضل وان تركه فلا اثم
عليه وانما قلنا ان مقدار ما يحتاج اليه
فريضة لقوله تعالى فاسئلوا اهل الذكر ان
كنتم لا تعلمون وقال في آية اخرى حكاية عن الكفار
وقالوا لو كنا نسمع او نعقل ما كنا في
اصحاب السعير فاخبر الله تعالى بانهم
صاروا من اهل النار بجهلهم وروي عن مكحول

اور حدیثون کی سندونکو بھی چھوڑ دیا اسلئی کہ اس کتاب کے
دیکھنے والونپر تخفیف ہو اور مخلوق کو فائدہ بآسانی پہونچے
اور نام رکہا ہی مین نے اس کتاب کا **بستان** اور ثواب کے
امیدوار رکہتا ہون مین خدا سے اور مانگتا ہون اُسی سے
توفیق راہ صواب کے اسلئی کہ وہ اُسپر آسان ہے

پہلا باب طالب علم کی فضیلت کے بیان مین

* فرمایا فقیہ ابو اللیث
رحمۃ اللہ علیہ نے جاننا چاہیئے کہ علم کا طلب کرنا فرض ہے
ہر مسلمان مرد و عورت پر موافق احتیاج کے امور
دین مین مثلا احکام وضو اور نماز اور باقی عبادات
کے جو اُنپر فرض ہین سیکھنے فرض ہین اور موافق
احتیاج کے امور معاش مین مثلا بیع وشرا نکاح و
طلاق کے احکام سیکھنے اُنپر فرض ہین اگر وہ ان امور کو کرتا
ہی اور سوا انکی اور کوئی فرض نہین اب اگر کوئی مسلمان
اس سے زیادہ سیکھے تو افضل ہے اگر نہ سیکھے تو کچھ گناہ نہین *
اور یہ بات کہ موافق احتیاج کے علم کا سیکھنا فرض ہے ہمنے کیون
کہی اسلئی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی پوچھو جاننے والون سے اگر تم انجان ہو
اور دوسری آیت مین کفار کی حکایت مین فرماتا ہی اور کہا انہونے اگر ہم
کان رکھتے ہوتے یا ہمکو عقل ہوتی تو ہم دوزخیونمین سے کیون ہوتے پس خبر دی
اللہ تعالی نے کفار اپنی جہل کے سبب دوزخی ہوئے اور مکحول روایت کرتے ہین

عن علی بن ابی طالب رضی الله عنه ان النبی علیه
الصلوة والسلام قال طلب العلم فریضة علی کل
مسلم ومسلمة وفی خبر آخر قال اطلبوا العلم ولو
بالصین فان طلب العلم فریضة علی کل مسلم
ومسلمة وعن عبد الله بن مسعود رض قال علیکم
بالعلم قبل ان یقبض وقبضه ان یذهب اصحابه
وعلیکم بالعلم فان احدکم لا یدری متی یفتقر
الیه ثم ان الناس تکلموا فی زیادة طلب العلم قال
بعض العلماء اذا تعلم مقدار ما یحتاج الیه
فینبغی ان یشتغل بالعمل به وترک التعلم وقال
بعض الناس اذا اشتغل بزیادة العلم فهو
افضل بعد ان لا یدخل النقصان فی فرائض
الله تعالی وهذا القول اصح القولین اما حجة الطائفة
الاولی فما روی جعفر بن برقان عن میمون بن مهران
عن ابی الدرداء عن النبی صلی الله علیه وسلم
انه قال ویل للذی لا یعلم ولا یعمل مرة وویل
للذی یعلم ولا یعمل به سبع مرات وروی
عن فضیل بن عیاض انه قال من عمل بما یعلم
شغله عما لا یعلم وقال لان العمل لنفسه

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ طلب کرنا علم کا فرض ہے ہر مسلمان مرد اور عورت پر اور
دوسری حدیث مین ہے کہ آپنے فرمایا طلب کرو علم کو اگرچہ چین
مین ہو کیونکہ طلب کرنا علم کا فرض ہے ہر مسلمان مرد اور عورت پر
اور عبد اللہ بن مسعود رضہ سے مروی ہے کہ انہون نے کہا طلب
کرو علم کو اُسکے قبض ہونے سے پہلے اور قبض ہونا علم کا یہ ہے
کہ اُسکے جاننے والے نرہین اور طلب کرو علم کو اسلیے کہ کوئی
تم مین سے نہین جانتا کہ کسوقت اُسکا محتاج ہوگا بعد اسکے لوگون
نے اختلاف کیا ہے بقدر حاجت سے زیادہ سیکھنے مین بعض
علما نے کہا کہ جب بقدر حاجت کے سیکھ لے تو لائق ہے کہ اسپر عمل
کرنے مین مشغول ہو جاوے اور سیکھنا چھوڑ دے اور بعض نے کہا کہ
زیادہ سیکھے تو افضل ہے بشرطیکہ ادائے فرائض مین نقصان آنے
اور یہ قول صحیح تر ہے پس پہلے لوگون کی حجت یہ ہے جو روایت کی
جعفر بن برقان نے میمون بن مہران سے انہون نے ابو الدرداء سے
انہون نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ تحقیق آپنے فرمایا جو
شخص نہین جانتا اور نہ عمل کرتا ہے تو اُسکے لیے ہلاکت ہے
ایکبار اور جو جانتا ہے اور پھر عمل نہین کرتا اُسکے لیے ہلاکت ہے
سات بار اور فضیل بن عیاض سے مروی ہے کہ انہون نے کہا جو کوئی
عمل کرے اُسپر جو جانتا ہے اُسے فرصت نہ ہوگی اسکے لئے جو

یعنی نہ آنے پاوے [illegible] ۱۲ [illegible]

وطلب الزيادة لاجل غيره فالاشتغال بامر
نفسه اولى لان فكاك رقبة نفسه اهم اليه
من غيره واما حجة الطائفة الاخرى فقال
الله عز وجل فلولا نفر من كل فرقة منهم طائفة
ليتفقهوا في الدين الاية وقال في اية اخرى
قل هل يستوي الذين يعلمون والذين لا يعلمون
وقال في اية اخرى ولكن كونوا ربانيين
بما كنتم تعلمون الكتاب وبما كنتم تدرسون
قال اهل التفسير يعني كونوا علماء فقهاء وروى
ثوبان عن انس بن مالك عن النبي عليه الصلوٰة
والسلام انه قال فضل العلم خير من فضل
العمل وملاك دينكم الورع وعن الحسن البصري
رحمة الله عليه انه قال من العمل ان يتعلم
الرجل ليعلم الناس وعن انس بن مالك
رحمة الله عليه انه قال افضل العمل ان
يتعلم الرجل العلم فيعلمه الناس وعن عبد الله
بن عباس رضي الله عنه انه قال مذاكرة
العلم ساعة من الليل احب الى الله من
احياءها وعن عوف بن عبد الله

اور زیادہ سیکھنا غیر کے لیئے ہے تو اپنے ذات کے نفع میں مشغول
ہونا بہتر ہے اسلیئے کہ اپنی گردن کو چھوڑانا (یعنی طوق دوزخ سے)
مقدم ہے اور دوسرے لوگون کی حجت یہ ہے جو اللہ تعالے سورۂ توبہ کے
اخیر مین فرماتا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے (سو کیون نہ نکلے ہر فرقہ مین سے
انکا ایک حصہ تاکہ سمجھ پیدا کرین دین مین) آخر آیت تک اور سورۂ
زمر مین ہے (تو کہہ کیا برابر ہوتے ہین سمجھ والے اور بے سمجھ) اور سورۂ
آل عمران مین ہے (لیکن ربانی ہوجاؤ جیسے تھے تم کتاب سکھاتے
اور جیسے تھے تم پڑھتے) اہل تفسیر کہتے ہین ربانی یعنی علماء
اور فقہا ہو جاؤ اور ثوبان رض انس رض سے روایت کرتے ہین
کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زیادتی علم کی بہتر ہے زیادتی
عمل سے اور دارومدار دین کا پرہیزگاری مین ہے اور حسن بصری
رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ علم کا سیکھنا واسطے سکھانے
کے یہ بھی عمل مین داخل ہے اور انس بن مالک رض سے مروی ہے
کہ انہون نے کہا بہتر عمل یہ ہے کہ سیکھے آدمی علم کو اسواسطے
کہ لوگون کو سکھاوے اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ
عنہ سے مروی ہے کہ انہون نے کہا کہ ایک گھڑی
رات علم کا مذاکرہ کرنا بہت پسند ہے اللہ تعالے
کو ساری رات نماز وغیرہ پڑھنے سے اور عوف
بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے +.

قال جاء رجل الی ابی ذر فقال انی ارید ان
اتعلم العلم واخاف ان اضیعه ولا اعمل به
فقال له انك ان توسدت العلم خیر لك
من ان توسدت الجهل ثم ذهب الی ابی
الدرداء رضی الله عنه فسأله عن ذلك فقال
له ابو درداء ان الناس یبعثون یوم القیمة
من قبورهم علی ما ماتوا علیه یبعث العالم عالما
والجاهل جاهلا ثم ذهب الی ابی هریرة
فسأله عن ذلك قال له ابو هریرة کفی بترکه
ضیاعا وعن علی رضی الله عنه انه قال الناس رجلان عالم
ربانی ومتعلم علی سبیل النجاة وسائرهم همج رعاع اتباع
کل ناعق یمیلون مع کل ریح والعلماء باقون ما بقی
الدهر اعیانهم مفقودة وامثالهم فی القلوب موجودة
وعن غیره انه سأل رسول الله علیه الصلوة والسلام
وقال ای الاعمال افضل فقال العلم فسأله ثلث
مرات فاجابه مثل الجواب الاول فقال یا
رسول الله انی اسألك عن العمل فقال هل یقبل
العمل الا بالعلم العلم خیر من العمل فانه
لان منفعة العمل لنفسه خاصة ومنفعة

کہ انہوں نے فرمایا آیا ایک شخص حضرت ابوذر کے پاس
اور کہا کہ میرا ارادہ علم سیکھنے کا ہے لیکن اسکا خوف ہے کہ کہیں
میں اسکو ضایع کردوں اور اسپر عمل نکروں حضرت ابوذر نے
جواب میں فرمایا کہ اگر تو علم کو تکیہ بنالی تو بہتر ہے تیری واسطے
اس سے کہ جہل کو تکیہ بنالی پہر گیا وہی شخص خدمتمیں حضرت
ابودردا کے اور وہی سوال کیا حضرت ابودردا نے فرمایا کہ مخلوق
اپنی قبروںسی اسی حالتمیں قیامت کو اٹھیگی جس حالت پر
مری ہے اٹھیگا عالم عالم اور جاہل جاہل ۔ پہر گیا وہی شخص
حضرت ابوہریرہ کی خدمتمیں اور وہی سوال کیا حضرت ابوہریرہ نے
جوابمیں فرمایا کہ علم کا ترک کرنا ضایع ہونیکو کافی ہے ۔ اور حضرت
علی رضی الله عنه سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا تمام مخلوق میں نجات
کی دو طرح کے لوگ ہیں یا تو عالم الہدی والے یا علم سیکھنے والے
اور باقی تو کمینے لایق ایدہر آواز دینی والیکے ہیں ہوا کے ہر جہونکے
کی ساتہ جہک جاتے ہیں ۔ اور عالم باقی ہیں جبتک زمانہ باقی ہے
ذاتیں انکی مفقود ہیں اور مثل انکے دلوں میں موجود ہیں ۔ اور مروی
کسی اور سے کہ رسول الله صلعم سے پوچہا اعمالمیں کونسا عمل افضل ہے
آپنے فرمایا علم پہر سائل نے وہی سوال تین دفعہ کیا آپنی پہر وہی پہلا جواب
دیا پہر سائل نے عرض کیا یا رسول الله میں عمل کو پوچہتا ہوں آپنے
فرمایا عمل تو بغیر علم کے قبول ہی نہیں ہوتا ۔ علم عمل سے بہتر ہے اسلئے

العلم يرجع الى نفسه والى الناس جميعا فصار
هذا افضل لان النبي عليه الصلوة والسلام
قال خير الناس من ينفع الناس وروى ان
رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان افضل
ما يتصدق به العبد ان يتعلم العلم ويعلم
غيره والاخبار في هذا كثيرة **الباب
الثاني في كتابة العلم** قال الفقيه
ابو الليث رحمة الله عليه كره بعض الناس
كتابة العلم واباح ذلك اهل العلم اما حجة
من كره ذلك فما روى الحسن البصري ان عمر بن
الخطاب رض قال يا رسول الله ان ناسا من اليهود
يحدثون باحاديث يعجبنا افلا نكتب بعضها
قال فنظر اليه نظرة عرف الغضب في وجهه وقال
امتهوكون يا عمر انتم كما تهوكت اليهود والنصارى
لقد جئتكم بيضاء نقية ولو كان موسى حيا ما وسعه
الا اتباعي فقيل للحسن ما المتهوكون قال
المتحيرون وروى عن عطاء بن يسار عن
ابي سعيد الخدري انه استاذن النبي عليه
الصلوة والسلام في كتابة العلم فلم ياذن له

اپنی جگانی سبکی لئے ہی سو علم عمل سے افضل ہوا اسلئے کہ نبی
علیہ الصلوة والسلام نے فرمایا اچھا آدمی وہ ہے جو لوگوں کو
نفع پہنچاوے اور مروی ہے رسول اللہ صلعم سے کہ آپنے فرمایا افضل
صدقہ یہہ ہے کہ آدمی علم کو سیکھکر اورونکو سکہاوے ہے حدیثیں اور
علم کی فضیلت مین بہت سی ہین **دوسرا باب
کتابت علم کے بیانمین** کہا فقیہ ابو اللیث رحمة الله
علیہ نے مکروہ کہا ہے بعض عالموں نے کتابت علم کو اور مباح کہا
بعضنے دلیل ان لوگونکی جنہوں نے مکروہ کہا ہے وہ روایت ہے جو حسن
بصری نے حضرت عمر رض سے کی ہے کہ انہوں نے عرض کی یا رسول الله بعضے
یہود ہمسے ایسی باتیں بیان کرتی ہین جو اچھی معلوم ہوتی ہین کیا
بعضے باتین انمین سے نہ لکھہ لیں پس دیکھا آپنے حضرت عمر کیطرف
غصہ کی نظر سے اور کہا کیا متحیر و متردد ہو تم اے عمر جیسے یہود و نصاری
اپنے دین مین متحیر ہین بیشک لایا ہون مین تمہارے پاس دین
روشن و صاف اگر زندہ ہوتی موسیٰ تو انکو بغیر میری
تابعداری کے کوئی چارہ نہوتا کسی نے حضرت حسن سے
پوچھا متہوکون کے معنے فرمایا متحیرون ہے اور مروی
ہے عطاء بن یسار سے انہوں نے روایت کیا ابو سعید خدری سے
کہ انہوں نے اجازت مانگی تہی نبی علیہ الصلوة
والسلام سے کتابت علم کی سو آپنے اجازت نہین دی تہی

عن حسن بن مسلم انه قال كان ابن عباس ينهى
عن الكتابة ويقول انما ضل من كان قبلكم
بالكتابة وعن ابن ابي الدرداء عن ابيه قال
جاء اصحاب عبد الله بن مسعود الى عبد الله
فقالوا انا قد كتبنا عنك علما فنعرضه
عليك فبين لنا فاتوه به فاخذ الكتاب
فغسله بالماء ثم رده عليهم فقال لانهم
اذا كتبوا الكتاب اعتمدوا على الكتابة و
تركوا الجهد والحفظ فيعرض على الكتاب
عارض فيفوت عليهم علمهم ولان الكتاب
مما يمكن ان يزاد فيه ويغير والذي حفظ لا
يمكن فيه التغيير ولان الحافظ يتكلم بالعلم
والذي اخبر عن الكتابة اخبر بالظن من غير
حفظ واما حجة من قال انه يجوز فما روى
عن ابي هريرة رضي الله عنه انه قال ما كان
احد من اصحاب النبي عليه الصلوة والسلام اكثر
حديثا مني الا عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما فانه
كان يكتب وانا لا اكتب وعن ابن جريج انه قال قال
عبد الله بن عمرو رض يا رسول الله انا

اور حسن بن مسلم سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ ابن عباس کتابت
علم سے منع کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ پہلی امتیں اسی سبب
گمراہ ہوئیں اور ابن ابی الدرداء اپنے باپ ابی الدرداء سے روایت
کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن مسعود کے شاگرد انکے پاس آئے اور عرض
کی کہ ہم نے جناب سے علم لکھا ہے کیا اسکو دوبارہ آپکے پیش کریں
کہ آپ اسکو پھر بیان کریں تو ایسے کہ کہیں غلطی نہ ہو گئی ہو جب
اسکو لائے تو عبد اللہ بن مسعود رض نے کتاب کو پانی سے دھو ڈالا
اور انکو دیدی اور کہا کہ یہ میں نے اسلیے کیا کہ جب تمھارے پاس کتاب
لکھی ہوئی ہوگی تو اسپر اعتماد کرکے کوشش اور حفظ کو چھوڑ دوگے
جب کتاب کسی عارضہ سے کھوئی گئی تو علم سے بے بہرہ رہ جاؤگے اور اسلیے
کہ کتاب میں زیادتی اور تغیر ممکن ہے اور جو یاد رہا اسمیں کوئی زیادتی
اور تغیر نہیں کرسکتا اور اسلیے کہ حافظ کلام کرتا ہے ساتھ یقین کے
اور جو خبر دیتا ہے کتاب سے تو خبر دیتا ہے ساتھ ظن کے سوائے حافظہ
کے اور جو شخص کہتا ہے کہ کتابت علم جائز ہے تو اسکی دلیل یہ ہے
جو ابو ہریرہ رض سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کوئی صحابی مجھسے
زیادہ نہیں جانتا تھا مگر عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما اسلیے
کہ وہ لکھا کرتا تھا اور میں نہیں لکھتا تھا اور ابن جریج
رض سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ ہم جو آپسے

نعم منك الحديث افنكتبه قال نعم قلت
في الرضاء او في السخط قال نعم فاني لا اقول
فيهما الا حقا وقال معاوية بن قرة من
لم يكتب فلا يعد علمه علما وقال الله عز و
جل قال علمها عند ربي في كتاب وعن ربيع
بن انس عن جديه زيد و زياد انهما قدما
و دخلا على سلمان ليلا فلم يزل يحدثهما
ويكتبان حتى اصبحا وعن الحسين بن علي رضي
الله عنهما انه قال لا يعجزن احدكم ان يكون عنده
كتب من هذه العلوم ولان فيه بكو قال عليه السلام
لا تغتروا لجدة ابصاركم واكتبوا الكتب لآخر
اعماركم ناولم يكتب لذهب عنه العلم ولو كتب
لرجع اليه بما ينسى او يشكل عليه وهذا كما حكي
عن ابي يوسف رح انه عاتب محمدا في كتابة العلم
وقال محمد اني خفت ذهاب العلم لان النساء
لا يلدن مثل ابي يوسف رح ولان الامة قد
توارثت كتابة العلم ولان صاحب الخط مسرور
وصاحب الحفظ مغرور وقد قال النبي
صلى الله عليه وسلم ما رآه المسلمون

آپ سے حدیثیں سنتی ہیں کیا انکو لکھ لیا کریں فرمایا ہاں
میں نے عرض کیا خوشی کے وقت کی اور غصہ کے وقت کی فرمایا ہاں
دونو کی کیونکہ میں تو دونوں وقتوں میں حق ہی کہتا ہوں + اور کہا
معاویہ بن قرہ نے جسنے نہیں لکھا تو اسکا علم علم شمار نہیں کیا جاتا
کیونکہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہا موسیٰ نے علم انکا یعنی پہلی قرنوں کا
میرے رب کے پاس ہے کتاب میں لکھا ہوا + اور روایت کرتے ہیں ربیع
بن انس اپنے دونوں دادا زید اور زیاد سے کہ وہ دونوں حضرت سلمان
کی خدمت میں انکو حاضر ہوئے اور حضرت سلمان رات بھر حدیثیں بیان کرتے
رہے اور یہ دونوں صبح تک لکھتے رہے - اور مروی ہے امام حسین سے
کہ آپنے فرمایا کہ نہ عاجز کرے کسیکو تم میں سے یہ امر کہ ہو دیں اسکی پاس
کتابیں ان علوم کے - اور اسکے کتابت میں سب مبتلا ہیں - فرمایا
رسول اللہ صلعم نے نہ دھوکے میں پڑو تم اپنی بینائی کی تیزی کی وجہ سے اور
لکھ لیا کرو کتابیں اخیر عمر کے لئی + اب اگر کوئی شخص نہ لکھیگا تو
اُس سے علم جاتا رہیگا اور اگر لکھ لیا کریگا تو بھول چوک جایا کریگا تو
کتاب دیکھ لیا کریگا + اور یہ امر ایسا ہے جیسے کہ حکایت امام ابو یوسف
کی مشہور ہے کہ وہ جب امام محمد پر خفا ہوئے کتابت علم کی وجہ سے تو امام محمد
نے جواب میں کہا میں تو علم کے جاتے رہنے سے ڈرتا ہوں اسلئے کہ
عورتیں ہمیشہ ابو یوسف جیسے بچے نہ جنیں گی - اور اسلئے کہ امت
ہمیشہ سے علم کو لکھتی چلی آئی ہے - اور اسلئے کتابت کا ہمیشہ

حسنا فهو عند الله حسن وما راه المسلمون
سيئا فهو عند الله سيئ وقال لا يجتمع امتي
على الضلالة **باب الفتوى** قال الفقيه
الزاهد ابو الليث رحمه الله كره بعض
الناس الفتوى واجازه عامة اهل العلم اذا
كان الرجل ممن يصلح لذلك فاما حجة الطائفة
الاولى فما روي عن النبي صلى الله عليه وسلم
انه قال اجرأكم على النار اجرأكم على الفتوى
وروي عن سلمان الفارسي رض ان اناسا كانوا
يستفتونه فقال هذا خير لكم وشر لي وعن
عبد الرحمن بن ابي ليلى انه قال ادركت مائة
وعشرين نفرا من اصحاب النبي عليه الصلوة
والسلام فما كان منهم محدث الا ود ان
اخاه كفاه الفتوى وعن ابن سيرين رض انه قال قال
حذيفة اليماني انما يفتي الناس ثلثة من يعلم ناسخ
من القرآن او امير لا يجد بدا او احمق متكلف كان
ابن سيرين اذا سئل عن شيء يقول انا لست باحد
من هذين واكره ان اكون الثالث واما حجة
من اباح ذلك فما روي في حديث ابي هريرة وزيد بن

اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے اور جس چیز کو
مسلمان بری سمجھیں وہ چیز اللہ کے نزدیک بھی بری ہے اور فرمایا
میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی **باب تیسرا فتوی دینے**
کی بیان میں کہا فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ نے بعض لوگوں
نے فتوی دینی کو مکروہ کہا ہے اور اکثروں نے اجازت دی ہے
جبکہ ہو کوئی شخص لائق فتوی دینے کے ۔ دلیل پہلوں کی تو یہ ہے
کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپنے فرمایا تم
میں زیادہ جرأت والا آگ پر وہ شخص ہے جو زیادہ جرأت والا
ہو فتوی دینے پر ۔ اور سلمان فارسی رض سے لوگوں نے فتوی پوچھا تو
آپنے فرمایا کہ یہ تمہارے واسطے تو بہتر ہی ہے اور میرے واسطے برا ہی
اور عبد الرحمن بن ابی لیلی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں ایک سو
بیس صحابیوں کو پایا کہ کوئی انمیں سے حدیث روایت
نکرتا تہا اور اسکو پسند کرتا تہا کہ اسکے بھائی فتوے
دینے کو کفایت کرتا ہے اور ابن سیرین روایت کرتے ہیں
کہ حضرت حذیفہ نے فرمایا کہ فتوی دینا صرف تین شخصوں میں ایک کا کام
ہے یا تو وہ شخص جو قرآن کے ناسخ و منسوخ کو جانے یا امیر اسکو فتوی دینے بغیر
کوئی چارہ نہیں یا احمق تکلف کرنیوالا ۔ اور ابن سیرین جب کوئی ان سے کچھ پوچھتا تو
فرمایا کرتے تھے کہ میں انمیں دو میں سے نہیں ہوں اور تیسرا ہونا برا جانتا ہوں
اور لوگوں کی دلیل جو فتوی کی اجازت دیتے ہیں یہ ہے جو مروی ہے ابو ہریرہ اور زید بن

خالد وسهل بن معبد قالوا كنا عند النبي
عليه الصلوٰة والسلام فقام رجل فقال و
انشدك بالله اقض بيننا بكتاب الله تعالى
فقام خصمه كان افقه منه فقال صدق اقض
بيننا بكتاب الله تعالى وائذن لي فاقول فاذن له
فقال ابني كان عسيفا لهذا الرجل يعني اجيرا
عنده وانه زنى بامرأته فافتديت منه بمائة
شاة وخادم ثم سألت رجالا من اهل العلم
فاخبروني ان على ابني مائة جلدة وتغريب عام
وعلى امرأته الرجم فقال النبي عليه الصلوٰة و
السلام اما والذي نفسي بيده لاقضين بينكما
بكتاب الله تعالى اما غنمك وخادمك فرد اليك
وجلد ابنه مائة جلدة وغربه عاما وامر اُنيسا
الاسلمي ان يأتي امرأة الاخرى فان اعترفت
فارجمها ففي هذا الحديث دليل على جواز الفتوى
لانه قال سألت رجالا من اهل العلم فافتوا
لي فلم ينكر عليهم رسول الله صلى الله عليه و
سلم فتواهم وفي هذا الخبر دليل ايضا على
ان الفتوى يجوز وان كان غيره اعلم منه

خالد اور سہل بن معبد کی حدیث مین کہا اُن تینون نے کہ تھے ہم حضرت
مین نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سو کھڑا ہوا ایک شخص اور کہا کہ قسم دیتا
ہون مین تجھکو اللہ کی کہ فیصلہ کر دے ہمارا موافق کتاب اللہ کی پس کھڑا
ہوا مخالف اُسکا اور وہ اُس سے زیادہ سمجھدار تھا اور کہا سچ کہا اُسنے
آپ حکم لگا دین ہمارے مقدمہ مین کتاب اللہ کی موافق اور اجازت دین تا
مقدمہ کا اصل حال بیان کرون آپنے اُسکو اجازت دیا سو اُسنے بیان کیا میرا بیٹا
اِس شخص کے پاس مزدور تھا اور اُسنے اِسکی بی بی کے ساتھ زنا کیا مین نے اسکی بدلے
مین سو بکریان اور ایک غلام اسکو دیا پھر مین نے عالمون سے اِس مسئلہ کو پوچھا
اُنہون نے فرمایا کہ میرے بیٹے پر سو کوڑے ہی اور ایک برس کا دیس نکالا ہی
اور اِسکی بی بی پر پتھراو ہی فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قسم ہے اُس ذات
کی جسکی قبضہ مین میری جان ہے کہ مین تمہارے مقدمہ مین کتاب اللہ کی موافق
حکم لگاؤنگا سو تیری بکریان اور غلام تو تیری طرف پھیٹ آئی اور سو
کوڑے لگائی اُسکے بیٹے پر اور ایک برس جلا وطن کیا اور حکم کیا انیس
اسلمی کو کہ دوسرے شخص کے بی بی کے پاس جاکر پوچھے اگر وہ اقرار زنا کا کرے تو
اُسکو پتھراو کرے + اِس حدیث مین فتویٰ دینے کی جواز پر دلیل ہے اسلئے کہ اس
شخص نے کہا پوچھا مین نے عالمون سے اور فتویٰ دیا اُنہون نے مجھکو سو نہ
انکار کیا اُن پر رسول اللہ صلعم نے اُنکے فتوے دینے کو + اور
اِس حدیث مین اسکی بھی دلیل ہے کہ فتویٰ دینا جائز ہے
اگرچہ اُس مفتی سے زیادہ علم مین کوئی اور شخص موجود ہو +

الا ترى انهم كانوا يفتون فى زمن النبى عليه الصلوٰة والسلام وقد روى عن على رضى الله عنه انه سئل عن محرم كسر بيض نعامة فامر على رضى الله عنه لكل بيضة ان يجز ولد ناقة فجاء السائل الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فاخبره بذلك فقال له قد قال لك على سمعت ولكن هلم الى الرخصة فعليك بكل بيضة اطعام مسكين وروى عن ابى هريرة رض انه سئل بالبحرين عن الحلال اذا ذبح صيدا فاكله محرم فقال يجوز فلما رجع ابو هريرة الى عمر رض فاخبره بذلك فقال له عمر لو قلت غير هذا لفعلت بك كذا وكذا ولان الصحابة كانوا يفتون فى الحوادث الواقعة وهكذا توارث المسلمون ولان الله عز وجل قال فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون فلما امر الله تعالى الجهال بان يسألوا العلماء فقد امر العلماء ان يخبروهم اذا سألوهم عن ذلك

باب من يصلح له الفتوى

قال الفقيه ابو الليث رحمه الله لا ينبغى لاحد ان يفتى الا ان يعرف اقاويل الصحابة والعلماء

کیا تجہے خبر نہین کہ صحابہ رسول اللہ صلعم کے زمانہ مین فتوے دیتے تہے - مروی ہے حضرت علی رض سے کہ کسی نے اُن سے پوچہا کہ مُحرِم نے شتر مُرغ کا انڈا توڑ دیا تو آپ نے اُسکو حکم کیا کہ ہر انڈے کے بدلے ایک بچہ اونٹ قربانی کرے پہر آیا وہی سائل رسول اللہ صلعم کی خدمت مین اور خبر دے اس قصہ کی فرمایا آپنے جو کچہہ کہ علی نے کہا ہے وہ مین نے سُن لیا ہے لیکن تو رخصت اور آسانی کی طرف آ تجہپر ہر انڈے کے بدلے ایک مسکین کو کہلانا ہے - ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ بحرین مین اُنسے کسی نے پوچہا کہ حلال نے شکار کو ذبح کیا اور مُحرِم نے اُسکو کہایا اُسکا کیا حکم ہے ابو ہریرہ نے کہا جائز ہے جب ابو ہریرہ حضرت عمر کی خدمت مین واپس آئے تو اس قصہ کا ذکر کیا اسپر حضرت عمر نے فرمایا کہ اگر تو کچہہ اور کہتا تو مین تیرے ساتہ ایسا ایسا کرتا یعنے بُری طرح پیش آتا اور اسلئے کہ صحابہ ہمیشہ حادثوں مین فتوے دیا کرتے تہے اور اسیطرح سب مسلمان کرتے چلے آئی ہین - اور اسلئے کہ اللہ تعالے نے فرمایا پوچہو تم جاننے والوںسے اگر تم انجان ہو جب اللہ تعالے نے جاہلونکو عالموںسے پوچہنے کا حکم فرمایا تو عالمونکو حکم کیا اسکا کہ جب کوئی اُنسے کچہہ پوچہے تو فوراً سوال کا جواب دین

چوتہا باب اس امر کے بیان مین کہ فتوے دینیکی لائق کون ہے اور کون نہین

کہا فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ نے کہ کسی شخص کو لائق نہین ہے کہ فتوے دیوے مگر جبکہ جانتا ہو اقوال صحابہ اور علما

اى اباحنيفة واصحابه ويعلم من اين قالوا و
يعرف معاملات الناس فان عرف اقاويل العلماء
ولم يعرف مذاهبهم فان سئل عن مسئلة يعلم ان
العلماء الذين ينتحل مذاهبهم قد اتفقوا عليه
فلا بأس بان يقول هذا جائز وهذا لا يجوز و
يكون قوله على سبيل الحكاية وان كانت مسئلة
قد اختلفوا فيها فلا بأس بان يقول هذا جائز
فى قول فلان ولا يجوز فى قول فلان ولا يجوز
له ان يختار قولا فيجيب بقول بعضهم ما لم
يعرف حجته روى الحسن بن زياد عن عمار وعن
عصام بن يوسف انه قال كنت فى مأتم فاجتمع
فيها اربعة من اصحاب ابى حنيفة رض زفر بن
هذيل وابو يوسف القاضى وعافية بن
يزيد وآخر قيل انه ابو مطيع فكلهم اجمعوا
على ان لا يحل لاحد ان يفتى بقولنا ما لم
يعلم من اين قلنا ذلك وروى ابراهيم بن
يوسف عن ابى يوسف عن ابى حنيفة رض انه
قال لا يحل لاحد ان يفتى بقولنا ما لم يعلم من
اين قلنا وروى عن عاصم بن يوسف عن ابى يوسف

یعنے ابو حنیفہ اور اُسکے شاگردونکی اور یہہ بھی جانتا ہو کہ علمانے
کہان سے کہا ہی اور جانتا ہو لوگون کے معاملونکو سو اگر علماکے اقوال کو
جانتا ہو اور اُنکے مذہبونکو پہچانتا ہو تو پہر اُس سے کوئی مسئلہ پوچہے
اگر وہ جانتا ہو کہ اِس مسئلہ پر وہ عالم جنکے مذہب منقول ہوتے
چلے آئی ہین متفق ہین تو اُسکو کچہہ اندیشہ نہین اگر وہ یون کہے
کہ یہ جایز ہے اور یہ ناجایز ہے اور یہ قول اُسکا علی سبیل الحکایت
شمار ہوگا اور اگر وہ مسئلہ ایسا ہے جسمین علمانے اختلاف کیا ہی تو
اگر وہ یون کہے کہ یہ جایز ہے فلان امام کے نزدیک اور یہ ناجایز ہے
فلان امام کے نزدیک اور اُسکو جایز نہین کہ اختیار کرلے کسی عالم
کے قول کو بغیر اُسکے دلیل جانے - روایت کیا حسن بن زیاد نے
عصام بن یوسف سے کہ اُنہون نے کہا تہا مین ماتم مین پس جمع
ہوئی اُسمین ابو حنیفہ کے چار شاگرد زفر بن ہذیل اور ابو یوسف
اور عافیۃ بن یزید اور ایک اور شخص بعضون نے کہا
کہ وہ ابو مطیع ہین پس سب نے بالاتفاق یہ فرمایا کہ
کسی شخصکو ہمارے قول پر فتوے دینا حلال نہین جبتک کہ وہ یہ نجانے
کہ ہمنے کہانسے کہا ہے اور روایت کیا ہے ابراہیم بن یوسف نے
ابو یوسف سے اُنہون نے ابو حنیفہ سے کہ اُنہون نے فرمایا کسی
شخصکو ہمارے قول پر فتوے دینا حلال نہین جبتک نجانے کہ ہمنے
کہان سے کہا ہے اور روایت کیا ہے عصام بن یوسف نے ابو یوسف سے

انه قيل له انك تكثر الخلاف لابي حنيفة قال
ان ابا حنيفة قد اوتي من العلم والفهم مالم نوت
فادرك بفهمه مالم ندرك ونحن لم نوت
من الفهم الا ما اوتينا ولا يسعنا ان نفتي بقوله
مالم نفهم قال الفقيه رضي الله عنه ينبغي لمن
جعل نفسه مفتيا او تولى شيئا من امور المسلمين
وجعل وجه الناس اليه ان لا يردهم قبل
ان يقضي حوائجهم الا من عذر ويستعمل فيه
الرفق والحلم وقد روى القاسم بن بجيرة
عن ابن ابي مريم وكانت له صحبة مع اصحاب
النبي عليه الصلوة والسلام ان النبي عليه الصلوة
والسلام قال من ولي من امور المسلمين شيئا فاحتجب
دون خلتهم وحاجتهم وفاقتهم احتجب الله
يوم القيمة دون خلته وحاجته وفاقته و
ينبغي للمفتي ان يكون متواضعا لينا ولا يكون
جبارا عنيدا ولا فظا غليظا لان الله تعالى
قال فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ
فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ

باب في الاختلاف

کہ کسی نے اُنسے یہ کہا کہ آپ ابو حنیفہ کا بہت خلاف کرتے ہین فرمایا
اِس لیئے کہ ابو حنیفہ کو جو علم تہا وہ ہمکو نصیب نہین اور جو اُنکو فہم تہے
وہ ہمکو میسر نہین ہمکو تو جتنی فہم دی گئی وہ ظاہر ہے اور جبتک کہ اُنکے
قولکو سمجہ نہ لین فتوی نہین دے سکتی ÷ کہا فقیہ ابواللیث نے
جو شخص مفتی ہو یا مسلمانون کے کسی کام کا متولی ہو یا مخلوق
اسکی معتقد ہو اُسکو لایق ہے کہ مخلوق کی حاجت روائی
کرے اور اُلٹا نہ پہیرے مگر ہان کوئی عذر ہو اور نرمی
اور حلم کو برتے ÷ روایت کیا ہے قاسم بن بجیرہ نے
ابن ابی مریم سے اور اُنکو صحابہؓ کی صحبت تہی کہ نبی
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مسلمانون کے کسی
کام کا متولی ہو اور وہ لوگون کی حاجت اور تنگی اور فاقہ
کی تدبیر نکرے اور پردہ مین بیٹہا رہے تو قیامت کو
اللہ تعالے اُسکی تنگی تکلیف اور اُسکی حاجت کی
کچہہ پرواہ نکریگا ÷ اور مفتی کو یہ لایق ہے کہ متواضع
اور نرم خو ہو جابر و تندخو و درشت رو و سخت دل نہو
اسلیئے کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے سو کچہہ مہربانی ہے اللہ
کی جو نرم خو ملا تو اُنکو اور اگر ہوتا تو سخت گو سخت دل
تو متفرق ہوجاتے تیرے گرد سے پانچوان

باب اختلاف کے بیان مین ÷

قال الفقيه ابو الليث رحمة الله عليه تكلم الناس
في المسئلة التي اختلف فيها العلماء قال بعضهم
كلاهما صواب وقال بعضهم احدهما صواب و
الاخر خطاء الا انه رفع عنه الاثم وهذا القول
اصح وقال بعضهم احدهما صواب وفي الخطاء
اجر اما حجة الطائفة الاولى فما روي عن
النبي صلى الله عليه وسلم انه امر بقطع نخل
بني النضير وكان ابو ليلى العامري المازني
يقطع العجوة وكان عبد الله بن سلام يقطع
اللين فقيل لابي ليلى لم تقطع العجوة قال
لان فيه كبتا للعدو وقيل لعبد الله بن
سلام لم تقطع اللين قال لاني اعلم ان
هذه النخيل تصير للنبي عليه الصلوة والسلام
فاريد ان يبقى له العجوة فنزل قوله تعالى
ما قطعتم من لينة او تركتموها قائمة
على اصولها فباذن الله فالله تعالى
رضي بما فعل الفريقان جميعا واما حجة
الطائفة الاخرى فما روي عن النبي
صلى الله عليه وسلم انه قال لعمرو بن العاص اقض

کہا فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ نے علما نے مسئلہ مختلف فیہ مین
گفتگو کی ہے بعضون نے کہا دونون قول صواب ہین اور بعضون نے
کہا ایک قول صواب ہے اور دوسرا خطا ہے مگر خطا کرنیوالے پر گناہ نہین
اور یہی قول صحیح ہے اور بعضون نے کہا ایک قول تو صواب ہے
اور خطا مین ثواب ہے دلیل پہلے گروہ کی وہ روایت ہے جو
رسول اللہ صلعم سے منقول ہے کہ آپنے بنی نضیر کے کھجور کے
باغ کو کاٹ ڈالنے کا ارشاد فرمایا تھا ابو لیلی عامری
مازنی تو چن چنکر عجوہ کھجور کو کاٹتے تھے اور عبد اللہ
بن سلام دوسرے قسم کو ابو لیلی سے کسی نے پوچھا آپ
عجوہ کو کیون کاٹتے ہین کہا اسلئے کہ اسمین دشمنون کا
نقصان زیادہ ہے اور عبد اللہ بن سلام سے کسی نے پوچھا
کہ آپ دوسرے قسم کی کھجور کیون کاٹتے ہین کہا اسلئے کہ یہ درخت
اب تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہوگئے سو میرا جی یون چاہتا
ہے کہ عجوہ جو کھجور کی عمدہ قسم ہے باقی رہے پس اسباب مین
یہ آیت اتری جو کاٹ ڈالا تمنے کھجور کا پیڑ یا کھڑا رہنے دیا اپنی
جڑ پر سو اللہ کے حکم سے ہے پس اللہ تعالے نے دونون کا فعل
پسند کیا + دوسرے گروہ کی دلیل یہ ہے جو مروی
ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ آپنے عمرو بن العاص
کو فرمایا کہ ان دونون مین فیصلہ کردو

بين هذين فقال اقضى وانت حاضر فقال نعم
فقال على فاذا اقضى قال على انك ان اصبت فلك
عشر حسنات وان اخطأت فلك اجر واحد فقد
بين النبي عليه الصلوة والسلام ان المجتهد
فى اجتهاده قد يخطى به وقد يصيب ع لان
الله تعالى قال وداود وسليمان اذ يحكمان فى الحرث
الى قوله ففهمناها سليمان فمدح سليمان
بفهمه انه ادرك بفهمه ما لم يدرك به داود
صلوات الله عليهما ولو كان كلا الحكمين
سواء صوابا فى اجتهاد الراى لكان لا يستوجب
المدح بفهمه واذا كان احد القولين خطاء
فقد رفع الاثم عنه لانه كان ماذونا بالاجتهاد
روى موسى الجهنى عن طلحة بن مطرف انه كان
اذا ذكر عنده الاختلاف قال لا تقولوا
الاختلاف ولكن قولوا السعة وقد روى
عن عمر بن عبد العزيز رح انه قال ما احب
ان لى بالاختلاف اصحاب رسول الله عليه الصلوة
والسلام حمر النعم يعنى ان اختلافهم احب الى من حمر
النعم لانهم لو لم يختلفوا لكان لا يجوز لاحد بعدهم الاختلاف

انہون نے عرض کیا کہ آپکے ہوتے فرمایا ہان اُنہون نے پھر عرض کیا
کہ اسمین مجھے کیا فائدہ ہے آپنے فرمایا تیرا یہ فائدہ ہے کہ اگر تیرا فیصلہ
کیا ہوا واقع مین حق ہوگا تو دش نیکیان پائیگی اور اگر واقع
مین غلط ہوگا تو ایک نیکی ملیگی سو نبی صلعم نے بیان فرما دیا کہ مجتہد
کبھی خطا کرتا ہے اور کبھی صواب ۔ دلیل دوسری یہ ہے کہ اللہ
تعالے نے فرمایا (یاد کرا ے محمد داؤد اور سلیمان کو جب فیصل کرنے لگے
کھیتی کا جھگڑا) یہانتک کہ فرمایا (پھر سمجھا دیا ہمنے وہ فیصلہ
سلیمانکو) پس اللہ تعالے نے حضرت سلیمانکی سمجھ کی تعریف کی
اسلئے کہ حضرت سلیمان نے اپنے فہم سے وہ امر دریافت کیا جو حضرت
داؤد دریافت نکر سکے اور اگر دونون حکم برابر صواب ہوتے تو حضرت
سلیمان کی سمجھ لائق تعریف نہوتی ۔ اور جب دونون قولون مین سے
ایک قول خطا ہو تو خطا کرنیوالے پر گناہ نہین کیونکہ اُسکو اجازت اجتہاد
کی شارع سے حاصل تھی ۔ اور روایت کیا موسیٰ بن جہنی نے طلحہ بن مطرف سے
کہ اُنکے سامنے جب کبھی اختلاف کا ذکر آتا تو کہتے کہ اختلاف نہ
کہو اُسکو بلکہ وسعت کہو ۔ اور حضرت عمر بن عبد العزیز
سے مروی ہے کہ اُنہون نے فرمایا کہ مجھکو صحابہ کا
اختلاف سرخ اونٹون سے بھی زیادہ محبوب ہے
اسلئے کہ اگر صحابہ اختلاف نکرتے تو بعد صحابہ
رضی اللہ عنہم کے کسی کو اختلاف جائز نہوتا ۔

واذا لم يجز الاختلاف لضاق الامر على
الناس وروى عن القاسم بن محمد انه
قال اختلاف الصحابة كان رحمة للمسلمين

باب رواية الحديث بالمعنى

قال الفقيه ابو الليث رحمه الله اختلف الناس
في رواية الحديث بالمعنى قال بعضهم
لا يجوز الا بلفظه وقال بعضهم يجوز
وهذا هو الاصح اما حجة طائفة الاولى
فما روى عن النبي صلى الله عليه وسلم انه
قال نضر الله امرأ سمع حديثا فبلغه كما
سمع وروى عن براء بن عازب ان النبي
عليه الصلوة والسلام علم رجلا دعاءً
فيلقيه وكان في آخره آمنت بكتابك الذي انزلت
ونبيك الذي ارسلت فقال الرجل وبرسولك الذي
ارسلت فقال النبي عليه الصلوة والسلام قل ونبيك
الذي ارسلت فنهاه عن تغيير اللفظ واما حجة الطائفة
الاخرى بانه يجوز لان النبي عليه الصلوة والسلام قال
الا فليبلغ الشاهد الغائب فقد امر بالتبليغ عاماً
يبلغ كل قوم بلغتهم وروى عن واثلة ابن الاسقع كان

تو بعد صحابہ کے کسیکو بھی اختلاف جایز نہوتا اور جب
اختلاف جایز نہوتا تو عوام پر بڑی تنگی ہوتی + اور قاسم
بن محمد سے مروی ہے کہ اختلاف صحابہ کا مسلمانوں کے واسطے رحمت

ہے چوتھا باب روایت بالمعنی کی بیان میں

کہا ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ نے کہ علما نے اختلاف
کیا ہے حدیث کے بالمعنے روایت کرنے میں بعضوں نے
کہا کہ روایت بالمعنے جایز ہی نہین اور بعضوں نے کہا
جایز ہے اور یہی صحیح ہے + پہلے گروہ کی تو دلیل ہے
جو کہ مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپنے
فرمایا کہ تر و تازہ رکھے اللہ تعالی اُس شخص کو کہ سنا اُسنے
حدیث کو پھر پہنچا دیا اُسکو جیسا سنا تہا اور مروی ہے براء
بن عازب سے کہ نبی نے صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی کو دعا سکھاتے
تھے اور اُس دعا کے آخیر میں یہ لفظ تھے جنکا ترجمہ ہے ایمان لایا مین اُس
کتاب پر جو تو نے نازل فرمائی اور اُس نبی پر جو تو نے بھیجا اُس آدمی نے
بنبیک کی جگہ برسولک کہا تو آپنے فرمایا کہ بنبیک پڑھ پس آپنے
لفظ بدلنے کو منع فرمایا + اور دوسرے گروہ کی دلیل یہ ہے
کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ حاضر غائب کو پہنچا دے
پس آپنے سبکو تبلیغ کا حکم فرمایا اور ظاہر ہے کہ ہر قوم اپنی
زبان میں تبلیغ احکام کریگی + اور روایت ہے واثلہ بن الاسقع سے کہ

من الصحابة قال اذا حدثنا كم عن المعنے
فحسبكم وقال ابن عوف كان ابراهيم
النخعي والشعبي والحسن البصري رضي
الله عنهم يروون ويأتون بالحديث
علے المعنے قال وكيع لو لم يكن الحديث
بالمعنے واسعا لهلك الناس وقال سفيان
الثوري رحمه الله اني لو قلت لكم انے
احدثكم كما سمعت فلا تصدقوني ولان
الله تعالى قال فلولا نفر من كل فرقة منهم
طائفة ليتفقهوا في الدين ولينذروا
قومهم اذا رجعوا اليهم فلو كان قوم لا يفقهون
بلفظة العربية فلا بد لهم من البيان والتفسير
بلغتهم فثبت ان العبرة للمعنے لا للفظ +

باب رواية الحديث والاجازة

قال الفقيه ابو الليث رحمه الله اختلف الناس
في رواية الحديث والاجازة لو قال مكان
حدثنا اخبرنا او قال مكان اخبرنا حدثنا
هل يجوز ام لا قال بعض اهل الحديث
اذا قرأت الحديث علے محدث

صحابی سے کہ فرماتے تھے جب ہم تمسے حدیث کو بالمعنے روایت
کرین تو تمکو کافی ہے + اور کہا ابن عوف نے کہ ابراہیم نخعی
اور شعبی اور حسن بصری رضی اللہ عنہم حدیث کو بالمعنے روایت
کیا کرتے تھے۔ اور کہا وکیع نے اگر حدیث بالمعنے کی گنجایش
نہوتی تو مخلوق ہلاک ہوجاتی۔ اور کہا سفیان ثوری
رحمہ اللہ علیہ نے کہ اگر مین تمسے کہون کہ مین اُسی طرح
حدیث بیان کرتا ہون جسطرح مین سنتا ہون تو میری
تصدیق نکرو۔ اور اسلئے کہ اللہ تعالی نے فرمایا سو کیون
نہ نکلے ہر فرقہ مین سے انکا ایک حصہ تا سمجھ پیدا کرین
دین مین اور تا خبر پہنچاوین اپنی قوم کو جب پھر آوین
اُنکی طرف پس اگر کوئی قوم ایسی ہو کہ زبان عربی نسمجھے
تو ضرور ہے کہ انکی زبان مین بیان کیا جاے پس ثابت
ہوئی یہ بات کہ اعتبار معنونکا ہے نہ لفظونکا سا توان

باب حدیث کی روایت کرنے مین

اور اجازت مین کہا فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ
علیہ نے علماء نے اختلاف کیا ہے روایت حدیث مین
اور اجازت مین + اگر کہا حدثنا کی جگہہ اخبرنا یا کہا
اخبرنا کی جگہہ حدثنا کیا جایز ہے یا نہین + کہا بعض
محدثین نے جب تو نے کسی محدث کو حدیث پڑھکر سنائی

فاردت ان تروى عنه ينبغى ان تقول اخبرنا
فلان ولو كان المحدث قرأ عليك فقل حدثنا فلان
وقال اكثر اهل العلم كلاهما سواء وبه ناخذ
قال روى عن ابى يوسف القاضى رحمه الله انه
قال اذا قرأت الحديث على فقيه او قرأ عليك
فان شئت قلت حدثنا وان شئت قلت اخبرنا
وان شئت قلت سمعته من فلان وروى عن
ابى مطيع البلخى انه قال سألت اباحنيفة رضى الله
عنه فقلت اقول حدثنا او اقول اخبرنا قال
ان شئت قلت حدثنا وان شئت قلت اخبرنا
وروى عن شعبة بن الحجاج انه قال ان شئتم قلتم اخبرنا وان شئتم
قلتم حدثنا وان شئتم قلتم انبأنا واذا قال
المحدث اجزت لك ان تحدث عنى فلا يجوز
لك ان تقول حدثنا ولا اخبرنا وجاز لك
ان تقول اجاز لى فلان قال الفقيه ابو الليث
رحمه الله سمعت الخليل بن احمد قال سمعت
ابا طاهر احمد بن سفيان الدباس يقول
اذا قال الفقيه اجزت لك بان تحدث
عنى فكأنه قال اجزت لك بان

اور پہر تو نے روایت کا ارادہ کیا تو تجھکو اخبرنا فلان کہنا
چاہیئے - اور اگر محدث تجھکو حدیث پڑہکر سناوی تو تجھکو
حدثنا فلان کہنا چاہیئے اور اکثر علماء دونوں کو برابر کہتے
ہین اور اسی پر ہمارا عملدرآمد ہے + اور مروی ہے امام
ابو یوسف رحمہ سے کہ انہون نے فرمایا جب تو حدیث کو
پڑہکر سنائے یا سنے تو تجھکو اختیار ہے جی چاہے حدثنا
کہہ جی چاہے اخبرنا کہہ جی چاہے سمعتہ من فلان کہہ
+ ابو مطیع بلخی کہتے ہین کہ مین نے امام ابوحنیفہ سے پوچھا
کہ حدثنا کہون یا اخبرنا کہون فرمایا تیرا جی چاہے حدثنا کہہ
یا اخبرنا کہہ + اور شعبہ بن الحجاج سے روایت ہی کہ انہون نے
کہا کہ تمہارا جی چاہے اخبرنا کہو تمہارا جی چاہے حدثنا
کہو جی چاہے انبأنا کہو - اور جب محدث نے کہا مین نے
تجھکو اجازت دی کہ تو حدیث کی روایت مجھسے کرے تو تجھکو جائز
نہین کہ حدثنا یا اخبرنا کہے ہان یہ کہنا جایز ہے کہ
فلان محدث نے مجھکو اجازت دی ہے + کہا فقیہ ابو اللیث
رحمۃ اللہ علیہ نے کہ خلیل بن احمد سے مین نے سنا ہے کہ
انہون نے ابو طاہر احمد بن سفیان دباس کو کہتے سنا ہے
جبکہ محدث نے کہا کہ مین نے اجازت دی کہ تو مجھسے حدیث
روایت کر تو گویا اسنے کہا کہ مین نے اجازت دی تجھکو

بان يكذب علي ولو كتب اليك المحدث بحديث
او دفع اليك كتابه وقال حدثني فلان
بجميع ما فيه جاز لك ان تقول اخبرني فلان و
لا يجوز لك ان تقول حدثنا لان الكتابة خبر و
التحديث لا يكون الا بالمخاطبة الا ترى ان من حلف
ان لا يخبر فلانا بكذا فكتب اليه فانه يحنث في يمينه ولو حلف ان
لا يحدث فكتب اليه لا يحنث ما لم يخاطبه روى
ابو حمزة عن عبد الله بن عمر رضي الله عنه قال
رأيت ابن شهاب يؤتى بالكتاب
فيقال له هذا كتابك عرفته فيقول نعم
فيرضون به بما قرأ وكما قرأ عليهم و
كما قرأوا عليه فيستنسخونه ويجيزونه
وروي عن عبد العزيز بن ابان عن
شعبة رض قال كتبت الى منصور بن المعتمر
بحديث فلقيته فسألته عن ذلك
فقال اليس قد كتبت اليك فقلت انا
كتبت الي اقول فقد حدثني به قال
نعم فذكرت ذلك لايوب فقال صدق
اذا كتب اليك فقد حدثك وروى

تجھکو جھوٹ بولنے کی اپنے اوپر اگر کسی محدث نے حدیث
لکھ بھیجی یا کتاب اپنی تجھکو دیدی اور کہا مجھسے حدیث کی فلانے
نے ساری اُس چیز کی جو اس کتاب میں ہے جایز ہے تجھکو کہ اخبرنی
فلان کہے اور حدثنا کہنا تجھکو جایز نہیں اسلئے کہ کتابت خبر ہے اور
حدیث آمنے سامنے ہوتی ہے + کیا تجھکو خبر نہیں کہ اگر کسی شخص نے
قسم کہائی کہ فلانے کو فلانی خبر نہ دونگا پھر یہی خبر لکھ بھیجی تو
اُس شخص کی قسم ٹوٹ جائیگی + اور اگر قسم کہائی کہ حدیث
نہیں کریگا پھر لکھ بھیجا تو قسم نہیں ٹوٹتی کی جبتک کہ آمنے
سامنے ہو کر حدیث نکرے + اور روایت کیا ہے عبد اللہ بن عمر نے
کہ کہا انہوں نے میں نے دیکھا ابن شہاب کو کہ اُنکے پاس کوئی کتاب لایا
جاتی اور کہا جاتا کہ یہ آپکی کتاب ہے آپ پہچانتے ہیں انہوں نے فرمایا ہاں پس خوشی
ہو اس سے ایسے جیسے کہ اگر پڑھتے وہ اس کتاب کو اُنپر یا پڑھتے وہ لوگ
اُنپر اور پھر لکھتے وہ اسکو اور خبر دیتے اُسکی اوروں کو + اور روایت
کیا ہے عبد العزیز بن ابان نے شعبہ سے کہ کہا انہوں نے لکھ بھیجی منصور
بن معتمر کو ایک حدیث پھر ملا میں اُنسے اور سوال کیا اُس حدیث
سے تو کہا انہوں نے وہ حدیث میں نے تجھکو لکھ بھیجی تھی میں نے کہا
کیا لکھ بھیجنا حدیث کرنے کے برابر ہے کہا اور کیا پھر
میں نے ایوب سے یہ ماجرا ذکر کیا تو انہوں نے کہا سچ تو
ہے جب اُسنے حدیث لکھ بھیجی تو گویا حدیث بیان کر دیا

عن محمد بن الحسن انه قال كتابة العالم اليك
وسماعك منه بمنزلة واحدة لا ينبغي يجوز
الرواية عنه اذ كتب العالم اليك كما يجوز
لو سمعت منه ولكن يختلفان في لفظ الرواية

باب اخذ العلم من الثقات

قال الفقيه رضي الله عنه وينبغي للمتعلم
ان لا ياخذ العلم الا من امين ثقة
لان قوام الدين بالعلم فينبغي ان لا
يأتمن الرجل على دينه الا من يجوز ان
يؤتمن عليه وروى عباد بن كثير عن
النبي عليه الصلوٰة والسلام انه قال لا
تحدثوا عمن لا تقبلوا شهادته وعن محمد
ابن سيرين انه قال ان هذا العلم دين
فانظروا الى دينكم عمن تاخذونه و
عن الحسن انه قال من قال قولا حسنا وعمل عملا
سيئا فلا تأخذوا عنه علما الا تعلما ولا
تعملوا بعمله ولا تعتمدوا عليه فان
قيل اليس قد روى انس بن مالك
رضي الله عنه عن النبي عليه

اور امام محمد سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کسی عالم کا تجھکو کچھ لکھ بھیجنا اور تیرا اُس سے خود سننا برابر ہے یعنی تجھے اُس سے روایت کرنی جائز ہے اگر اُسنے تجھے کچھ لکھ بھیجا ہے جیسے جائز ہے اگر اُس سے تو نے کچھ سُنا ہاں یہ دونوں لفظ روایت میں مختلف ہونگے

باب آٹھواں اس بیان میں کہ علم ثقہ لوگوں سے سیکھنا چاہیے

کہا فقیہ ابو اللیث رضی اللہ عنہ نے لائق ہے سیکھنے والی کو کہ ہر شخص سے علم حاصل کرے امانت دار دیانت دار سے سیکھے اسلئے کہ قیام دین کا علم سے ہے سو آدمی کو یہ لائق ہے کہ اپنے دین کو ایسے شخص کے پاس امانت رکھے جسکو امانت دار سمجھے ۔ اور عباد بن کثیر نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کیا ہے کہ آپنے فرمایا نہ حدیث روایت کرو مگر اُس شخص سے جسکے شہادت قبول کر سکو اور محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ وہ کہا کرتے تھے یہ علم دین ہے جنسے علم سیکھو پہلے اُنکو دیکھ بھال لو اور حضرت حسن سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا جو شخص اوروں کو حق بات بتائے اور خود بری عمل کرے اُس سے علم کو سیکھ تو لو مگر ویسے عمل نہ کرو اور نہ اُسکے افعال پر اعتماد کرو ۔ اور انس بن مالک رضی اللہ تعالے عنہ روایت کرتے ہیں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے

عليه الصلوة والسلام انه قال العلم ضالة
المؤمن حيث ما وجده اخذه قيل له حيث
ما وجده اخذه اذا كان الذي اخبره به
ثقة واذا كان الذي اخبره به غير ثقة
فلا ياخذ منه ولو ان رجلا سمع حديثا
او سمع مسئلة فان كان موافقا للاصول
جاز له ان يعمل به فان لم يكن القائل ثقة
فلا يسعه ان يقبل منه الا ان يكون قولا
يوافق الاصول فيجوز العمل به ولا يقع به
العلم والا فلا وكذلك لو وجد حديثا مكتوبا
او مسئلة فان كان موافقا للاصول جاز له
ان يعمل به والا فلا- وروى عبد الرحمن
بن ابي ليلى عن علي ابن ابي طالب رضي الله
عنه عن النبي عليه الصلوة والسلام
قال من حدث بحديث وهو يرى انه
كذب فهو احد الكاذبين +

باب اباحة المجلس للعظة

قال الفقيه ابو الليث رحمه الله كره
بعض الناس الجلوس للعظة

علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا
کہ علم مسلمان کی گم ہوئی چیز ہے سو جہان کہین اُسکو پاوے
لیلے- اور مُراد جہان کہین پانے سے یہ ہے کہ جو کوئی
ثقہ ہو اُس سے علم سیکہہ لے اور جو ثقہ نہو تو نہ سیکہے +
اگر کسی شخص نے کوئی حدیث یا کوئی مسئلہ سُنا اگر وہ حدیث
یا مسئلہ اصول دین کے موافق ہے تو اُسپر عمل کرنا جایز
ہے اگر قایل ثقہ نہو تو اُس شخص کو گنجایش نہین کہ
اُسکے قول کو قبول کرے ہان اگر وہ قول اصول دین
کے موافق ہو تو قبول کرے اور اُسپر عمل کرنا بہی جایز
ہے- اِسیطرح اگر کوئی حدیث لکہی ہوئی ملگئی یا
کوئی مسئلہ ملگیا تو اگر وہ حدیث و مسئلہ اصول کے
موافق ہو تو اُسپر عمل بہی جایز ہے نہین تو نہین +
اور عبدالرحمن بن ابی لیلی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے
روایت کرتے ہین کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا
جو مجہسے کوئی حدیث روایت کرے اور وہ جانتا ہو کہ
یہ حدیث جہوٹی ہے تو وہ دو جہوٹون مین کا ایک جہوٹا
ہے +

نوان باب اس بیان مین ہے کہ مجلس وعظ کی جایز ہے

کہا فقیہ ابو اللیث
رحمۃ اللہ علیہ نے بعضے علما نے لوگون کے جمع ہونکو وعظ کے

وقال بعضهم لا بأس به اذا اراد به
وجه الله تبارك وتعالى وهذا اشبه الصحيح
فامامن كره ذلك فاحتج بما روى عن عمرو
ابن شعيب عن ابيه عن جده ان النبي عليه
الصلوة والسلام قال لا يعظ الناس الا
اميرا ومامورا او مراء وعن تميم الداري
انه استاذن عمر بن الخطاب رضي الله عنه
انه يعظ الناس في كل سبت يوما قال وما
تصنع بذلك قال اذكر الناس فقال قل
ماشئت واعلم انه كالذبح وهذا كما قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم من استقضى
فقد ذبح بغير سكين وعن النبي عليه
الصلوة والسلام انه قال القاص ينتظر
المقت والمستمع ينتظر الرحمة وعن ابي
قلابة انه انصرف عن الصلوة فجاء
رجل يقص وينصح فقال له ابو قلابة
انما انت حمار ناهق وتروث
نهاقا ان عدت الينا لنوذينك
وعن ابراهيم النخعي انه قال اني

لئے مکروہ کہا ہے - اور بعضون نے کہا کچھہ ڈر نہین اگر
وعظ خدا کے واسطے ہو اور یہی قول صحیح ہے جنہون نے
اِس مجلس کو مکروہ کہا ہے اُنکی حجت وہ روایت ہے کہ جو عمر
بن شعیب نے اپنی سند سے نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے
نقل کی ہے فرمایا کہ نصیحت نہین کرتا مخلوق کو مگر یا تو
امیر یا اُسکا نائب یا ریاکار + اور حضرت تمیم داری سے مروی
ہے کہ اُنہون نے حضرت عمر سے ہر ہفتہ کے دن وعظ کہنے
کی اجازت مانگی آپنے فرمایا اس وعظ سے تمہارا کیا مقصد
ہے کہا لوگون کا نصیحت کرنا فرمایا اچھا جو جی چاہے
کہو لیکن یہ سمجھہ لو کہ وعظ کہنا ذبح ہونے کے برابر ہے
اور یہ قول حضرت عمر کا ایسا ہے جیسا رسول اللہ صلعم نے
فرمایا جس شخص نے منصب قضا طلب کیا گویا وہ بے چھری
ذبح ہوا + اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپنے
فرمایا واعظ انتظار کرتا ہے خدا کے غصہ کا اور سننے والا
منتظر ہے رحمت کا اور ابو قلابہ سے مروی ہے کہ وہ ایک دفعہ
نماز سے فارغ ہوے تو ایک شخص آکر وعظ کہنے لگا سو
ابو قلابہ نے کہا تو حمار ناہق ہے اور جو کچھہ کہ روایت کرتا ہے مثل گدہے
کی آواز ہے اور اگر تو ہمارے ہاتھہ لگیگا تو ہم تجھے خوب سمجھہ لینگے
اور ابراہیم نخعی سے مروی ہے کہ اُنہون نے فرمایا کہ مین

اكره القصص لثلاث آيات لقوله تعالى
اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسكم
وقوله تعالى عز وجل لم تقولون ما لا
تفعلون وقوله تعالى وما اريد ان اخالفكم
الى ما انهاكم عنه وفي الحديث ان الله
تعالى اوحى الى عيسى عليه السلام ان عظ
نفسك فان اتعظت فعظ الناس والا
فاستحي مني واما حجة من قال انه لا
بأس به فقول الله تعالى وذكر فان الذكرى
تنفع المؤمنين وقال الله تعالى في اية
اخرى ولينذروا قومهم اذا رجعوا اليهم لعلهم
يحذرون وعن عمر رض انه قال يا معشر
القصاص لا تقصوا فقد فقه الناس
ففي هذا الخبر دليل على ان القوم اذا
لم يعلموا فلا بأس به وروي عن عبد
الله بن مسعود انه كان يذكر الناس
كل عشية الخميس وهو قائم على رجليه
يدعو بدعوات وروى عطاء عن
ابي هريرة انه قال من كتم علما

وعظ کو تین آیتوں کی وجہ سے مکروہ جانتا ہوں اول تو
یہ آیت ہے اللہ تعالے فرماتا ہے کیا حکم کرتے ہو لوگوں کو نیک کام
کا اور بھولتے ہو اپنکو۔ دوسری آیت یہ ہے کیوں کہتے ہو منھ
سے جو نہیں کرتے۔ تیسری آیت یہ ہے اور میں نہیں چاہتا
کہ پیچھے آپ کروں جو کام تمسے چھڑاوں ۔ اور حدیث
مین آیا ہے کہ اللہ تعالے نے عیسیٰ کی طرف وحی کی کہ پہلے اپنے
نفس کو نصیحت کر جب وہ نصیحت مان لے تب اوروں کو نصیحت
کر اور اگر یوں نکرے تو مجھسے حیا کر۔ اور دلیل اُن لوگوں
کی جو کہتے ہیں وعظ کہنے میں کچھ حرج نہیں یہ قول اللہ
تعالے کا ہے اور نصیحت کر بیشک نصیحت مسلمانوں کو نفع دیگی ۔
اور فرمایا اللہ تعالے نے دوسری آیت میں اور تا خبر پہنچا دیں اپنے
قوم کو جب پہر آویں انکی طرف شاید وہ بچتے ہیں ۔ اور حضرت عمر
رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے اے گروہ واعظوں کے اب وعظ نکہو اسلئے کہ
لوگ سمجھدار ہوگئے ۔ سو قول حضرت عمر کا اسکی دلیل ہے کہ اگر لوگ
انجان ہوں تو وعظ کہنے کا کچھ مضائقہ نہیں ۔ اور عبداللہ
بن مسعود سے مروی ہے کہ وہ ہر جمعرات کی شام کو
کھڑے ہو کر لوگوں کو نصیحت کیا کرتے تھے اور
دعائیں مانگا کرتے تھے ۔ اور عطا نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت
کی ہے کہ انہوں نے فرمایا جو شخص علم کو چھپاویگا قیامت کو

بعلمه يلجم بلجام من النار يوم القيامة ورُوي عن النبي عليه الصلوة والسلام مثله وعن ابي هريرة انه قال لولا اية من كتاب الله ما جلست للناس وهو قوله تعالى ان الذين يكتمون ما انزلنا من البينات والهدى الاية وروي عن عبد الله بن عمر رضي الله عنه عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال بلغوا عني ولو اية وحدثوا عن بني اسرائيل ولا حرج من كذب علي متعمدا فليتبوأ مقعده من النار وقال الحسن لولا العلماء لصار الناس مثل البهائم

باب اداب المذكرين

قال الفقيه ابو الليث رحمة الله عليه ان اول ما يحتاج اليه المذكر يجب ان يكون صالحا لنفسه لانه لو لم يكن صالحا فانه يهرب منه العقلاء ويقتدي به السفهاء فيكون في ذلك فساد العالم و كلامه لا ينجع في قلوب الناس والثاني ينبغي

اُسکے مونہہ مین آگ کی لگام دیجاویگی + اور مثل اِس روایت کے نبی علیہ السلام سے بھی مروی ہے اور حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ اُنہون نے فرمایا کہ اگر آیت کتاب اللہ کی نہوتی تو لوگونکی تعلیم کیلیے یون نہ بیٹھتا اور وہ آیت یہ ہے۔ جو لوگ چھپاتے ہین جو کچھہ ہمنے اُتارے صاف حکم اور راہ کے نشان آخر آیت تک اور روایت ہے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میری طرف سے لوگونکو پہنچا دو اگرچہ تمہارے پاس ایک ہی آیت ہو اور بنی اسرائیل سے حدیثین روایت کرو اور اسمین کچھہ حرج نہین جو مجھہ پر بناکر جھوٹ بولے اُسکو چاہیے کہ اپنا ٹھکانا آگ مین کر لے + اور حضرت حسن نے فرمایا اگر علما نہوتے تو خلقت مثل جانورون کے ہوجاتی +

دسوان باب آداب واعظین کے بیان مین

کہا فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ نے اوّل تو نصیحت کرنے والیکو یہ ضرور ہے کہ وہ فی نفسہ نیک ہو اسلیے کہ اگر نیک نہوگا تو سمجھہ دار لوگ اُسکے پاس نہ پھٹکین گے اور بیوقوف اُسکی پیروی کرین گے اور اِس مین عالم مین فتنہ و فساد ہوگا اور اُس شخص کے کلام لوگون کے دلونمین تاثیر نہ کرین گے دوسری بات نصیحت کرنے والے کو یہہ

للمذكر ان يكون ورعا فلا يحدث الناس
بحديث لم يصح عنده لانه روى عن
علی بن ابی طالب رضی الله عنه عن النبی علیه
الصلوة والسلام انه قال من حدث
بحديث وهو يرى انه كذب فهو احد
الكاذبين والثالث ينبغى ان لا يطول
المجلس فيمل الناس فتذهب بركة المجلس
والعلم وروى عن عبد الله بن مسعود
انه قال ان للقلوب نشاطا واقبالا وان
لها تولية وادبارا فحدثوا القوم ما اقبلوا
عليكم وروى الزهرى عن النبى عليه الصلوة
والسلام انه قال روحوا القلوب ساعة
بعد ساعة وروى زيد بن اسلم عن ابيه
قال كان قاص فى بنى اسرائيل فيطول عليهم
فاملهم فلعن ولعنوا والرابع ينبغى للمذكر
ان يكون متواضعا لينا ولا ينبغى ان
يكون متكبرا فظا غليظ القلب لان التواضع
واللين من اخلاق النبى عليه الصلوة والسلام
قال الله تعالى فبما رحمة من الله لنت لهم ولو

یہ ضروری ہی کہ متقی ہو ایسی حدیث لوگون سی نکری جو صحیح
نہو اسلئی کہ حضرت علی رضی نبی علیہ السلام سے روایت کرتے
ہین کہ آپنے فرمایا جو شخص کوئی حدیث بیان کرے اور جانتا
ہو کہ وہ جہوٹی ہے تو وہ دو جہوٹون مین کا ایک ہے اور تیسرے
بات اسکو یہ ضروری ہے کہ مجلس دراز نکرے اور لوگ گہبرائین
اور برکت مجلس اور علم کی بہی جاتی رہے اور عبداللہ بن مسعود رضی
سے مروی ہے کہ ایک وقت دلونکی خوشی کا ہوتا ہے اور لگنے کا
ہوتا ہے اور ایک وقت دلونکے اکتانی اور گہبرانی کا
ہوتا ہی پس لوگونکو نصیحت کیا کرو جبتک انکا جی لگا
رہے اور زہری نبی علیہ الصلوۃ والسلام سی روایت کرتے
ہین کہ آپنے فرمایا راحت دو دلونکو تہوڑی تہوڑی دیر کے
بعد + اور زید بن اسلم اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ
بنی اسرائیل مین ایک واعظ تہا کہ بہت دیر تک وعظ
کہا کرتا تہا یہانتک کہ لوگ اکتا جایا کرتے تہے پس لعنت
کیا گیا وہ اور سب اکتانے والے + اور چوتہے واعظ کو ضروری ہے
کہ متواضع ہو نرم دل ہو اور نہین لائق ہے اسکو کہ متکبر
و بدگو سخت دل ہو اسواسطے کہ تواضع اور نرمی رسول
اللہ صلعم کے اخلاق مین سے ہے اللہ تعالی نے فرمایا ہے
پس کچہہ مہربانی ہے اللہ کی کہ نرم خو ہوا تو ان کے لئے اور اگر

كنت فظا غليظ القلب لانفضوا من حولك
الخامس اذا اراد ان يخبر الناس بشئ من
الفضائل او من الصلوة او من الصدقة او
من الصوم فينبغي ان يعمل به اولا حتى
لا يكون من اهل هذه الاية اتأمرون الناس
بالبر وتنسون انفسكم وقال ابراهيم النخعي
اني اكره القصص لثلاث ايات من كتاب
الله وقد ذكرناها السادس ان يكون
عالما بتفسير القرآن والاخبار واقاويل
الفقهاء والعلماء وروي عن علي رضي الله
عنه انه رأى رجلا يقص فقال له اتعرف
الناسخ من المنسوخ فقال لا فقال له هلكت
واهلكت والسابع ينبغي للمذكر اذا حدث
الناس ان لا يقبل بوجهه على رجل واحد
ولكن يعمهم وقد روي عن حبيب بن ابي ثابت
انه قال من السنة ان لا يقبل الواعظ بوجهه على
رجل واحد ولكن يعمهم والثامن لا ينبغي
للمذكر ان يكون طامعا لان الطمع يذل
الانسان ويذهب بماء الوجه والعلم

ہوتا تو سخت گو سخت دل تو متفرق ہو جاتے تیرے گرد
سی + پانچویں واعظ کو ضرور ہے کہ جب فضائل نماز و روزہ
اور صدقہ وغیرہ کا لوگوں سے بیان کرے تو پہلے اسکو چاہیے
کہ خود عمل کرے تاکہ اس آیت کا مصداق نہ بنے کیا حکم کرتے
ہو اوروں کو نیکی کا اور اپنے آپکو بھول جاتے ہو + اور ابراہیم نخعی
کہتے ہیں کہ میں تو وعظ کہنے کو اچھا نہیں سمجھتا ان تین
آیتوں کی وجہ سے اور انکو ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں + چھٹے واعظ
کو یہ ضرور ہے کہ تفسیر قرآن کو اور حدیثوں اور اقوال فقہاء
اور علماء کو جانتا ہو + اور حضرت علی رض سے مروی ہے کہ
انہوں نے ایک شخص کو وعظ کہتے ہوئے دیکھا اور کہا
کیا تو ناسخ و منسوخ کو جانتا ہے اسنے کہا نہیں آپنے
فرمایا تو خود بھی ڈوبا اور اوروں کو بھی ڈبویا + ساتویں
واعظ کو یہ ضرور ہے کہ جب لوگوں کو نصیحت کرے تو کسی خاص
آدمی کی طرف نہ متوجہ ہو بلکہ سب کی طرف متوجہ ہو
اسلئے کہ حبیب بن ابی ثابت سی مروی ہے کہ انہوں نے
فرمایا مسنون ہے یہ بات کہ نہ متوجہ ہو واعظ خاص شخص
کی طرف بلکہ سب کے طرف متوجہ ہو + آٹھویں واعظ کو
یہ ضرور ہے کہ طامع نہو اسلئے کہ طمع آدمی کو ذلیل کر دیتی
ہے اور چہرہ کی رونق اور علم کی برکت کھو دیتی ہے

ولو اهدى اليه انسان بغير مسالة فلا
باس بان يقبل هديته والتاسع ينبغي
للمذكر ان يذكر في المجلس الخوف
والرجاء ولا يجعل كله خوفا ولا كله
رجاء لانه نهى عن ذلك والعاشر ان
احتاج المذكر الى تطويل المجلس
فيستحب له ان يجعل في خلال مجلسه
كلاما يستظرفونه ويتنشطون و
يتبسّمون وينشطون بذلك اسے
يشتهون بذلك فلا يسأمون فان
ذلك يزيد نشاطا واقبالا على السماع
وقد روى عن عمر رضي الله عنه انه
كان اذا جلس رغب الناس في الآخرة
وزهدهم عن الدنيا فاذا راهم قد كسلوا اخذ
في ذكر الغرس والبناء والحيطان فاذا راهم قد
نشطوا اقبل في ذكر الآخرة **باب الحث على**
طلب العلم وتفضيل الفقه على غيره قال الفقيه
ابو الليث رحمه الله ينبغي للانسان ان يتعلم
العلم ولا يقنع بالجهل لان الله تعالى قال قل هل

اور اگر کوئی شخص تحفہ بھیجے تو اسکے قبول کرنے مین
کچھ برائی نہین ٭ نوین واعظ کو یہ ضرور ہے کہ وعظ
مین مضمون خوف اور امید کے بیان کرے فقط خوف
کے یا فقط امید کے نہ بیان کرے اسلیئے کہ یہہ
ممنوع ہے ٭ دسوین اگر واعظ کو کبھی احتیاج ہو
کہ مجلس وعظ دیر تک رہے تو اُسکو مناسب ہے کہ
کچھ کلام ظریفانہ کرے جس سے لوگون کے دل
کہلین وعظ سے اُکتا نہ جائین اسلیئے کہ ایسے کلام سے
آدمی کا جی خوش ہوجاتا ہے اور وعظ کے سُننے کا
مُشتاق ہوتا ہے حضرت عمر سے مروی ہے کہ جب وہ
لوگونکو آخرت کی طرف رغبت دلانے اور دُنیا سے نفرت
دلانے کو بیٹھا کرتے تھے تو اگر لوگونکو دیکھا اُکتائے ہوئے تو
درخت لگانے اور مکان بنانے کا ذکر کرنے لگتے تھے
پھر جب دیکھتے تھے کہ لوگونکا جی لگا ہے تو پھر آخرت کا
ذکر چھیڑ دیتے **گیارھوان باب آمادہ کرنے**
مین طلب علم پر اور فضیلت بیان کرنے مین
فقہ کے اُسکی غیر پر کہا فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ
نے انسان کو لائق ہے کہ علم سیکھے اور جہل پر قناعت نکرے
اسلیئے کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہہ دے کیا

يستوي الذين يعلمون والذين لا يعلمون
ففضل اهل العلم على غيرهم وقال النبي صلى
الله عليه وسلم وعلى اله لا خير فيمن لم يكن عالماً
او متعلماً وقال ابو الدرداء مالي ارى علماءكم
يموتون وجهالكم لا يتعلمون تعلموا العلم قبل
ان يرفع العلم فان رفع العلم بذهاب العلماء
وقال عروة بن الزبير لبنيه يا بني تعلموا فان
تكونوا صغار قوم فعسى ان يكونوا كبار قوم
آخرين وما اقبح شيخ ليس عنده علم
وقال الشعبي لو ان رجلاً سافر من اقصى الشام
الى اقصى اليمن فحفظ كلمة فينفعه فيما يستقبل
من عمره رأيت ان سفره لم يضيع قال الفقيه
ثم اعلم ان العلم على انواع وكل ذلك عند الله
حسن وليس كالفقه فينبغي للرجل ان يكون امر
تعلم الفقه اهم اليه من غيره لان من تعلم الفقه تيسر
عليه سائر العلوم والفقه هو قوام الدين
وروى ابو هريرة عن النبي عليه الصلوة و
السلام انه قال ما عند الله بشيء افضل من فقه
في الدين وقال النبي عليه الصلوة والسلام فقيه

برابر ہین یا جاننے والے اور انجان پس فضیلت دی اہل علم
کو لوگون کے غیر پر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے سکھانے والے اور
سیکھنے والے کے سوا کسی شخص مین خیر نہین + اور ابو الدردا
فرماتے ہین مجھکو کیا ہوا کہ مین علما کو دیکھتا ہون کہ مرتے
جاتے ہین اور جاہل لوگ علم سیکھتے نہین علم کو سیکھو اس سے
پہلے کہ علم اٹھ جاوے اسلئے کہ علم کا اٹھنا یہی ہے کہ عالم اٹھ
جاوین + اور عروہ بن الزبیر نے اپنے بیٹون کو فرمایا اے
بیٹو علم کو سیکھو اگر اپنے قوم مین چھوٹے ہوگے تو کبھی کسی اور
قوم کے بڑے شمار ہوگے اور کتنا برا معلوم ہوتا ہے مجھکو وہ بوڑھا
جو عالم نہو + اور شعبی فرماتے ہین کہ اگر کسی شخص نے انتہا ملک شام
سے انتہا ملک یمن تک سفر کیا اور ایسا کلمہ یاد کیا کہ جو آیندہ کو نفع دے
تو میرا یون گمان ہے کہ اس شخص کا سفر ضایع نہین ہوا + کہا فقیہ نے
پھر جانے کہ علم کی کئی قسمین ہین اور ہر ایک اللہ کے نزدیک اچھی
ہے مگر کوئی قسم فقہ کے برابر نہین اسلئے آدمی کو لائق ہے فقہ کے
سیکھنے کی طرف زیادہ توجہ کرے اسلیے کہ جس شخص نے فقہ کو سیکھ لیا
تو آسان ہوگئے اسپر اور سب علم اور فقہ اصل دین کی ہے + اور
ابو ہریرہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کرتے ہین کہ
آپنے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک کوئی چیز افضل نہین اس شخص سے
جسنے دین مین سمجھ حاصل کی ہو + اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

واحد اشد على الشيطان من الف عابد وقال
ابو هريرة لان احيى بالفقه ساعة احب الي
من ان احيي ليلة بلا فقه وروي عن ابن عباس
رضي الله عنهما عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه قال من يرد الله به خيرا يفقهه في الدين
وقال عمر بن الخطاب رضي الله عنه تفقهوا قبل
ان تسودوا واذا اخذ الانسان حظا وافرا
من الفقه فينبغي ان لا يقتصر على الفقه
ولكن ينظر في علم الزهد وفي كلام الحكماء
وشمائل الصالحين فان الانسان اذا تعلم
الفقه ولا ينظر في علم الزهد والحكمة
قسي قلبه وساء خلقه والقلب القسي بعيد
من الله ولو تعلم من علم النجوم مقدار
ما يعرف الحساب فلا بأس به ولا
يزيد عليه اذا تعلم مقدار ما يهتدي
به الى امر القبلة وامر الحساب وقال الله
تعالى وهو الذي جعل لكم النجوم
لتهتدوا بها في ظلمات البر والبحر وقال
في اية اخرى وعلامات وبالنجم هم يهتدون

اکیلا شیطان پر ہزار عابد سے بھاری ہے + اور حضرت
ابو ہریرہ رض فرماتے ہیں کہ فقہ سیکھنے کے واسطے ایک گھڑی
بیٹھنا میرے نزدیک بہتر ہی ساری راتکی جاگنے سے بغیر
فقہ کے + اور ابن عباس نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت
کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا جسکو اللہ ارادہ کرتا ہے بھلائی
پہنچانے کا تو اسکو دین کی سمجھ عطا کرتا ہے + اور حضرت
عمر رض نے فرمایا ہے سمجھ حاصل کرو دین میں پہلے اس سے
کہ سردار بنائے جاؤ تم + اور جب انسان ایک حصہ کامل
فقہ کا حاصل کرلے تو اسکو چاہیے کہ فقہ ہی پر بس نکرے
بلکہ علم زہد کو دیکھے اور حکماء کے کلام پر نظر کرے اور
صلحاء کے احوال پر غور کرے اسلئے کہ انسان جب فقہ
کو سیکھے اور علم زہد اور حکمت کو نہ حاصل کرے تو سخت دل
اور بد اخلاق ہوجاتا ہے اور سخت دل اللہ سے دور ہوتا ہے
اور اگر انسان علم نجوم کو اسقدر سیکھ لے جس سے رات دن
کا حال معلوم ہوجائے اور قبلہ کا اندازہ سمجھ میں آجائے
تو کچھ مضائقہ نہیں لیکن اس سے زیادہ نہ سیکھے فرمایا
اللہ تعالی نے اللہ وہ ہی جسنے پیدا کیا ستاروں کو
تاکہ راہ پاؤ انسے اندھیروں میں خشکی اور تری کے اور
فرمایا اور بنائی پتے اور ستاروں سے لوگ راہ پاتے ہیں

وقال عمر بن خطاب رضی الله عنه انه قال تعلموا من النجوم مقدار ما تعرفون به امر قبلتکم وتعلموا من الانساب ما تصلون به ارحامکم وروی عن النبی علیه الصلوٰة والسلام انه نهی عن النظر فی النجوم وقال عبد الله بن عباس لمیمون بن مهران رض ان لا تتبع النجوم فانه یؤدی الی الکهانة

باب المناظرة فی العلم والجدال

قال الفقیه ابو اللیث رح کره بعض الناس المناظرة والجدال فی العلم واحتجوا بقول الله تعالی ما ضربوه لک الا جدلا وقال فی الایة الاخری وکان الانسان اکثر شئ جدلا فلامهم علی المجادلة وذمهم علیها وروت عائشة عن النبی علیه الصلوٰة والسلام انه قال ان ابغض الناس الی الله تعالی الالد الخصام وروی ابو امامة الباهلی ان النبی علیه الصلوٰة والسلام قال ما ضل قوم بعد هدی کانوا علیه الا اوتوا الجدال وروی عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال دع المراء وان کنت محقا

اور فرمایا حضرت عمر رض نے علم نجوم کو اتنا سیکھو جتنا قبلہ کے معلوم کرنیمین کام آئے اور علم انساب کو اتنا سیکھو جس سے ارحام کو ملا لو ٭ اور نبی علیہ الصلوٰة والسلام سے مروی ہے کہ آپنے علم نجوم کے سیکھنے کو منع فرمایا ہے اور حضرت عبد اللہ بن عباس رض نے میمون بن مہران کو فرمایا کہ علم نجوم کے پیچھے نہ لگ اسلئے کہ وہ کہانت کی طرف پہنچا دیگا

بارہوان باب مناظرہ کرنے مین اور جھگڑا کرنیمین بیچ علم کے

کہا فقیہ ابو اللیث رح نے مکروہ کہا بعض علما نے مناظرہ کو اور جھگڑا کرنیکو علم مین اور دلیل مین لاتے ہین وہ یہ قول اللہ تعالی کا نہین بیان کرتے ہین اسکو تجھسے مگر واسطے جھگڑنے کے اور دوسری آیت مین فرمایا اور ہے انسان بڑا جھگڑالو پس ملامت کی انکو مجادلہ پر اور مذمت کی انکی اسپر ٭ اور حضرت عائشہ رض نبی علیہ السلام سے روایت کرتی ہین کہ آپنے فرمایا کہ مبغوض زیادہ اللہ کے نزدیک سرکش جھگڑالو ہے ٭ اور ابو امامہ باہلی نبی علیہ الصلوٰة والسلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا نہین گمراہ ہوئی کوئی قوم بعد ہدایت کے کہ تھے وہ اوپر اسکے مگر یہ کہ دیے گئے وہ جھگڑا ٭ اور نبی صلعم سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا چھوڑ دے جھگڑنے کو اگرچہ ہو تو حق پر ٭

ورُوِيَ بلفظ آخر انه قال لا يجد احدٌ
حقيقة الايمان حتى يدع المراء وهو
محق لان المراء يؤدي الى العداوة و
العداوة بين المسلمين حرام وقال تمام
اهل العلم لا بأس بها اذا قصد بها
ظهور العلم والحق يقول الله تبارك وتعالى وجادلهم
بالتي هي احسن قال تعالى فلا تمار فيهم الا مراءً
الآية وقال الله تعالى الم تر الى الذي
حاج ابراهيم في ربه الى قوله فبهت
الذي كفر وروى عن طلحة بن
عبيد الله انه قال تذاكرنا في
لحم صيد يأكله المحرم وقيل
ذبحه حلال والنبي عليه الصلوة والسلام
نائم فارتفعت اصواتنا فاستيقظ وقال فيما
ذا تتنازعون فاخبرناه فامرهم باكله
ولم ينكر عليهم جدالهم في المسئلة ولان في
المناظرة ظهور الحق من الباطل والنظر
طلب الحق مباح والآثار التي وردت
عن النبي عليه الصلوة والسلام في النهي

اور دوسرے الفاظ سے یہ روایت یوں ہے کہ فرمایا نہیں
پائیگا تم میں سے کوئی حقیقت ایمان کو یہانتک کہ
چھوڑ دے جھگڑے کو حق پر ہو کر بھی اور اسلئے کہ جھگڑا
موجب عداوت ہوتا ہے اور عداوت آپس میں مسلمانوں
کے حرام ہے - اور اکثر اہل علم کہتے ہیں کہ اگر مناظرے سے اظہار
حق منظور ہو تو کچھ ڈر نہیں اللہ تعالی فرماتا ہے اور جھگڑا
کر ان سے اس طرح پر جو بہتر ہو اور فرمایا اللہ تعالی نے کیا تو نے
نہ دیکھا وہ شخص جو جھگڑا ابراہیم سے اسکے رب پر یہانتک
کہ فرمایا تب بھونچکا رہ گیا وہ منکر * اور طلحہ بن عبید اللہ
سے مروی ہے کہ ہم چند آدمی آپس میں اس میں
گفتگو کرتے تھے کہ جس شکار کو حلال نے ذبح کیا
ہے اسکا گوشت کھانا محرم کو جائز ہے یا نہیں
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرماتے تھے جب
ہماری آواز بلند ہوئی تو آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور
فرمایا کس چیز میں جھگڑ رہے ہو ہم نے سارا حال بیان کیا تب
فرمایا کہ کھاؤ اور اس مسئلہ میں جھگڑنے پر کسیکو نہیں منع فرمایا
اور اسلئے کہ مناظرے سے حق و باطل ظاہر ہو جاتا ہے اور
گفتگو طلب حق میں مباح ہے اور جو حدیثیں کہ مناظرہ کی
ممانعت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں

معناها اذا جادل بغير حق واراد به المباهاة فهو مكروه كما روي عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال من تعلم العلم لثلث فهو في النار ان يباهي به العلماء او يماري به السفهاء او يصرف به وجوه الخلق الى نفسه +

باب آداب المتعلم

قال الفقيه ابو الليث رحمه الله فاول ما يحتاج اليه المتعلم ان يصحح نيته لينتفع بما يتعلم وينتفع به من ياخذ منه فاذا اراد نيته يحتاج الى ان ينوي ثلثة اشياء احدها ان ينوي بتعلمه الخروج من الجهل لان الله تبارك وتعالى قال قل هل يستوي الذين يعلمون والذين لا يعلمون والثاني ان ينوي به منفعة الخلق لان النبي عليه الصلوة والسلام قال خير الناس من ينفع الناس والثالث ان ينوي به احياء العلم لان الناس لو تركوا تعلم العلم لذهب العلم وكما روي عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال تعلموا العلم

اُنکا مطلب یہ ہے کہ آدمی خواہ مخواہ جھگڑا کیا کرے یا مناظرہ سے اپنے آپکو بڑا عالم جتانا منظور ہو چنانچہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی علم کو ان تینون کامون کے لئے سیکھے تو وہ دوزخی ہے یا تو اسلئے کہ علمار مین بڑائی کرے یا بیوقوفونسے جھگڑا کرے یا لوگون کو اپنا معتقد بنائے +

تیرہوان باب بیچ بیان آداب سیکھنے والے کے

کہا فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ نے اوّل علم کے سیکھنے والے کو یہ لازم ہے کہ اپنی نیت درست کرے تاکہ خود بھی نفع اُٹھاے اور جو اُس سے سیکھین وہ بھی نفع اُٹھائین اور جب نیت کرے تو تین چیزونکی نیت کرے اوّل تو یہ کہ علم کو حاصل کرکے جہل سے نجات پاوٗن اسلئے کہ اللہ تبارک وتعالی فرماتا ہے کہہ تو کیا جاننے والے اور انجان برابر ہین + اور دوسرے مخلوقکی نفع رسانی کی نیت رکھے اسواسطیکہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے اچھا آدمی وہ ہے جو مخلوق کو نفع پہنچاوے + اور تیسرے علم کے سیکھنے سے علم کے زندہ رکھنے کی نیت کرے اسلئے کہ اگر سب لوگ علم کو چھوڑ دینگے تو علم جاتا رہیگا چنانچہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے علم کو سیکھو + + +

قبل ان یرفع العلم ورفعه بذهاب العلماء وینبغی للمتعلم ان یطلب به وجه الله تعالیٰ والدار الاخرة ولا ینوی به طلب الدنیا لانه روی فی الخبر انه قال من طلب العلم لغیر وجه الله لم یخرج من الدنیا حتی یأتی علیه واذا طلب وجه الله تعالیٰ فانه ینال الامرین جمیعاً قال الله تعالیٰ من کان یرید حرث الاخرة نزد له فی حرثه ومن کان یرید حرث الدنیا نؤته منها وما له فی الاخرة من نصیب وروی زید بن ثابت عن النبی علیه الصلوٰة والسلام انه قال من طلب العلم بنیة الدنیا فرق الله تعالیٰ علیه امره وجعل فقره بین عینیه ولم یأته من الدنیا الا ما کتب الله له ومن طلب العلم بنیة الاخرة جمع الله شمله وجعل غناءة فی قلبه واتت الدنیا وهی راغمة فاذا لم یقدر علی تصحیح النیة

اُسکے اُٹھنے کے پہلے اور علم کا اُٹھنا یہ ہے کہ عالم اُٹھہ جاوین + اور سیکھنے والے کو لازم ہے کہ علم سے اللہ کی رضا اور آخرت مقصود رکھے دنیا کا طالب نہو اسلئے کہ حدیث مین آیا ہے جو کوئی علم کو طلب کرے اللہ کی رضا کے سوا کسی اور کام کے لئے تو نہین مریگا وہ یہانتک کہ وہ کام اُسکو حاصل ہوجاے جب وہ خدا کی خوشی ورضا کا طالب ہوگا تو دین ودنیا دونون حاصل ہونگے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو شخص آخرت کی کہیتی کا ارادہ کرتا ہے ہم اُسکو بڑہاتے ہین اور جو شخص دنیا کی کہیتی کا ارادہ کرتا ہے تو ہم دنیا مین سے کچھہ دیدیتے ہین لیکن آخرت مین اُسکو کچھہ بہی حصہ نہین + اور زید بن ثابت نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا جو کوئی علم کو دنیا کے واسطے طلب کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسکے سب کام کو پریشان کر دیتا ہے اور مفلسی کو اُسکا سامنا کر دیتا ہے اور دنیا تو اُتنی ہی ملتی ہے جتنی لکہی ہے اور جو کوئی علم کو طلب کرے آخرت کے لئے تو اللہ تعالیٰ اُسکو جمعیت عطا کرتا ہے اور اُسکا دل غنی کرتا ہے اور دنیا ہاتھہ باندہے کہڑی رہتی ہے پس اگر سیکھنے والا نیت کو درست نکر سکے تو پہر بہی

فالتعلم افضل من تركه لانه اذا تعلم العلم
فانه يرجى ان يصحح العلم نيته وقال
مجاهد مكثنا وطلبنا هذا العلم كثيرا
ومالنا فيه النية ثم رزقنا الله فيه النية
للعلم واذا اراد الخروج الى الغربة
فالافضل له ان يستأذن ابويه فان لم
يأذنا فلا بأس بالخروج اذا كانا مستغنيين
عن خدمته ولا ينبغي ان يترك شيئا
من فرائض الله او يؤخرها عن وقتها
فتذهب بركة علمه ولا ينبغي للمتعلم
ان يؤذي احدا لاجل التعلم فتذهب
بركة علمه ولا ينبغي للعلم ان يكون بخيلا
بعلمه اذا استعار منه انسان كتابا او
استعان منه في تفهيم مسألة اونحوها
لا ينبغي ان يبخل به لانه يقصد بتعلمه
منفعة الخلق فلا ينبغي ان يمنع المنفعة
في الحال - وقال عبد الله بن
المبارك من بخل بعلمه ابتلي
باحدى ثلث اما ان يموت

علم کا سیکھنا افضل ہے اسلیئے کہ علم کے سیکھنے کے بعد
نیت کے درست ہونیکی امید ہے مجاہد کہتے ہین کہ مدتون
علم کو سیکھا اور ہماری نیت کچھہ بہی نہین تہی جب اللہ
نے دیا تو نیت بہی درست ہو گئی اور جب سیکھنے والے
کا ارادہ سفر کا ہو تو بہتر یہ ہے کہ ماں باپ سے اجازت
لیلے اگر اجازت نہ لے تو بہی مضائقہ نہین اگر وہ اسکے
خدمت کے محتاج نہون + اور سیکھنے والے کو لایق
نہین کہ فرایض کو چہوڑ دے یا وقت پر ادا نکرے ورنہ
علم کی برکت سے ہاتہہ دہوئے اور یہ بہی لایق نہین
کہ کسیکو علم کے سیکھنے میں تکلیف پہنچاوے اور علم کی
برکت جاتی رہے اور یہ بہی لایق نہین کہ علم کے باب
مین بخل کرے کوئی شخص کوئی کتاب مستعار مانگے
تو نہ دے یا کوئی شخص مسئلہ یا اور کچھہ علم کی بات
پوچہے تو نہ بتائے اور یہ بہی لایق نہین کہ بتانے
مین بخل کرے اسلئے کہ علم کے سیکھنے سے جب یہ ارادہ
ہے کہ آیندہ کو مخلوق کو نفع پہنچے تو اب نفع پہنچانے
مین کیون کمی کرتا ہے + عبد اللہ بن مبارک
فرماتے ہین کہ جو کوئی علم مین بخل کرے وہ تین آفتون
مین سے ضرور ایک آفت مین مبتلا ہو گا یا تو جلدی مریگا

فيذهب علمه او يبتلى بسلطان او ينسى
العلم الذي حفظه وينبغي للمتعلم ان
يوقر العلم ولا ينبغي للمتعلم ان يضع
الكتاب على التراب واذا خرج من
الخلاء واراد ان يمس الكتاب
يستحب له ان يتوضأ او يغسل يديه
ثم ياخذ الكتاب وينبغي للمتعلم ان يرضى
بالدون من العيش ويتزوى من النساء
من غير ان يترك حظ نفسه من الاكل
والشرب والنوم وينبغي للمتعلم ان يقل
معاشرة الناس ومخالطتهم ومباشرة
النساء ومخالطتهم والصبيان ولا
يشتغل بما لا يعنيه وقيل في المثل من
اشتغل بما لا يعنيه فاته ما يعنيه وقيل
للقمان الحكيم بم نلت ما نلت قال
بصدق الحديث واداء الامانة و
ترك ما لا يعني وينبغي للمتعلم ان يدرس
الكتاب على الدوام ويتذاكر
بالمسائل مع اصحابه او وحده وقد روي

اور یون علم جاتا رہیگا یا بادشاہ کی غضب مین گرفتار
ہو جاییگا یا علم ہی کو بہول جائیگا اور لائق ہے سیکھنے والے
کو کہ عزت علم کی کیا کرے لائق نہین کہ کتاب کو مٹی
کے ڈہیر پر رکہدیا کرے اور جب پاخانہ سے نکلے تو اسکو
مناسب ہے کہ پہلے وضو کرلے یا ہاتھ دہولے پہر کتاب کو ہاتھ لگاوے
اور سیکھنے والے کو یہ بہی لایق ہے کہ روکہی سوکہی
روٹی موٹے جہوٹے کپڑے پر قناعت کرے اور
عورتون سے دور بہاگے کہانا پینا سونا جسکے سکو ضرورت
ہے بالکل نہ چھوڑے اور یہ بہی لایق ہے کہ لوگون
سے کم ملا کرے عورتون اور بچون سے حتی الوسع
الگ رہا کرے اور بے فائدہ باتون مین مشغول
نہو مثل مشہور ہے جو شخص بے فائدہ باتونمین
مشغول ہوتا ہے تو وہ فائدہ کی باتون سے محروم
رہجاتا ہے ، حکیم لقمان سے کسی نے پوچھا کہ آپ کو
یہ رتبہ کیونکر میسر آیا کہا سچی بات کہنے سے امانت
کے ادا کرنے سے اور بے فائدہ کامون کے چھوڑنے
سے اور سیکھنے والے کو یہ لازم ہے کہ ہمیشہ
کتاب کا مطالعہ کرتا رہے اور اپنے ہم سبقون
سے سبق وغیرہ کا تکرار کرتا رہے اور یزید الرقاشی

یزید الرقاشی عن انس بن مالك قال كان
رسول الله صلی الله علیه وسلم یحدثنا
بالحدیث ثم یدخل بیته فنذاکر بیننا
فخرج الینا فکانما زرع فی قلوبنا فذکر
فی قول الله یا یحیی خذ الکتاب بقوة یعنی
بالدرس بجد ومواظبة ویقال فی المثل
علیك بالدرس فان الدرس غرس و
قیل لعبد الله بن عباس رحمه الله بم ادرکت
ما ادرکت هذا العلم قال بلسان
سؤول وقلب عقول وکف بذول و
فؤاد غیر ملول وروی فی بعض الاخبار
زیادة العلم بالدرس والسهر وبدن
فی السراء والضراء صبور وقال الشعبی
من رق وجهه رق علمه وقیل لبوزرجمهر
بم نلت ما نلت قال من بکور کبکور الغراب
وحرص کحرص الخنزیر وصبر کصبر الحمار و
تملق کتملق الهرة وضبط کضبط الاعمی و
ینبغی للمتعلم اذا وقعت بینه وبین الجهال
منازعة او خصومة ینبغی ان یستعمل

انس بن مالک سے روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلعم ہم سے
حدیث بیان فرما کر گھر مین تشریف لیگئی اور ہم آپسمین مذاکرہ
کر رہے تھے پس باہر تشریف لائی پس گویا کہ بیج بو دیا آپنے
ہمارے دلون مین پہر ذکر کیا بیچ تفسیر قول اللہ تعالی
یا یحیی خذ الکتاب بقوۃ یعنے کتاب کو ہمیشہ پڑہتے
رہو ٭ مثل مشہور ہے لازم پکڑ پڑہنے کو اسلئے کہ
پڑہنا گویا درخت بونا ہے ٭ عبداللہ بن عباس سے
کسی نے پوچھا کہ آپکو علم مین یہ رتبہ کسطرح حاصل ہوا فرمایا
زبان پوچھنے والی سے اور دل سمجھ دار سے اور ہاتھ
خرچ کرنیوالی سے اور دل بے ملول سے ٭ اور بعض حدیثون
مین آیا ہے زیادتی علم کی پڑہنے پڑہانے رہنے اور جاگنے
سے اور اُس بدن سے جو رنج و راحت پر صبر کری حاصل ہوتی ہے
شعبی کہتے ہین جسکا مونہہ محنت کی وجہ سے نازک ہو جاتا ہے
اُسکا علم بھی نازک اور لطیف ہوتا ہے اور بزرجمہر سے کسی نے
پوچھا تجھکو یہ رتبہ کہانسے میسر ہوا کہا ایسے سویرے اٹھنے سے
جیسا کوّا سویرے اٹھتا ہے اور ایسی حرص سے جیسے سوّر مین
ہوتی ہے اور ایسے صبر سے جیسا صبر گدھا کرتا ہے اور ایسی
خوشامد سے جیسی خوشامد بلّی کرتی ہے اور ایسے تحمل سے
جیسا تحمل اندہا کرتا ہے ٭ اور سیکھنے والے کو یہ لایق ہے کہ

الرفق والانصاف ليكون فرقا بينه و
بين الجاهل لان النبي عليه الصلوٰة
والسلام قال ما دخل الرُّفق في شئ
الا زانه وما دخل الخرق في شئ الا
شانه وينبغي للمتعلم ان يعظم استاذه
فان بتعظيمه يظهر فيه بركة العلم
وان استخف به ذهبت عنه بركة
علمه ويقال انما ينتفع المتعلم بكلام
العالم اذا كان فيه ثلث خصال +
التواضع في نفسه والحرص على التعلم
والتعظيم للعالم فان بتواضعه ينجح
فيه العلم وبالحرص يستخرج العلم
وبتعظيمه يستعطف العالم +

باب قبول القضاء

قال الفقيه رضي الله عنه اختلف
الناس في قبول القضاء قال
بعضهم لا ينبغي ان يقبل القضاء
فقال بعضهم اذا ولي بغير طلب منه

نرمی اور انصاف کو برتے تاکہ اسمین اور جاہل مین فرق
ہو اسلئے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے نہین
داخل ہوتی نرمی کسی چیز مین مگر اُسکو سنوار دیتی ہے
اور نہین داخل ہوتی سختی کسی چیز مین مگر اُسکو بگاڑ دیتی
ہے + اور سیکھنے والیکو یہ لایق ہے کہ اپنے اُستادون
کی تعظیم کرے تاکہ اُسکے سبب سے برکت علم کی حاصل ہو
اگر بے تعظیمی کی تو علم کی برکت جاتی رہیگی + اور یہ
بات مشہور ہے کہ سیکھنے والا عالم کے کلام سے جبھی
نفع پاتا ہے جب اُسمین تین خصلتین ہون ایک
تو اُسکے مزاج مین تواضع ہو دوسرے علم کا شوق
ہو تیسرے عالم کی اُسکے دلمین عظمت ہو اسلئے کہ
تواضع کے سبب سے تو علم اُسکے دلمین اثر کریگا اور
شوق اور حرص کی وجہ سے علم کی باتین کھود کھود
کر پوچھیگا اور تعظیم کی وجہ سے اُستاد کے ساتھ محبت
وشفقت کریگا +

چودہوان باب قبول کرنے مین منصب قضا کے

کہا فقیہ
ابو اللیث رضی اللہ عنہ نے اختلاف کیا ہے علما نے
قبول قضا مین بعضون نے کہا قضا کا قبول کرنا
بہتر نہین بعضون نے کہا اگر بغیر طلب ملجاسکے اور

فلا باس بان يقبل اذا كان يصلح
لذلك الامر و هذا قول اصحابنا
رضي الله عنهم و اما من كره ذلك
فاحتج بما روت عائشة رضي الله
عنها عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه قال يجاء بالقاضي العادل يوم
القيمة فيلقى من شدة الحساب
ما يود ان لم يكن قضى بين اثنين
و روى عن ابي هريرة رض عن النبي
عليه السلام انه قال من جعل قاضيا
فكانما ذبح بغير سكين و روى
شريك عن الحارث البصري قال كانت
بنو اسرائيل اذا استقضى لرجل منهم ايس له
من النبوة و روى ايوب عن ابي قلابة انه قال
دعي ابو قلابة للقضاء فهرب حتى اتى الشام فوافق
ذلك عزل قاضيها فهرب حتى اتى اليمامة فلقيته بعد ذلك
فقال ما وجدت مثل القضاء الا كمثل السابح في
البحر فكم من سابح عسى ان يسبح حتى يغرق و روى
عن سفيان الثوري انه اذا دعي للقضاء

اس منصب کی لیاقت بھی رکھتا ہو تو کچھ مضائقہ
نہین اور یہی قول ہمارے علما کا ہے ٭ لیکن جو لوگ
قضا کے قبول کرنیکو مکروہ کہتے ہین اُنکی دلیل حضرت
عائشہ رض کی یہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا قیامت کے
دن قاضی عادل کو حاضر کرینگے اور وہ قاضی سختی
حساب کے وجہ سے اسکو پسند کریگا کہ کیا اچھا ہوتا اگر مین
دو آدمیون پر بھی قاضی نہوتا ٭ اور ابو ہریرہ نبی صلعم
سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا جو کوئی قاضی
بنایا گیا گویا وہ بے چھری ذبح کیا گیا ٭ اور شریک
حارث بصری سے روایت کرتے ہین کہ بنی اسرائیل
مین جب کوئی شخص قاضی ہو جاتا تھا تو وہ اُسکے
نبی ہو جانے سے نا امید ہو جاتے تھے ٭ اور ایوب
ابو قلابہ سے روایت کرتے ہین کہ اُنکو قاضی بنانیکی
تجویز ہوئی تو وہان سے بھاگ کر شام مین پہنچے وہان
اتفاق سے قاضی معزول ہوا تھا اسلئے وہان سے
بھاگ کر یمامہ مین آئے بعد اسکے مین اُنسے ملا تو فرمایا کہ
مین قاضی کو اس تیراک کی مانند جانتا ہون جو دریا
مین تیرتا پھرے مگر تیراک بھی اکثر ڈوبا کرتے ہین ٭ اور
سفیان ثوری منصب قضا کے لئے بلائے گئے پس

فهرب الی البصرة واختفی فبعث امیر المؤمنین فی طلبه فلم یقدروا علیه فمات وهو متوار وروی عن ابیحنیفة رضی الله عنه انه ابتلی بالضرب والحبس فلم یقبل فمات فی الحبس واما حجة من قال انه لا باس فما روی عن انس بن مالك رضی الله عنه عن النبی علیه الصلوة والسلام انه قال من ابتغی القضاء وسال علیه الشفعاء وکل الی نفسه ومن اکره علیه نزل علیه ملك یاخذ بیده یسدده وروی عن الحسن انه قال کان یقال لاجر حکم عدل فی یوم واحد افضل من اجر رجل یصلی فی بیته سبعین سنة وروی عن النبی علیه الصلوة والسلام انه قال لعبد الرحمن بن سمرة لاتسأل الامارة فانك ان اعطیها عن غیر مسألة اعنت علیها وان اعطیها عن مسألة وکلت الیها وروی عن ابی موسی الاشعری ان رجلین

پس بہاگ کر بصرہ مین پہنچے اور وہان روپوش ہوگئے بادشاہ وقت نے لوگونکو تلاش مین بہیجا لیکن نہ ملی یہانتک کہ حالت روپوشی مین مرگئے ٭ اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو بادشاہ نے مار پیٹ بہی مارے اور قید بہی کیا مگر قاضی ہونے کو قبول نہین کیا اور قید خانے مین انتقال کر گئے ٭ اُن لوگونکی دلیل جو کہتے ہین کہ قضا کی قبول کرنے مین کچہہ ڈر نہین وہ روایت ہے جو انس بن مالک نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے کرتے ہین آپنے فرمایا جو کوئی منصب قضا کو خود طلب کرتا ہے اور لوگون سے سعی کراتا ہے تو اپنی نفس کے سپرد کیا جاتا ہے اور جو کوئی زبردستی قبول کرتا ہے تو اُسکی مدد کو فرشتہ آتا ہے اور اُسکا ہاتہ پکڑتا ہے اور کام کو انصاف اور درستی سے کراتا ہے ٭ اور امام حسن بصری سے مروی ہے کہ ثواب حاکم عادل کا ایک دن مین بہتر اُس شخص کے ثواب سے ہے جو اپنے گہر مین ستر برس نماز پڑہے ٭ اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے عبد الرحمن بن سمرہ کو فرمایا کہ حکومت خود نہ مانگ اسلئے کہ اگر بے مانگے تجہکو حکومت ملیگی تو تیری مدد عالم بالا سے ہوتی رہیگی اور اگر مانگے سے ملیگی تو حکومت ہی کے سپرد کر دیا جائیگا ٭ اور ابو موسی اشعری کہتے ہین کہ دو شخص ٭

دخلا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسلا ہ فقالا استعملنا علی بعض اعمالک فان عندنا خیرا وصدقا وامانۃ فقال النبی علیہ الصلوۃ والسلام انا لا نستعمل علی عملنا من ارادہ وطلبہ +

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتمین حاضر ہوئے اور یہ عرض کیا کہ آپ کسی کام پر ہمکو بھیج دیجیے کہ ہم سچے دیانتدار نیک ہین نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہم تو ایسے لوگون کو جو خود طلب کرین کسی کام پر مقرر نہین کیا کرتے +

باب آداب القاضی

پندرہوان باب قاضی کے آداب کے بیان مین

قال الفقیہ رض ینبغی للقاضی ان یسوی بین الخصمین فی المجلس والاشارۃ والنظر وغیرہ کما جاء فی الاثر وھو ما روت ام سلمۃ عن النبی علیہ الصلوۃ والسلام انہ قال اذا ابتلی احدکم بالقضاء فلیسو بینہم فی المجلس والاشارۃ والنظر ولا یرفع صوتہ علی احد الخصمین اکثر مما علی الاخر وینبغی للقاضی ان یکون فی قضائہ فارغ القلب وقد روی عن ابی سعید الخدری رض عن النبی علیہ الصلوۃ والسلام انہ قال لا یقضی القاضی الا وھو شبعان وریان وروی عن ابی بکرۃ انہ کتب الی ابنہ وکان قاضیا

کہا فقیہ رح نے قاضی کو چاہیے کہ مدعی مدعا علیہ کو بٹھانے مین اور اشارہ کرنے مین اور اُنکی طرف دیکھنے مین برابری کا خیال رکھے جیسا حدیث مین آیا ہے حضرت ام سلمہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہین کہ آپنے فرمایا جب کوئی تم مین قاضی ہو جاے تو اُسکو چاہیے کہ اہل مقدمات مین بٹھانے اور اشارہ اور نظر مین برابری کا خیال رکھے اور مدعی مدعا علیہ مین سے کسی ایک پر بلند آواز نکرے بلکہ دونون کے ساتھہ برابر آواز سے باتین کرے + اور قاضی کو لائق ہے کہ فیصلہ کرتے وقت دلکو اور قصون سے خالی کرلے + ابو سعید خدری نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا نہ فیصلہ کرے قاضی مگر جبکہ فارغ ہو بھوک اور پیاس سے + اور روایت ہے ابی بکرہ سے کہ اُنہون نے اپنے بیٹے کو یہ لکھا اور وُہ قاضی تہا

بسجستان ان لا تقضی بین اثنین وانت
غضبان فانی سمعت رسول الله علیه
الصلوة والسلام انه قال لا یقضی القاضی
بین اثنین وهو غضبان وقال الحسن
البصری رحمه الله اخذ الله تعالی علی
الحکام ثلثة اشیاء ان لا یتبعوا الهوی
وان یخشوا الله ولا یخشوا الناس ولا
تشتروا بایاتی ثمنا قلیلا ثم قرأ یا داود
انا جعلناك خلیفة فی الارض فاحکم
بین الناس بالحق ولا تتبع الهوی
فیضلك عن سبیل الله و قرأ ولا تخشوا
الناس واخشونی ولا تشتروا بایاتی
ثمنا قلیلا و قرأ وداود وسلیمان اذ
یحکمان فی الحرث الی قوله ففهمناها
سلیمان ثم قال الحسن لولا ما ذکر
الله من امر هذین لرأیت ان
القضاة قد هلکوا ولکن الله تعالی
اثنی علی هذا بعلمه وعذر هذا باجتهاده

باب فضل تعلم القرآن

سیستان میں کہ نہ قضیہ چکا تو دو کا حالت غصہ میں اسلئے
کہ میں نے نبی علیہ السلام کو یہی فرماتے سنا ہے کہ قاضی غصہ
کی حالت میں کسیکا قضیہ نہ چکائے ۔ اور حسن بصری رح
فرماتے ہیں اللہ تعالی نے حاکموں سے تین باتوں کو لازم کیا
ہے ایک یہ کہ وہ اپنی ہوا وہوس کے نہ پابند ہوں دوسرے
یہ کہ اللہ سے ڈرتے رہیں اور مخلوق سے نڈر رہیں تیسرے
یہ کہ میری آیتوں کو تھوڑی سی قیمت پر نہ فروخت کریں
پھر یہ آیت پڑھی ای داؤد بلاشبہ ہمنے تجھکو زمین کا
خلیفہ کیا پس فیصلہ چکا مخلوق میں حق حق اور پیروی
ہوا وہوس کی نکر کبھی یہ گمراہ کردے تجھکو اللہ کی راہ سے
۔ اور پڑھی یہ آیت نہ ڈرو تم لوگوں سے اور ڈرو تم مجھ سے
اور نہ بیچو تم میری آیتوں کو تھوڑے سے مال دنیا کے بدلے
اور پڑھی یہ آیت اور یاد کر قصہ داؤد اور سلیمان کا جب
قضیہ چکاتے تھے وہ کھیتی کا اس اللہ کے قول تک
پس سمجھا دیا ہمنے اس قضیہ کو سلیمان کو پھر کہا حسن نے
اگر یہ دونوں امر جو اللہ تعالی نے ذکر کیے ہیں نہوتے تو میں
جانتا کہ قاضی سب کے سب ہلاک ہوتے لیکن اللہ تعالی نے
تعریف کی اسکی علم کے سبب سے اور معذور رکھا اسکو
سبب اجتہاد کے ۔

سولہواں باب قرآن

وتعليمه

قال الفقيه رحمه الله لا ينبغي للقاري ان يترك حظه من قراءة القران في بعض الاوقات وكل ما كان هو اكثر فهو افضل وروى عن النبي عليه الصلوة انه افضل الناس الحال المرتحل قيل وما الحال المرتحل قال الخاتم المفتتح صاحب القران يقرأ القران من اوله الى اخره كلما حل ارتحل وينبغي للقاري ان يختم بالسنة مرتين وذلك ادناه اذ لم يقدر على الزيادة وقد روى الحسن بن زياد عن ابي حنيفة رض انه قال من قرأ القران في السنة مرتين فقد ادى حقه لان النبي عليه الصلوة والسلام عرض على جبرئيل عليه السلام في السنة التي توفي فيها مرتين وروى انس بن مالك عن النبي عليه السلام انه قال عرضت على اجور امتي حتى القذاة يخرجها الانسان من المسجد وعرضت على ذنوب امتي فلم ار ذنبا اعظم من

کے سیکھنے اور سکھانے کی فضیلت کے بیان میں

کہا فقیہ رح نے قرآن کے پڑھنے کو یہ لایق نہیں کہ قرآن کا ورد چھوڑ دے اور جتنا زیادہ پڑھے سو بہتر ہے - اور نبی علیہ السلام نے فرمایا سب میں افضل حال مرتحل ہے لوگوں نے پوچھا حال مرتحل کون ہے فرمایا قرآن کا ختم کرنے والا اور پھر فوراً شروع کرنے والا قرآن کا پڑھا ہوا قرآن کو اول سے آخر تک پڑھتا ہے جب ختم کرتا ہے جبھی شروع کر دیتا ہے ٭ قرآن پڑھنے کو لایق ہے کہ اگر زیادہ نہو سکے تو کم سے کم ایک برس میں دو قرآن تو پڑھ لیا کرے ٭ اور حسن بن زیاد ابو حنیفہ رح سے روایت کرتے ہیں کہ جسنے سال بھر میں قرآن کو دو دفعہ پڑھ لیا تو اُسنے قرآن کا حق ادا کر دیا اسلیئے کہ نبی علیہ السلام نے جبرئیل علیہ السلام کو اُس سال جسمیں آپنے وفات پائی تھی دو دفعہ قرآن سنایا تھا ٭ اور انس بن مالک نبی صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا میری امت کی نیکیاں میرے سامنے پیش کی گئیں یہانتک کہ وہ کوڑا جو انسان نے مسجد سے باہر نکال پھینکا ہے اور گناہ بھی میری امت کے میرے سامنے پیش ہوے میں نے نہیں دیکھا کسی گناہ کو جو بڑا ہو اُس گناہ سے

آية او سورة اوتيها رجل فنسيها وروى
عبد الرحمن السلمي عن عثمان بن عفان
عن النبي عليه الصلوة والسلام انه
قال خيركم من تعلم القرآن وعلمه غيره
فقال ابو عبد الرحمن فذلك الذي اقعدني
هذا المقعد يعني به جلوسه ليعلم الناس
قال الفقيه ابو الليث رحمه الله التعليم
على ثلثة اوجه احدها ان يعلم للحسبة
ولا يأخذ به عوضا والثاني ان يعلم
بالاجر والثالث ان يعلم بغير شرط
فاذا اهدي اليه قبل ولا يطلب عليه
اجرا فاما اذا علم بالحسبة فهو ماجور
وعمله عمل الانبياء عليهم السلام واما
اذا علم بالاجر فقد اختلف الناس فقال
اصحابنا المتقدمون لا يجوز اخذ الاجرة
لان النبي عليه الصلوة والسلام قال
بلغوا عني ولو باية فاوجب على امته التبليغ
كما وجب الله تعالى عليه التبليغ فكما
لم يجز للنبي عليه الصلوة والسلام اخذ

جو کسی شخص کو آیت یا سورت کے بھلانے سے ہوا ہے
اور ابو عبد الرحمن سلمی حضرت عثمان سے روایت کرتے ہیں کہ
نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے تم میں اچھا وہ شخص ہے جو
خود قرآن کو سیکھے اور اوروں کو سکھاوے پس ابو عبد الرحمن
نے کہا کہ اسی نے تو مجھکو یہاں بٹھایا ہے یعنی لوگوں
کو قرآن کی تعلیم کے لئے * کہا فقیہ ابو اللیث رح
نے تعلیم تین طرح کی ہے ایک تو یہ کہ خدا کے واسطے
لوگوں کو تعلیم دے اور کچھ عوض نہ لے اور دوسرے
یہ کہ تعلیم دے اجرت پر تیسرے یہ کہ تعلیم بغیر شرط کی دے
اگر کسی نے تحفۃً کچھ دیدیا تو لے لیا ورنہ کچھ طلب نہیں
سو اگر تعلیم خدا کے واسطے دی تو اسکو بڑا ثواب ہوگا اور
اسکا یہ عمل انبیاء علیہم السلام کے عمل کے مانند ہوگا
اور اگر تنخواہ پر تعلیم دی تو اسمیں علماء نے اختلاف کیا
ہے ہمارے اصحاب متقدمین تو کہتے ہیں اجرت
لینی جایز نہیں اسلئے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے
فرمایا پہنچا دو تم میری طرف سے اگرچہ ایک ہی آیت
کیوں نہو پس امت پر تبلیغ کو واجب کر دیا جس طرح
اللہ تعالی نے آپ پر تبلیغ کو واجب کیا ہے پس جیسے
نبی علیہ السلام کو مزدوری لینی جایز نہیں ایسے ہی

الاجرة فكذلك لا يجوز لامنه وقال
جماعة من علماء المتاخرين انه يجوز مثل
عصام بن يوسف ونصير بن يحيى و
ابي نصر بن محمد بن سلام وغيرهم فالافضل
للمعلم ان لا يشترط الاجر للحفظ بل
لتعليم الهجاء وتعليم الكتابة فلو شرط
لتعليم القرآن ارجو ان لا باس به لان
الناس قد توارثوا ذلك واحتاجوا اليه
ولانه لو لم يجز ذلك في زماننا ادى
ذلك الى رفع الكتاب من بلاد المسلمين
واما الوجه الثالث انه اذا علم بغير
شرط فلو اهدى اليه يقبل الهدية فانه
يجوز في قولهم جميعا لان النبي عليه الصلوة والسلام
كان معلما وكان يقبل الهدية وروى ابو المتوكل
الناجي عن ابي سعيد الخدري ان اصحاب النبي عليه الصلوة
والسلام كانوا في غزاة فمروا بحي من احياء العرب
فقالوا هل فيكم من راق فان سيد الحي قد لدغ فقام
رجل بفاتحة الكتاب فبرأ فاعطى قطيعا من الغنم
فابى ان يقبله فسأل عن ذلك رسول الله عليه الصلوة

آپکی امت کو جایز نہین + اور متاخرین مین سے
ایک جماعت نے کہا کہ اجرت لینی جایز ہے مثل عصام
بن یوسف ونصیر بن یحیی وابی نصر بن محمد بن سلام
کی + پس افضل معلم کو یہ ہے کہ قرآن کے پڑہانے پر
مزدوری نہ مقرر کرے بلکہ الف بے تے پڑہانے
اور لکہنا سکہانے پر مقرر کرے اور اگر قرآن ہی پر
مزدوری مقرر کرلے تو مین یہ جانتا ہون کہ کچہہ مضایقہ
نہین اسواسطے کہ تمام مخلوق یون ہی کرتی چلی آئی
اور اسکی احتیاج بہی ہے اور اسواسطے کہ اگر یہ صورت جایز نہو
تو اس زمانہ مین قرآنکا علم مسلمانون کے یہان سے بالکل اٹہہ جاوے
اور تیسری صورت اور وہ یہ ہے کہ کسی سے کچہہ تنخواہ مقرر نہین
کی ہے کسینے کچہہ دیدیا تو لیلیا نہین تو خیر اسکو سب جایز کہتے ہین
اسلیے کہ نبی علیہ السلام لوگون کو علم دین سکہایا کرتے تہے اور
ہدیہ وتحفہ بہی قبول کیا کرتے تہے + اور ابو متوکل الناجی
ابو سعید خدری سے روایت کرتے ہین کہ صحابہ جہاد مین تہے
آنکا گذر ایک قبیلہ پر عرب کے ہوا ان لوگون نے پوچہا
تم مین کوئی منتر پڑہنے والا ہے کیونکہ اس قبیلہ کے سردار کو
سانپ نے کاٹ لیا ہے سو ایک صحابی نے سورۂ فاتحہ پڑہکر پہونکدی
اور وہ سردار اچہا ہوگیا اور اسنے ریوڑ بکریونکا منتر کے

[illegible]

والسلام فقال بجرقيته قال بفاتحة
الكتاب قال فما يدريك انها رقية
فخذوها واضربوا لي معكم فيها بسهم
فاعطاه فدل ان اخذه مباح وكره
بعض الناس النقط والتعشير في المصاحف
وهو قول ابي حنيفة رحمه الله وحجته ما
روي عن عبد الله بن مسعود رضي الله
عنه انه قال جردوا القرآن ولا تكتبوا
شيئا مع كلام الله تعالى ولا تعشروا
ولا تنقطوا وزينوه باحسن الاصوات
واعربوه فانه عربي ونحن نقول و
لكن النقط والتعشير لو فعل فلا باس
به لان المسلمين قد توارثوا ذلك و
احتاجوا اليه خاصة للعجم لانه لا بد لهم
من النقط والعلامات لانهم متكلفون
ولا يجوز للجنب ولا للحائض ان يقرأ القرآن
ولا يمس المصحف الا ان يكون في غلافه ولو كان
محدثا فلا باس بان يقرأ القرآن ولا ينبغي
ان يمس المصحف الا ان يكون في غلافه

سے آپنے فرمایا کس چیز سے جھاڑا تھا تو نے عرض کیا سورہ
فاتحہ سے فرمایا تجھکو کسنے بتادیا کہ وہ منتر ہے پس فرمایا
ریوڑ کو لیلو بلکہ اپنے ساتھ میرا حصہ بھی لگا لیجیو پس اس
حدیث سے معلوم ہوا کہ لے لینا مزدوری کا جایز ہے ÷ اور
مکروہ کہا ہے بعض علماء نے قرآن شریف مین نقطے لگانے
اور عشرہ بنانے اور یہ قول امام ابو حنیفہ کا ہے اور دلیل
انکی وہ روایت ہے جو عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ
انہون نے فرمایا کہ قرآن تنہا لکھو اور اسکے ساتھ اور کچھ
نہ لکھو اور نہ عشر بناؤ تم اسمین اور نہ نقطے لگاؤ اور
زینت دو اسکو اچھی آوازونسے اور زیر زبر لگاؤ تم اسمین
اسلئے کہ وہ عربی ہے ÷ اور ہم تو یہ کہتے ہین کہ نقطے
لگانے اور عشر بنانے کا کچھہ مضائقہ نہین اسلئے کہ تمام
مسلمان یون ہی کرتے چلے آئے ہین اور محتاج ہین
اسکے خاصکر عجمی لوگ اسلئے کہ انکے واسطے تو نقطے
اور علامتین ضرور ہی چاہئین ÷ اور نہین جایز ہے
بے غسلی اور حائضہ کو پڑھنا قرآن کا اور ہاتھہ لگانا
مگر جبکہ وہ غلاف مین ہو ÷ اور اگر کوئی بے وضو ہو تو
اسکو قرآن کے پڑھنے کا کچھہ مضائقہ نہین اور وہ قرآن
کو ہاتہ نہ لگائے مگر غلاف ہو تو مضائقہ نہین اسلئے

لقوله تعالى لا يمسه الا المطهرون ولما روى
عن علىؓ ان النبى عليه الصلوة والسلام كان
يقرأ القرأن وهو محدث وقال النبى عليه
الصلوة والسلام لا يمس القرأن الا طاهر
فاما القرأة فلا بأس به اذا كان على غير وضوء
لما روى عن على بن ابى طالب كرم الله وجهه
ان النبى عليه الصلوة والسلام كان يقرأنا
القرأن بعد ما يخرج من الخلاء وكان لا يحجزه
او لا يحجبه شئ سوى الجنابة ولا بأس بان
يقرأ الجنب والحائض اقل من اية واحدة
فلو كانت المرأة معلمة فحاضت فارادت
ان تعلم الصبيان ينبغى لها ان تلقن نصف
اية ثم تسكت ثم تلقن نصف اية تامة بدفعة
واحدة ولا يجوز للحائض والجنب ان يدخل
فى المسجد ولا بأس للمحدث ان يدخل المسجد
ولا بأس للجنب والحائض بالتهليل والتسبيح
والدعوات ولا يجوز قراءة القران خاصة

باب تفسير سبع المثانى

روى سعيد بن جبير وابى سعيد الخدرى

که اللہ تعالی فرماتا ہے نہ چہوئین قرآنکو مگر طہارت والے
اور اسلیئے کہ حضرت علیؓ فرماتی ہین کہ نبی علیہ الصلوۃ و
السلام قرآن شریف کو پڑہ لیا کرتے تہے اور بے وضو
ہوتے تہے ✤ اور نبی علیہ السلام نے فرمایا قرآن کو کوئے
نہ چہووے مگر پاک ✤ مگر بے وضو قرآن کے پڑہنے مین مضائقہ
نہین اسلیئے کہ حضرت علیؓ فرماتے ہین کہ نبی علیہ السلام
ہمکو قرآن پڑہایا کرتے تہے پاخانہ سے آکر اور انکو قرآن
کے پڑہنے پڑہانے سے کوئی چیز نہین روکتی تہی مگر
بے غسل ہونا روکتا تہا ✤ اگر بے غسلا یا عورت
حیض والی ایک آیت سے کم پڑہ لی تو مضائقہ نہین اگر
عورت معلمہ کو حیض آجائے اور بچونکو تعلیم دینا چاہے تو
اسکو مناسب ہے کہ آدہی آیت بتادی پہر چپکی ہو رہے پہر
نصف آیت بتادو مگر پوری آیت ایکدفعہ نہ پڑہے ✤ بے غسلے
اور حائضہ کو مسجد مین جانا جایز نہین - اور بے وضو کا
مسجد مین جانا جایز ہے ✤ بے غسلی اور حائضہ کو
کلمہ شہادت پڑہنا یا سبحان اللہ یا دعائین پڑہنا جائز
ہین فقط قرآن کا پڑہنا منع ہے ستر ہواں

باب تفسیر سبع مثانی کے بیان مین

روایت کیا ہے سعید بن جبیرؒ اور ابو سعید خدریؓ نے

عن عبد الله بن عباس رضی الله عنہما
انه قال فی قول الله تعالی ولقد اتیناك
سبعا من المثانی والقرآن العظیم قال
البقرة وآل عمران والنساء والمائدة
والانعام والاعراف وقال الراوی ونسیت
السابع وقال بعضهم السابع یسئلونك
عن الانفال مع البراءة وروی عن ابن
عباس فی روایة اخری انه قال السبع
المثانی فاتحة الکتاب وقال ابن مسعود رض السبع المثانی
فاتحة الکتاب وروی الربیع بن انس عن ابی العالیة الریاحی فی
قوله تعالی ولقد اتیناك سبعا من المثانی
والقرآن العظیم ہے فاتحة الکتاب
فقیل له انهم یقولون هی السبع
الطوال قال لقد انزل علیه هذه
الآیة وما نزل شیء من الطوال و
روی ابو هریرة عن النبی علیه الصلوٰة
والسلام انه قال هی فاتحة الکتاب
ویقال انما سمیت فاتحة الکتاب
السبع المثانی لانها نزلت مرتین مرة

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ انہوں نے
فرمایا اللہ تعالی کے اس قول کی تفسیر میں اور بیشک
دیں ہیں تجھکو سات آیتیں وظیفہ اور قرآن بڑے درجے کا
کہ اس سے مراد سورۂ بقر سورۂ آل عمران سورۂ نساء سورۂ
مائدہ سورۂ انعام سورۂ اعراف ہیں اور کہا راوی نے تو میں ساتویں
کو میں بھول گیا ہوں اور بعضوں نے کہا ساتویں سورۃ
یسئلونک عن الانفال مع سورۂ برأت کے ہے ÷ اور ابن
عباس سے دوسری روایت یہ ہے کہ سبع مثانی سے سورۂ
فاتحہ مراد ہے ÷ اور عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں سبع مثانی
سورۂ فاتحہ ہے اور ربیع بن انس ابو العالیہ سے روایت کرتے
ہیں کہ انہوں نے اس آیت ولقد آتیناک سبعا من المثانی
کی تفسیر میں یہ فرمایا ہے کہ سبع مثانی سورۂ فاتحہ ہے کسی نے
کہا یہ علما تو سبع مثانی سے سبع طوال مراد لیتے ہیں
فرمایا کہ یہ آیت جب اتری تھی تب سبع طوال میں سے
ایک سورت بھی نہ اتری تھی ÷ اور ابو ہریرہ نے
صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ سبع
مثانی سورۂ فاتحہ ہے اور فاتحہ کو سبع مثانی
اسلئے کہتے ہیں کہ وہ دو دفعہ نازل ہوئی
ہے ایک دفعہ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

بمكة ومرة بالمدينة تعظيما لها ويقال
انما سميت فاتحة الكتاب السبع المثاني
لانها سبع آيات ويثنى بالقراءة في الصلوٰة

باب ما نزل من القرآن بمكة او المدينة

روى عبد الرزاق عن معمر عن قتادة
قال نزل من القرآن بالمدينة البقرة
وآل عمران والنساء والمائدة والانعام
والانفال والتوبة والرعد والنحل والحج
والنور والاحزاب والذين كفروا والفتح
والحجرات والحديد والمجادلة والحشر و
الممتحنة والصف والجمعة والمنافقون و
التغابن والطلاق والتحريم ولم يكن واذا جاء
نصر الله وقل هو الله احد والمعوذتان ونزل سائر القرآن
بمكة وقال بعضهم ست آيات من سورة الانعام وبعض الآيات من
النحل وبعضها من بني اسرائيل وبعض من سورة القصص
وبعض من سورة هل اتى على الانسان وآخر
سورة الشعراء من قوله والشعراء يتبعهم
الغاوون ٥ وسورة العاديات

مکہ مین ایک دفعہ مدینہ مین + اور بعض اسکی وجہ یہ کہتے
ہین کہ اسکی سات آیتین ہین اور نماز مین بار بار پڑہی
جاتی ہے +

اٹھارہوان باب اس بیان مین ہے کہ کتنا قرآن مکہ مین اُترا اور کتنا قرآن مدینہ مین

+ عبد الرزاق
نے بواسطہ معمر کے قتادہ سے روایت کی ہے قرآن مین
سے مدینہ مین سورۂ بقرا اور آل عمران اور نسا اور
مائدہ اور انعام اور انفال اور توبہ اور رعد اور نحل
اور حج اور نور اور احزاب اور الذین کفروا اور
فتح اور حجرات اور حدید اور مجادلہ اور حشر اور
ممتحنہ اور صف اور جمعہ اور منافقون اور تغابن
اور طلاق اور تحریم اور لم یکن اور اذا جاء نصر اللہ
اور قل ہو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ
برب الناس اُتری ہین اور باقی قرآن مکہ مین اُترا ہے اور
بعضون نے کہا چہہ آیتین سورۂ انعام کی اور چند آیتین نحل
اور بنی اسرائیل کی اور چند آیتین سورۂ قصص اور
سورۂ ہل اتی علی الانسان کی اور آخر سورۂ شعراء
کا والشعراء یتبعہم الغاوون سے آخر سورت
تک + اور سورۂ عادیات + + + + + +

مدينة وقال المجاهد فاتحة الكتاب نزلت بالمدينة وقال ابن عباس فى رواية ابى صالح نزلت بمكة وقيل نزلت مرتين مرة بمكة ومرة بمدينة والله اعلم

باب الكلام فى سورة البراءة

قال الفقيه ابو الليث اختلفوا فى حذف بسم الله الرحمن الرحيم من اول سورة براءة قال بعضهم كان النبى صلى الله عليه وسلم اذا نزل عليه القرآن املاه على كاتب يكتبه فلما املأ عليه سورة براءة نسى الكاتب كتابة بسم الله الرحمن الرحيم فبقى هكذا بغير بسم الله الرحمن الرحيم وقال بعضهم سورة براءة انزلت لنقض العهد الذى كان بين المسلمين وبين الكفار فلم يكتب لان فى كتابة بسم الله الرحمن الرحيم يكون امانا فتركت كتابته لئلا يكون امانا واصح التاويل ما روى عن ابن عباس انه سأل عثمان بن عفان رضى الله عنه فى ذلك فقال عثمان بن عفان رضى الله عنه لان سورة الانفال نزلت اول ما قدم رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينة وسورة براءة نزلت آخر القرآن وقصتها يشبه بعضها بعضا

مدینہ مین اُتری ہین ۞ اور مجاہد کہتے ہین کہ سورۂ فاتحہ مدینہ مین اُتری ۞ اور ابو صالح ابن عباس سے روایت کرتے ہین کہ مکہ مین اتری بعضے کہتے ہین دو دفعہ اُتری ایکبار مکہ مین ایکبار مدینہ مین اور اصل حال اللہ کو معلوم ہے

انیسوان باب اُس گفتگو کے بیان مین جو سورۂ برات مین ہوئی ہے

کہا فقیہ ابو اللیث رح نے کہ علمانے سورۂ برات پر بسم اللہ نہ لکہے جانیکی وجہ مین اختلاف کیا ہے بعضون نے تو یہ وجہ بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلعم پر قرآن اُترا کرتا تہا اور آپ کاتب کو لکہوا دیا کرتے تہے جب سورۂ برات لکہوائے اتفاقا کاتب بسم اللہ لکہنی بہول گیا اسلئے سورۂ برات بے بسم اللہ رہگئی ۞ اور بعضون نے کہا سورۂ برات اُس عہد کے توڑنیکے لئے اُتری تہی جو مسلمانون اور کافرون مین تہا اور بسم اللہ موجب امن ہے اسلئے اُسکو نہین لکہا گیا ۞ اور تاویل صحیح وہ ہے جو ابن عباس سے منقول ہے وہ کہتے ہین کہ مین نے حضرت عثمان سے یہی بات پوچہی اُنہون نے فرمایا سورۂ انفال تو رسول اللہ صلعم کے مدینہ مین تشریف لاتے ہی اُتری تہی اور سورۂ برات سب قرآن کے آخر مین اُتری اور مضمون دونون

ولم يبين لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم قصتها فاشتبه امرهما علينا ففصلنا بينهما وتركنا كتابة بسم الله الرحمن الرحيم وروي عن علي بن ابي طالب رضي الله عنه انه سئل عن ذلك فقال علي لانها نزلت بالسيف

يعني لنقض العهد

باب الكلام في قراءة النبي عليه الصلوة والسلام

قال الفقيه رضي الله روي عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قراء القرآن على ابي بن كعب فتكلم الناس في ذلك فقال بعضهم انما قراء عليه ليعلم الناس التواضع لكيلا يانف احد من التعلم والقراءة على من دونه في المنزلة وقال بعضهم انما قراء عليه لان ابي بن كعب كان اسرع باخذ الفاظ رسول الله صلى الله عليه وسلم فاراد النبي صلى الله عليه وسلم بقراءته عليه ان ياخذ الفاظ رسول الله ابي بن كعب رضي الله عنه ويقراءه كما يسمع منه ويعلم غيره وقال بعضهم حتى يصير ذلك توارثا لطريقة القرآن على النقد من

باب انشاد الشعر

قال الفقيه رضي الله عنه قد تكلم الناس في انشاد الشعر

کے ملتے جلتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسبابمین کچھہ فرمایا نہا اسلئے یہ امر مشتبہ ہوگیا پس ان دونون سورتونمین جدائی توکردی مگر بسم اللہ نہین لکھے اور حضرت علی سے کسینے یہی بات پوچھی توآپنے فرمایا اسلئے بسم اللہ نہین لکھی گئی کہ یہ سورت جہاد کے حکم کیلئے ہوئے ہے یعنی عہد صلح کو توڑنے کے لئے

بیسوان باب رسول اللہ صلعم کی قراءۃ قرآن کے بیانمین

کہا فقیہ ابو اللیث رح نے کہ رسول اللہ صلعم سے منقول ہے کہ آپنے ابی ابن کعب کو قرآن سنایا اسلئے علمانے اسمین گفتگو کی ہے بعضونے تو اسکی وجہ یہ بیان کی کہ آپکا مقصود اس سے لوگونکو تواضع کی تعلیم کرنی تھی تاکوئی شخص اپنے سے کم درجہ کے آدمی سے سیکھنے اور پڑھنے کو عیب سمجھے اور بعضونے کہا اسلئے کہ ابی ابن کعب رسول اللہ صلعم کے لفظونکو جلدی یاد کر لیتے تھے اسواسطے آپنے انکو پڑھکر سنایا تا جلد الفاظ کو بعینہ یاد کرلین اور اوسیطرح پڑھین اور اورونکو سکھائین اور بعضونے کہا اسلئے آپنے پڑھکر سنایا تا یہ طریقہ آگے کو جاری ہوئے

اکیسوان باب اشعار کے پڑھنے کے بیانمین

کہا فقیہ رض نے کہ علمانے شعرون کے

الشعر كره ذلك بعض الناس ورخص فيه الاخرون
فاما من كره ذلك فقد احتج بما روى
الاعمش عن ابي صالح عن ابي هريرة رضي الله
عنه عن النبي عليه الصلوة والسلام انه
قال لان يمتلي جوف احدكم قيحا حتى يريه
خيرا من ان يمتلي شعرا ولان الله تبارك
وتعالى قال والشعراء يتبعهم الغاوون اي
الضالون بانشاد الشعر وروى عن الشعبي
انه قال كانوا يكرهون ان يكتبوا امام
الشعر بسم الله الرحمن الرحيم وروى عن
مسروق انه كان يتمثل ببيت من الشعر
فقطعه فقيل له لو تممت البيت فقال اني
لاكره ان اجد في كتابي بيتا من الشعر وروى
ابراهيم بن يوسف عن كثير بن هشام فقال
سئل عبد الكريم من قوله تعالى ومن الناس
من يشتري لهو الحديث قال الغناء والشعر و
روى عن عطاء ان ابليس لعنة الله عليه قال يا رب
اخرجتني من الجنة من اجل ادم فاين
بيتي فقال الحمام فقال اين مجلسي قال

کے پڑھنے مین گفتگو کی ہے بعضون نے تو مکروہ کہا ہی اور
بعضون نے اجازت دی ہے جو مکروہ کہتی ہین اُنکی دلیل
روایت ہے جو اعمش نے بواسطۂ ابو صالح کے ابوہریرہ سے کی
ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ آدمی اپنے پیٹ
کو پیپ سے بھر لے اور ہلاک ہوجاے اس سے بہتر ہے کہ شعرون
سے بھرے ؛ اور ایک دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالی نی فرمایا اور شعرا
لگتے ہین اُنکے پیچھے گمراہ ..... اور شعبی کہتے ہین کہ
ہمارے زمانہ کے علمار اشعار سے پہلے بسم اللہ لکھنے
کو مکروہ سمجھتے تھے ؛ اور مسروق سے منقول ہے
کہ اُنکی کتاب مین ایک شعر لکھا تھا اُنھون نے اُسکو
کاٹ دیا کسینے کہا اگر آپ شعر لکھہ لیتے تو خوب ہوتا
فرمایا مین تو اپنی کتاب مین شعر لکھا ہوا پسند نہین
کرتا اور ابراہیم بن یوسف کثیر بن ہشام سے روایت
کرتے ہین کہ کسی نے عبد الکریم سے اس آیت کے
معنی پوچھے ومن الناس من یشتری لہو الحدیث
کہا لہو الحدیث سے غنا اور شعر مراد ہے اور عطا
کہتے ہین کہ شیطان ملعون نے عرض کیا الٰہی پروردگار
آدم کی وجہ سے تو نے مجھے جنت سے نکالا اب میرے لیے کونسا
گھر ہے فرمایا حمام ہے پھر عرض کی میری نشست کی جگہہ کونسی فرمایا

السوق قال فما قرأتى قال الشعر قال وما
كتابى قال الوشم واما حجة من اباح ذلك
فما روى عن هشام بن عروة عن ابيه عن
النبى عليه الصلوة والسلام ان من
الشعر لحكمة وعن هشام عن ابيه قال
ما رأيت امرأة اعلم بشعر ولا بطب و
لا بفقه من عائشة رضى الله عنها وروى
سماك بن حرب عن جابر بن سمرة قال كان
اصحاب النبى عليه الصلوة والسلام يتناشدون
الشعر والنبى عليه السلام جالس بينهم
يتبسم وروى عكرمة عن ابن عباس رضى الله
عنهما قال اذا قرأ احدكم شيئا من القرآن
فلا يدرى ما تفسيره فالتمسوه فى الشعر فان
الشعر ديوان العرب وقيل لابى الدرداء
اكل الانصار قالوا الشعر غيرك قال وانا
اقول ايضا الشعر يريد المرء ان يعطى مناه +
ويابى الله الا ما اراد + يقول المرء فائدتى
ومالى + وتقوى الله افضل ما استفاد + فان
الموت طالبكم فجيئوا + لهذا الموت راحلة

بازار ہے پھر عرض کیا تیرے پڑھنے کی کونسی چیز ہے فرمایا
نقش و نگار + اور دلیل انکی جو شعر پڑھنے کو جائز
کہتے ہین وہ روایت ہے کہ جو ہشام بن عروہ نے بواسطۂ
اپنے باپ کے نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے کی ہی آپنے
فرمایا بعضے شعر حکمت کے بہرے ہوتے ہین + اور ہشام
اپنے باپ سے نقل کرتے ہین کہ مین نے کسی عورت کو شعر
کے جاننے مین اور طب کے اور فقہ کے حضرت عائشہ سے زیادہ
نہ دیکھا + اور سماک بن حرب جابر بن سمرہ سے روایت کرتے
ہین کہ صحابہ اشعار پڑھا کرتے تھے اور نبی علیہ السلام
سن سنکر تبسم فرمایا کرتے تھے + اور عکرمہ نے ابن
عباس سے روایت کی ہے کہ جب کوئی شخص قرآن
مین سے کچھ پڑھے اور اسکی تفسیر نہ معلوم ہو تو اسکو
لازم ہے کہ اشعار مین تلاش کرے اسلئے کہ اشعار
عرب کے دیوان ہین + اور ابو الدرداء سے کسی نے پوچھا
کیا کل قوم انصار کی شاعر ہے سوا آپکی فرمایا مین بھی شعر کہتا
ہون جسکا ترجمہ یہ ہے + ارادہ کرتا ہے آدمی کہ سب کام موافق
اسکی خواہش کے ہون اور ہوتا ہے وہی جو اللہ چاہتا ہے + کہتا ہے
آدمی میرا فائدہ مال ہے + اور تقوی پرہیزگاری افضل
فائدے سے ہی + تحقیق موت تمہاری تلاش مین ہے لیکن

وزاد وروى عن الكلبي عن ابي صالح عن ابن
عباس رض ان عائشة لما بلغها خبر ابي هريرة
قال رحم الله ابا هريرة انما قال النبي عليه الصلوة
والسلام لان يمتلئ جوف احدكم قيحا حتى يريه
خيرا من ان يمتلئ شعرا من الشعر الذي هجيت به
وقيل ايضا ان معنى النهي في الشعر اذا اشتغل به
فشغله عن قراءة القرآن والذكر واما اذا لم يشغله
عن ذلك فلا بأس به وروى عائشة رضي الله عنها
انها قالت لست افهم غرائبك يا رسول الله فقال
عليه الصلوة والسلام استظهري اشعار
لبيد قال الشيخ الامام ابو يعقوب يوسف بن
عاصم رح سمعت بالمدينة ان عائشة رضي الله
عنها يحفظ اثنا عشر الف قصيدة وروى ان
حسان بن ثابت رضي الله عنه كان شاعر رسول
الله عليه الصلوة والسلام وكان ينشد له الشعر
في الحرب وروى عن عبد الله بن عباس انه قال
الشعر اول علم العرب فتعلموا الشعر عليكم بشعر الحجاز
وان كان في الجاهلية قد عفى عنه وقيل
ما من بني عبد المطلب الا وقد قال الشعر

اور کلبی بواسطۂ ابو صالح کے ابن عباس سے روایت کرتا ہے
کہ جب حضرت عائشہ کو ابوہریرہ کی خبر پہنچی فرمایا ابوہریرہ
پر اللہ رحم کرے نبی صلعم نے تو یہ فرمایا تھا کہ آدمی کو یہ بہتر ہے
کہ اپنا پیٹ پیپ سے بھر لے یہانتک کہ پیٹ بالکل خراب
ہوجائے اس سے کہ اشعار ہجو سے بھرے + اور بعضون نے کہا ہے
کہ شعر مین اتنا مشغول ہونا ممنوع ہے کہ آدمی قرآن شریف
کے پڑھنے سے اور ذکر اللہ سے غافل ہوجاے ورنہ ممنوع نہین
اور حضرت عائشہ رض فرماتی ہین کہ مین نے رسول اللہ صلعم سے ایک
دن عرض کیا کہ مین آپکے کلام معجز نظام کو پوری طور
نہین سمجھتی یعنے آپکے کلام مین نئے نئے لغت ہین
آپنے فرمایا کہ لبید شاعر کے کلام سے مدد لے + شیخ امام ابو یعقوب
ابو یوسف بن عاصم کہتے ہین کہ مین نے مدینہ مین لوگون
سے یہ سُنا ہے کہ حضرت عائشہ رض کو بارہ ہزار قصیدے
یاد تھے + اور مروی ہے کہ حسان بن ثابت رسول اللہ
صلعم کے شاعر تھے اور آپکے سامنے لڑائیون مین شعر
پڑھا کرتے تھے + اور عبد اللہ ابن عباس سے مروی ہے
کہ اُنہون نے فرمایا شعر پہلا علم عرب کا ہے سو سیکھو شعر کو
اور لازم پکڑو اشعار ملک حجاز کو اور کہا گیا ہے کہ عبد المطلب
کے اولاد مین سے کوئی ایسا نہین جسنے شعر نہ کہا ہو

غیر النبی علیه السلام وابوبکر رض قال شعرا وعمر رض
قال شعرا وعلی رض کان شاعرا

باب ما قیل فی اشعار النبی صلی الله علیه وسلم

قال الفقیه رضی الله عنه تکلم الناس فی روایة الشعر عن رسول الله صلی الله علیه وسلم وقال بعضهم لم یثبت عنه الشعر واحتجوا بما روی عن عائشة رضی الله عنها انه قیل لها اکان النبی صلی الله علیه وسلم یتمثل بالشعر قالت کان ابغض الحدیث الیه الشعر غیر انه تمثل مرة ببیت اخی بنی قیس بن طرفة فجعل آخره اوله وقال الشعر
ستبدی لک الایام ما کنت جاهلا + و یاتیک بالاخبار بالم تزود + فجعل یقول ویاتیک من لم تزود بالاخبار فقال له ابو بکر لیس هکذا یا رسول الله فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما انا بشاعر وما علمناه الشعر وما ینبغی له ان هو الا ذکر وقران مبین

سوا نبی صلعم کے اور حضرت ابوبکر رض اور حضرت عمر رض نے بھی شعر کہے ہین اور حضرت علی رض تو بڑے شاعر تھے

بائیسوان باب اس بیان مین ہے کہ رسول اللہ صلعم نے بھی شعر کہے ہین یا نہین

کہا فقیہ ابو اللیث رضی اللہ عنہ نے علما نے کلام کیا ہے روایت شعر مین نبی علیہ السلام سے بعضون نے کہا آپ سے شعر کہنا ثابت نہین اور دلیل مین یہ روایت حضرت عائشہ رض کی پیش کرتے ہین کسی نے اُنسے پوچھا کہ نبی علیہ السلام کبھی شعر پڑہتے تھے فرمایا شعر تو آپکو نہایت مبغوض تھا مگر ہان ایکدفعہ مثلاً قیس بن طرفہ کا شعر پڑہا تھا سو اُسکے اول کو آخر کر دیا تھا اور وہ شعر یہ تھا ترجمہ ظاہر کریگا تجھپر زمانہ اُس چیز کو جسکو تو نہین جانتا اور لاویگا تیرے پاس خبرین اون لوگون کی جنہون نے توشہ ساتھ نہین لیا + پس کہنے لگے ؎ ویاتیک من لم تزود بالاخبار + ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ اسطرح نہین پس فرمایا رسول اللہ صلعم نے مین تو شاعر نہین اور یہ آیت پڑہی ترجمہ نہین سکھایا ہمنے اُسکو شعر اور اُسکے لایق بھی نہین وہ جو کچھ کہتا ہے ذکر اور قرآن صاف ہے

وقال بعضهم يجوز منه الشعر كما اتى عنه
فی الاخبار وهو ما روی ابن طاؤس
عن ابیه ان النبی علیه الصلوٰة والسلام
قال يوم الخندق ؎ اللهم لا عيش الا
عيش الاخرة ٭ فارحم الانصار والمهاجرة
٭ فاجابت الانصار بهذا الشعر ؎ نحن
الذی بايعوا محمدا ٭ على الوفاء ما بقينا
ابدا ٭ وروی عثمان النهدی عن سلمان
الفارسی رضی ان النبی صلی الله علیه وسلم ضرب
فی الخندق المعول وقال ؎ بسم الله وبه بدينا
٭ ولو عبدنا غيره شقينا ٭ وروی البراء
بن عازب ان النبی علیه الصلوٰة والسلام
قال انا النبی لا كذب ٭ انا ابن عبد المطلب
وروی اسود بن جندب ان النبی صلی الله علیه
وسلم كان يمشی فی طريقه فعثر فاصاب
حجر اصبعه فدميت فقال ؎ هل انت الا
اصبع دميت ٭ وفی سبيل الله ما لقيت ٭
ويروى فی كتاب الله ما لقيت قال الفقيه
رضی الله تعالى عنه هذه الاخبار صحيحة

اور بعضوں نے کہا آپنے شعر کہے ہین جیسا حدیثوں
مین آیا ہے ابن طاؤس اپنے باپ سے روایت کرتے ہین
کہ نبی علیہ السلام نے خندق کی لڑائی کے دن یہ شعر
کہا تہا ترجمہ یا اللہ نہین زندگی قابل اعتبار کے
مگر زندگی آخرت کی ٭ پس رحم کر تو انصار اور مہاجرین
پر ٭ پس جواب دیا انصار نے اس شعر سے (ترجمہ) ہم وہ لوگ
کہ بیعت کی محمدؐ سے وفا پر جبتک دم مین دم رہے
اور ابو عثمان نہدی سلمان فارسی سے روایت کرتے ہین
کہ جب نبی علیہ السلام نے خندق کہودنے کے لئے کدال زمین
پر ماری تو فرمایا (ترجمہ) شعر اللہ ہی کے نام پر شروع
کرتے ہین ہم اس کام کو اور اگر ہم سوائے خدا کے اور کسی کو پوجین
تو ہلاک ہو جائین ٭ اور براء بن عازب روایت کرتے ہین
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ترجمہ) مین نبی ہون اور اس
مین کچھ جھوٹ نہین ٭ اور مین اولاد مین عبد المطلب کے ہون
اور اسود بن قیس جندب سے روایت کرتے ہین کہ آپ ایکدن
رستہ مین چلتے ہوے پہسل گئے اور پتھر انگلی مین لگگیا پس فرمایا نہین ہے
تو مگر ایک انگلی جو خون آلودہ ہوگئی ہے اور اللہ کی راہ مین
تکلیف جو تجھکو پہونچی ہے اور ایکروایت مین بجاے سبیل اللہ کی جگہ
فی کتاب اللہ آیا ہے ٭ کہا فقیہ رح نے یہ حدیثین صحیح ہین ٭

ولكنه يحتمل انه لم يقصد به الشعر ولكنه
كلام خرج موافقا للشعر من غير ان يقصد
به شعرا ولان هذه الابيات التي رويت
عنه انما هي رجز والرجز لا يكون شعرا وانما
يكون مثل السجع من الكلام **باب**
عبارة الرؤيا قال الفقيه رضي
الله تعالى عنه من تعلم علم الرؤيا فلا بأس
به بعد ما تفقه في الدين وهو علم حسن
وقد من تعالى على يوسف عليه السلام بعلم
الرؤيا وهو قوله عز وجل وكذلك مكنا
ليوسف في الارض ولنعلمه من تاويل
الاحاديث يعني به علم الرؤيا وروي عن
عمر بن الخطاب انه قال عليكم بالتفقه في
الدين والتفهم في العربية وحسن العبارة
يعني عبارة الرؤيا ولو كان ذلك يشغله
عن الفقه فالكف عنه افضل لان علم
الفقه معرفة احكام الله تعالى وعلم الرؤيا
بمنزلة فال يتفاءل به وروي عن ابي يوسف
انه سئل عن مسئلة الرؤيا فقال حتى نفرغ

مگر یہ احتمال ہے کہ آپنے قصداً شعر تصنیف نفرمایا ہو اتفاق
سے آپکا کلام موزون مثل شعر کے ہوگیا ہو یا یون کہا جاے
کہ یہ بیتین رجز مین اور رجز شعر شمار نہین ہوتا بلکہ وہ مثل
نثر مقفے کے ہے

بائیسوین باب مین خواب کی تعبیر کا بیان ہے *

کہا فقیہ رح نے جسنے علم رویا سیکہا بعد اسکے کہ
دین مین سمجھہ حاصل کرچکا ہے تو کچھہ مضائقہ
نہین اور یہ علم خوب ہے اور احسان جتلایا ہے الله
تعالی نے رویا سے حضرت یوسف علیہ السلام پر اور
وہ قول الله عز وجل کا یہ ہے (اور اسطرح جگہہ دی
ہمنے یوسف کو اس ملک مین اور اسواسطے کہ اسکو
سکہا دین کچھہ کل بٹھانی) مراد تاویل احادیث سے
علم رویا ہے اور حضرت عمر رض فرماتے ہین اپنے اوپر لازم کرو
دین مین سمجھہ اور زبان عرب اور تعبیر خواب مین فہم حاصل
کرنا * اور اگر سیکہنا علم رویا کا تفقہ فی الدین کے
حصول مین مانع ہو تو اسکا نہ سیکہنا افضل ہے کیونکہ
علم فقہ معرفت احکام الہی کا نام ہے اور علم رویا
بمنزلہ فال کے ہے * اور ابو یوسف رح سے کسی نے
مسئلہ رویا کا پوچھا فرمایا پہلے بیدار کی امور سے فارغ ہوچکے

من امر اليقظة وروى عن محمد بن سيرين
انه ربما كان يقص عليه الرؤيا فيقول اتق الله
في اليقظة فانه لا يضرك ما رأيت في النوم
وروى اسماعيل بن علية عن ايوب قال بلغ
محمد بن سيرين ان الناس يقولون انه
يقول في الرؤيا ولا يقول في الفتوى وامسك
عن القول في الرؤيا ثم قال فيها وقال انما
هو ظن اظنه فمن ظننت له في رؤياه خيرا
حدثته اياه وروى ابو قتادة عن النبي
صلى الله عليه وسلم قال اصدقكم رؤيا
اصدقكم حديثا ففي هذه الاحاديث
دليل على ان تركه لا يضر وانما هو بمنزلة
المثال **باب الرؤيا** الصالحة في
حسن العبارة قال الفقيه رضي الله تعالى
عنه روى هشام بن عروة عن ابيه عن
عائشة قالت اول ما بدئ به رسول الله
صلى الله عليه وسلم من الوحي الرؤيا الصالحة
فكان لا يرى رؤيا الا جاءت مثل فلق
الصبح وروى ابو سعيد الخدري عن

اور محمد بن سیرین سے جب کبھی کوئی خواب بیان
کرتا تو آپ یہ فرماتے کہ اللہ سے بیداری میں ڈر
جو تو نے خواب میں دیکھا وہ اسوقت ضرر نہ دیگا
اور اسمعیل بن علیہ ایوب سے روایت کرتے ہیں کہ جب
محمد بن سیرین کو یہ خبر پہونچی کہ لوگ انکے باب میں
یہ تذکرہ کرتے ہیں کہ وہ خواب کی تعبیر دیتے رہتے
ہیں کبھی کوئی مسئلہ یا فتوی نہیں بتاتے تو انہوں نے تعبیر دینی
موقوف کردی پھر تعبیر دینے لگے اور فرمایا کہ تعبیر ظنی ہے جسکے خواب کی تعبیر
میرے ظن میں اچھی ہوتی ہے بیان کر دیتا ہوں اور ابو قتادہ
نبی صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا تم میں سچا وہی
الرؤیا وہ ہوگا جو صادق القول ہوگا + ان حدیثوں سے
معلوم ہوتا ہے کہ علم رویا کے ترک میں کچھہ ضرر نہیں کیونکہ
وہ بمنزلہ مثال کے ہے **تیئسویں باب میں رویا صالحہ**
اور تعبیر نیک کا بیان ہے کہا فقیہ رحمہ نے روایت
کیا ہشام بن عروہ نے بواسطہ اپنے باپ کے حضرت عائشہ
سے کہ انہوں نے فرمایا کہ ابتدا وحی رسول اللہ صلعم کی
خواب صالح تھی آپ کوئی خواب نہ دیکھتے تھے مگر
اسکی تعبیر مثل صبح روشن کے ظاہر ہو جاتی تھی
اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نبی صلعم سے

النبي صلى الله عليه وسلم انه قال اذا رأى
احدكم رؤيا يحبها فانما هي من الله تعالى
فليحمد الله عليها وليحدث بها واذا رای غير
ذلك مما يكره فانما هي من الشيطان فليستعذ
بالله من شرها ولا يذكرها لاحد فانها لا تضره
وروى ابو قتادة عن النبي صلى الله عليه وسلم
قال الرؤيا الصالحة من الله تعالى والحلم
من الشيطان فمن راى شيئا يكرهه
فلينفث عن شماله ثلثا وليتعوذ بالله من
الشيطان الرجيم فانها لا تضره وروى
عن عائشة رضي الله تعالى عنها انها قالت رأيت
ثلثة اقمار سقطن في حجرتي فقصصت
بها على ابي بكر فلما توفي رسول الله صلى الله
عليه وسلم ودفن في بيتها فقال ابو بكر هذا
احد اقمارك وهو خيرها فلما مات ابو بكر
رضي الله تعالى عنه ودفن في بيتها قيل
هو القمر الثاني فلما مات عمر رضي الله عنه
ودفن في بيتها قيل لها هو القمر الثالث
وعن محمد بن سيرين عن النبي صلعم انه

روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا جب کوئی تم مین اچھا
خواب دیکھے تو وہ اللہ تعالی کی طرف سے ہے اللہ
کا شکر کرے اور اسکو بیان کرے اور جب کوئی برا خواب
دیکھے تو وہ شیطان کی طرف سے ہے اللہ سے پناہ مانگے
اور اسکو کسی سے ذکر نکرے وہ ضرر نہ دیگا + اور ابو قتادہ
نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا
اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہے اور برا خواب شیطانی
وسوسہ ہے جو کوئی بری بات دیکھے اسکو چاہیے کہ
کہ اپنی بائین جانب تین دفعہ تہوکدے اور شیطان
مردود سے پناہ مانگے یعنی اعوذ باللہ پڑھے بلاشبہ وہ خواب
ضرر نہ دیگا + اور حضرت عائشہ رض سے مروی ہے وہ فرماتی
ہین کہ مین نے ایکدفعہ یہ دیکھا کہ تین چاند میرے حجرہ مین اگر پڑے ہین
سو مین نے اسکو ابوبکر رض سے بیان کیا پہر جبکہ رسول اللہ صلعم نے وفات
پائی اور میرے حجرہ مین دفن ہوے تو ابوبکر نے کہا ایک چاند تو یہ
ہے اور یہ تینون مین اول درجہ کا ہے پہر جب ابوبکر کا انتقال ہوا
اور اسی حجرہ مین دفن ہوے تو کسی نے کہا یہ دوسرا
چاند ہے پہر جب عمر رض کا انتقال ہوا اور اسی
حجرہ مین دفن ہوے تو کہا گیا یہ تیسرا چاند ہے
اور محمد بن سیرین نبی صلعم سے روایت کرتے ہین کہ آپ

يكره الغل في النوم وكان يعجبه القيد وقال
القيد ثبات في الدين وروى ذلك عن
ابي هريرة وقال محمد بن سيرين كان يقال
الرؤيا ثلث حديث النفس وتخويف الشيطان
وبشرى من الله تعالى فمن راى شيئا يكرهه
فلا يقصه على احد وليقم فليصل وروى
سفيان عن عمرو بن دينار عن عطاء قال
جاءت امرأة الى النبي صلى الله عليه وسلم
وزوجها غائب وقالت رأيت كان جائزة
بيتي انكسرت فقال خيرا يكون انشاء الله
يرد الله عليك غائبك فرجع زوجها
ثم غاب فرات مثل ذلك فجاءت الى
النبي صلى الله عليه وسلم فعبرها بمثل ذلك
فرجع زوجها ثم غاب فرات مثل ذلك
فجاءت الى النبي صلى الله عليه وسلم فلم
تجده ووجدت ابا بكر وعمر رضي الله
تعالى عنهما فاخبرتهما بذلك فقالا يموت
زوجك فاتت النبي صلى الله عليه وسلم
فقال لها هل قصصتها على احد قالت نعم فقال

طوق پہننے کو خواب مین برا فرماتے تھے اور بیڑی کو پسند
فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ بیڑی سے دین کی
ثابت قدمی مراد ہے اور ابو ہریرہؓ سے یون ہی مروی ہے
اور محمد بن سیرین کہتے ہین کہ خواب تین طرح کے ہوتے
ہین ایک تو حدیث النفس دوسرے تخویف الشیطان تیسرے بشارت الله تعالی کی
طرف سے بشارت جو کوئی بری بات دیکھے اسکو لازم ہے کہ کسی
سے بیان نکرے بلکہ اٹھہ کھڑا ہو اور نماز پڑھنے لگے اور سفیان
بواسطہ عمرو بن دینار کے عطاء سے روایت کرتے ہین کہ ایک عورت
نبی صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئی اور اسکا خاوند سفر مین تھا اور
عرض کیا کہ مین نے خواب مین یہ دیکھا کہ میرے گہر کا شہتیر
ٹوٹ پڑا ہے آپنے فرمایا بہتر ہوگا الله چاہے تیرا خاوند آجاویگا
سو اسکا خاوند آگیا پہر وہ چلا گیا پہر اس عورت نے یہی خواب
دیکھا اور نبی صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئے آپنے یہی تعبیر
دی پہر اسکا خاوند آگیا پہر چلا گیا پہر اسنے وہی خواب دیکھا
اور آپکی خدمت مین حاضر ہوئی مگر آپکو نہ پایا اسنے
ابو بکرؓ اور عمرؓ کو پایا اور ان سے تعبیر پوچھی انہون
نے فرمایا تیرا خاوند مرجاویگا پہر وہ نبی صلے
الله علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئی آپنے پوچھا
تونے اس خواب کو کسی سے ذکر کیا ہے کہا ہان فرمایا

من كما قيل لك فما مضى زمان الا وقد نعي
اليها وفاة زوجها وقال عطاء كان يقال
الرؤيا على ما اولت وكان يقول لا تقص
الرؤيا الا على حكيم او واد فقد اخبر بعض
الناس بهذا الحديث ان الرؤيا على ما اولت
وقال اهل التحقيق ان حكم الرؤيا لا يتغير
بجواب جاهل غيرها كما ان مسئلة من
الفقه اذا اجاب بها جاهل لا يكون لذلك
الجواب حكم فكذلك مسئلة الرؤيا وانما
تغير ذلك بتاويل رسول الله صلى الله
عليه وسلم لانه تعالى صدق قوله لكرامته
وروى جابر بن عبد الله ان رجلا سال
رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال اني رأيت
كان راسي سقط عني فاتبعته واخذته
فقال باي عينيك رأيته اذا سقط الراس
عنك ثم قال اذا لعب الشيطان باحدكم
فلا يحدث الناس به وروى عن النبي
صلى الله عليه وسلم انه قال اصدق الرؤيا
ما كان بالاسحار وروى عنه انه قال

اسکی تعبیر وہی ہے جو تجھے کہی گئی اسپر کچھ بہت زمانہ
نگذرا تھا کہ اُسکے خاوند کے مرنیکی خبر آئی + اور عطاء کہتے ہین
کہ خواب کے وہی تعبیر ہے جو دی جاے اور فرماتی ہین کہ خوابکا
ہر کسی سے ذکر نکر مگر حکیم سے یا دوست سے + اور اسی حدیث سے
بعض علما کہتے ہین کہ خواب کے تعبیر وہی ہے جو دیجاے + اور
اہل تحقیق کہتے ہین کہ حکم خواب کا جاہل کے جواب دینے سے
بدلتا نہین جسطرح کسی فقہ کی مسئلہ کا کسی جاہل نے جواب
دیا تو یہ جواب جواب نہوگا اسیطرح مسئلہ رویا کو سمجھو اور
حدیث مین جسکا مذکور ہے وہ رسول اللہ صلعم کی تاویل
سے بدلا ہے کیونکہ اللہ تعالے نے آپکے قول کو
سچا کر دیا + اور جابر بن عبداللہ فرماتے ہین کہ
ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے
پوچھا مین نے خواب مین یہ دیکھا ہے کہ گویا میرا سر
میرے دھڑ سے الگ ہو کر گر گیا مین اُسکے پیچھے گیا اور اُسکو
پکڑ لیا فرمایا جب تیرا سر گر گیا تہا تو کون سی آنکھون سے تو نے
سر کو دیکھا پہر فرمایا جب شیطان کسی سے کھیلے تو اُسکا ذکر
لوگون سے نکرے اور نبی صلعم سے مروی ہے کہ
آپنے فرمایا سچے خواب وہ ہوتے ہین جو اخیر
رات مین نظر آئین اور یہ بھی آپسے مروی ہے کہ آپنے فرمایا

اصدق الرؤيا بالنهار لان الله تعالى
لا خير نهارا وقيل اصدق الرؤيا بالقيلولة
وقال النبي صلى الله عليه وسلم الرؤيا الصالحة
جزء من اربعين جزءً من النبوة وروى
ابو هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم
قال من رآني في المنام فقد رآني فان
الشيطان لا يتمثل بي وقال من رآني في
المنام فسيراني في اليقظة وروى عبد الله
ابن عباس رضي الله تعالى عنه عن النبي
صلى الله عليه وسلم قال من تحلم بحلم لم يره
كلف ان يعقد بين شعيرتين ولم يفعل

باب الكلام في الطب والرقى

قال الفقيه رضي الله تعالى عنه
كره بعض الناس الرقى والدواء
واجازه عامة العلماء فاما من كره ذلك
احتج بما روي عن النبي صلى الله عليه وسلم
انه قال يدخل من امتي الجنة سبعون
الفا بغير حساب فقام عكاشة بن محصن
فقال يا رسول الله ادع الله لي ان يجعلني

سچے خواب دن کے ہوتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے
دن کا آخر میں بیان کیا ہے اور کہا گیا ہے سچے
خواب دوپہر کے ہیں + اور نبی صلعم نے فرمایا اچھے خواب نبوت
کے چالیس جزو میں سے ایک جزو ہے اور ابو ہریرہ
نبی صلے اللہ علیہ سلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا
جسنے مجھکو دیکھا خواب میں تو مجھ ہی کو دیکھا اسلئے کہ
شیطان میری صورت نہیں بن سکتا + اور فرمایا جسنے
مجھے خواب میں دیکھا وہ مجھکو بیداری میں دیکھیگا - اور عبد اللہ
بن عباس رض نبی صلے اللہ علیہ سلم سے روایت کرتے
ہیں کہ جو کوئی جھوٹے خواب بیان کرے قیامت کے دن
اسکو دو جو میں گرہ دینے کی تکلیف دیجائیگی اور وہ نکرسکیگا

چوبیسویں باب میں دوا اور تعویذ گنڈے کا بیان ہے

کہا فقیہ رح نے بعض علما تعویذ
گنڈے کرنے اور دوا کرنے کو ناجائز کہتے ہیں اور اکثر
علما جائز کہتے ہیں جو ناجائز کہتے ہیں انکی دلیل یہ ہے کہ
نبی صلے اللہ علیہ سلم نے فرمایا ہے کہ میری امت
میں سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت میں
داخل ہونگے سو کھڑے ہوئے عکاشہ بن محصن اور عرض
کیا یا رسول اللہ آپ دعا کیجئے کہ اللہ مجھے بھی انہیں سے کردے

منهم قد نالہ فقام رجل آخر فقال ادع الله
لي يضا فقال النبي صلى الله عليه وسلم سبقكم
بها عكاشة فدخل رسول الله صلى الله عليه
وسلم المنزل فقالوا فيما بينهم من الذين
يدخلون الجنة بغير حساب فقال بعضهم
هم الذين ولدوا في الاسلام وماتوا على
ذلك ولم يذنبوا فلما خرج رسول الله
صلى الله عليه وسلم سالوه عن ذلك فقال
هم الذين لا يتداوون ولا يكتوون ولا
يرقون ولا يتطيرون وعلى ربهم يتوكلون
وروي عن عمران بن حصين انه قال كنت
اري انوارا واسمع كلام الملائكة حتى
اكتويت فانقطع ذلك عني وروي
الاعمش عن ابي ظبيان عن حذيفة
ابن اليمان انه دخل على رجل يعوده
فوضع يده على عضده فاذا بخيط عقد
عليه فقال ما هذا فقال رقي لي فيه فاخذه
وقطعه وقال لو مت على هذا ما صليت
عليك وعن سعيد بن جبير قال

آپنے اُنکے لئے دعا کر دی پھر ایک اور شخص کھڑا ہوا اور
عرض کیا میرے لئے بھی دعا کیجئے آپنے فرمایا وہ درجہ تو
عکاشہ لے اُڑا پھر رسول اللہ صلعم گھر مین تشریف
لیگئے صحابہ آپسمین چرچہ کرنے لگے وُہ کون ہین
جو بیحساب جنت مین جائینگے بعضون نے کہا جو مسلمان
ہی پیدا ہوئے اور مسلمان ہی مرے اور کوئی گناہ
نہین کیا پھر جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم باہر
تشریف لائے آپ سے پوچھا آپنے فرمایا یہ لوگ وُہ
ہین جو دوا نہین کرتے داغ نہین لگاتے تعویذ گنڈا
نہین کرتے فال بد نہین لیتے صرف اپنے پروردگار
پر بھروسہ کہتے ہین + اور عمران بن حصین سے مروی ہے وہ
کہتے ہین مین پہلے انوار دیکھا کرتا تھا فرشتون کے کلام سنا
کرتا تھا ایکدفعہ مینے داغ لگوایا پھر وہ بات جاتی رہی +
اور اعمش ابو ظبیان سے روایت کرتے ہین کہ حذیفہ بن الیمان
ایک شخص کی عیادت کو گئے جب اُسکے بازو پر ہاتھ
رکھا تو ایک دھاگہ بندھا دیکھا فرمایا یہ کیا ہے کہا
گنڈہ ہے آپنے اُسکو توڑ کر پھینکدیا اور فرمایا
اگر تو اس حال مین مر جاتا تو مین تجھپر نماز نہ پڑھتا
اور سعید بن جبیر فرماتے ہین جو کم سے

لدغتني عقرب فاقسمت علي امي ان
استرقي فاتيت الراقي الليلة التي لم تلدغ
وعن زينب امرأة عبدالله بن مسعود
قالت جاء عبدالله ذات يوم فرأى في
عنقي خيطا فقال ما هذا الخيط فقلت رقي
لي فيه فاخذه وقطعه ثم قال ان آل عبدالله
لاغنياء عن الشرك وقال الحسن البصري
رحمه الله يرحم الله اقواما لا يعرفون الهليلج
والبليلج وان ذلك ظن يظن به ولا
يعرف الشفاء فيماذا يكون الا ترى الى
ما روي عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما
انه قال لا تحموا المريض عما يشتهي فلعل
الله يجعل شفاءه في بعض ما يشتهي
واما من اباح ذلك فاحتج بما روي عن ابن
مسعود رضي الله تعالى عنه انه قال ان الله
تعالى لم ينزل داء الا وقد انزل له دواء الا
السام والهرم فعليكم بالبان البقر فانها
تخلط من كل شجر وفي خبر آخر فانها ترعى
من كل شجر وروى سفيان بن عيينة

بچھو نے کاٹ لیا سو میری ماں نے مجھے قسم دی کہ
جھڑواؤں سو میں نے اچھے ہاتھ کو جھڑوا لیا + اور
زینب زوجہ عبداللہ بن مسعود کی کہتی ہیں کہ ایکدن
عبداللہ آئے اور میرے گلے میں ایک دھاگہ پڑا دیکھا
فرمایا یہ دھاگا کیسا ہے میں نے کہا گنڈہ ہے سو اُسکو
توڑ ڈالا پھر فرمایا بلا شبہ اہل وعیال عبداللہ شرک
سے بری ہیں + اور حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے
ہیں رحم کرے اللہ ان لوگوں پر جو ہڑ بہیڑہ کو
نہیں پہچانتے اور اسلئے کہ یہ امر ظنی ہے اور شفا
کا حال معلوم نہیں کس میں ہے کیا تجھے خبر نہیں
جو حضرت ابن عمر رض سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا بیمار کو
اُس چیز سے جسکو اُسکا جی چاہے نہ روکو شاید اللہ نے
شفا اسی میں رکھی ہو + اور جو لوگ کہتے ہیں کہ
علاج وغیرہ جائز ہے اونکی دلیل یہ ہے کہ ابن مسعود رض
سے مروی ہے کہ اللہ تعالے نے کوئی مرض
ایسا نہیں پیدا کیا جسکی دوا نہ پیدا کی ہو مگر موت
اور بڑھاپا سو پیا کرو دودھ گایوں کا اسلئے کہ ہر قسم
کی گھاس کھاتی ہے اور دوسرے سبب سے کہ وہ
ہر درخت کو چرتی ہے اور سفیان ابن عیینہ

عن زیاد بن علاقة عن اسامة بن شریك قال
شهدت النبی صلی الله علیه وسلم والاعراب
یسألونه هل علینا جناح ان نتداوی فقال
تداووا عباد الله فان الله تعالی لم یخلق
داء الا وقد وضع له شفاء وعن الحجاج
ابن ارطاة انه سأل عن العطاء عن
التعویذ فقال ما سمعنا بکراهیته من
قبلکم یا معشر اهل العراق ولان قوام
العبادة بالبدن فکما وجب علینا ان
نتعلم الاحکام لتصح به قوام العبادة
فکذلك علم الطب والتداوی الذی
فیه اصلاح البدن فلا باس بان نتعلمه
ونعمل به لتصح به قوام العبادة ولان
القول فی الاحکام جائز باکبر الرای
وان لم یعرف بالنص والیقین فکذلك
القول فی الطب اذا کان یعرف بالرای
والتجاریب فیجوز استعماله ولیس ذلك
باجل من الاحکام واما الاخبار التی وردت
فی النهی فانها منسوخة الا تری الی ما روی

بواسطے زیاد بن علاقہ کے اسامہ سے روایت کرتے ہین کہ
نبی صلعم کی خدمت مین حاضر ہوا اور گنوار لوگ آپسے
پوچھ رہے تھے کیا دوا کرنے مین گناہ ہے سو آپنے فرمایا
ای اللہ کے بندو دوا کرو کیونکہ اللہ تعالے نے کوئی بیماری ایسی
پیدا نہیں کی جسکے واسطے شفا نہ پیدا کی ہو + اور حجاج
بن ارطاۃ سے مروی ہے کہ انہون نے عطا سے تعویذ کو
پوچھا کہا اے عراقیو ہمنے تمسے پہلے کسیکو نا جائز
کہتے نہین سنا ہے اور اسلیے کہ قیام عبادت کا بدن سے
ہے سو جسطرح ہمپر یہ واجب ہے کہ ہم احکام کو سیکھین
تا کہ عبادت صحیح صحیح ادا کرین اسیطرح علم طب اور دوا
علاج جسمین بدن کی اصلاح ہو اگر اسکو ہم سیکھین
اور اسپر عمل کرین تا کہ عبادت درستی سے ادا کرین
تو کچھ مضائقہ نہین + اور اسلیے کہ بہت احکام رای
سے ثابت ہوتے ہین اور وہان کوئی نص ہوتی
ہے نہ یقین اسیطرح طب کا حال ہے کیونکہ وہ
بھی رای سے اور تجربہ سے حاصل ہوتا ہے سو اسکا
برتنا جایز ہے اور علم طب احکام دین تو بڑھکر نہین
اور جو حدیثین ممانعت مین مروی ہین وہ منسوخ
ہین کیا تجھے خبر نہین کہ حضرت جابر سے منقول

جابر ان النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن
الرقي وكان عند آل عمرو بن حزم رقية
يرقون بها عن العقرب فاتوا النبي صلى الله
عليه وسلم فعرضوا عليه وقالوا انك نهيت عن
الرقي فقال ما ارى به باسا من استطاع
منكم ان ينفع اخاه فليفعل ويحتمل النهي
عن الذي يرى العافية في الدواء اما اذا
عرف ان العافية من الله والدواء سبب
فلا باس به وقد جاء الآثار في الاباحة
الا ترى ان النبي صلى الله عليه وسلم لما جرح
يوم احد داوى جرحه بعظم قد بلي وروي
ان رجلا من الانصار رمي في اكحله
بمشقص فامر به النبي صلى الله عليه وسلم
فكوي وروي انه كان يرقي بالمعوذتين
والآثار فيه اكثر من ان تحصى

باب الاطعمة التي فيها الدواء

قال الفقيه رضي الله تعالى عنه روى شهر
ابن حوشب عن ابي هريرة عن النبي صلى
الله عليه وسلم انه قال الكماة من المن

سے روایت کرتے ہیں کہ آپنے جھاڑ پھونک کو منع
فرمایا اور آل عمرو بن حزم کو ایک جھاڑا آتی تھی اس
سے بچھو کے کاٹے کو جھاڑتے تھے سو وہ حاضر ہوئے
نبی صلعم کی خدمتمیں اور وہ جھاڑ سنائی اور کہا آپنے جھاڑ سے
ممانعت فرمائی ہے آپنے فرمایا میں تو اسمیں کچھہ مضائقہ نہیں
جانتا جو کوئی تم میں سے اپنے بھائی کو نفع پہونچائی کرنے اور
احتمال یہ بھی ہے کہ ممانعت اسکو ہے جو یہ سمجھے کہ شفا دوا
میں ہے اور جو کوئی یہ جان لے کہ شفا اللہ کے ہاتھہ میں ہے اور دوا
سبب محض ہے تو کچھہ مضائقہ نہیں اور بہت سی حدیثیں
جواز میں آئی ہیں کیا تجھے خبر نہیں کہ نبی علیہ السلام احد
کے دن جب زخمی ہوئے تو آپنے اپنے زخم کا علاج
پرانی ہڈی سے کیا تہا اور مروی ہے کہ ایک انصاری کے
رگ اکحل میں تیر لگ گیا تہا سو آپکے حکم سے داغ دیا گیا
اور یہ بھی مروی ہے کہ آپ معوذتین سے جھاڑا کرتے تھے اور
حدیثیں اسباب میں بے شمار ہیں

پچیسواں باب ان کھانوں کا بیان ہے جنمیں دوا کا خاصہ ہے

کہا فقیہ رضی اللہ عنہ نے شہر بن حوشب ابو ہریرہ سے
روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کھنبی من کی قسم سے ہے

وماءها شفاء للعين والعجوة من الجنة
وهي شفاء من السم وقال الربيع بن خثيم
ليس للنفساء عندي دواء الا الرطب
ولا للمريض الا العسل وروى الاعمش
عن ابي صالح قال في حمى الربع ثلث من
سمن وثلث من عسل وثلث من لبن
يعجن ويشرب وعن النبي صلى الله عليه
وسلم انه قال الحمى من فيح جهنم فابردوها
بالماء وعن علي بن ابي طالب عن النبي
صلى الله عليه وسلم انه قال جعلت البركة
في العسل وفيه شفاء من الاوجاع
وقد بارك عليه سبعون نبيا وقال علي
ابن ابي طالب اذا اشتكى احدكم شيئا
فليسأل امرأته ثلثة دراهم من صداقها
فليشتر بها عسلا ولبنا وسمنا وليشرب
بماء السماء فيجمع الله تعالى الهنيء والمريء
والشفاء والماء المبارك وروى
محمد بن المنكدر عن جابر بن عبد الله عن
النبي عليه الصلوة والسلام انه قال عليكم

اور اسکا پانی آنکھ کے لئے شفا ہے اور کھجور عجوہ جنت کی چیز
ہے اور زہر کے واسطے شفا ہے + اور کہا ربیع بن خثیم
نے نہیں ہے میرے نزدیک نفاس والی عورت کے لئے کوئی دوا
مگر تر کھجور اور نہ کسی مریض کے لئے کوئی دوا مگر شہد + اور
اعمش ابو صالح سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا چوتھیہ
کے لئے یہ دوا ایک تہائی گھی ایک تہائی شہد ایک تہائی
دودھ مخلوط کئے جاویں اور پلائے جاویں اور نبی علیہ السلام سے
مروی ہے کہ آپنے فرمایا تپ دوزخ کی لپٹ سے ہے سو اسکو پانی
سے ٹھنڈا کرو + اور حضرت علی نبی صلعم سے روایت
کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا رکھی گئی ہے برکت شہد میں
اور اس میں شفا ہے دردوں کے لئے اور اسکے لئے
برکت کی ستر نبیوں نے دعا کی ہے + اور حضرت علی نے
فرمایا ہے جب کوئی تم میں مریض ہو تو اپنی بی بی کے
مہر میں سے تین درم مانگ لے اور انکا شہد اور دودھ اور
گھی مول لے اور مینہ کا پانی ملا کے پیئے سو اللہ تعالے
نے اسکے لئے ہنی اور مری اور شفا اور پانی مبارک
جمع کر دیئے ہیں اور محمد بن المنکدر جابر بن عبد اللہ سے
روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
شہد جو ایک قسم کا شرمہ ہے اسکے استعمال

بالاثمد فانه ينبت الشعر في الجفن في العين
ويشد البصر وفي خبر آخر ويجلي البصر وعنه
عليه الصلوة والسلام انه قال عليكم بالعدس
فان فيه شفاء من سبعين داء والله اعلم

باب تفضيل لسان العربية على غيرها

قال الفقيه رضي الله
عنه اعلم ان لسان العربية لها فضل على سائر
الالسنة فمن تعلمها او علم غيره فهو
ماجور لان الله تعالى انزل القرآن بلغة
العرب فمن تعلمها فانه يفهم بها ظاهر
القرآن ومعاني الاخبار وقال روي عن ابن
ابي بردة عن ابي بريدة عن عمر رضي الله
عنه انه قال كلام اهل الجنة بالعربية وروي
عن عمر انه قال من تعلم الفارسية فقد خب ومن
خب فقد ذهب مروته يعني لو اقتصر على اللسان
الفارسية ولم يتعلم العربية فانه عجمي وقال
الزهري كلام اهل الجنة العربية وروي
عن عمر انه قال عليكم بالتفهم في العربية
وروي عن الحسن البصري انه سئل عن اقوام

کو لازم پکڑو کیونکہ وہ بالونکو جماتا ہے اور بینائی کو
قوت دیتا ہے اور دوسری حدیث مین ہے اور جلا دیتا ہے
بینائی کو اور نبی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا مسور کو کہایا
کرو اسلئے کہ ستر بیماریون کے لئے شفا ہے - واللہ اعلم

باب چھبیسون بیچ بیان فضیلت عربی زبان کے

اور زبانون پر کہا فقیہ ابو اللیث رضی نے جان لے کہ زبان عربی
کو اور سب زبانون پر فضیلت ہے جسنے سیکہا اسکو
یا سکہایا کسی کو تو اسکو ثواب ملیگا اسلئے کہ اللہ تعالی
نے قرآن مجید کو عربی زبان مین نازل کیا ہے سو
جسنے اسکو سیکہا تو اسکے سبب سے ظاہری معنی قرآن
مجید اور حدیثون کے سمجھے + اور ابن ابی بردہ ابو بردہ
سے روایت کرتے ہین کہ حضرت عمر رض نے فرمایا ہے کہ
کلام جنتیون کی عربی زبان مین ہوگی اور حضرت عمر رض سے
مروی ہے کہ فرمایا جسنے سیکھی زبان فارسی اسنے خیانت کی اور
جسنے خیانت کی اسسے مروت گئی یعنی جسنے فقط زبان فارسی
سیکہی اور زبان عربی نہ سیکہی وہ عجمی ہے + اور زہری کہتے
ہین کہ جنتیون کی زبان عربی ہوگی اور مروی ہے حضرت
عمر رض سے کہ فرمایا سمجھہ بوجھہ حاصل کرو زبان عرب مین
اور امام حسن البصری سے مروی ہے کہ دریافت کی گئی وہ ...

ليتعلم العربية يلتمس بها احسن المنطق ويفهم
بها قراءته قال الحسن فليتعلمها فان الرجل
ليقرأ الآية فيعيا بوجهها فيهلك وروي عن عمر
الله يسمع رجلين في الطواف يتراطنان
اي يتكلمان بالفارسية فقال لهما التمسا الى
العربية سبيلا فقال الفقيه رضي الله عنه ولو
تكلم بغير العربية يجوز ولا اثم عليه في ذلك وقد
روي عن النبي عليه الصلوة والسلام انه تكلم
بالفارسية وهو ما روي عن جابر بن عبد الله
انه قال اتخذت لرسول الله عليه الصلوة والسلام
طعاما في يوم الخندق فاتيته فاخبرته فقال
لاصحابه اذهبوا الى بيت جابر فانه قد اتخذ لكم
شوربا وروي عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه اتي بتمر الصدقة وعنده الحسن والحسين
فاخذ تمرا فادخله في فيه فادخل رسول الله
عليه الصلوة والسلام اصبعه في فيه فقال
كخ كخ حتى نبذ التمرة من فيه وروي عن
ابي هريرة انه قال لي رسول الله عليه الصلوة
والسلام حين اشتكى بطنه قال يا ابا هريرة

سے کہ سیکھتا ہے زبان عربی کو اسلئے کہ بولچال اچھی طرح
آجاتی ہے اور اچھی طرح قرأت کرنے لگے فرمایا حسن نے سیکھے اسکو
اسلئے کہ کبھی آدمی پڑھتا ہے آیت کو اور عاجز ہوتا ہے
اسکے سمجھنے سے پس ہلاک ہوتا ہے اور حضرت عمر رض سے
مروی ہے کہ انہوں نے سنا دو شخصونکو حالت طواف مین بات
فارسی مین کلام کرتے ہوئے فرمایا انکو زبان عربی سیکھو +
کہا فقیہ ابو اللیث رح نے اگر کلام کیا کسی نے بغیر زبان عربی
کے تو جایز ہے کچھہ گناہ نہین + چنانچہ نبی علیہ السلام سے
مروی ہے کہ آپنے فارسی بامین کلام کیا ہے جابر بن عبد اللہ
روایت کرتے ہین کہ مینے رسول اللہ صلعم کے واسطے کہانا
تیار کیا خندق کے دن سو حاضر ہوکر اطلاع دی آپنے صحابہ
کو فرمایا جابر کے گہر چلو اسنے تمہارے لئے شوربا تیار کیا ہے
+ اور مروی ہے نبی علیہ السلام سے کہ انکے پاس چہوارے
صدقہ کے آئے اور اسوقت امام حسن یا امام حسین موجود تھے
سو انمین سے ایک نے ایک چہوارا مونہہ مین ڈال لیا پس
رسول اللہ صلعم نے انکے مونہہ مین انگلی ڈالی اور فرمایا کخ کخ
اور چہوڑ کو مونہہ سے نکالدالا + اور ابو ہریرہ سے منقول
ہے کہ رسول اللہ صلعم نے انکو فرمایا جب انکے
پیٹ مین درد ہوا ہے ابو ہریرہ

اشکمر درد قال نعم فاس بالصلوة تان فی
الصلوة شفاء وقال سفیان بلغنا ان الناس
یتکلمون یوم القیمة قبل ان یدخلوا الجنة
بالسریانیة فاذا دخلوا الجنة فکلموا بالعربیة
وروی عبدالرحمن بن مغفل عن وهب بن
منبه قال وما من لغة الا وفی القرآن منها
شیٔ فقیل له وان فیه من الفارسیة فقال
من الفارسیة سجیل یعنی سنگ وگل قال
وقیل یا ارض ابلعی ماءك ویا سماء اقلعی
وغیض الماء بلغة الحبشة وقوله تعالی فصرهن
الیك یعنی قطعهن بالرومیة وقوله تعالی
ولات حین مناص یعنی لیس حین مفر
ولیس حین فرار بالسریانیة وروی عن
ابی موسیٰ انه قال فی قوله تعالی کفلین یعنی
ضعفین بلسان الحبشة وقال بعضهم
لا یجوز ان یکون فی القرآن شیٔ سوی
العربیة لان الله تعالی قال بلسان عربی
مبین وقال انا جعلناه قرآنا عربیا
فالجواب عن هذا من وجهین احدهما

کیا تیرے پیٹ مین درد ہے عرض کیے کہ ہان فرمایا نماز پڑھ
کیونکہ نماز مین شفا ہے + اور کہا سفیان نے کہ ہمکو معتبر طریقے
سے یہ پہونچا ہے کہ لوگ قیامت کے دن جنت کے داخل
ہونیکے سے پہلے زبان سریانی مین گفتگو کرینگے اور جب جنت
مین داخل ہو جائینگے تو زبان عربی مین گفتگو کیا کرینگے
اور عبدالرحمن بن مغفل وہب بن منبہ سے روایت کرتے ہین کہ
اُنہون نے فرمایا ایسی کوئی زبان نہین کہ قرآن شریف مین
اُسکا کوئی لفظ نہو کسی نے کہا بھلا فارسی لفظ کونسا ہے کہا سجیل
کہا ہے یعنی سنگ و گل کا معرب ہے - اور کہا آیت وقیل یا ارض
الخ جسکا ترجمہ یہ ہے (اور حکم آیا اے زمین نگلجا اپنا پانی اور
اے آسمان تھم جا اور سکھا دیا پانی) حبشی زبان مین ہے اور قول
اللہ تعالیٰ کا فصرهن الیک (یعنی ٹکڑے ٹکڑے کر اُن
جانورونکو) زبان رومی مین ہے + اور قول اللہ تعالیٰ کا
جسکا ترجمہ یہ ہے (اور وقت نرہا تھا خلاصی کا) زبان سریانی
مین ہے، اور ابو موسیٰ سے مروی ہے کہ فرمایا اُنہون نے کہ قول اللہ
تعالیٰ کا کفلین (یعنی ضعفین) حبشی زبان ہے، اور بعضے
علما کہتے ہین کہ قرآن شریف مین عربی زبان کے سوا کسی
زبان کا ایک لفظ بھی نہین اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کے
باب مین فرمایا ہے بلسان عربی مبین اور دوسری جگہ
تو فرمایا ہمنے قرآن کو عربی زبان مین اُتارا ہے + سو جواب اسکے دو ہین ایک تو یہ ہے

ان هذه الالفاظ الذی ذکرناه من الحبشة
والرومية وغيرها كما ذكرنا الا ان العرب كانت
تستعملها وتعرفها فيما بينهم فاذا استعملت
العرب صار بمنزلة العربية ووجه اخر ان
قوله تعالى بلسان عربي مبين فالقرآن
هو العربي وان كان بعض الحروف من غيره
فان قيل كيف يكون حجة عليهم اذا كان بلغة
غيرهم قيل له لانهم كانوا يفقهون فيما
بينهم وان كان بينهم بعض الحروف من غير
لغتهم فيكون حجة عليهم

باب نزول القرآن على سبعة احرف

قال الفقيه رضي الله عنه وروى ابن عباس
عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال
اقرأني جبرئيل عليه السلام القرآن على
سبعة احرف وروى عن ابن عباس عن
النبي عليه الصلوة والسلام انه قال
اقرأني جبرئيل عليه السلام القرآن على
حرف واحد فراجعته فلم ازل استزيده
ويزيدني فانتهى الى سبعة احرف وفي

که یه لفظ جو ہمنے ذکر کئے زبان حبشی ورومی وغیرہ کے
اہل عرب کے یہان مستعمل تھے اور عرب اُنکے معنی جانتے تھے
اور جب یہ الفاظ اُنکے یہان مستعمل تھے تو بمنزلۂ عربی
زبان کے تھے - دوسرا جواب یہ ہے کہ قول اللہ تعالے بلسان
عربی مبین صحیح ہے کیونکہ قرآن شریف عربی زبان ہے
اگر تھوڑے سے کلمات غیر زبان کے بھی ہون تو عربی
ہونمین خلل انداز نہین + اگر کوئی یہ کہے کہ جب قرآن
مجید مین الفاظ غیر زبان کے ہونگے تو اہل عرب پر یہ قرآن
کیونکر حجت ہوگا تو جواب اُسکا یہ ہے کہ جب لوگ ان
لفظون کے معنی سمجھتے تھے تو بلاشبہ اُنپر حجت ہوگا + باب

ستائیسوان بیچ بیان اسبابکے کہ نزول قرآن سات حرفون پر ہوا ہے

کہا فقیہ رحمۃ اللہ نے اور
روایت کیا ابن عباس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ آپنے فرمایا
پڑھایا مجھکو جبرئیل نے قرآن سات حرفون پر اور
بروایت ابن عباس نبی علیہ السلام سے منقول ہے
کہ آپنے فرمایا پڑھایا مجھکو جبرئیل علیہ السلام نے قرآن
حرف واحد پر پس مراجعت کی مین نے اُسنے پس
زیادتی طلب کرتا رہا مین اور وہ بھی زیادتی کرتے
رہے یہانتک کہ سات حرف تک پہنچے + ایک [illegible]

خبر اخران جبرئیل علیہ السلام قال اقرا
القران علی سبعۃ احرف کلہا شاف وکاف
وقال عبد اللہ بن مسعود ان ہذا القرآن
انزل علی سبعۃ احرف لکل حرف ظہر
وبطن فان قیل ایش معنی قولہ سبعۃ
احرف قیل لہ قد قالوا فیہ اقاویل مختلفۃ
قال بعضہم انما یوجد ذلک فی بعض
الآیات مثل قولہ تعالی اف لکما فیقراء
علی سبعۃ احرف بالنصب والخفض و
الرفع کل وجہ بالتنوین وغیر التنوین
فذلک ستۃ اوجہ وبالجزم فذلک سبعۃ
اوجہ فلا یوجد ذلک فی عامۃ الآیات
ومثل قولہ تعالی تساقط علیک رطبا
جنیا ونحوہا من الآیات التی یحتمل
فی القرآن سبعۃ اوجہ من القرأۃ وقال
بعضہم سبعۃ احرف یعنی امر ونہی
وقصص وامثال ووعظ ووعید
ووعد فہذا ہو سبعۃ احرف وقال
ابو عبیدۃ سبعۃ احرف یعنی علی سبعۃ

حدیث مین آیا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ پڑھو تو قرآن کو
سات حرفون پر کل حرف شافی کافی ہین + اور فرمایا عبد اللہ
بن مسعود رضی نے کہ یہ قرآن سات حرفون پر نازل ہوا
ہے ہر حرف کے واسطے ایک ظاہر ایک باطن ہے + اگر
کوئی کہے معنی سَبْعَۃ اَحْرُفٍ کے کیا ہین کہا جاویگا کہ
اسمین بہت قول مختلف ہین + بعضے کہتے ہین کہ
سات حرف یعنی قرارت بعضی آیتون مین پائے جاتے
ہین چنانچہ قول اللہ تعالے اُفٍّ لکما پڑھا جاتا ہے سات
طرح پر زیر زبر پیش سے اور ہر ایک تنوین اور
بے تنوین کے چھہ طرح تو یہ ہوئین اور ساتوین
طرح جزم کے ساتھہ پڑھنا چاہیئے + تو سات
قراتین اکثر آیتون مین نہین + اور مانند قول اللہ
تعالے تساقط علیک رطبا جنیا کے اور مانند اسکے
اور آیتین جو سات قرارت سے پڑہی جاسکتی
ہین اور بعضے کہتے ہین سات حرف سے مراد امر
نہی قصص امثال وعظ وعید وعدہ ہین
اور کہا ابو عبیدہ رضی اللہ تعالے
عنہ نے مراد سات حرف سے سات
لغت عرب کے ہین اور اسکے یہ معنے

لغات من لغات العرب وليس معناه ان
يكون فى الحرف الواحد سبعة اوجه فهذا
لم يسمع به قط ولكن هذه اللغات السبع
متفرقة فى القرآن فبعضها بلغة قريش
وبعضها بلغة هذيل وبعضها بلغة اليمن
وبعضها بلغة الهوازن وبعضها بلغة دوس
وقال بعضهم معناه انما هى سبعة قرأت
التى اختارها سبعة من الائمة احدهم
عاصم بن ابى نجود واسم امه بهدلة والثانى
حمزة بن حبيب الزيات والثالث ابو الحسن
على بن حمزة الكسائى فهولاء الثلثة كانوا
من اهل الكوفة والرابع عبد الله بن كثير
وهو امام اهل مكة والخامس نافع بن
عبد الرحمن مولى جعونة بن شفوا وهو
امام اهل المدينة والسادس ابو عمرو
ابن العلاء امام اهل البصرة وكان اسمه
ريان بن عمار بن غريان وكنيته ابو عمرو
والسابع عبد الله بن عامر وهو امام اهل
الشام فاختار كل واحد من هؤلاء السبعة

یہ معنی نہین کہ ایک حرف مین سات لغت ہین کیونکہ
یہ تو عرب سے کبھی سُنا ہی نہین گیا ہان یہ لغت ساتون
متفرق جگہ قرآن مین موجود ہین بعضے لغت قریش
کے ہین بعضے لغت ہذیل کے ہین بعضے لغت یمن کے
ہین اور بعضے لغت ہوازن کے اور بعضے لغت دوس کے
ہین اور بعضے کہتے ہین مراد سبعۃ احرف سے وہ سات
قرأتین ہین جنکو سات اماموں نے اختیار کیا ہے
ایک اُنمین سے عاصم بن ابی نجود ہین اور اُنکی ماں کا
نام بہدلہ ہے اور دوسرے حمزہ بن حبیب الزیات ہین
تیسرے ابو الحسن علی بن حمزہ کسائی ہین اور یہ تینون
اہل کوفہ سے ہین اور چوتھے عبد اللہ ابن کثیر امام اہل مکہ
کے ہین پانچوین نافع بن عبد الرحمن مولی جعونہ
بن شفوا امام اہل مدینہ کے ہین چھٹے ابو عمرو بن العلا
امام اہل بصرہ کے ہین اور نام اُنکا ریان بن عمار
بن غریان ہے اور کنیت اُن کی ابو عمرو
ساتوین عبد اللہ بن عامر امام اہل
شام کے ہین - پس اختیار کیا ہر ایک
نے ان ساتون سے ایک قراۃ جو
اُسکے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ

قراءة قد صحت عنده من رسول الله صلے
الله عليه وسلم قال الفقيه رحمه الله اختلف
الناس في الآيات التي قرأت بقرائتين
وقال بعضهم ان الله عز وجل قال بقراءة
واحدة الا انه قد اذن ان يقرء بقرائتين
وقال بعضهم ان الله عز وجل قال بهما
جميعا والذي صح عندنا والله اعلم انه
لو كان لكل قراءة تفسير بخلاف تفسير
قراءة اخرى فقال بهما جميعا فصارت
قرائتين بمنزلة آيتين مثل قوله تعالى
ولا تقربوهن حتے يطهرن فمعنے الاول
حتے ينقطع دمهن ومعنے الثاني حتے
يغتسلن وكذلك كل ما كان على نحو هذا
واما اذا كانت القراءتان تفسيرهما
واحد وهو مثل البيوت والبيوت
مثل المحصنات والمحصنات بالنصب
والخفض فانما قال باحدهما واجازنا
القراءة بهما لكل قبيلة على ما نحو لسانهم
فان قيل اذا صح انه قال باحدهما فبای

وسلم سے صحیح طریقہ سے منقول ہوئی +
کہا فقیہ رح نے اختلاف کیا ہے علما نے اُن
آیتون مین جو کئی قرأتون سے پڑہی جاتی ہین
بعضون نے کہا کہ اللہ عز وجل نے ایک قرأت پر قرآن
کو نازل کیا مگر اجازت دو طرح پڑہنے کی بہی دیدی
اور بعضون نے کہا کہ اللہ تعالی نے دونون طرح نازل کیا
جو امر ہمارے نزدیک صحیح ہے اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے
وہ یہ ہے کہ اگر ہر قرأت کی معنی جدے جدے ہین تو دونون
طرح اللہ ہی نے نازل کیا گویا دو قرأتین بمنزلہ دو آیتون
کے ہوئین مانند قول اللہ تعالی ولا تقربوهن حتّٰی
يطهرن پس معنی اول صورت (یعنے تخفیف کی حالت مین)
یہ ہوئی نہ قریب ہو تم عورتون کے یہانتک کہ بند ہو جاوے حیض
کا خون اور معنی تشدید کی صورت مین یہ ہے کہ نہ قریب ہو
یہانتک کہ نہالین عورتین - یہی حال ہے اُن آیتونکا جو اسطرح
کی ہون مانند لفظ بُیوت اور بِیوت کے اور مانند
المحصنات کے زبر زیر کے ساتھہ تو یون سمجھنا چاہئے
کہ اللہ تعالی نے ایک ہی طرح فرمایا مگر اجازت دی
ہر قبیلہ کو جسطرح اُنسے ادا ہو موافق عادت کے
اگر کوئی کہے جب یہ بات ثابت ہو چکا کہ اللہ تعالی نے اس

القراتین قال قیل انما قال بلغة القریش لان النبی علیه الصلوة والسلام کان من قریش والقران نزل بلغتهم الاتری الی ماروی وکیع عن سفیان عن رجل عن مجاهد قال نزل القران بلغة قریش

باب الکلام فی تفسیر القران قال الفقیه رح روی

سعید بن جبیر عن ابن عباس عن النبی محمد صلی الله علیه وسلم انه قال من قال فی القران برأیه فلیتبوء مقعده من النار وروی عن ابی بکر الصدیق رضی الله عنه انه قال ای ارض تقلنی وای سماء تظلنی اذا قلت فی کتاب الله مالا اعلم وروی عن الشعبی انه کان یمر بابی صالح فاخذ باذنه فیقول انک لم تقراء القران فکیف تفسره وروی عن عمر رضی الله عنه انه رای فی یدی رجل مصحفا قد کتب فیه عند کل اٰیة تفسیرها فدعا بمقراض فقرضه وعن الحکیم انه قال کان شریح

اس آیۃ کو اسیطرح نازل کیا تو اب دو قراتون مین سے جسکو اختیار کرے تو کہا جائیگا لغت قریش کو اسلیئے کہ نبی علیہ السلام قریشی تھے اور قرآن لغت قریش کے موافق نازل ہوا ہے کیا تجھے خبر نہین جو مجاہد سے مروی ہے کہا مجاہد نے قرآن لغت قریش کے موافق اترا ہے باب اٹھائیسوان

بیچ کلام تفسیر القرآن کے

کہا فقیہ رح نے روایت کیا ہے سعید بن جبیر نے بواسطۂ ابن عباس کے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی قرآن کی تفسیر اپنی راے سے کرے اُسکو چاہیے کہ اپنا ٹھکانا آگ مین کرلے + اور حضرت ابوبکر صدیق رض فرماتے ہین کونسی زمین کے اوپر اور کونسے آسمان کے نیچے رہ سکتا ہون اگر کتاب اللہ مین وہ بات کہون جو نہ جانتا ہون + اور شعبی سے مروی ہے کہ وہ گذرے ابو صالح پر اور پکڑا کان انکا اور کہا ابھی قرآن تو پڑھا ہی نہین تفسیر کرنے بیٹھ گیا اور حضرت عمر رض سے مروی ہے کہ اُنہون نے ایک آدمی کے ہاتھہ مین قرآن دیکھا کہ اُسکی ہر آیت کے پاس تفسیر بھی لکھی ہوئی ہے سو آپنے مقراض منگائی اور اُسکو کتر ڈالا اور حکیم سے مروی ہے کہ شریح تفسیر

لایفسر من القرآن الا ثلث ایات احدہا
قولہ تعالی ویعفوا الذی بیدہ عقدۃ النکاح
قال الزوج والثانیۃ قولہ تعالیٰ واتیناہ الحکمۃ
قال الفقہ والعلم وفصل الخطاب البینات
والایمان والاعمال والثالثۃ قولہ تعالیٰ
ان خیر من استاجرت القوی الامین
وقال کانت قوتہ انہ حمل صخرۃ لا یقوی
علی حملہا الا عشرۃ وقیل اربعون وامانتہ
انہا مشت امامہ رفقۃ فوصفہا الریح
فقال لہا تاخری وصفی لی فی الطریق
وقالت عائشۃ رضی اللہ عنہا ما کان النبی
علیہ الصلوۃ والسلام یفسر القرآن الا ایات
بعدد ما علمہن ایاہ جبرئیل علیہ السلام
فان قیل اذا لم یفسرہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فلا یجوز لغیرہ ان یفسرہ
برایہ فکیف الوصول الی معرفۃ تفسیرہ
قیل لہ النہی انما انصرف الی المتشابہ
منہ لا الی جمیعہ کما قال اللہ تعالیٰ فاما الذین
فی قلوبہم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ

نہین کرتے تہے قرآن کی مگر تین آیتون کی ایک آیت تو
یہ ہے جسکا ترجمہ یہ ہے یا معاف کرے وہ شخص کہ اُسکے ہاتہ
مین گرہ نکاح کی ہے یعنی خاوند + دوسری آیۃ واتیناہ
الحکمۃ یعنی فقہ اور علم اور مقدمات کے فیصل کرنیکی عقل اور ایمان
اور عمل صالح + تیسری آیت قول اللہ تعالیٰ کا ہے جسکا ترجمہ
یہ ہے رالبتہ بہتر نوکر جو تو رکہا چاہے جو زور آور ہو امانتدار
کہا ہے موسی کی قوت کا یہ حال تہا کہ ایک پتہر جو دس آدمیون
کم نہ اُٹہا سکتے تہے[۲] + اور حضرت موسی کی امانت داریکا
یہ حال تہا کہ صاحبزادی حضرت شعیب کی اُنکے آگے آگے
چلتی تہی پس ہوا نے اُنکے تہ بند کو اوپر اُٹہا دیا تو کہا اُنکو
حضرت موسی نے پیچہے ہو جاؤ اور رستہ بتاتی چلو اور حضرت
عائشہ فرماتی ہین کہ نبی علیہ السلام قرآن کی تفسیر نہین
کیا کرتے تہے مگر چند آیتونکی وہ بہی بعد اسکے کہ جبرئیل علیہ
السلام نے آپکو انکی تفسیر بتا دی تہی - اگر کوئی کہے جب رسول اللہ
صلعم اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر نہین کرتے تو اور
کسیکو تو کب جایز ہے پہر اب قرآن کی تفسیر کیونکر معلوم
جواب اسکا یہ ہے کہ ممانعت متشابہات کی تفسیر سے ہے
سب قرآنکی تفسیر سے نہین چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سو جنکے دل
پہرے ہوے ہین وہ لگے ہین کہ ڈہب ملا ہوا ہے تلاش کرتے

۲ اسکو تنہا اٹہا لیا تہا بعض کہتے ہین کہ وہ پتہر چالیس آدمیون سے اٹہتا تہا

ابتغاء الفتنة لان القرآن انما نزل بالحق
حجة على الخلق فلو لم يجز التفسير والبيان
لا يكون حجة بالغة فاذا كان كذلك جاز
لمن يعرف لغات العرب ويعرف شان
النزول ان يفسره واما من كان من
المتكلفين ولم يعرف وجوه اللغة فلا
يجوز له ان يفسره الا بمقدار ما سمع
فيكون ذلك على وجه الحكاية لا على
سبيل التفسير فلا باس به ولو انه يعلم
تفسيره واراد ان يستخرج من الآية
حكما واستدلالا من الاحكام فلا
باس به فلو انه قال المراد من الآية
كذا من غير ان يسمع فيه شيئا فهذا
مما لا يحل له وهذا هو الذي نهي عنه
ولو انه سمع من بعض الائمة فلا باس
فيه بان يحكي عنه وروي عن ابن عباس
رضي الله عنه انه كان اذا اشكل عليه شيء
من التفسير سال اصحاب رسول الله صلى الله
عليه وسلم والمسلمين من اهل الكتاب الذين

ہین گمراہی) اسلئے کہ قرآن شریف خدا کی حجت ہے مخلوق
پر پس اگر جایز نہو تفسیر اور بیان اُسکا تو وہ حجت کیونکر ہوگا
اور جب بات یہ ہے تو جایز ہے اُس شخص کو جو لغت عرب کے
جانے اور شان نزول کو پہچانے کہ قرآن کی تفسیر کرے
لیکن جو شخص خواہ مخواہ مفسر بنا چاہے لغت عرب وغیرہ
کو نجانے اُسکو تفسیر کرنی قرآن کی جایز نہین مگر جتنے
کسی عالم سے سُنے ہو اور یہ تفسیر بطور حکایت کے ہوگی بطور
تفسیر نہو گی اسلئے اسکا کچھ ڈر نہین + اور اگر جانتا ہے
وہ تفسیر پھر ارادہ کرے وہ کہ آیت سے کوئی حکم نکالے
یا استدلال کسی حکم کے لئے کرے تو کچھ مضائقہ
نہین سو اگر کہا اُسنے مراد آیت سے یہ ہے اور سلف
سے اسباب مین کچھ سُنا نہین ہے تو یہ اُسکو
حلال نہین ہے اور ممنوع یہی ہے + اور اگر
کسی امام سے یہ بات منقول ہو تو حکایتاً بیان
کرنیکا مضائقہ نہین + اور ابن عباس رضی
اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اُنکو جب کبھی تفسیر
مین کوئی اشکال پیش آتا تھا تو صحابہ اور
اون مسلمانون سے جو پہلے اہل کتاب تھے
توریت و انجیل کے عالم تھے جیسے کعب احبار اور

قرؤا الكتب مثل كعب الاحبار و وهب بن منبه وغيرهما وروى عكرمة عن ابن عباس رضي انه قال عرفت جميع تفسير القرآن الا اربعا وهي قوله تعالى الاواه والرقيم وحنانا و غسلين وروى عن ابن عباس انه فسر هذه الاحرف ايضا

باب حسن المعاشرة ومعرفة الحقوق

قال الفقيه رضي الله عنه ينبغي للرجل ان يكون قوله للناس لينا ووجهه منبسطا مع البر والفاجر والسني والمبتدع من غير مداهنة ومن غير ان يتكلم معه بكلام يظن انه يرضى بسيرته ومذهبه لان الله تعالى قال لموسى وهارون عليهما السلام فقولا له قولا لينا لعله يتذكر او يخشى وانك لست بافضل من موسى وهارون والفاجر ليس باخبث من فرعون وقد امرهما الله تعالى باللين القول مع فرعون وروى ابراهيم النخعي عن حمزة العامري عن طلحة ابن عمرو قال قلت لعطاء انك رجل يجتمع

اور وہب بن منبہ وغیرہ سے پوچھ لیا کرتے تھے اور مروی ہے بواسطہ عکرمہ کے ابن عباس سے کہ وہ فرماتے تھے تمام قرآن کی تفسیر جانتا ہوں مگر چار لفظوں کی اور وہ چار لفظ یہ ہیں اواہ، رقیم، حنانا، غسلین اور ابن عباس سے ان چاروں لفظوں کی بھی تفسیر مروی ہے

باب اُنیسواں مخلوق کے ساتھ اچھی طرح پیش آنیکے بیان میں اور حقوق پہچاننے میں

کہا فقیہ رضی نے آدمی کو چاہیے کہ مخلوق سے کلام نرم کیا کرے اور نیک و بد سنی بدعتی سے بکشادہ پیشانی پیش آئے مگر مداہنت نکرے نہ ایسے کلام کرے کہ بدعتی اور فاسق گمان کرے کہ میرے عقیدے اور فعلوں کو یہ شخص پسند کرتا ہے اسلئے کہ اللہ تعالے نے حضرت موسی و ہارون کو فرمایا ہے (سو کہو اس سے بات نرم شاید وہ سوچ کرے یا ڈرے) اور بلا شبہ تو موسی و ہارون سے افضل نہیں اور فاسق فرعون سے برا نہیں حالانکہ ان دونوں کو اللہ تعالے نے فرعون کے ساتھ نرمی کا حکم کیا ہے — ابراہیم نخعی نے بواسطے حمزہ عامری کے طلحہ بن عمرو سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے عطا سے کہا تو ایک ایسا

عندك ناس ذو هواء مختلفة وانا رجل ذو
حدة فاقول لهم بعض القول الغليظ فقال لا
تفعل اذ يقول الله وقولوا للناس حسنا
فدخل فى هذه الاية اليهودى والنصرانى فكيف
بالحنيف وعن ابى هريرة رضى الله عنه ان النبى
صلى الله عليه وسلم قال انكم لن تسعوا الناس
باموالكم فليسعهم منكم بسط الوجه وحسن
الخلق وقال عمر بن الخطاب رضى الله عنه
من احب ان يصفوله ود اخيه فليدعه
باحسن اسمائه اليه ويسلم عليه اذا لقيه
ويوسع له فى المجلس وروى عن النبى صلى
الله عليه وسلم انه قال لعائشة رضى الله عنها
لا تكونى فحاشة فان الفحش لو كان رجلا
لكان رجلا سوء ويقال الاحسان قبل
الاحسان فضل والاحسان بعد الاحسان
مجازاة والاحسان بعد الاساءة كرم والاساءة
قبل الاساءة جور والاساءة بعد الاساءة
مكافاة والاساءة بعد الاحسان شوم ولوم
ويقال ليس الاحسان ان تحسن الى من احسن

شخص ہے کہ میرے پاس مختلف قسم کے لوگ جمع ہوتے ہیں
اور مین آدمی تیز مزاج ہون مین تو ایسے لوگون کو برا
بہلا کہہ بیٹہتا ہون فرمایا یون نکر اسلیے کہ اللہ تعالی فرماتا
ہے (اور کہیو لوگونکو نیک بات) پس جب داخل ہوا اس
آیت مین یہودی و نصرانی پہر کیونکر داخل نہوگا حنیفی
اور ابو ہریرہ رض نبی صلعم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے
فرمایا تم لوگ مخلوق کو اپنے مالو سے نہین تو کیا گنجایش دوگے
مگر مخلوق سے بکشادہ پیشانی اور اخلاق سے پیش آیا کرو اور
حضرت عمر رض نے فرمایا ہے جسکو یہ پسند آئے کہ اسکا بہائی
اسکا دوست جانی ہو تو اسکو چاہیے کہ اسکو اچہے نام سے
پکارے جب ملے سلام کرے جب وہ مجلس مین آوی تو جگہ دے
اور نبی صلعم سے مروی ہے کہ آپنے حضرت عائشہ رض کو فرمایا
تو بدزبان نہو اسلیے کہ بدزبانی اگر آدمی ہوتا تو برا آدمی
ہوتا اور یہ قول ہے مشہور ہے کہ احسان کرنا کسی پر اسکے
احسان کرنے سے پہلے خوبی کی بات ہے اور احسان کرنا
بعد احسان کے بدلا ہے اور احسان کرنا بعد برائی پہونچنے کے
کرم ہے اور برائی کرنی برائی پہنچنے سے پہلے ظلم ہے اور
برائی کرنی برائی پہنچنے کے بعد بدلا ہے اور برائی کرنی بعد
احسان پہنچنے کے بدبختی اور سخت ملامت کی بات ہے

اليك ولكن الاحسان ان تحسن الى من اساء
اليك قال الفقيه رح ينبغي للانسان ان يعرف
حق من هو اكبر سنا منه ويوقره لانه روى
عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال ما
وقر شاب شيخا الا قيض الله له شابا
عند كبر سنه فيوقره وعن ليث بن عمر
ابي سليم قال كنت امشي مع طلحة بن مطرف
فيقدمني وقال لو علمت انك اكبر مني بليلة
ما تقدمت منك وروى عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال من لم يوقر كبيرنا ولم يرحم
صغيرنا فليس منا والله اعلم

باب زيارة الاخوان

قال الفقيه ابو الليث رحمه الله ..... زيارة الاخوان
والاصدقاء في الله حسن وهو ماجور فيها
زيادة الالفة وعمره قال ابو امامة الباهلي
امش ميلا وعد مريضا وامش ميلين
وزر اخا في الله وامش ثلثة اميال واصلح
بين اثنين وقال بعض الحكماء لا تترك
الزيارة فينسوك ولا تكثر الزيارة فيملوك

احسان یہ ہے کہ جو تیرے ساتھ برائی کرے اُسکے ساتھ تو احسان
کرے + کہا فقیہ رح نے انسان کو لائق ہے کہ اپنے سے بڑے
کا حق پہچانے اُسکی توقیر کرے اسلئے کہ نبی علیہ الصلوۃ و
السلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا نہین توقیر کرتا کوئی جوان
کسی بوڑہے کی مگر مقرر کرتا ہے اللہ اُسکے واسطے ایک جوان
جو اُسکی بڑہاپے مین توقیر کرے اور لیث بن عمر سے مروی ہے
کہ مین ساتہ ساتہ چلتا تہا طلحہ بن مطرف کے سو اُنہون
نے آگے کر دیا مجہکو اور کہا اگر مجہکو خبر ہو کہ تم ایک
رات بہی مجہہ سے بڑے ہو تو مین کبہی تمسے آگے نہون
اور مروی ہے نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے کہ آپنے فرمایا جو بڑے
کی توقیر نکرے چہوٹے پر رحم نکرے وہ ہم مین سے نہین واللہ اعلم

باب تیسوان بیانمین ملاقات کرنیکے

کہا فقیہ ابو اللیث رح نے ملاقات بہائیون اور
دوستون سے خدا کے واسطے اچہی چیز ہے اور ثواب ہے اور اسمین
اُلفت اور عمر زیادہ ہوتی ہے + کہا ابو امامہ باہلی نے
چل ایک میل اور مریض کی عیادت کر اور چل دو میل اور بہائی سے
ملاقات کر اور چل تین میل اور صلح کر دشمنون مین - کہا
بعضے حکیمون نے ترک نکر ملاقاتکو تاکہ تجہے لوگ بہول
نجائین اور نہ بار بار ملاقات کر کبہی تجہسے اُکتا نجائین

وقال النبي عليه الصلوة والسلام لابي هريرة
يا ابا هريرة زرغبا تزدد حبا وعن ابي بكر بن
عبد الله المزني قال المريض يعاد والصحيح
يزار وروي عن عمر انه كتب الى ابي موسى
الاشعري انظر الى من قبلك من وجوه الناس
فاكرمهم فانه لم يقدم الناس الا ان يكون
لهم وجوها يذكرون ويقومون بحوائج الناس
عن ابي جعفر قال طرحت لعلي وسادة فجلس
عليها وقال لا يابي بالكرامة الا الحمار وعن
طارق بن عبد الرحمن قال كنت عند الشعبي
فاتاه رجل يعني ابن جريج وطرح له وسادة
فجلس عليها وقال ان النبي عليه الصلوة
والسلام قال اذا اتاكم كريم قوم فاكرموه
وروى سلمة بن كهيل عن ابي جحيفة قال
كان يقال جالس الكبراء وخالط العلماء
وخالل الحكماء وروى ابو هريرة عن النبي
عليه الصلوة والسلام قال الرجل على دين
خليله فلينظر احدكم من يخالل قال الفقيه
رحمه الله قد اختار بعض الناس من السلف

اور فرمایا نبی صلعم نے ابو ہریرہ کو اے ابو ہریرہ ملاقات کیا
کرا ایکدن ناغہ دیکر تاکہ محبت زیادہ ہو - ابو بکر بن عبد اللہ
مزنی نے کہتے ہین کہ بیمار عیادت کیا جاتا ہے اور تندرست
ملاقات کیا جاتا ہے اور حضرت عمر رض سے مروی ہے کہ انہوں نے ابو موسی
اشعری کو لکھا تھا کہ اُس ملک مین جو لوگ ذی وجاہت
ہون اُنکی تعظیم کیا کرو اسلئے کہ قابل تعظیم و تکریم کے وہی لوگ
ہوتے ہین جنسے لوگونکی حاجتین روا ہون اور ابو جعفر
سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہین مینے حضرت علی کی لئے بچھونا
بچھایا آپ اُسپر بیٹھے اور فرمایا کہ تعظیم سے تو وہی
انکار کرے جو گدہا ہو - اور طارق بن عبد الرحمن کہتے
ہین کہ مین شعبی کے پاس بیٹھا تھا کہ آیا اُنکی خدمتین ایک
شخص یعنے ابن جریج اور بچھایا گیا اُنکے واسطے بچھونا پس
بیٹھے وہ اُسپر اور کہا فرمایا نبی علیہ السلام نے جب آئے تمہارے
پاس کسی قوم کا عزت دار تو تم اُسکی عزت کرو - اور سلمہ بن
کہیل کہتے ہین کہ ابو جحیفہ نے کہا ہے بڑونکی خدمت مین بیٹھا
کر علما سے خلط ملط رکھ حکیموں سے دوستی کر - اور ابو ہریرہ نبی
علیہ السلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا آدمی اپنے دوست کے
دین پر ہے اسلئے اُسکو لازم ہے کہ دیکھ لے کس سے دوستی کرتا ہے
کہا فقیہ رحمہ نے بعضے لوگون نے آدمیونمین رہنے کو ناپسند کیا ہے

المخالطة واختيار العزلة وقالوا السلامة
في العزلة والذي نقول في ذلك ان الرجل
اذا كان بحال لو اعتزل كان اسلم لدينه
فالعزلة افضل له ولو كان بحال لو خلا
بنفسه اشتغل بالوسواس فالمخالطة افضل
بعد ان يعرف حقوقهم وتعظيمهم وروي
عن ابن عباس رضي الله عنه انه قال لولا
الوسواس ما باليت ان لا اكلم الناس وقال
بعض الحكماء لابنه يا بني اصحب من الناس
شئت الا خمسا فاياك ان تصحبهم الفاجر
كذابا فان للكذاب كلاما بمنزلة السراب
يبعد القريب ويقرب البعيد ولا تصحب
الاحمق فان الاحمق يرى ان ينفعك وهو
يضرك ولا تصحبن طماعا فانه يبيعك
باكلة وشربة ولا تصحبن بخيلا فان البخيل
يخذلك حيث ما كنت احوج اليه ولا تصحبن
جبانا فان الجبان يسلمك ويسلم والديه
ولا يبالي

باب السلام

قال الفقيه رضي الله عنه اذا مررت على

اور گوشہ نشینی پسند کی ہے اور کہتے ہیں سلامتی گوشہ نشینی
میں ہے ۔ اور ہم اسباب میں جو کہتے ہیں وہ یہ ہے کہ آدمی اگر
گوشہ نشینی اختیار کرے اور اسکا دین سلامت رہے تو گوشہ
نشینی افضل ہے اور اگر تنہائی میں وسوسوں میں مبتلا رہے
تو آدمیوں میں رہنا افضل ہے مگر رعایت حقوق کی اور
تعظیم بھی ضروری ہے ۔ اور ابن عباس رض فرماتے ہیں
کہ اگر وسوسے پیدا نہوتے تو لوگوں سے کبھی کلام بھی نکیا
کرتا ۔ اور کہا بعضے حکیموں نے اپنی بیٹے کو اے بیٹے جسکی
صحبت میں چاہے بیٹھ مگر پانچ قسم کے لوگوں کی صحبت سے بچ
صحبت میں نہ بیٹھ جھوٹے کی اسلئے کہ جھوٹے کا کلام بمنزلہ
سراب کے ہے دور کرتا ہے قریب کو اور قریب کرتا ہے بعید کو اور
صحبت میں نہ رہ احمق کے اسلئے کہ احمق ارادہ نفع پہنچانے کا
کریگا اور پہونچیگا نقصان اور نہ صحبت اختیار کر لالچی کی
اسلئے کہ وہ تجھکو ایک لقمہ اور ایک پانی کے گھونٹ کے عوض میں
فروخت کر دیگا اور نہ صحبت پسند کر بخیل کی اسواسطے کہ بخیل
ذلیل و محروم کریگا تجھکو اسوقت میں جب تو زیادہ محتاج
ہوگا اور نہ پاس بھٹک نامرد کے اسلئے کہ نامرد ہلاک
کروا دیگا تجھکو اور تیرے ماں باپ کو اور کچھ پرواہ بھی نکریگا +

باب اکتیسواں سلام کرنیکے بیان میں

کہا فقیہ نے

قوم فسلم علیہم فاذا سلمت علیہم فقد وجب علیہم رد السلام ثم اختلفوا فی الافضل فقال بعضہم اجر الراد افضل لان الرد فریضۃ والسلام سنۃ فاجر الفرض اکبر من السنۃ وانما قیل ان الرد فریضۃ لان اللہ تعالی قال اذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منہا او ردوھا الآیۃ فامر برد السلام والامر من اللہ تعالی فریضۃ وقال الآخرون اجر السلام اکثر وافضل لانہ سابق والسابق لہ فضل السبق وھو السبب فی وجوب الرد فکان شریکا فیہ وروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیس منا من ترک السلام ومن لا یجیب السلام فھو جاھل وروی الاعمش عن عمرو بن مرۃ عن عبد اللہ بن حارث قال اذا سلم رجل علی قوم کان لہ فضل ودرجۃ فان لم یردوا علیہ ردت علیہ الملائکۃ ولعنتہم وروی عن النبی علیہ الصلوۃ والسلام انہ قال الا ادلکم علی امر اذا انتم فعلتموہ تحاببتم افشوا بینکم

مسلمان پر گذری تو سلام علیکم کر جب سلام کیا تو اُنپر جواب واجب ہوگیا + پہر اختلاف کیا علمائے کونسا افضل ہے کہا بعضون نے ثواب جواب دینے والیکو زیادہ ہے اسلیئے کہ جواب فرض ہے اور سلام سنۃ ہے اور ثواب فرض کا سنت سے زیادہ ہوتا ہے اور جواب سلام کا فرض اسلیئے ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے (اور جب تمکو دعا دیوے کوئی تو تم بھی دعا دو اُس سے بہتر یا وہی کہو اُلٹ کے) پس امر کیا جواب کا اور امر اللہ تعالے موجب فرضیت ہے + اور بعضون نے کہا ثواب سلام کا زیادہ ہے اسلیئے کہ وہ پہلے ہے اور پہلی کو فضیلت ہوتی ہے پہلے پر اور سلام ہی سبب ہے جواب کے واجب ہونیکا پس یا سلام شریک ہے وجوب جواب مین + اور نبی علیہ السلام سے مروی ہے ہم مین سے نہین وہ شخص جو سلام کا تارک ہو اور جو سلام کا جواب نہ دے وہ جاہل ہے + اور اعمش بواسطے عمرو بن مرہ کے عبد اللہ بن حارث سے روایت کرتے ہین کہ جو آدمی کسی جماعت سے سلام کرے تو اُسکو ایک درجہ اور فضیلت ہوگی سو اگر اُس جماعت نے جواب سلام کا نہ دیا تو فرشتے جواب سلام کا دیتے ہین اور اُس جماعت پر لعنت کرتے ہین + اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کیا مین تمکو ایسی بات نہ بتاؤن کہ جب تم اُسکو کرو تو دوست بنجاؤ آپس مین سلام

السلام وقال عطاء يسلم الماشي على القائم
والقائم على القاعد والصغير على الكبير
والراكب على الماشي ويسلم الذي يأتيك
من خلفك واذا التقى الرجلان فافضلهما
الذي ابتدأ بالسلام وقال الحسن البصري
في قوم يستقبلون قوما سلم الاقل بالاكثر
وروى زيد بن وهب ان النبي عليه الصلوة
والسلام قال يسلم الراكب على الماشي وهو
على القاعد والقليل على الكثير قال الفقيه
رض اذا دخل جماعة على قوم فان تركوا
السلام فانهم آثمون فيه وان سلم
واحد منهم جاز عنهم جميعا وان سلموا
كلهم فهو افضل فان تركوا الجواب فكلهم
آثمون واذا رد واحد منهم جاز وان
اجابوا كلهم فهو افضل وقال بعضهم
يجب الرد عليهم جميعا وهذا القول اصح
وروى عن ابي يوسف رح قال لان الرد
فرض فقد وجب الفرض عليهم جميعا
وقال بعضهم يجوز اذا رد الواحد منهم

کثرت کیا کرو۔ اور کہا عطاء نے سلام کرے چلنا کہڑے پر
اور کہڑا بیٹھے پر اور چھوٹا بڑے پر اور سوار پیدل پر اور سلام
کرے تجھے وہ شخص جو پیچھے سے آئے + اور جب دو آدمی
ملیں تو انمین افضل وہ ہے جو پہلے سلام کرے + اور کہا حسن
بصری نے جب ایک جماعت دوسری جماعت پر گذرے تو
ابتدا سلام کریں تھوڑے بہت پر + اور روایت کیا ہے
زید بن وہب نے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا سلام کرے سوار
پیدل پر اور پیدل بیٹھے پر اور تھوڑے بہت پر کہا فقیہ
رحمہ نے جب کوئی جماعت کسی جماعت پر گذرے
پس اگر سب کے سب سلام نکریں تو سب گنہگار
ہین اور اگر ایک نے بھی کر لیا تو سب کی طرف سے
یہی سلام کافی ہوگیا اور اگر سب کے سب سلام کرین
تو افضل ہے پس اگر دوسری جماعت مین سے کسی نے بھی
جواب نہ دیا تو سب گناہگار ہوے اور اگر ایک نے بھی
جواب دیدیا تو سب کی طرف سے کافی ہوگیا اور اگر
سب نے جواب دیا تو یہ اور بھی افضل ہے + اور بعضے
کہتے ہین جواب سب پر واجب ہے اور یہی قول زیادہ صحیح ہے
اور امام ابو یوسف رح اسکی وجہ فرماتے ہین اسلئے کہ جواب فرض ہے
اور رد واجب ہوا ہے سب پر + اور بعضے کہتے ہین اگر ایک نے

وبه نأخذ وروى الاعمش عن زيد بن وهب
ان النبي عليه الصلوة والسلام قال اذا مر
قوم بقوم فسلم واحد منهم اجزاه عنهم واذا
رد عنهم واحد اجزى وينبغي للمجيب اذا
رد السلام ان يسمع جوابه المسلم لانه اذا
رد بجواب ولم يسمع المسلم لم يكن ذلك
جوابا الا ترى ان المسلم اذا سلم بسلام
ولم يسمع منه المسلم عليه لم يكن ذلك منه
سلاما وكذلك اذا اجاب بجواب لم يسمع
المسلم منه لم يكن ذلك جوابا وروى
معاوية ابن قرة ان النبي عليه الصلوة
والسلام قال اذا سلمتم فاسمعوا واذا رددتم
فاسمعوا واذا قعدتم فاقعدوا بالامانة
ولا يرفعن بعضكم حديث بعض وينبغي
للرجل اذا سلم على واحد ان يسلم بلفظ
الجماعة وكذلك في الجواب لان المسلم لا
يكون وحده وروى الاعمش عن ابراهيم
النخعي انه قال اذا سلمت على واحد فقل
السلام عليكم فان معه الملائكة وروى

سلام کا جواب دیا تو کافی ہے اور اسی پر ہمارا عملدرآمد ہے
اور اعمش بواسطہ زید بن وہب کے نبی علیہ السلام سے روایت
کرتے ہین کہ آپنے فرمایا جب کوئی کسی قوم پر گزرے اور ایک
شخص انمین سے سلام کرے تو سبکی طرف سے کافی ہے اسیطرح
اگر ایک نے جواب دیا تو سبکی طرف سے جواب ہوگیا + اور جواب
دینے والیکو یہ ضرور ہے کہ جواب اسطرح سے دے کہ سلام کرنے
والا اسکو سن لے اگر اسنے نہین سنا تو یہ جواب معتبر نہین کیا
تجھے خبر نہین کہ اگر سلام کرنے والا سلام کرے اور دوسرا
نہ سُنے تو یہ سلام شمار نہوگا اسیطرح جواب کا حال
ہے اور معاویہ بن قرہ روایت کرتے ہین کہ نبی علیہ
السلام نے فرمایا جب سلام کیا کرو تو سنایا کرو اور
جب جواب دیا کرو تو سُنایا کرو اور جب بیٹھا کرو تو
امانت دار ہوکر بیٹھا کرو کسیکی راز کی بات افشا نہ کیا
کرو + اور آدمی کو چاہیے کہ جب ایک آدمی پر بھی سلام
کرے تو لفظ جمع کا کہے اور اسیطرح جواب کا حال ہے
اسلئے کہ مسلمان کبھی تنہا نہین ہوتا اور نہین تو فرشتے
ہی ہوتے ہین) اور اعمش کہتے ہین کہ ابراہیم نخعی نے
فرمایا جب تو سلام کرے تنہا پر تو بھی السلام علیکم
کہہ اسلئے کہ اُسکے ساتھ فرشتے ہین + اور ابو مسعود

عن ابی مسعود الانصاری رضی الله عنه
ان امرأة جاءت الی النبی علیه الصلوة
والسلام فقالت علیک السلام فقال النبی
علیه الصلوة والسلام هذا التسلیم علی
الموتی ولکن قولی السلام علیکم قال الفقیه
رحمه الله والافضل للمسلم ان یقول السلام
علیکم ورحمة الله وبرکاته وکذلک المجیب
فان اجره اکثر ولا ینبغی ان یزید علی
البرکات شیئا وروی ابو امامة الباهلی
عن سهل بن حنیف عن ابیه ان النبی
علیه الصلوة والسلام انه قال من قال السلام
علیکم کتب له عشر حسنات ومن قال السلام
علیکم ورحمة الله کتب له عشرون حسنة
ومن قال السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته
کتب له ثلثون حسنة وروی عن ابن عباس
انه سمع رجلا یقول السلام علیکم ورحمة
الله وبرکاته ومغفرته فقال ابن عباس
انتهوا حیث انتهت الملائکة من اهل بیت
الصالحین وهو قوله ورحمة الله وبرکاته

ابی مسعود انصاری سے مروی ہے کہ ایک عورت آئی خدمت میں
نبی علیہ السلام کے اور کہا علیک السلام پس نبی علیہ الصلوۃ
والسلام نے فرمایا اسطرح کا سلام تو مردوں پر ہوتا ہے
ہاں السلام علیکم کہہ + کہا فقیہ رحمہ نے اور افضل مسلمان
کے لئے یہ ہے کہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہے
اور اسیطرح مجیب کو چاہئے اسلئے کہ اسمین ثواب
زیادہ ہے اور یہ لایق نہیں کہ برکات سے زیادہ کوئی اور لفظ
کہے اور ابو امامہ باہلی سہل بن حنیف سے اور وہ اپنے
باپ سے روایت کرتے ہین کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا
جسنے کہا السلام علیکم اسکے اعمالنامہ مین دس نیکیان
لکھی جاتی ہین اور جسنے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ
اسکے لئے بیس نیکیان لکھی جاتی ہین اور جسنے کہا
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اسکے لیے تیس نیکیان
لکھی جاتی ہین اور ابن عباس رضی اللہ عنہ
سے مروی ہے کہ انہون نے ایک شخص کو سنا
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ کہتے
ہوئے سو کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ٹھیرو
جہان ٹھیرے ہین فرشتے یعنے قرآن مین سعیدہ
ہو وہین فرشتون نے رحمۃ اللہ وبرکاتہ +

عليكم اهل البيت و روى عن ابن عباس رضه انه قال لكل شئ منتهى وان منتهى السلام البركات

باب التسليم على الصبيان

قال الفقيه رح اختلفوا فى التسليم على الصبيان قال البعض لا يسلم عليهم وقال البعض التسليم عليهم افضل من تركه وبه ناخذ اما من قال انه لا يسلم عليهم قال لان السلام سنة والرد فريضة والصبى لا يلزمه الفرائض فلما لم يلزمه الرد لا ينبغى ان يسلم عليهم و روى الاشعث عن الحسن انه كان لا يرى التسليم على الصبيان وكان يمر عليهم ولا يسلم عليهم و روى عن ابن سيرين انه كان يسلم على الصبيان ولكن لا يسمعهم فاما من قال انه يسلم عليهم احتج لما روى عن انس بن مالك رضى الله عنه وكان خادم رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال كنت مع الصبيان اذ جاء النبى عليه الصلوة والسلام فسلم علينا ثم دعانى فبعثنى فى حاجة له وعن عيينة بن عمار قال كان ابن عمير يمر

عليكم اہل بیت پر انتہا کیا ہے آور ابن عباس کہتے ہین ہر چیز کے ایک انتہا ہے اور انتہا سلام کے لفظ برکات پر ہے +

بتیسوان باب اس بیان مین ہے کہ لڑکون پر سلام کرنا چاہئے یا نہین

کہا فقیہ رح نے اختلاف کیا ہے علماء نے لڑکون پر سلام کرنے مین بعضون نے کہا سلام نکیا جاے بعضون نے کہا سلام کرنا افضل ہے نکرنے سے اور اسی پر ہمارا عمل ہے + جو لوگ کہتے ہین کہ لڑکون سے سلام نکیا جاے وہ یہ کہتے ہین کہ سلام سنت ہے اور جواب فرض ہے اور لڑکون پر فرض لازم نہین ہوتا تو پہر سلام کرنے سے کیا فائدہ آور اشعث امام حسن بصری سے روایت کرتے ہین کہ وہ لڑکون سے سلام کرنیکو جایز نہین کہتے تہے اور جب کبہی لڑکون پر گذرتے تہے تو سلام نہین کیا کرتے تہے اور ابن سیرین سے مروی ہے کہ وہ لڑکون سے سلام کیا کرتے تہے مگر انکو سنایا نہین کرتے تہے جو لوگ کہتے ہین کہ سلام کرنا چاہئے انکی دلیل وہ روایت ہے جو انس بن مالک خادم رسول اللہ صلعم سے مروی ہے انس کہتے ہین کہ مین لڑکون کے ساتہہ کہیل رہا تہا کہ نبی علیہ السلام تشریف لائے اور ہمسے سلام کیا پہر مجہے بلایا کر کسی کام کے لئے بہیجا + اور عیینہ بن عمار سے مروی ہے کہ ابن عمیر ہم پر گذرتے

علينا ونحن غلمان في المكتب فسلم علينا وعن الحكم قال كان شريح يسلم على كل صغير وكبير وروى الحسن البصري رح انه كان يتوضاء فمر عليه علي بن ابي طالب راكبا بغلة فسلم عليه

باب التسليم على اهل الذمة

قال الفقيه اختلف الناس في التسليم على اهل الذمة قال بعضهم لاباس به وقال بعضهم لا ينبغي ان يسلم عليهم واذا اسلموا ينبغي ان يرد عليهم الجواب وبه ناخذ اما من قال بانه لاباس به فاحتج بما روي عن ابي امامة الباهلي رحمه الله انه كان لايمر باحد يهودي ولا نصرانيا الا سلم عليه وقال امرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم بافشاء السلام على كل مسلم ومعاهد وقال علقمة اقبلت مع عبد الله بن مسعود من السالحين فصحبه دهاقين السالحين فلما دخلوا الكوفة اخذوا في طريق اخر فسلم عليهم فقلت له اتسلم على هؤلاء الكفار فقال نعم انهم صحبونا وللصحبة حق واما من قال انه لا يسلم عليهم فذهب

اور ہم لڑکے مکتب مین پڑہتے تہے پس ہمسے سلام کیا۔ اور حکم کہتے ہین کہ شریح چہوٹے بڑے سب سے سلام کیا کرتے تہے اور حسن بصری سے مروی ہے کہ وہ وضو کرتے تہے اور حضرت علی خچر پر سوار اُنپر گذرے اور سلام کیا

تینتیسوان ۳۳ باب اس بیان مین کہ اہل ذمہ کفار سے سلام کیا جاے یا نہین

کہا فقیہ رح نے اختلاف کیا ہے علما نے اہل ذمہ کفار سے سلام کرنے مین بعضون نے کہا کچہہ مضائقہ نہین اور بعضون نے کہا نچاہیے مگر جب وہ سلام کرین تو جواب دینا چاہیے اور اسی پر ہمارا عمل ہے + جو لوگ کہتے ہین کہ سلام کرنیمین کچہہ مضائقہ نہین اُنکی حجت یہ ہے کہ ابوامامہ باہلی رح نہین گذرا کرتے تہے کسی یہودی یا نصرانی پر مگر سلام کیا کرتے تہے اور کہتے تہے کہ ہمکو رسول اللہ صلعم نے حکم کیا ہے کہ سلام بکثرت کیا کرین ہر مسلمان اور ہر ذمی کافر پر + اور کہا علقمہ نے ایکدن مین عبد اللہ بن مسعود کے ساتہ ایک گانو سے جسکا نام ساکجین ہے آتا تہا رستہ مین کچہہ گنوار ساکجین کے ساتہ ہو لیے جب ہم کوفہ مین داخل ہوے اور وہ گنوار اور طرف کو چلے تو عبد اللہ نے انکو سلام کیا مین نے عرض کیا کہ ان کافرون سے سلام کرتے ہو کہا ہان یہ لوگ ہمارے ساتہ رہے تہے اور صحبت کا ایک

الى ما روى سهل بن يحيى بن ابى صالح عن
ابيه عن ابى هريرة عن النبى عليه الصلوة
والسلام قال لا تبتدوا اليهود والنصارى
بالتسليم فاذا لقيتم في الطريق فاضطروهم
الى اضيقها وقال على بن ابى طالب كرم الله
وجهه لا تسلموا على اليهود والنصارى
والمجوس وروى عبد الله بن دينار عن
ابن عمر ان النبى عليه الصلوة والسلام
قال ان اليهود اذا سلموا عليكم فقولوا
وعليكم ولا تزيدوا وقال انس نهينا ان
نزيد على وعليكم يعنى على اهل الكتاب
قال الفقيه رحمه الله واذا مررت بقوم
فيهم مسلمون وكافرون فانت بالخيار
ان شئت قلت السلام عليكم وتريد به
المسلمين خاصة وان شئت قلت السلام
على من اتبع الهدى قال مجاهد اذا كتبت
الى اليهودى والنصارى في الحاجة فاكتب
السلام على من اتبع الهدى وعن النبى عليه
الصلوة والسلام انه قال السلام تحية

وہ روایت ہے جو سہل بن یحیی نے اپنی سند سے ابوہریرہ
سے روایت کی ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے
نہ ابتدا السلام کرو یہود ونصاری سے بلکہ جب ملین
وہ تمکو رستہ مین تو انکا رستہ تنگ کردو + اور کہا
حضرت علی رض نے یہود ونصاری اور آتش پرست
سے سلام نکرو + اور عبد اللہ بن دینار ابن عمر سے
روایت کرتے ہین کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے
فرمایا ہے کہ یہود جب تمپر سلام کرین تو انکے جواب
مین وعلیکم کہو اس سے زیادہ کچھہ نہ کہو + اور
کہا انس نے ہم منع کئے گئے ہین کہ اہل کتاب
سے وعلیکم سے زیادہ کوئی لفظ کہین + کہا فقیہ رح
نے جب تیرا گذر ہو ایسی جماعت پر کہ اسمین مسلمان
وکافر دونون ہین تو تجھکو اختیار ہے چاہے السلام
علیکم کہے اور خاص مسلمانون کا ارادہ کرے اور
چاہے السلام علے من اتبع الہدے کہے + کہا
مجاہد نے جب تو کسی ضرورت سے کسی یہودی
یا نصرانی کو خط لکھے تو چاہیے کہ اول یہ لکھے
والسلام علے من اتبع الہدے + اور نبی علیہ السلام
سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا سلام تحفہ ہے

لملتنا وامان لذمتنا وعن يزيد قال سئلت
عبد الله بن عباس رضي الله عنه عن التسليم
على النساء فقال اذا كن شواب فلا

باب التسليم عند دخول البيت

قال الفقيه رح اذا دخلت بيتك فسلم
على اهلك فان لم يكن في البيت احد فقل
السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين
لان الله تعالى قال فاذا دخلتم بيوتا
فسلموا على انفسكم تحية من عند الله
مباركة طيبة فالآية تقتضي الامرين
جميعا وهو التسليم على الاهل اذا كان فيه
احد وعلى نفسه ان لم يكن فيه احد وروى
سعيد عن قتادة قال اذا دخلت بيتك
فسلم على اهلك فهم احق من سلمت عليهم
فاذا دخلت بيتا ليس فيها احد فقل
السلام علينا من ربنا وعلى عباد الله
الصالحين لانه كان يومر بذلك قال
وذكر لنا ان الملائكة ترد عليه وروى
عن عطاء قال سمعت اباهريرة يقول اذا

مذہب کا اور سبب امن ہے واسطے اہل ذمہ کے ؛
اور یزید کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن عباس سے
پوچھا کہ عورتوں سے سلام کیا جاوے فرمایا اگر ہوں
جوان تو نہ چاہیے انتہا السلوان

باب اس بیان میں کہ گھر میں داخل ہونیکے وقت سلام کرنا چاہیے

کہا فقیہ رحمۃ اللہ علیہ نے جب تو داخل ہو
تو اپنے گھر میں تو گھر والوں پر سلام کر اگر گھر میں کوئی
نہو تو کہہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اسلیے
کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے (پھر جب جاؤ گھروں میں
تو سلام کہو اپنے لوگوں پر نیک دعا ہے اللہ کی یہاں سے
برکت کی ستھری) پس آیت دونوں امروں کو مقتضی ہے
اور وہ سلام کرنا ہے گھر والوں پر جب گھر میں ہوں
اور اپنے اوپر جب کوئی نہو ؛ اور سعید قتادہ سے روایت
کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا جب تو گھر میں داخل
ہو تو اپنے گھر والوں پر سلام کہہ اسلیے کہ وہ بہی
مستحق ہیں اور جب داخل ہو تو اس گھر میں جس
میں کوئی نہو تو کہہ السلام علینا من ربنا وعلی عباد اللہ
الصالحین اسلیے کہ یوں ہی حکم ہے اور فرشتے جواب دیتے
ہیں ؛ اور عطا سے مروی ہے کہا ابو ہریرہ کو میں نے کہتے سنا

قال الرجل ادخل فقال لاحتى تجئ بالمفتاح
فقلت السلام عليكم قال نعم وروى المغيرة
عن ابراهيم قال اذا دخل الرجل بيته فسلم
قال الشيطان لامقيل لي يعني لم يبق لي
موضع القرار فاذا اتى بطعام فيسمى قال
الشيطان لامقيل ولامطعم واذا اتى بشراب
فيسمى قال الشيطان لامقيل ولامطعم
ولامشرب فيخرج خائبا هاربا

باب ما يستحب من اللباس

قال الفقيه ينبغي للرجل ان يكون في لباسه
موافقا لاقرانه ولايلبس لباسا مرتفعا
جدا ولارديا جدا فانه لو فعل ذلك ارتكب
النهي واوقع الناس في الغيبة وروي عن
رسول الله صلى الله عليه وسلم انه نهى عن
الشهرتين في اللباس المرتفعة جدا
والمنخفضة جدا وقال الشعبي البس من
الثياب ما لا يزدريك السفهاء ولا يعيبك
به الفقهاء وقال محمد بن سيرين كانت
الشهرة في تطويل الثياب ثم صارت

جب کوئی انکے گہر مین آنیکی اجازت مانگتا تو کہتے تہی نہین
یہانتک کہ تو کنجی لیکر آئے تو کہا مین نے السلام علیکم ہے کہا ہان + اور
مغیرہ ابراہیم سے روایت کرتے مین جب داخل ہوتا ہے آدمی
گہر مین سلام کہکر تو کہتا ہے شیطان میرے رہنے کو کوئی جگہ نہین
رہی اور جب کہانا سامنے آتا ہے اور بسم اللہ پڑہ لیتا ہے
تو کہتا ہے شیطان نہ رہنے کو کوئی جگہ رہی نہ کہانیکو کوئی
چیز رہی اور جب پانی آتا ہے اور بسم اللہ پڑہتا ہے تو کہتا ہے
شیطان نہ رہنے کو کوئی جگہ رہی نہ کہانے پینے کو کوئی چیز
رہی نکل جاتا ہے شیطان گہر سے محروم ذلیل ہو کر

باب اس بیان مین کہ لباس کس طرحکا مستحب ہے

کہا فقیہ نے آدمی کو چاہئے کہ لباس اپنے اقران امثال کے موافق
ہو نہ سب سے اعلی درجہ کا پہنے نہ سب سے ادنی درجہ کا اسلئے کہ
اگر ایسا کریگا تو نہی شرعی کا مرتکب ہوگا اور لوگون کو موقع
غیبت کرنیکا دیگا + اور رسول اللہ صلعم سے مروی ہے کہ آپنے
دونون شہرتون سے منع فرمایا ہے اعلی درجہ کی لباس
پہنے کی شہرت سے اور ادنی درجہ کی لباس پہننے کی شہرت سے
اور کہا شعبی نے کپڑے ایسے پہن کہ جاہل بیوقوف ہنسی
نہ اڑائین اور نہ فقہا نام رکہین + اور کہا محمد بن سیرین نے
پہلے شہرت کپڑون کی دراز کرنے مین تہی اور اب

الشهرة فی تجی یدها واختار بعض الناس
الاقتصار فی اللباس واحتج بما روی عن
علی بن ابی طالب کرم الله وجهه انه خرج الی
السوق مع قنبر فاشتری قمیصین غلیظین
متخیرا قنبر فاخذ قنبر احدهما
ولبس الاخر بنفسه وروی عن بعض
التابعین انه قال رایت عمر بن الخطاب
رضی الله عنه یخطب وعلیه قمیص علیه
سبع رقاع وروی عن عمر انه قال اخشوشنوا
واخلولقوا وتمعددوا واجعلوا لراس
راسین یعنی البسوا الخشن والخلق
وتشبهوا بالمعد واشتروا عبدین اذا هلك
احدهما بقی لکم الاخر وتشبهوا بابا حد
کانوا یشترون مکان عبد عبدین حتی
ان مات احدهما بقی لهم الاخر ویستحب
البیض من الثیاب ویروی عن النبی
صلی الله علیه وسلم انه قال ان الله تعالی
خلق الجنة بیضاء وخیر ثیابکم البیض
فلیلبس احیاکم وبها فکفنوا موتاکم وروی

قیمتی عمدہ کپڑون مین سے ہے + اور بعضون نے لباس
متوسط کو پسند کیا ہے اور یہ حجت لاتے ہین کہ حضرت
علی ؓ ایکدن بازار کی طرف تشریف لیگئے مع غلام
قنبر کے اور خریدے دو کرتے موٹی پھٹے ہوے اور
قنبر سی کہا کہ ایک انمین سے چھانٹ لی سو قنبر نے ایک
لی لیا اور دوسرا آپنے خود پہن لیا + اور بعض تابعین سے
مروی ہے کہ مین نے حضرت عمر کو خطبہ پڑھتے ہوے دیکھا
کہ انکے کرتے مین سات پیوند لگی ہوے تھے + اور حضرت عمر
سی مروی ہے کہ آپنے فرمایا لباس موٹا سخت پہنا کرو اور
پرانا کردیا کرو یعنی اتنا پہنو کہ پرانا ہوجایا کرے اور چھوڑ دو
تم عیش کو اور ہوجاو تم بیمار کی مانند حالت عیش مین
اور کرو تم ایک سر کو دو سر یعنی مول لو تم دو غلامون کو
اگر ایک ہلاک ہوجائیگا تو دوسرا باقی رہیگا اور اہل عرب
یہی کیا کرتی تہی کہ دو غلام مول لیا کرتی تہی + اور مستحب
ہین سفید کپڑے اور مروی ہے نبی صلعم سے کہ آپنے
فرمایا کہ اللہ تعالے نے پیدا کیا ہے جنت کو
سفید براق اور اچھے تمہارے کپڑون مین سفید
کپڑے ہین زندون کو چاہئے کہ خود پہنین اور مردون
کو انکا کفن دین + اور ابن عباس نبی علیہ

عبد الله بن عباس رضی الله عنه عن النبی
علیه الصلوة والسلام انه قال البسوا من
ثیابکم البیض وکفنوا فیها موتاکم
فانها خیر ثیابکم وروی عن ابن عباس
رضی الله عنه انه قال کل ما شئت والبس
ما شئت اذا اخطأك اثنان ای سرف ومخیلة

باب الجمال

قال الفقیه یستحب
للرجل اذا کان ذا مروة او کان ذا علم
ان یکون ثیابه نقیة من غیر کبر وروی
عن عمر رضی الله عنه انه قال من حسب المرء
نقاء ثوبه وروی عن رسول الله علیه الصلوة
والسلام انه قال ما علی الرجل ان یتخذ
ثوبین لیوم الجمعة سوی ثوبی مهنته ویقال
الجدید لمن لا یلبس خلقا وعن انس رضی
الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال
ما طابت رائحة عبد قط الا قل بطیبه ولا
نقیت ثیاب عبد قط الا ینقیه وقال
عمر رضی الله عنه اذا وسع الله علیکم
فوسعوا علی انفسکم وروی عامر بن

السلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا کپڑے سفید
پہنا کرد اور مُردون کو کفن دیا کرو کیونکہ سفید کپڑے
سب کپڑون سے بہتر ہین + اور ابن عباس فرماتے ہین
جو چاہے کہا اور جو چاہے پی مگر اسراف اور تکبر نکر +

اکتالیسوان باب جمال کے بیان

مین کہا فقیہ رح نے مستحب ہے مروت والی اور عالم
کو یہ امر کہ کپڑے اسکے صاف و پاک ہون اور تکبر نہو +
اور حضرت عمر رض نے فرمایا کہ حسب مین داخل ہے آدمی
کے کپڑے صاف ہونے + اور رسول الله صلعم سے
مروی ہے کہ آپنے فرمایا آدمی کا کیا حرج ہے اگر دو
کپڑے جمعہ کے لیئے جُدے بنا رکھے روزمرہ کے کپڑون
کے سوا + اور یہ بھی قول مشہور ہے جسنے پرانا نہ پہنا
گویا اُسنے نیا کبھی نہ پہنا + اور انس نبی علیہ السلام سے
روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا نہین اچھی ہوتی بو
کسی بندہ کی یہانتک کہ خود اُسکو اچھا کر دیتی ہے اور
نہین صاف ہوتے کپڑے بندے کے مگر صاف کردیتے
ہین خود اُسکو + اور حضرت عمر رض فرماتے ہین جب
الله تعالے تمہارے مالون مین وسعت دے تو
اور تم اپنے نفسون مین وسعت دو + اور عامر بن

ابي سعيد عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه قال ان الله نظيف يحب النظافة
جميل يحب الجمال جواد يحب الجود كريم
يحب الكرم ويروي طيب يحب الطيب وروى
زيد بن اسلم عن عطاء بن يسار قال كان
رسول الله صلى الله عليه وسلم جالسا فدخل
رجل ثائر الراس واللحية فاشار اليه رسول
الله عليه الصلوة والسلام بيده ان اخرج
واصلح راسك ولحيتك ففعل ثم رجع
فقال له رسول الله عليه الصلوة والسلام
اليس هذا خير من ان يأتيكم ثائر الراس
واللحية كانه شيطان وروى زيد بن
اسلم عن جابر بن عبد الله قال خرجنا
مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في غزوة
انمار فبينا انا نازل تحت الشجرة اذا مر
رسول الله عليه الصلوة والسلام فقلت
يا رسول الله هلم فنزل فقمت الى غرارة
لنا فوجدت فيها جزء قثاء فكسرته ثم
قربته الى رسول الله صلى الله عليه وسلم

ابی سعید نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے
فرمایا کہ اللہ پاک صاف ہے پاکی صفائی کو پسند کرتا
ہے زیبا صاحب جمال ہے جمال کو پسند کرتا ہے بخشش
کرنے والا ہے بخشش کو پسند کرتا ہے کریم ہے کرم کو
پسند کرتا ہے ایک روایت مین یہ بہی آیا ہے کہ پاک ہے
پاکی کو پسند کرتا ہے + اور زید بن اسلم عطاء بن یسار سے
روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلعم بیٹھے ہوے تہے کہ
ایک آدمی خدمت مین آیا جسکے بال سر اور ڈاڑہی کے
پریشان تہے سو رسول اللہ صلعم نے ہاتھ سے اشارہ
کیا کہ یہان سے نکل اور سر اور ڈاڑہی کو درست کر جب وہ
درست کرکے آیا تو رسول اللہ صلعم نے فرمایا کیا یہ وضع
بہتر نہین اُس وضع سے کہ آدمی پریشان بال آئے گویا
شیطان ہے + اور روایت ہے زید بن اسلم نے
جابر بن عبد اللہ سے کہا انہون نے نکلے ہم ساتھ رسول اللہ
صلعم کے غزوۂ انمار مین پس درمیان اس حال کے
تہے ہم اُترے ہوے درخت کے نیچے گذرے رسول اللہ
صلعم عرض کی مین نے آئیے پس آپ اُترے پہر کہڑا ہوا مین
طرف اونٹ کے پس پایا مین نے اُس مین روٹی اور
کہیرا سو ٹکڑے کئی مین نے اُسکے پہر آپکے سامنے لیگیا اور

وعندنا صاحب قد ذهب يرعى ظهراً لنا
فرجع وعليه ثوبان له قد خلقا فنظر اليه
رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال اما له
ثوبان غير هذين فقلت يا رسول الله بلى
له ثوبان في العيبة قال هلا كسوته اياهما فدعوته
فلبسهما ثم ولى يذهب فقال رسول الله عليه
الصلوة والسلام ما له ضرب الله عنقه اليس
هذا خيرا فسمعه الرجل فقال يا رسول الله
قل في سبيل الله قال في سبيل الله فقتل
الرجل في سبيل الله وقال فيه الشاعر
تجمل بالثياب ولا تبال ؞ فان العين
قبل الاختبار ؞ فلو جعل الثياب على
حمار لقال الناس ما لك من حمار

باب ما يجوز من الثياب وما لا يجوز

قال الفقيه رحمه الله ويجوز لبس الخز
للرجال والنساء لان الصحابة كانوا
يلبسونه وقد كره بعض الناس وقد
روي عن الحسن رضي الله عنه انه قال
لان اتقلد بساطي حتى ينقطع احب الي

اور میرا ایک ساتھی تہا کہ ہماری سواری کی جانورونکو چرانے گیا
ہوا تہا وہ آیا اور کپڑے پرانے پہنے ہوئے تہا رسول اللہ صلعم نے
اُسکی طرف دیکہا اور فرمایا کیا اُسکے پاس اور کپڑے نہین
مینے عرض کی کیون نہین گٹھری مین کپڑے ہین فرمایا
کیون نہین پہنا تونی اُنکو پہر مینے اُسکو بلایا اُسنی وہ کپڑے
پہنی پہر چلا گیا پہر فرمایا رسول اللہ صلعم نے کیا ہوا اُسکو مارے اللہ
گردن اسکی کیا یہ بات بہتر نہین پس سُنا اس کلام کو اُس شخص
نے پس کہا یا رسول اللہ آپ یون فرمائین فے سبیل اللہ یعنے اللہ
کی راہ مین گردن ماری جائیو آپنی فرمایا اللہ کے راہ مین پس مارا
گیا وہ شخص اللہ کی راہ مین اور کہے ہین اچھے کپڑون کے باب مین
کسی شاعر نے دو شعر جنکا ترجمہ یہ ہے سنوار اپنی اپکو کپڑون سے
اور کچہہ پروا نکر ؞ اسلئے کہ آنکہہ پہلے کپڑون پر پڑتی ہے پس
اگر گدہی کو بہی کپڑے پہنائے جائین تو لوگ کہنے لگین کیا اچہا
ہے گدہا

بیسوین باب مین یہ بیان ہے کہ کون کونسی کپڑے جایز ہین اور کون کونسی جایز نہین

کہا فقیہ رحمہ نے اور جایز ہے اُون کے کپڑے کا
پہننا مردونکو اور عورتونکو اسلئے کہ صحابہ بالعموم پہنتے تہے اور
بعضے اسکا پہننا مکروہ کہتے ہین ؞ اور روایت ہے حسن بصری سے کہ
وہ فرماتے ہین مجہی یہ اچہا معلوم ہوتا ہے کہ اپنے گلے مین اپنا بستر لٹکا لون

من ان البس الخز ولكن نحن نقول يجوز ان
يكون كراهة خاصة واختار التواضع ولم
يحرم على غيره وروى عن خثيمة انه قال
ادركت ثلثة عشر نفرا من اصحاب النبي
عليه الصلوة والسلام يلبسون الخز وروى
عن عكرمة انه قال كان لابن عباس كساء
خز يلبسه وعن وهب بن منبه عن صالح
ابن كيسان انه قال رأيت على جابر بن
عبد الله كساء خز يلبسه وروى عن ابي هريرة
رضي الله عنه انه كان له كساء خز يلبسه
قال الفقيه رح ولا يجوز للرجل لبس الحرير
والديباج والابريسم ويجوز للنساء وروى
انس بن مالك عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه خرج وفي احدى يديه ذهب وفي الاخرى
حرير فقال هذان محرمان على ذكور امتي
وحل لاناثهم وروى عن محمد بن سيرين
انه كان يكره لباس الحرير للرجال والنساء
وحجته ما روى عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه قال انما يلبس الحرير في الدنيا من لا

اس سے کہ اون کا کپڑا پہنون مگر ہم کہتے ہین جایز ہے کہ
اُنہون نے خاص اپنے نفس کے لئے اُسکو مکروہ سمجھا ہو تواضع
اور اوروں پر حرام نکیا + اور خثیمہ سے مروی ہے کہ مین نے
تیرہ صحابیونکو اُون کے کپڑے پہنے دیکہا ہے + اور عکرمہ
کہتے ہین کہ ابن عباس کملی اُون کی پہنا کرتی تہی +
اور وہب بن منبہ بواسطہ صالح بن کیسان کی روایت
کرتے ہین کہ مین نے جابر بن عبد اللہ کو کملی اُون کی
پہنے ہوے دیکہا ہے + اور ابو ہریرہ سے منقول ہے
کہ وہ بہی کملی اون کی پہنا کرتے تہے + کہا فقیہ رح نے
جایز نہین مرد کو پہنا حریر اور دیبا اور ریشم کا اور عورتون
کو جایز ہے + اور انس بن مالک نبی صلے اللہ علیہ
وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپ ایک روز باہر
تشریف لاے آپکے ایک ہاتہہ مین سونا تہا اور
دوسرے مین حریر تہا پس فرمایا یہ دونون حرام
ہین میرے امت کے مردون پر اور عورتون کے واسطے
حلال ہین + اور محمد بن سیرین مردو اور عورتون کے
لئے حریر کے لباس کو مکروہ کہتے ہین + اور اُنکی دلیل
وہ روایت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی
ہے کہ حریر کو وہی آدمی پہنتا ہے جسکو آخرت مین

خلاق له فی الآخرة ولم یفصل بین الرجال
والنساء والجواب ان یقال الخبر انصرف
الی الرجال لانه فسر فی حدیث اخر حیث قال
لاناثهم واختلفوا فی لبس الحریر فی الحرب
قال بعضهم لا یجوز وهو قول ابیحنیفة رضی
الله عنه وقال بعضهم یجوز وهو قول
ابی یوسف ومحمد رح فاما حجة من کرهه
ان النهی کان عاما فی لبسه فاستوی ذلك
فی حال الحرب وغیره وروی عن عکرمة انه
کره لبس الحریر والدیباج فی الحرب وقال
کانوا اترون شهادة من یلبس الحریر
الدیباج فی الحرب وروی الحسن انه کره
لبس الحریر والدیباج فی الحرب واما من
اجاز ذلك فقد ذهب الی ما روی عن
عمر انه قیل له انا اذا لقینا العدو
ورایناهم قد کفروا علی سلاحهم
بالحریر والدیباج فرأینا لذلك هیبة
فقال عمر انتم تکفرون علی سلاحکم
بالحریر والدیباج وعن القاسم بن محمد

کچھ حصہ نہین اور مردون عورتونکی کچھ تفصیل نہین فرمائی
جواب اسکا یہ ہے کہ مراد اس حدیث مین مردہین اسلئی کہ
دوسرے حدیث مین اسکی تفسیر آگئی ہے کیونکہ آپنی فرمایا کہ عورتون
کیلئے حلال ہین اور اختلاف کیا ہے علمانے حریر کی پہنے
مین لڑائی مین بعضون نے کہا نہین جایز ہی اور یہ قول امام
ابو حنیفہ رض کا ہے اور بعضون نے کہا جایز ہے اور یہ قول امام ابو
یوسف و امام محمد کا ہے جو لوگ اسکو منع کرتے ہین اُنکی
دلیل یہ ہے کہ ممانعت حریر کی عام ہے پس حال لڑائی
غیر لڑائی کا برابر ہونا چاہئے + اور عکرمہ سے مروی ہے کہ وہ
حریر او دیبا کی پہنی کو لڑائی مین مکروہ جانتے تہی اور کہتے
تہے کیا تمکو یہ امید ہے کہ جو لوگ حریر اور دیبا کو لڑائی مین پہنتے
ہین اُنکو شہادت ملیگی + اور امام حسن بصری حریر اور دیبا کے
پہننے کو لڑائی مین مکروہ سمجہتے تہی + جو لوگ اسکو جایز کہتے
ہین اُنکی دلیل یہ ہے کہ حضرت عمر رض سے مروی ہے کہ اُنسے
عرض کیا گیا کہ ہم جب دشمن کے مقابل ہوئے تو ہمنے دیکہا کہ
اُنہون نے اپنے ہتیارون کو حریر اور دیبا مین چہپا رکہا ہے
اور اسکی وجہ سے ہمارے دل مین ہیبت پڑ گئی +
حضرت عمر رض نے فرمایا تم بہی اپنے ہتیارون کو
حریر و دیبا مین چہپالو + اور قاسم بن محمد کہتے ہین

قال كان اصحاب رسول الله صلى الله
عليه وسلم لا يرون في لبس الملحم والحرير في
الحرب باسا **باب العلم في
الثياب** قال الفقيه رح كره بعض
العلماء العلم في الثوب من الحرير
والديباج والابريسم واباح الآخرون
وبه ناخذ فاما من كره فقد ذهب
الى ما روى الاعمش عن مجاهد ان
عبد الله بن عمر اشترى عمامة وكان علمها
حريرا فقطعه وروى موسى بن
عبيدة عن خالد بن يسار عن جابر
ابن عبد الله قال كنا نقطع الاعلام
وقال ابن عمر اجتنبوا ما خالط الثياب
من الحرير ولان النبي عليه الصلوة
والسلام حرم الحرير على الرجال فاستوى
فيه القليل والكثير واما حجة من قال
لا باس به فما روى ابو امامة الباهلي
قال قالوا يا رسول الله نهيتنا عن لبس
الحرير فما يحل لنا منه قال ثلثة

کہ صحابہ حریر اور دیباکے پہننے کو لڑائی مین برا نجانتے تھے
**تیئسواں باب اس بیان مین کہ
نقش و نگار یا گوٹ ریشم وغیرہ کی کپڑون
مین جایز ہین یا نہین** کہا فقیہ رح نے بعض علما
مکروہ کہتے ہین نقش و نگار یا گوٹ کو حریر اور دیبا اور ریشم
اور بعضے مباح کہتے ہین اور یہی ہمارا مذہب ہے * جو لوگ
مکروہ کہتے ہین انکی دلیل یہ ہے کہ اعمش مجاہد سے روایت کرتے
ہین کہ عبد اللہ بن عمر نے ایک عمامہ مول لیا اور اسمین گوٹ
حریر کی تہی تو آپ نے اسکو کتر ڈالا * اور موسی بن
عبیدہ خالد بن یسار سے روایت کرتے ہین کہ جابر
بن عبد اللہ فرماتے ہین کہ ہم لوگ گوٹ نقش و نگار کو
کتر ڈالا کرتے تہے * اور ابن عمر فرماتے ہین کہ بچو ایسے
کپڑون کے برتنے سے جن مین حریر لگا ہو * اور
اسلیے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے حریر کو مردون
پر حرام فرمایا ہے اور اسمین تہوڑا بہت برابر ہے
اور جو لوگ کہتے ہین اسمین کچھ مضائقہ نہین انکی
دلیل یہ ہے کہ ابو امامہ باہلی رض روایت کرتے ہین
کہ لوگون نے ایک دفعہ عرض کیا یا رسول اللہ آپنے
حریر کے پہننے سے منع فرمایا ہے سو کسقدر حلال ہے ہمکو اسمین

اصابع وذلك ايضا الخبر فيه وروى
عن ابن عباس رضه انه قال لاباس
بالعلم انما يكره المصمت وروى منصور
بن ابراهيم انه قال انهم كانوا يرخصون
في الاعلام وروى سويد بن علقمة عن عمر
انه قال لاباس بالاصبع والاصبعين
والثلثة ولان القليل في حد العفو
كان عمل القليل في الصلوة لا يقطع
الصلوة ولان قليل النجاسة لا يمنع جواز
الصلوة وكذلك الصيام اذا دخل الغبار
في حلقه لا ينقض صومه لانه قليل
فكذلك هذا

باب افتراش الديباج

قال الفقيه رحمه الله اختلفوا
في افتراش الديباج والحرير قال
بعضهم لا باس به وهو قول ابي حنيفة
رضي الله عنه وقال بعضهم يكره وهو
قول محمد بن الحسن وبه ناخذ واما حجة
من اباحه فما روى ابراهيم عن مسعر
عن ابن راشد قال رايت على فراش

انگل کی قدر حلال ہے مگر انمین کچھ خیر وبرکت نہین ہے اور
ابن عباس رض سے مروی ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ رنگ نقش کا
کچھ ڈر نہین ہے اور منصور کہتے ہین کہ ابراہیم فرماتے تھے
کہ ہمارے زمانہ کے علماء گوٹ وغیرہ کی اجازت دیدیتے
ہین اور سوید بن علقمہ حضرت عمر رض سے روایت کرتے ہین
کہ آپنے فرمایا مقدار ایک انگل یا دو یا تین کی جایز ہے
اور اسلیے کہ تہوڑا سا حریر یا ریشم معاف ہے اور جیسا کہ
عمل قلیل نماز کو نہین توڑتا اسیطرح سے قلیل نجاست نماز
ہونے کو نہین منع کرتی اور جسطرح روزہ دار کی حلق
مین غبار داخل ہو جاتا ہے اور روزہ نہین توڑتا اسلیے کہ
وہ تہوڑا سا ہے اسیطرح تہوڑے سے حریر وغیرہ کو سمجھنا چاہیے

چالیسوان باب دیبا اور حریر کے فرش بنانے کے بیان مین

کہا فقیہ رح نے اختلاف کیا ہے
علماء نے فرش بنانے مین حریر و دیبا کے بعضون نے
تو کہا کچھ مضایقہ نہین اور یہی قول ابوحنیفہ رح کا ہے
اور بعضون نے کہا مکروہ ہے اور یہ قول امام محمد کا
ہے اور ہم اسیکو اختیار کرتے ہین اور دلیل انکی جو
جایز کہتے ہین وہ روایت ہے جو ابراہیم مسعر سے اور وہ
ابن راشد سے روایت کرتی ہین کہ مینے ابن عباس کے فرش

ابن عباس او مجلسه مرفقة من حرير
وروي عن الحسن انه شهد عرسا فجلس
على وسادة حرير عليها طيور وروي عن
انس بن مالك رض انه حضر وليمة فجلس
على وسادة حرير عليها صورة واما من
كرهه فذهب الى ما روي عن سعد بن
مالك انه قال لان اتكي على جمرة احب الي
ان اتكي على مرفقة من حرير وعن ابن
سيرين انه قال قلت لعبيدة السلماني
افتراش الديباج كلبسه قال نعم كلبسه
والله اعلم بالصواب

باب لبس الحمرة والمصبوغ المعصفر

قال الفقيه رح كره بعض الناس لبس الثوب
المصبوغ بالمعصفر والزعفران والورس
للرجال وقال بعضهم لا باس به اما حجة
من كره فما روى ايوب عن نافع عن ابن
عمر قال نهاني رسول الله صلى الله عليه وسلم
عن لبس المعصفر وعن القسي يعني الثوب
المرقق وعن القراءة في الركوع وروى الحسن

تکیہ حریر کا رکہا ہوا دیکہا تہا + اور مروی ہے حسن بصری سے
کہ وہ شادی کی محفل مین ایکدفعہ گئے پس بیٹھے ایک فرش پر
حریر کے جسکے اوپر پرند جانور کی شکلین بنی ہوئی تہین +
اور انس بن مالک ایکدفعہ کسیکے ولیمہ مین تشریف لیگئے
تہے پس بیٹھے ایک فرش پر حریر کے جسکے اوپر تصویرین
تہین + جو لوگ اسکو مکروہ کہتے ہین انکی دلیل یہ ہے کہ
سعد بن مالک فرماتے ہین اگر تکیہ کرون مین ایک انگاری پر
تو یہ بہتر ہے اس سے کہ حریر کے تکیہ پر تکیہ کرون + اور ابن
سیرین کہتے ہین کہ مین نے عبیدہ سلمانی سے پوچہا کیا فرش کرنا
حریر کے پہننے کی برابر ہے کہا ہان مثل پہننے کی دیکہے واللہ اعلم بالصواب

پینتالیسوان باب سرخ کپڑے اور کسنب کے کپڑے رنگے پہننے کے بیان مین

کہا فقیہ رح نے مکروہ کہتے ہین بعض علما کسنب کی رنگے
کپڑے کو اور زعفران اور ورس کے رنگے ہوئے کو مردون
کے واسطے + اور بعضون نے کہا کچہ مضائقہ نہین + جو لوگ
مکروہ کہتے ہین انکی دلیل وہ روایت ہے جو ایوب نے روایت کی ہے
نافع سے ابن عمر سے کی ہے کہ منع فرمایا مجھکو رسول اللہ صلعم نے
کسنب کے رنگی کپڑے سے اور ریشم کے کپڑے یا باریک کپڑے سے اور
رکوع مین قرآن کے پڑہنے سی + اور روایت کرتی ہین حسن

عن النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام انہ قال
ایاکم والحمرۃ فان الحمرۃ من زینۃ الشیطان
وان الشیطان یحب الحمرۃ وروی عن عمرو
بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال رأنی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی ملحفۃ
مسرورۃ بالمعصفر فاعرض فذهبت
فاحرقتہا ولبست غیرہا ثم جئت فقال
ما فعلت بالملحفۃ فقلت رأیتک اعرضت
عنہ فاحرقتہا قال علیہ السلام فہلا
اعطیتہا بعض نسائک واما حجۃ من اباح
ذلک فما روی عن وکیع عن سفیان عن
ابی اسحق عن البراء بن عازب قال ما رأیت
ذا لمۃ احسن فی حلۃ حمراء من رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وروی عن لقمان مولی کعب
ابن عجرۃ قال لقیت اربعۃ او خمسۃ من
اصحاب رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام
یلبسون المعصفر وروی عن وکیع عن
مالک بن مغول انہ قال رأیت علی الشعبی
ملحفۃ حمراء قال الفقیہ رحمہ اللہ علیہ

نبی علیہ السلام سے کہ آپنے فرمایا بچو سرخ رنگ کے کپڑے
سے اسلیئے کہ سرخ رنگ زینت شیطان کی ہے اور شیطان
محبوب رکھتا ہے سرخ رنگ کو ۔ اور عمرو بن شعیب اپنے
پردادا سے روایت کرتے ہین دیکھا مجھکو رسول اللہ صلعم نے
اور اوپر میرے چادر کسنب کی رنگی ہوئی تھی پس منہ پھیر
لیا آپنے پس گیا مین گھر پر اور جلا دیا اوسکو اور اور کپڑا
پہنکر حاضر ہوا آپنے فرمایا وہ چادر کیا ہوئی مین نے
عرض کیا کہ آپ نے مجھ سے مونھہ پھیر لیا اسلیے مین نے
اوسکو جلا دیا آپنے فرمایا کسی اپنی عورت کو نہ دیدیا ۔
جو کہتے ہین کہ مباح ہے اونکی دلیل یہ ہے جو وکیع
نے اپنی سند سے براء بن عازب سے روایت کی ہے
وہ کہتے ہین نہین دیکھا مین نے کسیکو کہ اوسکے
کانون تک بال ہون اور سرخ چادر اوڑھے ہوا
اچھا معلوم ہوتا ہو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
سے ۔ اور لقمان مولے کعب بن عجرہ روایت کرتے
ہین کہ مین ملا ہون چار یا پانچ صحابیون سے او
وہ پہنتے تھے کسنب کا رنگا ہوا کپڑا ۔ اور روایت
کرتے ہین وکیع مالک بن مغول سے کہ اونہون نے کہا مین نے
دیکھا ہے شعبی کی چادر سرخ اوڑھے ہوئے ۔ کہا فقیہ رحمہ اللہ علیہ

القول الاول اصح وهو قول ابيحنيفة رحمه
الله عنه وبه ناخذ ويحتمل ان لبس رسول
الله عليه الصلوة والسلام كان قبل النهي
واما الذي روي عن الصحابة فانه لا
يلزم مالم يتبين من كان من الصحابة وقد روي
عن عمر رضي عن علي النهي فهو اولى بالاخذ واما
الذي روي عن الشعبي فانه كان يفعل
ذلك فرارا عن القضاء فكان يلبس
المعصفرة يلعب بالشطرنج ويخرج مع
الصبيان لروية الفيل باب
لبس جلود السباع قال الفقيه
اختلف الناس في جلود السباع كلها
قال اصحابنا رح لاباس بجلود السباع
كلها والصلوة فيها جايزة اذا كان
مدبوغا او ذكيا ماخلا الخنزير وكره
بعض الناس فاحتجوا بما روى ابو المليح
الهذلي قال نهى رسول الله صلى الله عليه
وسلم عن لبس جلود السباع وعن ابن عمر
من عمر النسائي على رجل قلنسوة ثعالب

قول پہلا صحیح ہے اور یہی قول ابو حنیفہ رح کا ہے اور اسیکو
ہم اختیار کرتے ہیں اور احتمال ہے کہ رسول الله صلعم کا
سرخ کپڑا پہننا ممانعت سے پہلے ہو اور جو کچھ صحابہ سے منقول
ہے وہ ہمپر حجت نہیں جبتک یہ معلوم نہو کہ صحابہ میں سے
پہننے والے کون کون تھے اور حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ
سے تو ممانعت منقول ہے پس اسیکو لینا اولی ہے اور جو
شعبی سے مروی ہے اُسکا حال تو یہ ہے کہ شعبی عہدہ
قضا سے بچنے کے لئے یہ کام کرتے تھے کبھی کسنبے کا رنگا ہوا
کپڑا پہنتے تھے کبھی شطرنج کھیل لیتے تھے کبھی لڑکون کیساتھ ہاتھی
دیکھنے کو چلے جاتے تھے باب چہار الیسوان اس بیان
میں ہے کہ چمڑے درندونکی استعمال کرنا
جائز ہین یا نہین کہا فقیہ رح نے اختلاف کیا ہے
علمانے درندونکی چمڑے مین ہمارے فقہا او اصحاب نے تو یہ فرمایا
کہ درندون کے چمڑون پر نماز جایز ہے اگر وہ چمڑے مدبوغ
ہون یا صاف کیئے ہون سوا سور کے ٭ اور بعضون نے
انکی استعمال کو ناجائز کہا ہے اور یہ دلیل لائے ہین کہ ابو الملیح
ہذلی روایت کرتے ہین کہ منع فرمایا ہے رسول الله صلعم نے
درندونکی کھالیں پہننے کو اور بچھانے کو ٭ اور حضرت عمر رح سے
مروی ہے کہ انہون نے ایک آدمیکو ٹوپی لومڑی کی کہال کی اوڑہے

فمنعتها وعن الحسن انه قال يكره الصلوة
فی جلود الثعالب واما حجة اصحابنا فما
روی عن النبی علیه الصلوة والسلام
انه قال ایما اهاب دبغ فقد طهر وروی
ابن عون عن ابن سیرین عن علی بن
ابی شریح انه ذکر عنده جلود النمر قال ما
اعلم مطلا ترك هذه الجلود تاثما فيها وروى
عن ابن الشخير انه قال دخلت على عمار
ابن ياسر وعنده خياط يخيط لحافا ثعالب
وعن ابراهيم النخعي انه كان له قلنسوة
ثعالب واما الاثر الذی جاء فی النهی
فاحتمل ان النهی ورد فی الذی لم یدبغ
ویحتمل ان النهی علی سبیل الاستحباب
لترك زينة الدنيا والتنعم من غير تحريم
لانه كان بالناس شدة العيش الا ترى
الى ما روى عن ابي هريرة رضي الله عنه
انه قال انما كان طعامنا مع رسول الله
عليه الصلوة والسلام الاسودين التمر
والماء وما كنا نرى سمراءكم هذه يعني الحنطة

دیکھا اُسکو پہاڑ پر پھینکا * اور حسن بصری سے مروی ہے
کہ وہ لومڑیون کی کہال پر نماز پڑھنی ناجائز بتاتے تھے *
ہمارے اصحاب کی حجت وہ روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے
فرمایا جو کچا چمڑا دباغت دیا جاتا ہی وہ پاک ہوجاتا ہے
اور مروی ہے ابن عون سے بواسطہ ابن سیرین کے قاضی شریح سے کہ
کہ اُنکے سامنے چیتے کی کہال کا ذکر آیا تو اُنہون نے فرمایا
کہ مین تو یون جانتا ہون کہ کسینی اُنکو گناہ سمجھکے پہننا چھوڑا
اور مروی ہے ابن شخیر سے کہ اُنہون نے کہا ایکدن عمار
بن یاسر کے پاس گیا اور اُنکے پاس درزی بیٹھا ہوا
لومڑیون کی کہالون سے لحاف سیتا تھا * اور
ابراہیم نخعی سے منقول ہے کہ اُنکی ٹوپی لومڑی کی
کہال کی تہی * لیکن وہ اثر جسمین ممانعت آئی
ہے احتمال ہے کہ ممانعت غیر مدبوغ مین ہو اور احتمال
ہے کہ ممانعت استحباب کے طور پر ہو حرام نہو تاکہ لوگ
زینت دنیا کی اور عیش وعشرت ترک کرین کیونکہ
اس زمانہ مین لوگون کو خوب عیش حاصل تھے کیا
تجھے خبر نہین کہ ابوہریرہ رض فرماتے ہین کہ ہمارا
کہانا رسول اللہ صلعم کے حیات مین چھوہارے اور پانی تہا
اور گیہون جنکو تم لوگ کہاتے ہو ہمنے دیکھی بہی نہ تہے

وانما کان لباسنا هذه الثمار یعنی الصوف الا تری انه روی فی الخبر انه نهی عن اکل الخلیطین لاجل شدة الناس فی العیش فکذلک امر اللبس والله اعلم

باب

اکل اللحم قال الفقیہ رح کان المتقدمون یستحبون اکل اللحم ویرغبون فیه ویکرهون المداومة علیه وروی عن علی رضی الله عنه انه قال کلوا اللحم فانه ینبت اللحم ویزید فی السمع وقال ایضا من لم یاکل اللحم اربعین یوما ولیلة ساء خلقه وقال الزهری رح اللحم یزید سبعین قوة وروی عن عبد الملک بن مروان انه لما دفع اولاده الی الشعبی لیوحبهم قال له جز شعرهم لتستغلظ رقابهم واطعمهم اللحم لیشتد قلوبهم وجالسهم الرجال لیناقضوهم الکلام وانما یکره المداومة علیه لما روی عن عائشة انها قالت یا بنی تمیم لا تدیموا علی اکل اللحم فان له ضراوة کضراوة الخمر وروی عن عمر انه کان اذا رای رجلا

اور ہمارا لباس اونٹ اور بکری کی بالونکا تھا کیا تجھے خبر نہین کہ حدیث مین دو چیزونکو ملاکر کہانیکی ممانعت آئی ہے اسلئے کہ لوگ سخت عیش وعشرت مین مشغول تھے پس اسیطرح حال لباس کا ہے واللہ اعلم

باب سینتالیسوان

گوشت کہانیکے بیانمین

کہا فقیہ نے متقدمین تو گوشت کہانیکو مستحب کہتے تھے اور رغبت رکھتے تھے مگر مداومت کو مکروہ جانتے تہے اور حضرت علی رضہ سے مروی ہے کہ فرمایا کہاؤ گوشت کو اسلئے کہ وہ گوشت پیدا کرتا ہے اور سماعت کو زیادہ کرتا ہے اور فرمایا جو شخص چالیس دن تک گوشت نکہائیگا تو اسکے اخلاق برے ہوجائینگے اور زہری کہتے ہین کہ گوشت ستر قسم کی قوت زیادہ کرتا ہے اور مروی ہے عبد الملک بن مروان سے کہ جب اسنے اپنی اولاد کو تعلیم کیلئے شعبی کے سپرد کیا تو شعبی نے عبد الملک سے کہا بال انکے مونڈوادے تاکہ گردن موٹی ہو اور گوشت کہلایا کر تاکہ دل انکے سخت ہون اور مردونکی پاس بٹھایا کر تاکہ انکی کلام مین اعتراض کیا کرین اور مداومت کرنا گوشت پر اسلئے مکروہ ہے کہ حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ ای بنی تمیم ہمیشہ گوشت نہ کہایا کرو کہ گوشت کی بہی ایک لت ہی جیسی شراب کی لت پڑجاتی ہے اور حضرت عمر رض سے مروی ہے کہ جب وہ کسی شخص کو دیکہتے تہے

يكثر الاختلاف الى القصابين فضربه
بالدرة وقال له ضراوة كضراوة الخمر
وروى ابو امامة الباهلي عن النبي عليه
الصلوة والسلام انه قال ان الله تعالى
يبغض الخبز السمين واهل بيت اللحميين
وقال بعضهم يعني الذين يكثرون اللحم وقال
بعضهم يعني الذين يغتابون الناس
فياكلون لحومهم بالغيبة وروى ابو عمر
والشيباني عن ابن مسعود رضي الله عنه
انه راى رجلا دفع الى رجل دراهم فقال له
ما هذا قال اريد ان اشتري بها سمنا لشهر
رمضان فقال اذهب فادفعها الى امراتك
ومرها لتشتري كل يوم بدرهم لحما فهو خير لك
وروى هشام بن عروة عن ابيه عن النبي
صلى الله عليه وسلم انه قال لا تقطعوا اللحم
بالسكين كما تقطع الاعاجم ولكن انهسوا
فانه اهنأ وامرأ

باب اكل الفالوذج

قال الفقيه رحمه الله
كره بعض الناس اكل الفالوذج واللبن

کہ آمد و رفت قصائیوں کی دوکانپر زیادہ رکھتا ہی تو اُسکو دُرّے
مارتے تھے اور فرماتے تھے کہ اسکی بھی ایک لت ہی جیسے شراب
کی لت ہوتی ہے اور ابو امامہ باہلی نبی علیہ السلام سے روایت
کرتے ہین کہ آپنے فرمایا کہ اللہ تعالی کے نزدیک گھی کی روٹی
اور گوشت والا گھر مبغوض ہے بعضون نے کہا مراد اس سے وہ
لوگ ہین جو کثرت سے گوشت کھاتے ہین اور بعضی کہتے ہین مراد
اس سے وہ لوگ ہین جو لوگونکا گوشت کھاتے ہین یعنی
غیبت کرتے ہین * اور عمرو شیبانی ابن مسعود رض سے
روایت کرتے ہین کہ اُنہون نے ایک آدمیکو دیکھا کہ دوسرے
کو کئی درہم دیے آپنے پوچھا کیون دیے کہا میرا ارادہ
ہے کہ گھی مول لون رمضان کے خرچ کے لیے فرمایا اُٹھ
اور ان درہمون کو بی بی کو دے اور کہدے کہ ہر روز
ایکدرم کا گوشت منگا لیا کرے اور یہی بہتر ہے تیرے لیے
اور مروی ہے ہشام بن عروہ سے بواسطہ عروہ کی نبی علیہ السلام
کہ آپنے فرمایا گوشت کو چاقو سے کاٹکر نہ کھایا کرو جیسی
عجمی کھاتے ہین لیکن منہ سے تُڑ توڑکر کھاو کیونکہ گوشت
اسطرح رچتا پچتا ہے

اُٹھتالیسوین باب بیچ بیان

ہی کہ فالودہ کا کھانا جایز ہی یا نہین کہا فقیہ رح
نے علما نے فالودہ کے کہانے اور عمدہ قسم کے کھانے کو

من الطعام واباحة عامة العلماء فاما من كره
ذلك فذهب الى ما روى عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال ان من السرف ان ياكل الرجل
كل ما يشتهيه وقال كم من شهوة ساعة
اورثت صاحبها حزنا طويلا وروى عن عمر انه
قال الى بشراب من عسل فاخذه ثم رده قال
خشينا ان اكون من الذين قال الله تعالى
اذهبتم طيباتكم فى حيوتكم الدنيا واما من
اباحه فقد ذهب الى ما روى وكيع عن عمر
عن ابى الدرداء عن ابيه ان عمر لما وجه
الناس الى العراق قال انكم تاتون ارضا
توتون فيها بالوان من الطعام نكلما وضع
بين ايديكم لون فاذكروا اسم الله تعالى
ثم كلوا وروى عن الحسن انه كان على مائدة
ومعه مالك بن دينار فاتى بفالودج فامتنع
مالك بن دينار عن اكله فقال له الحسن
كل فان نعمة الله عليك فى الماء البارد اكثر
من هذا وروى عن النبي عليه الصلوة و
السلام انه اكل الرطب بالبطيخ وروى

مکروہ کہا ہے اور اکثر علما نے مباح کہا ہے ⁂ جن لوگوں نے
اسکو مکروہ کہا ہے انکی دلیل یہ ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے
کہ یہ بھی اسراف ہے کہ آدمی کا جس چیز کو جی چاہے وہ کہالی اور
فرمایا بہت سی خواہشیں ہیں کہ گھڑی بھر کا عیش ہے اور دیر
تک کا غم ہے ⁂ اور مروی ہے حضرت عمر سے کہ انکے سامنے
ایکدفعہ شہد کا شربت آیا آپنے اول تو لی لیا اور پھر پھیر دیا
اور فرمایا ہم ڈرتے ہیں کہ کبھی اُن لوگوں میں سے نہو جائیں
جنکے حق میں اللہ تعالے نے فرمایا ہے لیلیں تمنے عمدہ نعمتیں اپنی دنیا
کی زندگی میں ⁂ اور جو لوگ اسکو مباح کہتے ہیں انکی دلیل وہ
روایت ہے جو وکیع نے اپنی سند سے حضرت عمر سے روایت
کی ہے حضرت عمر رض نے جب لوگوں کو عراق کے ملک میں
بھیجا تو فرمایا تم ایسی میں پر جاتے ہو کہ طرح طرح کی کہانے
کی چیزیں تمہارے سامنے آئینگی جب تمہارے سامنے کسی قسم
کی چیز آئی تو بسم اللہ کہکر کہالینا ⁂ اور حسن سے مروی ہے کہ وہ
ایک دسترخوان پر تھے اور انکی ساتھ مالک بن دینار بھی تھے پس فالودہ
سامنے آیا تو مالک بن دینار نے کہانے سے انکار کیا حسن نے
کہا کہالو اسلئے کہ اللہ کی نعمت تجہپر سرد پانی اِس سے زیادہ ہے
اور نبی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپنے تر چھوارا خربوزہ کے
ساتھ ملاکر نوش فرمایا ⁂ اور حضرت عمر رض نے جو ذکر کیا

عن عمر بن الخطاب رض انہ اکل البطیخ بالسکر
وقال الحسن البصری لباب البر بلعاب النحل
بخالص السمن ما عابہ مسلم **باب**
ماجاء فی الاطعمۃ روی احوص
ابن حکیم عن النبی علیہ الصلوۃ والسلام
قال نعم الادام الخل والزیت وروی عن
عمرو بن دینار عن ابی جعفر ان النبی علیہ
الصلوۃ والسلام قال لیس تفقر بیت فیہ
خل وروی معاویۃ بن ابی سفیان انہ قدم
وفد فقرب طعاما ثم دعا ببصل فقال
کلوا من ھذا البصل فانہ قل ما اکل قوم
من مجاء ارض فضرہ ماءھا وروی انس
ابن مالک رضی اللہ عنہ عن النبی علیہ الصلوۃ
والسلام انہ کان یحب القرع قال انس بن
مالک فلم ازل احبہ منذ رایت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحبہ وروی عن
عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ انہ قال
ما لقحت رمانۃ قط الا بقطرۃ من ماء
الجنۃ. وروی عن ابن ابی طالب کرم اللہ

کو شکر سے کہایا اور حسن البصری کہتے ہین میدہ کی روٹی
کو شہد اور گہی سے کہانے کو کسی مسلمان نے برا نہین سمجہا
انچاسوان باب بیان مین کہانون کے روایت
کرتے ہین احوص بن حکیم کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ سرکہ اور روغن
زیتون اچہا سالن ہے اور عمرو بن دینار ابو جعفر سے روایت
کرتے ہین کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جس گہر مین سرکہ ہو وہ گہر
خالی نہین اور حضرت معاویہ رض سے مروی ہے کہ ایک
دفعہ جماعت قاصدون کی آئی تو انہون نے لنگے سامنے
کہانا رکہا پہر منگایا پیاز اور کہا اسکو کہاؤ اسلیئے کہ
بہت کم ہے یہ امر کہ کوئی قوم اسکو کہاوے اور
پہر غیر ملک کی آب و ہوا اسکو ضرر دے اور
انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپ کدو پسند
کرتے تہے انس بن مالک کہتے ہین کہ جب سے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند کرتے دیکہا ہے
مین بہی کدو کو پسند کرتا ہون اور عبد اللہ بن عباس رض
رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ انار کبہی نہین پہولتا
مگر ایک قطرے جنت کے پانی سے اور مروی
ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کہ جب تم

وجهه اذا اكلتم الرمانة فكلوها بشحمها فانه
دباغ للمعدة وروى ابوهريرة رض عن النبي عليه
الصلوة والسلام انه كان احب الثمار اليه البطيخ
والرطب واحب المرقة اليه القرع وروى
عن ابي طلحة بن عبد الله عن ابيه انه قال
دخلت على النبي عليه الصلوة والسلام وفي
يده سفرجلة فالقاها الي وقال دونكها اي
خذها يا ابا محمد فانها تجم الفؤاد وقال
وهب بن منبه وجدت في بعض الكتب
البطيخ طعام وشراب وفاكهة وخلال
واشنان وريحان وينضر المعدة ويشهي
الطعام ويصفي اللون ويزيد الماء في
الصلب قال الفقيه رحمه الله يستحب للرجل
ان يوسع على اهله في الطعام والشراب
لما روى عن النبي عليه السلام انه قال
ان الله تعالى يحب البيت الخصيب
وقال ابراهيم النخعي كانوا مخاصيب للرجال
في الطعام والشراب وفي اللباس مجوز
يعني كانوا يوسعون على العيال في المطعم

انار کو کہایا کرو تو اسکے چھلکے سمیت کہایا کرو اسلئے کہ
وہ مقوی معدہ ہے اور ابوہریرہ نبی علیہ السلام سے روایت کرتے
ہین کہ پہلون مین سے آپکو خربوزہ اور ترچہوارا بہت پسند تھے اور شوربون
مین کدو کا شوربا پسند ہے + اور ابو طلحہ اپنے باپ سے روایت
کرتے ہین کہ مین نبی صلعم کی خدمت مین حاضر ہوا اور آپکے
ہاتھ مین بہی تھے آپنے اسکو میری طرف پھینکدیا اور فرمایا ای
ابو محمد اسکو لیلے یہ دل کو قوت دیتی ہے اور کہا
وہب بن منبہ نے مین نے بعضے کتابون مین دیکہا ہے
کہ خربوزہ کہانا ہے اور پینا ہے اور میوہ ہے دانتون
کے لئے خلال ہے اور پیٹ کے لئے اشنان ہے
یعنی مثل اشنان کے صاف کر دیتی ہے اور خوشبو کی چیز
ہے اور معدہ کو تر کرتا ہی اور بہوک لگاتا ہی اور رنگ کو صاف
کرتا ہے اور آب منی زیادہ کرتا ہے + کہا فقیہ رح نے مستحب
مرد کو کہ اپنے گھر والون کو کھانے پینے مین فراخی دے
اسلئے کہ نبی علیہ السلام سے مروی ہے کہ اللہ تعالی اس
گھر کو پسند کرتا ہے جس مین فراغت ہو + اور
ابراہیم نخعی کہتے ہین کہ صحابہ کہانے پینے مین فراخ دست
تھے اور لباس مین تنگدست یعنی اہل وعیال کو کہانا
پینا بافراغت دیتے تھے اور خود اپنے لباس

والمشرب وتقدرون في الملبس و قال عمر
رضي الله عنه الكش واخيبي تكم من الطعام
والشراب ورب رجل كثير المال قليل الخير
في البيت وقال الحسن ليس في الطعام سرف
يعني اذا وسع على عياله

باب اكل الثوم

قال الفقيه رحمه الله كره
بعض الناس اكل الثوم واباحه الآخرون
فامامن كرهه فقد ذهب الى ماروى القاسم
مولى ابي بكر ان النبي عليه الصلوة والسلام
قال من اكل من هذه البقلة الخبيثة فلا
يقربن مسجدنا حتى يذهب ريحها من
فيه يعني الثوم وروى عطاء بن يسار
ان النبي عليه الصلوة والسلام قال من
اكل من هذه الشجرة الخبيثة فلا يؤذينا
في مساجدنا وليجلس في بيته وسئل
عن الحسن عن الثوم ينضج في الخبيط
فيجعل في السكباج فكرهه قيل له انه
لا يصلح الابه فقال لاخير في طعام لا
يصلح الابه واما من اباحه فقد ذهب

مین تنگی برتتی ہے اور فرمایا حضرت عمرؓ نے زیادہ کرو
برکت گہرون کے کہانے پینے سے اور بہت آدمی مال والے ہوتے
ہین مگر گہر مین انکی برکت کم ہوتی ہے اور کہا حسن نے کہانے
مین اسراف نہین یعنی اگر اہل عیال کو بافراخت دے +

پچاسوان باب لہسن کے بیان مین

کہا فقیہ رحمہ نے مکروہ
کہاہے بعضون نے لہسن کہانے کو اور بعضون نے مباح
کہاہے + جنہون نے مکروہ کہاہے انکی دلیل وہ روایت ہے جو
قاسم مولی ابوبکر نے کی ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے
فرمایا جو کوئی اس ترکاری خبیث کو کہاوے اسکو چاہیے
کہ ہماری مسجدون مین نہ آیا کرے یہانتک کہ اسکے منہہ
سے اسکی یعنی لہسن کی بو نجاتی رہے + اور عطا بن
یسار نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے
فرمایا جسنے اس درخت خبیث کو کہایا ہو اسکو چاہیے
کہ ہمکو مسجدون مین تکلیف دینے نہ آوے اپنے گہر مین
بیٹہا رہے + اور حسن بصری سے پوچہے گئے کہ اگر لہسن ہانڈی مین پیروکی
سکباج جو ایک قسم کا سالن ہوتا ہے ڈالین تو کیسا ہے فرمایا برا ہے
عرض کیا کہ وہ تو بغیر لہسن کے درست ہی نہین ہوتا فرمایا جو
کہانا بغیر لہسن کے درست اور مزیدار نہو اسمین برکت ہی
نہین اور جو لوگ اسکو مباح کہتے ہین انکی دلیل یہ ہے

الی ما روی عبد الرحمن بن ابی لیلی قال
اهدی الی النبی علیه الصلوة والسلام
مرقة وفیه الثوم فارسل به الی ابی ایوب
الانصاری فقال ابو ایوب یا رسول الله
أکل شیئا کرهته قال انما کرهته لانه
یاتینی جبرئیل علیه السلام فیجد ریحه
وروی سفیان عن عبد الله بن ابی بریدة
عن ابیه قال نزلت علی ام ابی ایوب الانصاری
فحدثتنی انهم تکلفوا لرسول الله طعاما
فیه بعض هذه البقول فاتوه به فکرهه
وقال لاصحابه کلوا فانی لست کاحد کم
انی اخاف ان اوذی صاحبی جبرئیل
وعن ابن سیرین انه قال کان یدلس
لابن عمر الثوم فیجعل فی الخیط فیترك
فی القدر حتی اذا انضج یرد فع الخیط
بما فیه وعن محمد بن علی قال نحن ال
محمد لا ناکل الثوم والبصل والکراث

باب ما قیل فی المروة

قال الفقیه رحمه الله روی عن علی بن

کہ عبد الرحمن بن ابی لیلی کہتے ہین کہ تحفہ مین آیا رسول اللہ
صلعم کی خدمت مین سالن اور اسمین لہسن پڑا ہوا تہا پس
بہیجا آپنے اُسکو ابو ایوب انصاری کی پاس پس کہا ابو ایوب
نے یا رسول اللہ کیا مین ایسی چیز کو کہاؤن جسکو آپ برا
جانتے ہین فرمایا مین تو اسلیے اسکو برا جانتا ہون کہ جبرئیل
علیہ السلام سے بات چیت کرنیکی ضرورت پڑتی ہے اور انکو
اسکی بو بری معلوم ہوتی ہے + اور روایت کیا ہے سفیان نے
عبد اللہ بن ابی بریدہ سے کہ انکی باپ کہتے ہین کہ مین مہمان ہوا
ایکدفعہ ابو ایوب انصاری کی والدہ کے ہان انہون نے مجھسے یہ حدیث بیان
کی کہ لوگون نے رسول اللہ صلعم کے لیے کہانا پکایا اور اسمین ترکاریات
لہسن پیاز بہی ڈالی اور اُس کہانا کو آپکی خدمت مین لائے آپنے اسکو
ناپسند فرمایا اور صحابہ سے فرمایا تم کہاؤ اسلیے کہ میرا حال تمہارا سا
نہین مجہے تو یہ ڈر رہتا ہے کہ کبہی جبرئیل علیہ السلام کو اسکی بو سے
تکلیف پہنچے + اور ابن سیرین سے روایت ہے کہ ابن عمر کے لیے
یہ حیلہ کیا جاتا تہا کہ لہسن کو دہاگے مین پرو کی ہانڈی مین ڈال
دیا جاتا تہا جب پک جاتا تہا تو دہاگے سمیت پہینکدیا جاتا تہا + اور
محمد بن علی فرماتے ہین کہ ہم اولاد محمد کی ہین لہسن پیاز گندنے کو
کہاتے ہین

باب اکاون ہمین مروت کا

بیان ہے کہا فقیہ نے کہ حضرت علی سے مروی ہے کہ

ابی طالب کرم اللہ وجہہ عن النبی علیہ
الصلوۃ والسلام انہ قال من عامل الناس
ولم یظلمہم وحدثہم فلم یکذبہم ووعدہم
فلم یخلفہم فہو من کملت مروتہ وظہرت
عدالتہ ووجبت اخوتہ وقال ابن زیاد
لرجل من اہل الدہاقین ما المروۃ فیکم
قال اربع خصال اولہا ان یعتزل الرجل
الریاء والریب فانہ اذا کان مرائیا کان
ذلیلا ولم یکن لہ مروۃ والثانی ان یصلح
مالہ فلا یفسدہ فان من افسد مالہ و
احتاج الی غیرہ فلا مروۃ لہ والثالث ان
یقوم لاہلہ فیما یحتاجون الیہ فامامن
احتاج الی الناس فلا مروۃ لہ والرابع
ان ینظر الی ما یوافقہ من الطعام والشراب
فیلزم ولا یتناول ما لا یوافقہ فان ذلک
لیس من المروۃ وروی عن قیس بن ساعدۃ
الایادی انہ کان یقدم علی قیصر فیکرمہ
قال لہ قیصر ما افضل العقل قال معرفۃ
المرء نفسہ قال فما افضل العلم قال

کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو حاکم ہو کر لوگوں پر ظلم نکرے
جو بات کہے تو جھوٹی نکہے اور وعدہ کرے تو خلاف نکرے
تو وہ مروت میں کامل ہے اور عدالت اُسکی ظاہر ہے اور
بھائی چارا اُس سے واجب ہے + اور ابن زیاد نے ایک
آدمی سے دہقانوں میں سے کہا مروت تم کسکو سمجھتے ہو
کہا چار خصلتیں ہیں پہلی خصلت یہ ہے کہ آدمی ریاکاری
سے الگ رہے اسلیے کہ اگر ریاکار ہوگا تو ذلیل ہوگا اور
اُسکی مروت جاتی رہیگی اور دوسری خصلت یہ ہے کہ اپنے
مال کی اصلاح کرے اُسکو خراب نکرے ورنہ غیر کا
کا محتاج ہوگا اور مروت جاتی رہیگی اور تیسرے یہ ہے کہ
اپنے گھر والوں کی خود احتیاج پورا کرے اگر اُس احتیاج کو
اوروں کے پاس لیجائیگا تو مروت جاتی رہیگی چوتھے یہ
ہے کہ کھانا پینا جو اپنے موافق ہو اُسکو کھائے
پیئے جو اپنے حال کے موافق نہ ہو اُس سے بچے
ورنہ مروت خاک میں مل جائیگی + اور قیس بن
ساعدہ ایادی سے روایت ہے کہ وہ قیصر کے پاس
گئے تو قیصر نے پوچھا کون سی عقل افضل ہے
کہا آدمی کو اپنا جاننا کہا علم کونسا
افضل ہے کہا جو نہ جانتا ہو اُسپر چپکا ہو جا

وقوف المرء عند جهله قال فما افضل المروة
قال استيفاء الرجل مال نفسه قال فما
افضل المال قال ما قضى منه الحق وقال
ربيعة المروة فى ستة اشياء ثلث فى الحضر
وثلث فى السفر فاما الثلثة التى فى الحضر
فتلاوة القران وعمارة مساجد الله واتخاذ
الاخوان فى الله واما الذى فى السفر فبذل
الزاد وقلة الخلاف لاصحابه والمزاح فى
غير معاصى الله وقال بعض الحكماء افضل
المروة للرجل ان يكون صادقا بقوله وافيا
بعهده باذلا لماله وروى عن الحسن
البصرى ان حجاما قص شاربه فاعطاه
درهما فسئل عن ذلك قال لاتد نقوا
فيد نق عليكم وكان الحسن اذا سمع رجلا
يتكلم بالدانق فيقول لعن الله الدانق
ومن تكلم بالدانق فلا مروة له وقال محمد
ابن الحسن ثلثة اشياء من الدناءة مشارطة
اجر الحجام والنظر فى مرأة الحجام و
استقراض الخبز وازنة وقال الفتى د

کہا مروت کونسی افضل ہے کہا اپنا مال پورا پورا لینا
کہا مال کونسا افضل ہے کہا وہ مال جس سے حق ادا
ہو وے اور کہا ربیعہ نے مروت چھہ چیزوں میں ہے تین
وطن میں ہیں اور تین سفر میں جو وطن میں ہیں وہ
یہ ہیں تلاوت کرنا قرآن کا آباد کرنا مسجدوں کا اتحاد
پیدا کرنا بہائی بندوں سے خدا کے واسطے اور جو سفر
میں ہیں وہ یہ ہیں خرچ کرنا توشہ کا اور ساتہیوں سے
مخالفت کم کرنی اور خوش طبعی کرنی بغیر گناہ کے اور کہا
بعضے حکمانے افضل مروت آدمی کے لئے یہ ہے کہ اپنے قول کا
سچا ہو عہد پیمان کا پورا ہو مال کو خرچ کرے اور حسن بصری سے
مروی ہے کہ ایکدفعہ حجام نے انکی لبیں کتریں تو آپنے اسکو ایک
درم دیا لوگوں نے پوچھا اپنی اتنا زیادہ کیوں دیا فرمایا نہ
کفایت شعاری کرو تا نہ کفایت شعاری کیجاے تمسے اور حسن
جب سنتی تہی کسی شخص کو کہ ایک دانگ پر جہگڑا کرتا ہی تو کہتے
لعنت کرے اللہ دانگ کو جو کوئی دانگ پر جہگڑا کرے
وہ اہل مروت سے نہیں * کہا محمد بن حسن نے تین چیزیں دنائت
خست میں داخل ہیں حجام کی مزدوری کا مقرر کرنا حجام کے آئینہ
میں مونہہ دیکہنا اور روٹی کا قرض لینا دینا وزن کرکے
اور کہا رستون اور دوکانوں پر یا ترنگے واسطے بیٹہنا

فی الطرقات وحوائج الناس للحدیث لیس
من المروة قیل لبعض الحکماء ما المروة قال
باب مفتوح وطعام مبذول واذان مشدد
فی حوائج الناس وقال الحسن البصری رضی
الله مروة الرجل صدق لسانه واحتمال عثرات
اخوانه وبذل المعروف لاهل زمانه وکف
الاذی عن اباعده وجیرانه واخوانه وروی
عن عمر بن الخطاب رضی الله عنه انه قال
انا اعلم متی یهلك هذه الامة فقیل له متی
تهلك یا امیر المؤمنین قال اذا کان ساسهم
من لیس له تقی الاسلام ولا کرم الجاهلیة
قال الراوی صدق امیر المؤمنین فما دام
ساسهم الذین لهم تقی فی الاسلام مثل
عثمان بن عفان رض وعلی رض ومن له کرم
الجاهلیة مثل معاویة لم یهلکوا فاذا ساسهم
مثل یزید بن معاویة لم یکن له تقی الاسلام
ولا کرم الجاهلیة هلکوا وقال بعض الحکماء
تمام المروة فی شیئین [illegible]
الناس والتجاوز عما یکون منهم وقال علی رض

مروت سے بعید ہے ۔ بعضے حکما پوچھے گئے مروت سے
کہا مروت یہ ہے کہ دروازہ آنے جانے والوں کے لیے کہلا
ہوا ہو اور کہانا خرچ ہوا کرے اور نہ بند مضبوط بندہا ہوا ہو
لوگوں کی حاجت روائی کے لئے ۔ اور کہا حسن بصری نے
مروت یہ ہے کہ آدمی زبان کا سچا ہو بہائیوں کی مشکل
کے وقت کام آئے لوگوں کے ساتہہ بہلائی کرے اور تکلیف
نہ پہنچاوے دور والوں کو نہ پڑوسیوں کو نہ بہائیوں کو ۔ اور حضرت
عمر رض فرماتے ہیں میں جانتا ہوں جب ہلاک ہوگی یہ امت
لوگوں نے پوچھا کب ہلاک ہوگی اے امیر المؤمنین کہا جب ہوگا
حاکم انکا وہ شخص کہ نہ اسمیں تقوی ہوگا زمانہ اسلام کا اور نہ
جاہلیت کی زمانہ کا کرم راوی کہتے ہیں کہ امیر المؤمنین
نے سچ فرمایا تہا کیونکہ جب تک انکے حاکم وہ لوگ رہے
جو تقوے والے تہے مانند حضرت عثمان رض اور حضرت علی رض
کے اور وہ لوگ جن میں زمانہ جاہلیت کا سا کرم تہا
مانند حضرت معاویہ کے تو ہلاک نہوے اور جب حاکم ہوئے
انپر مانند یزید کے جنمیں نہ تقوے تہا نہ کرم تہا ہلاک ہوگئے
اور کہا [illegible] نے کہ تمام مروت کی دو چیزوں میں ہے باز
رہنا [illegible] اور درگذر کرنا اس سے
جو انکی طرف سے پہنچے ۔ اور حضرت علی رض نے حضرت

ابی طالب کرم الله وجهه لابنه الحسن ما المروة
قال العفاف واصلاح النفس والبذل فی
العسر والیسر قال فما اللوم قال احراز المرء
ماله وبذله عرضه وان یری ما فی یدیه
شرفا وما انفقه تلفا ویقال جماع المروة فی
قول الله تعالی ان الله یامر بالعدل والاحسان
وایتاء ذی القربی وینهی عن الفحشاء والمنکر
والبغی الآیة وقال عبدالواحد بن زید
جالسوا اهل الدین فان لم تقدروا علیهم
فجالسوا اهل المروات من اهل الدنیا
فانهم لا یرفثون فی مجالسهم یعنی لا
یتکلمون بکلام الفحش وقال احنف بن
قیس لا راحة لحاسد ولا مروة لکاذب
ولا خلة لبخیل ولا وفاء لمطاول ولا سؤدد
لسیء الخلق ولا وفاء للملوک ولا اخاء
للملوک ویروی للملوک

باب ما قیل فی العقل والعلم

روی عن علی بن ابی طالب رضی الله عنه قال
العلم خلیل المؤمن والعقل دلیله والحلم

امام حسن سے پوچھا مروت کیا ہے کہا پارسائی کرنی اور
نفس پر قادر ہونا اور تنگی فراخی مین خرچ کرنا پوچھا ملامت
کیا ہے کہا جمع کرنا مال کا اور خرچ کرنا آبرو کا جو اپنے ہاتھ
مین ہو اسکو عزت سمجھنا جو خرچ ہو جاوے اسکو بیفائدہ
تلف ہونا جاننا ۔ اور کہا جاتا ہے سبطرح کی مروت کا ذکر
اللہ تعالی کی قول مین جسکا ترجمہ یہ ہے بیشک اللہ حکم کرتا ہے
ساتھ عدل کے اور احسان کے اور دینی قرابت والونکی اور منع کرتا ہے
بیحیائی اور نامعقول سے اور سرکشی سے ۔ اور کہا عبدالواحد بن زید نے
صحبت اختیار کرو دین والونکی اگر اسپر قدرت نہو تو جو دنیا
کے لوگ اہل مروت مین سے ہین انکی صحبت اختیار کرو اسلیے
وہ اپنی محفلون مین بیہودہ کلام نہین کرتے ۔ اور کہا
احنف بن قیس نے حاسد کو کبھی راحت نہین جھوٹے کو
مروت نصیب نہین بخیل کی دوستی کا اعتبار نہین جو دیر سے
دے وہ وعدہ وفا نہین جو بداخلاق ہو اسکو خوشی نصیب
نہین بادشاہ وعدہ وفا نہین تیرے غلام سے بھائی بندی نہین آتی
دوسری روایت یہ ہے کہ بادشاہون کے بھائی چارہ کا اعتبار نہین

باب وہ ہین ان اقوال کا مذکور ہے جو عقل اور

علم کے بارے مین منقول ہین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ
آپنے فرمایا علم آدمی کا گاڑھا دوست ہے اور عقل رہنما ہے اور حلم

وزيره والعمل قيمه والصبر امير جنده و
الرفق والده واللين اخوه ثم قال علي لابنه
الحسن والحسين يا بني لا تستحقرن رجل
تراه ابدا فان كان اكبر منك فاحسب انه
ابوك فان كان مثلك فاحسب انه اخوك
فان كان اصغر منك فاحسب انه ابنك وقيل
لبعض الحكماء من العاقل قال الذي لا يصنع
في السر شيئا يستحيي منه في العلانية قال
الفقيه رضي الله عنه وهذا موافق لما روي
عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال آخر
ما بقي من كلام النبوة اذا لم تستحيي فاصنع
ما شئت يعني اذا كان عملك عملا لا يستحيي
منه فافعل ذلك العمل ما شئت وروي
عن لقمان الحكيم انه قال لابنه يا بني ان
حسن طلب الحاجة نصف العلم والتودد
الى الناس نصف العقل والتقدير في
المعيشة نصف الكسب وفي رواية نصف
العيش يا بني ارسل رسولا حكيما ولا
توصه فان لم يكن لك رسول حكيم امين

وزیر ہے اور عمل قیم یعنے محافظ ہے اور صبر لشکر کا سردار ہے اور
نرمی باپ ہے اور نیکی بھائی ہے پھر کہا حضرت علی نے حضرت امام
حسن و حسین سے اے بیٹے کسی آدمی کو حقیر نہ جان اگر تجھسے بڑا ہے
تو تیرا باپ ہے اگر تیری برابر ہے تو تیرا بھائی ہے اگر چھوٹا ہے تو
تیرا بیٹا ہے + اور بعضے حکما سے پوچھا گیا عاقل کون ہے
فرمایا وہ شخص ہے جو خلوت میں ایسا کام نکرے کہ اگر ظاہر ہو جاوے
تو شرمندہ ہونا پڑے + کہا فقیہ نے اور یہ بات موافق ہے
اُسکے جو مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ
آخر کلام نبوت سے جو باقی ہے وہ یہ ہے جب
حیا نکرے تو جو چاہے کر یعنے اگر تیرا عمل ایسا ہے
کہ حیا کے قابل نہیں تو اس عمل کو جسقدر جی
چاہے کر + اور مروی ہے حکیم لقمان سے کہ
اپنے بیٹے کو فرمایا اپنی حاجت کو خوبصورتی سے
طلب کرنا آدھا علم ہے اور دوستی لوگون سے
کرنی آدھی عقل ہے اور روزی کے باب مین تھوڑا
پر بسا کر رہنا آدھا کسب ہے ایک روایت مین
نصف عیش آیا ہے اے بیٹے قاصد حکیم
بھیج اور اُسکو کچھ وصیت نہ کر اگر تجھکو قاصد
حکیم امانت دار میسر نہ آئے تو خود اپنا

فكن رسول نفسك ويقال ثمانية نفران
هينوا فلا يلومن الا نفسهم الذاهب الى
مائدة لم يدع اليها والمتأمر على رب
البيت وطالب الخير من اعدائه وطالب
الفضل من اللئيم والداخل بين اثنين
في حديثهما من غير ان يدخلاه فيه والمستخف
بالسلطان والجالس مجلسا ليس له باهل
والمقبل بحديثه على من لا يقبل وروى
شعبة عن ابي اسحق عن الحارث عن علي
ابن ابي طالب ان النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال ينبغي للعاقل ان لا
يكون شاخصا الا في احدى ثلث مرمة
لمعاشه وخطوة لمعاده ولذة في غير محرم
وقد قيل ينبغي للعاقل ان يكون له من
النهار اربع ساعات ساعة يناجي فيها ربه
وساعة يحاسب فيها نفسه وساعة ياتي
فيها اهل العلم الذين يبصرونه امر دينه
وينصحونه وساعة يخلي بين نفسه وبين
لذاتها فيما يحل ويجمل وينبغي للعاقل

توخود اپنا قاصد آپ بن + اور کہا گیا ہے آٹھہ آدمی اگر
ذلیل ہون تو اپنے آپکو ملامت کرین ایک تو وہ شخص جو
بے بلائے دعوت مین چلا جاے اور دوسرا وہ جو گھر والی پر حکومت
کرے تیسرا وہ جو طالب بھلائی کا ہو دشمنون سے چوتھا وہ جو
طالب فضل کا ہو بخیل سے پانچوان وہ جو دو آدمیونکی بات مین
خواہ نخواہ دخل دے چھٹا وہ جو بادشاہ کی اہانت کرے ساتوان
وہ جو ایسی مجلس مین بیٹھے جو اُسکے لایق نہو آٹھوان وہ
جو متوجہ ہو کر باتین کرے اُس سے جو متوجہ ہو کر اُسکی نہ سنے
اور مروی ہے شعبہ سے بواسطہ کئی راویون کے کہ نبی
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عاقل کو لایق ہے کہ مسافرت
نہ اختیار کرے مگر تین کام کے لیئے یا معاش کے لیئے
یا آخرت کے لیئے یا کسی لذت حلال کے لیئے +
اور کہا گیا ہے لایق ہے عاقل کو کہ دن کو چار
وقتون پر تقسیم کرے ایک وقت اللہ تعالی کے
عبادت کرے ایک وقت اپنے نفس سے حساب
لے ایک وقت اہل علم کی خدمت مین جاے تاکہ
دین کے امور مین اُسکو رہنمائی کرین اور نصیحت کرین
اور ایک وقت نفس کو حلال لذتون مین مصروف
رکھے + اور عاقل کو یہ سزاوار ہے کہ اپنے

ان ينظر فی شانه ويعرف اهل زمانه ويحفظ
فرجه ولسانه

باب الآداب

قال عمر بن الخطاب رض تادبوا ثم تعلموا
وقال ابو عبد الله الثلجی ادب العلم اكثر من
العلم وقال عبد الله بن مبارك اذا وصف
لی رجل له علم الاولين والآخرين وليس له
ادب لا اتاسف علی فوت لقائه واذا سمعت
رجلا له ادب النفس تمنی لقائه واتاسف
علی فوت لقائه وقيل مثل الايمان كمثل
بلدة لها خمسة من الحصون الاول من الذهب
والثانی من الفضة والثالث من الحديد
والرابع من الآجر والخامس من اللبن فما دام
اهل الحصن يتعاهدون الحصن الذی
من اللبن لا يطمع فيهم العدو فاذا تركوا
التعاهد حتی خرب الحصن الاول وطمع
العدو فی الثانی ثم فی الثالث حتی يخربوا
الحصون كلها فكذلك الايمان فی خمسة
من الحصون اولها اليقين ثم الاخلاص
ثم اداء الفرائض ثم اتمام السنن ثم حفظ

کہ اپنے حالکو اور اہل زمانے کی حالکو دیکھے پہچانے اور اپنی
شرمگاہ اور زبان کو حرام سے بچائے

باب تریپن مین ادب کا بیان ہے

فرمایا حضرت عمر رضہ نے اول ادب سیکھو پہر علم ٭
اور کہا ابو عبد اللہ ثلجی نے علم کا ادب علم سے زیادہ تر ہے ٭
اور کہا عبد اللہ بن مبارک نے جب کبھی مین سنتا ہون کسی
شخص کو کہ اسکو علم اولین وآخرین ہے اور بے ادب ہے تو اسکے
نہ ملنے کا مجھے کچھہ افسوس نہین ہوتا اور جب سنتا ہون کسیکو
کہ اسکا نفس مؤدب ہے تو اسکی ملاقات کا آرزومند رہتا
ہون اور ملاقات نہونے کا افسوس رہتا ہے ٭ اور
کہا گیا ہے حال ایمان کا مثل حال ایک شہر کے ہے کہ
پانچ قلعون سے محفوظ ہے پہلا قلعہ سونیکا دوسرا چاندی کا
تیسرا لوہے کا چوتہا پکی اینٹون کا پانچوان کچی اینٹون
کا پس جبتک اہل قلعہ کچی اینٹون کے قلعہ کی حفاظت کرینگے
دشمن کو فتح کی امید نہوگی پس جب چہوڑ دی حفاظت
یہانتک کہ پہلا قلعہ خراب ہوگیا تو طمع کریگا دشمن دوسرے
قلعہ کی پہر تیسرے کی یہانتک کہ دشمن کل قلعہ خراب
کر دینگے اسیطرح ایمان پانچ قلعون مین محصور ہے
اول قلعہ یقین ہے پہر اخلاص ہے پہر ادا کرنا فرضون کا
پہر تمام کرنا سنتونکا پہر نگاہ رکہنا ادب کا سو

الآداب فما دام العبد يحفظ الآداب ويتعاهدها فان الشيطان لا يطمع فيه فاذا ترك الآداب يطمع الشيطان في السنن ثم في الفرائض ثم في الاخلاص ثم في اليقين فينبغي للانسان ان يحفظ الآداب في جميع اموره في امر الوضوء والصلوة والشراء والصحبة وغير ذلك وقد بينا ههنا من الآداب ما لابد منها فاول ذلك آداب الوضوء والصلوة والله اعلم

باب آداب الوضوء والصلوة

قال الفقيه رحمه الله اذا اراد الرجل ان يتوضاء فاذا دخل الخلاء ينبغي ان يبتداء برجله اليسرى ويقول بسم الله ثم يقول اللهم اني اعوذ بك من الرجس النجس الخبيث المخبث من الشيطان الرجيم لان النبي عليه الصلوة والسلام قال ان هذه الحشوش محتضرة محضورة يعني يحضرها الشيطان الرجيم فاذا دخل احدكم فيها فليتعوذ بالله من الشيطان

جب تک بندہ آداب کی حفاظت کرتا ہے شیطان اسمین طمع نہین کرتا جب اداب کو چھوڑا تو شیطان سنتون پر حملہ کرتا ہے پھر فرضون پر پھر اخلاص پر پھر یقین پر اسلیے آدمی کو لایق ہے کہ تمام امور مین ادب کا خیال رکھے مثلاً وضو نماز بیع شرا صحبت وغیرہ مین ادب کا لحاظ رکھے اور ہم اس جگہ ضروری آداب وضو نماز کے بیان کرتے ہین + واللہ اعلم

باب چوتھا بیچ آداب وضو اور نماز کا بیان

کہا فقیہ رحمۃ اللہ علیہ نے جب ارادہ کرے آدمی وضو کا اور داخل ہو پاخانہ مین تو اول بایان پانوں رکھے اور بسم اللہ کہے پھر یہ دعا پڑہے اے اللہ مین پناہ مانگتا ہون تجہسے ناپاکی شیطان مردود سے اسلیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہہ نجاست کی جگہین شیطان مردود کی حاضر ہونے کی ہین جب کبہی تم مین سے ان مین داخل ہو تو اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑہ لیا کرے + اور مکروہ ہے استنجا کرنا داہنے ہاتہ سے اسلیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے سودا ہنا ہاتہ پاک چیزون کے لیے

الرجيم ويكره الاستنجاء باليمنى ان النبي
عليه الصلوة والسلام نهى عن ذلك فجعل
اليمنى للطهارات واليسرى للنجاسات
وروي عن عائشة رضي الله عنها انها
قالت كانت يد رسول الله عليه الصلوة
والسلام اليسرى لخلائه وما كان من اذى
وكانت يده اليمنى لطعامه وشرابه وعن
حفصة انها قالت كانت يمنى رسول الله
لطعامه وشرابه وطهوره وثيابه وكانت
شماله لما سوى ذلك وعن ابراهيم النخعي
انه قال كان يقال يمنى الرجل لطعامه
وشرابه وشماله لاستنجائه ومخاطه
وقال الفقيه رحمه الله بهذا الاخبار
نقول انه لا ينبغي له ان يستنجي او يتمخط
بيمينه الا ان يكون باليسرى علة ولا ينبغي
ان يكشف عورته للشمس والقمر ولا
يستقبل القبلة ببول وغائط في الصحراء
والبنيان الا ان يكون كنيفا جعل نحو
القبلة فلا باس به ولا ينبغي ان يتكلم

مقرر کیا گیا ہے اور بایان ناپاکیون کے لیئے * اور
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہین کہ بایان
ہاتہہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا پاخانہ اور اور
ناپاکیون کے لیئے تہا اور داہنا کہانے پینے اور
وضو کرنے اور کپڑے پہننے وغیرہ کے لیئے تہا
اور بایان اور کامون کے لیئے * اور ابراہیم
نخعی کہتے ہین کہ داہنا ہاتھ آدمی کا کہانے
پینے کے لئے ہے اور بایان استنجا اور ناک
صاف کرنے کے لیئے * کہا فقیہ رحمہ اللہ
علیہ نے ان حدیثون اور آثار کی وجہ سے
ہم کہتے ہین کہ آدمی کو لایق نہین کہ داہنے
ہاتھ سے استنجا کرے یا ناک صاف کرے
مگر بائین ہاتہہ مین اگر کوئی مرض ہو تو جائز
ہے اور لایق نہین کہ چاند سورج کے سامنے
برہنہ ہو اور پاخانہ پیشاب قبلہ کی طرف
مونہہ کرکے نکرے جنگل مین ہو خواہ آبادی
مین * مگر پاخانہ اگر قبلہ کی طرف بنا ہوا ہو
تو کچھہ ڈر نہین * اور آدمی کو یہ لایق نہین
کہ قضاے حاجت یعنی پاخانہ پہرنے کے وقت

فی حاجتہ لان الملائکۃ یتنحون عنہ
ویستترون عنہ فاذا تکلم فی ذلک الوقت
فقد اذیہم بالعوج الیہ لیکتبوا قولہ وینبغی
للانسان ان یتنزہ عن البول لان النبی
علیہ السلام قال استنزھوا عن البول
ما استطعتم فان عامۃ عذاب القبر منہ
وینبغی للانسان اذا اراد ان یقعد لحاجتہ
ان لا یرفع ثوبہ مالم یدن من الارض ویستر
بہ ما استطاع لان النبی علیہ الصلوۃ والسلام
امر بہذا فقیل یارسول اللہ ارایت لو لم
یکن معہ احد قال اللہ تعالی احق ان یستحیی
منہ ولان معک صاحباک حافظاک لا
یوذیانک فینبغی لک ان لا توذیہما فاذا
خرجت من الخلا فابدأ برجلک الیمنی
وقل الحمد للہ الذی اخرج عنی ما یوذینی
وامسک فیّ ما ینفعنی ویقوینی غفرانک ربنا
والیک المصیر واذا اردت الوضوء فقل
بسم اللہ والحمد للہ الذی جعل الماء طہورا
والاسلام نورا لان النبی علیہ السلام

کہ قضاے حاجت کے وقت باتین کرے اسلئی کہ فرشتے
اُسوقت الگ ہو جاتے ہین اور پردہ کر لیتے ہین جب کلام کرنے
لگتا ہی تو انکی تکلیف دیتا ہے تاکہ وہ اسکی کلام کو لکہین
اور آدمی کو یہ بہی لائق ہے کہ پیشاب سے بچتا رہے اسلئی کہ
نبی علیہ السلام نے فرمایا پیشاب سے اپنے انکو بچاؤ جہانتک ہو سکے
اسلئے کہ اکثر عذاب قبر اسکی وجہ سے ہے + اور انسان کو یہ
بہی لائق ہے کہ جب ارادہ کرے رفع حاجت بیٹھنے کا تو ننگا
نہو جبتک زمین سے قریب ہو اور پردہ کرے جہانتک ہو سکے
اسلئے کہ نبی علیہ السلام نے اسیطرح فرمایا ہے لوگون نے
عرض کیا یارسول اللہ اگر آدمی اکیلا ہو فرمایا اللہ تعالے
سے زیادہ حیا کرنی چاہئے اور اسلئے کہ تیرے ساتہ دو
ساتہی تیرے محافظ ہین وہ تجہکو تکلیف نہین دیتے
تجہکو چاہئے کہ تو بہی انکو تکلیف ندے + پس جب
تو پاخانہ سے نکلے تو داہنا پاؤن باہر رکہہ اور کہہ خدا کا
شکر ہے جسنے میرے پیٹ سے تکلیف دینی والی بلا نکال دی اور جو
چیز نافع اور قوت کی تہی وہ باقی رکہہ لی بخشدے ہمکو اے ہمارے
رب اور تیری طرف سب پہر آنیوالی ہین + اور جب وضو کا ارادہ کرے تو کہہ
بسم اللہ کہا اور کہہ خدا کا شکر ہے جسنے پانی کو پاک کرنیوالا چیز بنایا ہے
اور اسلام کو روشنی بنایا اسلئے کہ نبی علیہ السلام نے

قال من سمی الله تعالی عند الوضوء
فقد اسبغ وضوءه وطهر جسده ومن
لم یسم لم یسبغ وضوءه ولم یطهر جسده
واذا استنجی الانسان فانه یستحب له بعد
الاستنجاء ان یضرب یده علی الحائط
او علی الارض ثم یغسلها لیزول الاذی
عنها فان ذلک من السنة ویستحب للمتوضی
ان یخلل بین اصابعه ویتعاهد عرقوبه
بالماء فقد جاء التشدید بترک ذلک وهو
قوله علیه الصلوة والسلام ویل للعراقیب
من النار وقال علیه السلام خللوا اصابعکم
قبل ان یتخللها نار جهنم وقد روی ابو ایوب
الانصاری رض عن النبی علیه الصلوة والسلام
انه قال حبذا المتخللون قالوا یا رسول الله
وما المتخللون قال المتخللون من الطعام
والمتخللون بالماء فی الوضوء فاذا فرغ من
الوضوء فانه ینبغی له ان یقول سبحانک
اللهم وبحمدک اشهد ان لا اله الا انت
واشهد ان محمدا عبدک ورسولک واتوب

فرمایا جسنے بسم الله وضو کرتے وقت کہہ لی تو اسنے وضو کو کامل
اور بدنکو پاک کرلیا اور جسنے بسم الله نہ کہی تو نہ وضو کو کامل کیا
نہ بدن کو پاک کیا + اور جب آدمی استنجا کرے تو مستحب ہے بعد
استنجا کرنیکے ہاتھہ کو دیوار پر یا زمین پر مارے پھر دہوئے تاکہ
نجاست بالکل زائل ہوجائے اور یہ بات مسنون ہے + اور مستحب ہے
وضو کرنے والیکو کہ انگلیون مین خلال کرلے اور ٹخنونکو پانی
سے خوب دہولے کیونکہ اسباب مین سخت تاکید آئی ہے اور
وہ یہ ہے کہ نبی علیہ السلام فرماتے ہین ہلاکی ہے واسطے
ٹخنون کے آگ سے + اور فرمایا نبی علیہ السلام نے انگلیون مین
خلال کرلیا کرو اس سے پہلے کہ خلال کرے انمین آگ دوزخ
کی + اور ابو ایوب انصاری روایت کرتے ہین کہ نبی
علیہ السلام نے فرمایا بہت اچھے ہین خلال کرنے والے
لوگون نے عرض کیا متخللون کون ہین فرمایا دانتون
مین خلال کرنے والے کہانے سے اور وضو مین خلال
کرنے والے + سو جب فارغ ہو وضو سے تو مستحب ہے یہ
کہ پڑہے یہ دعا ترجمہ دعا کی بیان کرتا ہون مین تیرے
ای الله اور تعریف کرتا ہون مین تیری شہادت دیتا
ہون مین سواے تیرے کہ نہین ہے کوئی معبود مگر تو ہی اور شہادت دیتا
ہون مین سواے تیرے کہ محمد تیرے بندے تیرے رسول ہین اور رجوع ہوتا

اليك فقد روى فى هذه فضل كثير وروى
عن ابن مسعود رضى الله عنه عن النبى عليه
الصلوة والسلام انه قال اذا فرغ احدكم
من الوضوء فليشهد ان لا اله الا الله ويشهد
ان محمدا عبده ورسوله ثم ليصل على فاذا
فعل ذلك فتحت له ابواب الرحمة وينبغى
ان يكون فى وضوءه مقبلا عليه ولا يتكلم
فيه بشئ من الفضول لانه يريد زيارة
ربه ولانه يريد القيام بين يدى الله تعالى
فاذا دخل المسجد ينبغى له ان يدخل
بالتعظيم ويبدأ برجله اليمنى ويقول
بسم الله ثم يقول سلام على رسول الله
وعلى من اتبع الهدى اللهم افتح لى ابواب
رحمتك واغفر لى ذنوبى واذا خرج فيقول
اللهم افتح لى ابواب فضلك وينبغى ان
يكون فى صلوته خاشعا لان الله تعالى
قال قد افلح المؤمنون الاية ولا يلتفت
يمينا ولا شمالا فانه فى مقام عظيم بين
يدى الله تعالى وكما روى عن النبى عليه

تیری طرف اسلئے کہ اسکے پڑہنے مین بڑا ثواب ہے + اور
مروی ہے ابن مسعود رضی سے کہ نبی صلعم نے فرمایا جب فارغ
ہو ایک تم مین سے وضو سے پس اشہد ان لا الہ الا اللہ
واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ پڑہے پہر درود پڑہے
جب پڑہیگا کہل جائینگے اسکے لئے دروازے
رحمت کے + اور لائق ہے یہ کہ متوجہ ہوکر وضو کرے
اور فضول باتین نکرے اسلئے کہ ارادہ رکہتا ہے پروردگار
کی زیارت کا اور ارادہ رکہتا ہے اللہ کے سامنے
کہڑا ہونیکا + پس جب داخل ہو مسجد مین تو داخل ہو
تعظیم سے اور داہنے پاؤن کو اول رکہے اور بسم اللہ کہے پہر
سلام وصلوة بہیجے رسول اللہ صلعم پر اور اس شخص پر جو
تابعداری کرے ہدایت کی یا اللہ کہولدے میرے
واسطے دروازے رحمت کے اور بخشدے میرے گناہ
اور جب مسجد سے نکلے تو کہے اے اللہ کہولدے میرے
لئے دروازے فضل کے + اور لائق ہے یہ کہ نماز خشوع
سے ادا کرے اسلئے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے فلاح
کو پہونچے وہ مؤمن جو نماز خشوع سے ادا کرتی
ہین اور دائین بائین نہ دیکہے اسلئے کہ اللہ کے سامنے کہڑا
ہے + اور اسی لئے نبی علیہ السلام سے مروی ہے

الصلوة والسلام انه مر علی رجل یصلی
ویجاوز بصره عن موضع سجوده فقال رسول
الله علیه الصلوة والسلام لو خشع قلبه لخشعت
جوارحه وعنه علیه الصلوة والسلام انه
مدح صلوة رجل یقال له ابو سلمة بن عبد الرحمن
فقال الا ترون کیف لا یجاوز بصره عن موضع
سجوده وینبغی ان لا یلتفت یمینا ولا شمالا
فانه فی مقام عظیم بین یدی الله تعالی
فاذا اراد افتتاح الصلوة ینبغی ان یحضر
النیة ویعلم ای صلوة هی فان الصلوة لا
یجوز الا بالنیة فاذا فرغ عن صلوته ینبغی
ان یدعو الله تعالی لنفسه ولوالدیه ولجمیع
المؤمنین والمؤمنات وینبغی ان یعظم
المسجد فان الله تعالی قال فی بیوت اذن
الله ان ترفع ویذکر فیها اسمه یعنی
ان تعظم ونهی النبی علیه الصلوة والسلام
عن البیع والشراء فی المسجد ویکره
کلام الفضول واللغو والشغب و
الخصومة فیه ویروی اللعب واذا اراد

کہ آپ ایک نمازی پر گذرے کہ سجدے کی جگہ سے آگے نظر کر
رہا تہا سو فرمایا رسول اللہ صلعم نے اگر اسکے دل مین خشوع ہوتا
تو اعضا پر بہی اُسکا اثر ہوتا + اور مروی ہے رسول اللہ
صلعم سے کہ ایک آدمی کی نماز کی تعریف فرمائی اُسکا نام
ابو سلمہ بن عبد الرحمن تہا پس فرمایا کیا نہین دیکہتے کہ
اُسکی نگاہ سجدہ کے جگہ سے آگے نہین بڑہتی + اور
لائق ہے یہ کہ نہ دیکہے داہین بائین اسلئے کہ وہ بڑی
مقام مین اللہ تعالے کی آگے کہڑا ہے + جب نماز کے
شروع کرنیکا ارادہ کرے لائق ہے کہ نیت کرے اور جانے
کہ فلان نماز پڑہتا ہون اسلئے کہ نماز بے نیت ہوتی نہین
جب نماز سے فارغ ہو تو لائق ہے کہ دعا مانگے اللہ تعالے سے
اپنے واسطے اور ماں باپ اور تمام مسلمانوں کے لئے + اور لائق
ہے کہ تعظیم کرے مسجد کی اسلئے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے ان
گہرون مین کہ اللہ نے حکم دیا انکو بلند کرنیکا اور وہان
اُسکا نام پڑہنے کا یعنے اللہ کے گہرون کی تعظیم چاہیے
اور منع فرمایا ہے نبی علیہ السلام نے مسجد مین خرید وفروخت
سے + اور مکروہ ہے مسجد مین فضول باتین کرنے شور
وغل کرنا اور جہگڑنا + اور مروی ہے شغب کی جگہہ
لعب یعنے کہیلنا + اور جب ارادہ کرے آدمی

الرجل دخول المسجد ینبغی ان یتعاهد
النعل والخف عن النجاسة ثم یدخل فیه

باب آداب النوم

قال الفقیه رحمه الله اذا اراد الانسان النوم ینبغی له ان ینام علی الوضوء لان النبی علیه الصلوة والسلام قال من بات طاهرا بات فی شعاره ملك لا یستیقظ ساعة من اللیل الا قال الملك فی فراشه اللهم اغفر لعبدك فانه بات طاهرا وان استطاع الانسان ان یکون ابدا علی الطهارة فلیفعل وروی عن النبی علیه الصلوة والسلام انه قال لانس بن مالك ان اتاك ملك الموت وانت علی وضوء لم تفتك الشهادة قال وبلغنا ان الله تعالی قال لموسی یا موسی ان اصابتك مصیبة وانت علی غیر وضوء فلا تلومن الا نفسك وقال ان ارواح المؤمنین تعرج الی السماء اذا ناموا فمنها کان منها طاهرا اذن له بالسجود وما کان غیر طاهر فلا یؤذن له بالسجود ویستحب

مسجد مین داخل ہونیکا تو اسکو چاہیے کہ جوتی اور موزے کو نجاست سے صاف کرلے پھر مسجد مین داخل ہو *

باب بیچ مین نیند کے آداب کا بیان ہے

کہا فقیہ رح نے جب ارادہ کرے آدمی سونے کا تو چاہیے کہ وضو سے سووے اسلئے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو رات گذارے طہارت پر رات گذارتا ہے فرشتہ اُسکے لباس مین نہین جاگتا کسی وقت رات کو مگر کہتا ہے فرشتہ اُسکے بستر پر اے اللہ بخش اپنے بندے کو اسلئے کہ رات طہارت سے گذارے اگر ہوسکے تو ہمیشہ طاہر رہے اور نبی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا انس بن مالک سے اگر تیرے پاس فرشتہ موت کا آئے حالت وضو مین تو شہادت کہین نہین گئی اور کہا یہ منقول ہے کہ اللہ تعالی نے حضرت موسی سے فرمایا اے موسی اگر تجھکو مصیبت پہنچے اور تو وضو سے نہ ہو تو اپنے نفس پر ملامت کر * اور کہا روحین مومنین کے آسمان پر چڑھتی ہین سونے کے وقت جو اُن مین سے پاک ہوتے ہین اُن کو اجازت سجدہ کی ملتی ہے اور جو پاک نہین ہوتے تو اجازت سجدہ کرنے کی نہین ملتی * اور مستحب ہے سونے

له عند نومه ان يضطجع على يمينه مستقبل
القبلة عند اول اضطجاعه فان بدا له ان
ينقلب الى الجانب الآخر فليفعل ويستحب
له ان يقول حين يضطجع بسم الله الذي
لا يضر مع اسمه شئ في الارض ولا في السماء
وهو السميع العليم ويدعو من الدعوات
بما شاء ويستحب له اذا اصبح ان يقول
حين يستيقظ ويقوم الحمد لله الذي
احيانا بعد ما اماتنا واليه النشور فاذا
قال هذا فقد ادى شكر ليله ويستحب له
عند دخول البيت ان يبتداء برجله
اليمنى وعند الخروج يبتداء برجله اليسرى
ويستحب للمسلم ان يعود لسانه بسم الله
في جميع حركاته وليقل الحمد لله بعد
الفراغ من كل شئ ليدخل حلاوة الايمان
في قلبه ويكره النوم في اول النهار وبعد
العصر وفيما بين المغرب والعشاء ويستحب
النوم في وسط النهار وروى عن ابن عباس
رضي الله عنه انه نظر الى بعض ولده وهو

کے وقت لیٹنا داہنی کروٹ پر قبلہ کی طرف مونھہ کرکے
پہر اگر دوسری کروٹ کو جی چاہے تو کروٹ لیلے + اور
مستحب ہے وقت لیٹنے کے یہ کہ پڑہے بسم اللہ الذی
لا یضر مع اسمہ شئی فی الارض ولا فی السماء وہو
السمیع العلیم + اور جو چاہے دعا مانگے + اور جب
صبح ہو تو مستحب ہے نیند سے اٹھتے وقت یہ دعا پڑہنی
(اللہ کا شکر ہے جسنے بعد مارنے کے ہمکو زندہ کیا
اور اسیکی طرف قبرون سے اٹھنا ہے) پس
جب یہہ دعا پڑہ چکا تو اسنے رات کا شکر ادا
کردیا + اور مستحب ہے گہر مین داخل ہونے وقت
داہنا پانون پہلے رکہنا اور نکلتے وقت بایان پانون
پہلے رکہنا + اور مستحب ہے مسلمان کو کہ اپنی زبان
کو ہر کام مین بسم اللہ کہنی کی عادت ڈالے اور ہر
کام سے فارغ ہو کر الحمد للہ کہے تا کہ حلاوت ایمان
کی دل مین داخل ہو + اور مکروہ ہے نیند
اول دن مین اور بعد عصر کے اور مغرب عشا
کے بیچ اور مستحب ہے دوپہر کو + اور ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہون نے
اپنے اولاد مین سے کسیکو صبح کے وقت

نائم نوم الصبحة فركضه برجله فقال قم
لا انام الله عينك اتنام في الساعة التي
تقسم فيها الارزاق اما علمت انها النوم التي
قال العرب مكرهة مكسلة مهرمة منساة
للحاجة ثم قال النوم ثلثة خلق وخرق
وحمق فاما الخلق فنومة الهاجرة واما
الحمق فنومة الضحى الصبح واما الخرق
فنومة آخر النهار لاينامها الا احمق او
سكران اومريض

باب آداب الاكل

قال الفقيه
رحمه الله يستحب غسل اليدين قبل
الطعام وبعده فان فيه بركة روى
زاذان عن سلمان قال قرأت في التورية
الوضوء قبل الطعام وبعده يعني غسل
اليدين بركة فذكرت ذلك لرسول الله
عليه الصلوة والسلام فقال نعم الوضوء
قبل الطعام وبعده بركة ولاياكل طعاما
حارا لانه روي عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال ابردوا بالطعام فان

سو ٹہوکر مارے اُسکو اور کہا اُٹھ تیرے آنکھون کو اللہ
نہ سولائے کیا ایسے وقت مین سوتا ہے جس مین
رزق تقسیم ہوتے ہین کیا تو نہین جانتا یہ نیند وہ
ہے جسکو اہل عرب کہتے ہین سستی لانے والی
بڑہاپا لانے والی ہے اور دیر کرنے والی حاجت
مین + پہر فرمایا نیند تین طرح کی ہے ایک خلق
دوسرے خرق تیسرے حمق سو خلق تو نیند دوپہر
کی ہے اور حمق نیند اول دن کی ہے اور خرق نیند
آخر دن کی ہے ایسے وقتون مین نہین سوتے مگر احمق
یا نشہ باز یا بیمار +

باب چہپن مین کہانے کے آداب کا بیان ہے

کہا فقیہ رح نے
مستحب ہے دہونا ہاتہون کا کہانے سے پہلے اور پیچہے
اسلئے کہ اسمین برکت ہے + اور زاذان سلمان سے روایت
کرتے ہین کہ مین نے توریت مین پڑہا ہے دہونا
ہاتہونکا کہانے سے پہلے اور پیچہے موجب برکت ہے
پس اسکا ذکر مین نے رسول اللہ صلعم سے کیا آپنے فرمایا ہاتہون
کا دہونا کہانے سے پہلے اور پیچہے سبب برکت کا ہے +
اور نہ کہاوے کہانا بہت گرم اسلئے کہ نبی علیہ السلام نے
فرمایا کہانے کو ٹہنڈا کر کے کہاؤ اسلئے کہ گرم مین

الحار خير ذي بركة ولا يشم الطعام فان
ذلك من عمل البهائم وروى عن النبي
عليه الصلوة والسلام انه قال لا تشموا
الطعام كما يشم البهائم ولا ينفخ في الطعام
والشراب فان ذلك سوء الادب وروى
عن عكرمة عن ابن عباس عن النبي عليه
الصلوة والسلام انه نهى ان ينفخ في الاناء
او يتنفس فيه واذا بدات فقل بسم الله
وليكن طعامك من حلال لانه يقال ان
من كان طعامه من حرام فاذا قال بسم الله
يقول له الشيطان كلا اني قد كنت معك
حين اكتسبته فانا شريكك فيه فلا افارقك
الان واذا كان طعامك من حلال فذكرت
اسم الله عليه يهرب الشيطان منك واذا
نسيت يشاركك الشيطان فيه فذلك
قوله تعالى وشاركهم في الاموال و
الاولاد واذا قلت بسم الله فارفع صوتك
حتى يلقن من معك وروى عن النبي
عليه الصلوة والسلام انه قال اذا اكل

گرم مین برکت نہین + اور نہ سونگھے کہانے کو اسلیئے کہ یہ فعل
چوپایونکا ہے اور مروی ہے نبی علیہ السلام سے کہ آپنے فرمایا
نہ سونگھو کہانے کو جیسا سونگھتے ہین چارپایے اور نہ
پہونک ماری جاوے کہانے اور پانی مین اسلیئے کہ یہ بے
ادبی ہے اور عکرمہ بواسطہ حضرت ابن عباس کے
نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے برتن مین
پہونک مارنیسے اور برتن مین سانس لینے سے منع
فرمایا ہے + اور جب کہانا شروع کرے تو پڑہ بسم اللہ
اگر کہانا حلال ہو اسلیئے کہ کہانا اگر حرام کا ہوگا اور
پہر بسم اللہ کہیگا تو شیطان کہتا ہے ہرگز نہین مین تیرے ساتھہ
تہا جب تونے اس مال کو کمایا تہا اب بہی مین تیرا شریک
ہون الگ نہین ہوسکتا + اور جب ہو کہانا تیرا حلال پہر
ذکر کرے تو اسپر اللہ کا نام تو شیطان بہاگ جائیگا اور جب
بسم اللہ کہنا بہول جائیگا تو البتہ شیطان شریک ہوگا یہی
مراد ہے اس قول اللہ تعالی سے (اور شریک ہو تو
انکے مالون اور اولادون مین) اور جب کہے تو
بسم اللہ تو پکار کے کہہ تاکہ تیرے ساتھی بہی
بسم اللہ کہین + اور مروی ہے نبی صلے اللہ
علیہ وسلم سے جب کوئی تم مین سے کہانا

احدکم طعاما فلیذکر بسم الله ولیاکل
مما یلیه ولیاکل بیمینه وایاکم الذروة
فان البرکة تنزل من اعلاها ولا یاکل
احدکم بشماله فان الشیطان یاکل بشماله
ویشرب بشماله واذا وقع طعام احدکم
فلا یقم حتے یرفع فاذا رفع احدکم لقمة
فلا یلتفت حین یرفع واجتمعوا علے
طعامکم یبارک لکم فیه وهذا کله عن النبی
علیه الصلوة والسلام وروت عائشة
رضی الله عنها انه قال اذا اکل احدکم
طعاما فلیقل فی اوله بسم الله فان نسی
فی اوله فلیقل فی اخره او وسطه وقال
عبد الله بن مسعود اذا دخل الرجل
منزله فاکل ولم یسم اکل معه الشیطان
فان ذکر اسم الله منع الشیطان عن بقیة
طعامه ونفی مما اکل واستانف طعاما
جدیدا ومن السنة ان یاکل بیمینه لما
روی ایاس بن سلمة عن ابیه عن النبی
علیه الصلوة والسلام انه رای رجلا یاکل

شروع کرے تو بسم الله کہے اور اپنے آگے سے کہاے اور
دائین ہاتہہ سے کہاے کہانے کے بیچمین سے نہ کہاے
اسلئے کہ برکت بیچمین اُترتی ہے اور بائین ہاتہہ سے نہ کہاے
اسلئے کہ شیطان بائین ہاتہہ سے کہاتا پیتا ہے ✦ اور جب
گر پڑے کہانا تو جتے الوسع اُٹہالی ✦ جب کوئی شخص
لقمہ کہانے کو اُٹہاے تو اور طرف نہ دیکہے ✦ مل جلکر
کہانا کہایا کرو کیونکہ اسمین برکت ہوتی ہے ✦ اور یہ
سب حکم نبی صلے الله علیہ وسلم سے مروی ہین ✦
اور حضرت عائشہ رضہ سے مروی ہے کہ جب کوئی تم مین
سے کہانا کہاے تو اول بسم الله کہہ لے اگر اول مین بہول
جائے تو آخر مین یا بیچ مین کہہ لے ✦ اور کہا عبد الله
بن مسعود رضہ نے جب داخل ہو آدمی گہر مین اور کہانا
کہانا شروع کیا اگر بسم الله نہ پڑہے تو شیطان ساتہہ
کہاتا ہے اور اگر بسم الله پڑہ لے تو شیطان باقی کہانے
سے رُک جاتا ہے اور جتنا کہا لیتا ہے وہ قے کر دیتا
ہے اور پہر نئے سر سے کہانے کا ارادہ کرتا ہے ✦ اور سنت ہے
دائین ہاتہہ سے کہانا اسلئے کہ ایاس بن سلمہ اپنے
اپنے باپ سے نبی صلے الله علیہ وسلم سے روایت
کرتے ہین کہ آپ نے دیکہا ایک شخص کو کہ اُسکا نام

له سیرین من قبیلنا نهجم یاکل بشماله فقال
له کل بیمینک قال لا استطیع فقال له لا
استطعت فقیل فما وصلت یده الی فیه
ومن السنة ان لا یاکل الطعام من وسطه
لانه روی عن سعید بن جبیر عن ابن عباس
رض عن النبی علیه الصلوة والسلام انه قال
البرکة تنزل من وسط الطعام فکلوا من
حافتیه ولا تاکلوا من وسطه وروی الحسن
عن النبی علیه الصلوة والسلام قال لا تاکلوا
الطعام من فوقه فان البرکة تنزل من فوقه
فان قیل قد روی عن ابن عباس رضی الله عنه
انه اکل من وسط الطعام وقال اکل البرکة
ولا ادعها قیل له احتمل انه فعل ذلک بعد
ما اکل من حافتیه ومن السنة ان یلعق
اصابعه قبل ان یمسح بالمندیل دون که من
امر العجم وامر الجبابرة والفراعنة وکذلک
یلعق القصعة ویقال ان القصعة تستغفر
لمن یلعقها وروی عن النبی علیه الصلوة
والسلام انه قال ان الله وملائکته یصلون

سیرین نے تہا اور تبیشہ اشجع میں سے تہا کہ الٹین ہاتہہ سے
کہاتا ہے آپنے فرمایا داہنے ہاتہہ سے کہا کہا تو نہین سے
نہین کہا سکتا پس آپنے فرمایا نہ کہا سکیو تو پس کہا گیا
کہ آئندہ سے کبھی اسکا ہاتہہ مونہہ تک نہ پہنچا + اور
یہہ بہی سنت ہے کہ کہانے کو بیچ میں سے نہ کہاے
اسلیئے کہ سعید بن جبیر بواسطہ ابن عباس کے نبی علیہ السلام
سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا برکت کہانے کے
بیچ میں اترتی ہے پس کناروں سے کہاؤ بیچ سے نہ کہاؤ
اور مروی ہے حسن سے کہ نبی صلعم نے فرمایا کہانا اوپر سے
نہ کہاؤ اسلیئے کہ برکت اوپر ہی اترتی ہے + اگر کوئی
کہے کہ ابن عباس سے مروی ہے کہ انہوں نے بیچ میں
سے کہایا اور کہا میں برکت کہاتا ہوں چہوڑتا نہیں تو
جواب میں یہ کہا جائیگا کہ احتمال ہے کہ کناروں کے
کہانیکے بعد بیچ میں سے کہایا ہو + اور یہ بہی سنت ہے کہ
انگلیوں کو رومال سے پونچہنے سے پہلے چاٹے اور نہ چاٹنا
انکا عجمیونکی عادت ہے اور متکبرین اور فرعونوں کی ہے
اور اسیطرح رکابی کو بہی چاٹ لے وہ اور کہا جاتا ہے
کہ برتن چاٹنے والے کے واسطے استغفار کرتا ہی اور
مروی ہے نبی علیہ السلام سے کہ اللہ تعالی اور فرشتے رحمت بہیجتے ہیں

على الذين يلعقون اصابعهم وروى عن
عطاء عن ابن عباس رضي الله عنه ان النبي عليه
الصلوة والسلام قال اذا اكل احدكم فلا
يمسح يده بالمنديل حتى يلعق اصابعه
وروى جابر عن النبي صلى الله عليه وسلم قال
من يلعق القصعة تقول القصعة اللهم
اعتقه من النار كما اعتقتني من يد الشيطان
وروى جابر عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه امر بلعق القصعة وروى عن عبدالله
ابن ابي بريدة قال رايت ابن عباس يلعق
اصابعه الثلثة اذا اكل وروى جابر عن
النبي عليه الصلوة والسلام انه قال اذا
طعم احدكم فلا يمسح يده حتى يمصها فانه
لا يدري في اي طعام يبارك له عن عبدالله
ابن ابي يزيد رض قال رايت ابن عباس
رضي الله عنه يلعق اصابعه اذا اكل وروى
جابر ان النبي عليه الصلوة والسلام امر
بلعق الصحفة ومن السنة ان ياكل ما يسقط
من المائدة لما روى حجاج السلمي ان النبي

انگلیون کے چاٹنے والون پر اور عطا ابن عباس
سے روایت کرتے ہین کہ نبی صلعم نے فرمایا جب کوئی
تم مین کچھہ کہائے تو رومال سے ہاتھہ نہ پونچھے جب تک
انگلیان نہ چاٹ لی ÷ اور جابر نبی علیہ السلام سے
روایت کرتے ہین جو شخص برتن کو چاٹ لیتا ہے
تو برتن دعا کرتا ہے لیے الله اسکو آگ سے آزاد کر
جیسے اسنے شیطان کے ہاتھہ سے مجھے آزاد کیا ÷
اور پھر جابر نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہین کہ
آپنے برتن چاٹنے کا حکم فرمایا ہے ÷ اور عبدالله
ابن ابی بریدہ کہتے ہین کہ مین نے ابن عباس کو
تینون انگلیان چاٹتے دیکھا ہے جب کبھی کہانا کہاتا
ہے ÷ اور جابر نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہین
کہ آپنے فرمایا جب کوئی تم مین کہانا کہائے تو ہاتھہ نہ پونچھے
یہانتک کہ ہاتھہ نہ چوس لے اسلئے کہ اسکو کیا خبر ہے کہ
کس جزو مین برکت ہے ÷ اور عبدالله بن ابی یزید
کہتے ہین کہ مین نے ابن عباس کو انگلیان چاٹتے دیکھا جب
کبھی کہانا کہاتا اور روایت ہے جابر سے کہ نبی صلعم رکابی کے چاٹنے
کا حکم فرمایا ÷ اور مسنون ہے دسترخوان سے گرے ہوے
کو کہانا اسلئے کہ حجاج اسلمی نبی صلے الله علیہ

ان النبی علیہ الصلوۃ والسلام قال من اکل
ما یسقط من المائدۃ لم یزل فی سعۃ من
الرزق وفی الحمق عنہ وعن ولدہ وولد ولدہ
وروی جابر عن النبی علیہ الصلوۃ والسلام
انہ قال اذا سقطت لقمۃ احدکم فلیاخذھا
ولیمط عنہا الاذی ولیاکلہا ولا یدعہا
للشیطان ومن السنۃ ان الجمع بین الفاکہۃ
وبین البقل فی طبق واحد وروی عن النبی
علیہ الصلوۃ والسلام انہ نہی ان یجمع بین
التمر والنوی علی الطبق الواحد ومن السنۃ
ان یحمد اللہ تعالی اذا فرغ من الطعام وروی
ابوبکر الہذلی عن عطاء عن النبی علیہ
الصلوۃ والسلام انہ قال اذا کان فی الطعام
اربع خصال فقد کمل شانہ اذا کان اولہ
من حلال فاذا اکل ذکر اسم اللہ تعالی
وکثر علیہ الایدی واذا فرغ منہ
یحمد اللہ تعالی ولا ینبغی ان یرفع صوتہ
بالحمد للہ الا ان یکون جلساءہ قد فرغوا
من الاکل لان فی دفع الصوت منعا لہم

وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا جسنے دسترخوان
کے گرے ہوئے کو کہایا اُسپر رزق کی ہمیشہ وسعت
رہیگی اور وہ اور اُسکی اولاد حمق سے محفوظ رہیگی + اور
جابر نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کرتے ہین کہ
آپنے فرمایا جب کسیکی ہاتہہ سے لقمہ گر جاوے تو اُسکو
اُٹہالی اور صاف کرکے کہالے شیطان کے لیے نچہوڑے
اور مسنون ہے یہ کہ نہ جمع کرے میوے اور ترکاری
کو ایک برتن مین یعنی ایک وقت مین دونون کہاوے
اسلیئے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جمع کرنے کو
منع فرمایا ہے اور مسنون ہے الحمد للہ کہنا کہانے
سے فارغ ہونے کے بعد + اور ابوبکر ہذلی نے
عطا کے نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہین کہ
جس کہانے مین چار باتین ہون وہ کہانا خوب ہے
اول تو حلال کا ہو دوسرے اُسپر بسم اللہ کہی جاوے
تیسرے بہت سے آدمی اُسکو کہائین چوتہے بعد
فراغت کے الحمد للہ پڑہی جاوے + اور لائق نہین
انسان کو کہ الحمد للہ پکار کر کہے مگر ساتہی اُسکی کہا
چکے ہین تو مضایقہ نہین کیونکہ الحمد للہ پکار کر کہنا گویا
اونکو منع کرنا ہے + اور مستحب ہے ابتدا نمکین

عن الاكل ويستحب له ان يبدا الطعام
بالملح ويختم به فان ذلك من السنة ويقال
فيه شفاء من سبعين داء ويستحب ان
ياكل مما يليه والاجتماع على الطعام افضل
من فرادى وقد روى عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال شر الناس من اكل وحده
وضرب عبده ومنع رفده ويقال احب
الطعام الى الله تعالى ما كثرت فيه الايدي
ويكره للانسان ان يكثر الاكل حتى يملاء
بطنه وروى عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه قال ما ملاء ابن ادم وعاء شرا من بطنه
فان كان لابد من ذلك فينبغي ان يجعل
بطنه اثلاثا فثلث للطعام وثلث للشراب
وثلث للنفس ويقال في قلة الاكل منافع
كثيرة منها ان يكون الرجل اصح جسما واجود
حفظا واذكى فهما واقل نوما واخف نفسا
وفي كثرة الاكل مضار كثيرة منها التخمة ويتولد
منه الامراض المختلفة ويقال اذا كانت
العلة من قلة الاكل صلحت بمؤنة قليلة

کے ساتھ کرنی اور اسی پر ختم کرنا اسلئے کہ یہی مسنون
ہے اور مشہور ہے کہ اسطرح کرنے مین ستر مرضون کیلئے
شفا ہے ٭ اور اپنے آگے سے کہانا مستحب ہے ٭ اور ملکر
کہانا تنہائی سے بہتر ہے ٭ آور نبی علیہ السلام سے مروی ہے
کہ آدمی وہ بہت برا ہے جو تنہا کہاے اور غلام کو مارے
اور پیالہ مانگا نہ دے ٭ اور کہا جاتا ہے محبوب تر
اللہ کے نزدیک وہ کہانا ہے جسپر بہت سے ہاتھ
پڑین ٭ اور مکروہ ہے آدمی کے لیئے پیٹ بہر کے کہانا
اور مروی ہے نبی علیہ السلام سے کہ کوئی برتن جلایا ہے
بہر کر پیٹ سے زیادہ برا نہین اگر آدمی کو پیٹ نا چار کرے
تو چاہیے کہ پیٹ کے تین حصے کرے ایک کہانے کے لیئے
ایک پانی کے لیئے ایک سانس کے لیئے ٭ آور کہا جاتا ہے
کہ کم کہانے مین بہت فائدے ہین انمین سے یہ ہے
کہ آدمی تندرست رہتا ہے حافظہ درست رہتا ہے سمجھ
تیز رہتی ہے نیند کم آتی ہے سانس آسانی سے آتا جاتا
ہے ٭ اور زیادہ کہانے مین بہت نقصان ہین انمین
سے ایک تو تخمہ ہے کہ وہ امراض مختلفہ کو پیدا کرتا ہے
اور کہا جاتا ہے کہ بیماری اگر کم کہانیکے سبب سے پیدا ہوتی
ہے تو اسکی اصلاح تہوڑی سی دقت سی ہو جاتی ہے

واذا كانت العلة تولدت من كثرة
الاكل يحتاج الى مؤنة كثيرة حتى يدفعها
وقال بعض الحكماء ثلثة اصناف من الناس
يبغضهم الناس من غير ان يكون لهم منهم اذى
البخيل والمتكبر والاكول

باب اجابة الدعوات

قال الفقيه رحمه الله اذا دعيت الى وليمة
فان لم يكن ماله حراما ولم يكن فيها فسوق
فلا باس بالاجابة وان كان ماله حراما فلا
تجبه وكذلك اذا كان فاسقا معلنا فلا
تجبه ليعلم انك لست براض بفسقه فاذا
اتيت وليمة فرأيت فيها منكرا فانههم عن
ذلك فان لم ينتهوا عن ذلك فارجع لانك
لو جالستهم يظنون انك راض بفعلهم
وعن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال
من تشبه بقوم فهو منهم وقال بعضهم
اجابة الدعوة واجبة لا تسع تركها
واحتجوا بما روى عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال من لم يجب الدعوة فقد

اور اگر وہ کثرت سے کہانی کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے تو بہت
دقت اور دشواری سے جاتی ہے * اور کہا بعض حکما نے
تین طرح کے آدمی ایسے ہین کہ مخلوق اُنکو برا جانتی ہے
حالانکہ اُنکو اُنسے کچھہ تکلیف نہین پہنچتی ایک بخیل دوسرا
متکبر مغرور تیسرا بہت کہانے والا

باب ستاون مین دعوت کے قبول کرنیکا بیان،

کہا فقیہ رحمہ نے جب تو بلایا جاوے ولیمہ مین تو اگر حرام کا
مال نہو اور فسق و فجور بھی وہان نہو تو قبول کرلے
اور اگر مال حرام ہے یا بلانے والا اعلان فسق
کرتا ہے تو تو قبول نکرتا کہ وہ جانے کہ تو اُسکے فسق
سے راضی نہین * پس جب تو ولیمہ مین جائے اور
وہان بیٹھا رہیگا تو وہ گمان کرینگے کہ تو اُنکے فعل
سے خوش ہے. اور اسلئے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا
جو شخص تشبہ کرے کسی قوم سے تو وہ اُنہین مین سے
ہے * اور بعضے کہتے ہین دعوت کا قبول کرنا
واجب ہے رد کرنا اُس کا جائز نہین اور
دلیل مین یہ روایت لاتے ہین کہ نبی صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جو دعوت قبول نکرے
وہ ابو القاسم کا یعنے ہمارا نافرمان ہے * اور

فقد عصی ابا القاسم وقال عامة العلماء
الاجابة لیست بواجبة ولکنها سنة
والافضل ان یجیب اذا کانت ولیمة
یدعی فیها الغنی والفقیر لان النبی علیه
الصلوة والسلام قال لو دعیت الی کراع
لاجبت ولو اهدی الی ذراع لقبلت واما
الخبر الذی ورد من لم یجب الدعوة فقد
عصی ابا القاسم فانما ورد لان القوم
کانت بینهم عداوة فی الجاهلیة فکانت
بالاجابة الفة وفی ترکها عداوة فاوجب
رسول الله صلی الله علیه وسلم علیهم الاجابة
فاذا لم یخف هذا المعنی فالرجل بالخیار
ان شاء اجاب وان شاء ترک والاجابة افضل
لان فیه ادخال السرور علی المؤمن قال بعض
الحکماء من دعانا فابینا فله الفضل علینا
فاذا نحن اجبنا رجع الفضل الینا واذا
تو شک انسان فاجبته فایاک ان تمتنع
من الخروج الا لعذر ظاهر لان فی الامتناع
بعد الاجابة جفاء وفیه ایضا خلاف الوعد

اور عام علما کہتے ہین دعوت کا قبول کرنا واجب
نہین سنت ہے ہان افضل یہ ہے کہ قبول کرلے
اگر ایسا ولیمہ ہو جس مین امیر غریب سب بلائے
جاتے ہون اسلئے کہ نبی علیہ الصلوة والسلام نے فرمایا
اگر بلایا جاؤن مین طرف ایک پاؤن بکری کے کھانے
کے لئے تو قبول کرلون اور اگر ہدیہ دیا جاون مین
دست گوشت کا تو قبول کرلون ؛ اور وہ حدیث جسکا
یہ مضمون ہے جو دعوت قبول نکرے وہ نافرمان ہے اسکا
یہ حال ہے کہ یہ حدیث ایک ایسی قوم کے واسطے آئی ہے
کہ زمانہ جاہلیت مین انمین عداوت تھی اور دعوت کے قبول
کرنے مین محبت پیدا ہوتی ہے اور انکار مین دشمنی اسلئے رسول اللہ
صلعم نے انکے واسطے دعوت قبول کرنیکو واجب کردیا تھا پس جب
آدمیکو ناخوشی کا خوف نہو تو اسکو اختیار ہے چاہے قبول کرے
چاہے نکرے مگر پھر بھی قبول کرلینا افضل ہے اسلئے کہ اسمین
مسلمان کا جی خوش ہوجائیگا ؛ کہا بعض حکما نے جسنے ہمارے دعوت
کی اگر ہمنے انکار کردیا تو اسکو ہم پر فضیلت ہے اور جو ہمنے قبول کرلی
تو ہمکو وہ فضیلت حاصل ہوگئی ؛ اور جب کسی نے تجھے بلایا اور تونے اسکا عذر
کرلیا تو اب ضرور جانا چاہئے مگر کوئی عذر ہی پیش آجائے تو خیر
اسلئے کہ دعوت مان لینے کے بعد نجانا ظلم ہے اور دوسرے یہ بھی خلاف وعدہ بھی ہے

واذا دعيت الى وليمة وانت صائم فاخبره
بذلك فان كان لابد لك من الحضور فاجبه
فاذا دخلت المنزل فان كان صومك
تطوعا فان كنت تعلم انه لايشق عليه فلا
تفطر وان علمت انه يشق عليه امتناعك
من الطعام فان شئت فافطر فاقض يوما
مكانه وان شئت فلا تفطر والافطار
افضل لان فيه ادخال السرور في قلب
المؤمن وروى ابو سعيد الخدري رضي
الله عنه عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه اضاف رجل مع اصحابه وكان فيهم
رجل صائم فقال له النبي عليه الصلوة
والسلام اجب اخاك وافطر واقض
يوما مكانه وروى عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال اذا دعى احدكم الى طعام
فليجب ان كان مفطرا فليأكل وان كان
صائما فليصل يعني يدعولهم بالبركة وروى
عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه انه دعي الى
طعام فجلس ووضع الطعام فمد يده فقال

اگر تو کسیکے ولیمہ مین بلایا جاے اور روزہ دار ہو تو کہدے مین
روزہ سے ہون اگر وہان جانا ضروری ہو تو جانے کا وعدہ کرلے
پھر جب تو وہان پہنچے تو اگر روزہ نفلی ہو اور صاحب خانہ
کو تیرے نہ کہانے سے رنج نہ ہو تو روزہ توڑنے کی
ضرورت نہین اور اگر رنج ہو تو تجھے توڑنے نہ توڑنے
مین اختیار ہے اگر توڑے تو قضا کر دینا مگر توڑ دینا افضل
ہے اسلیئے کہ اسمین مسلمان کا دل خوش ہو جائیگا
اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم سے روایت کرتے ہین کہ ایک شخص نے
آپکی مع صحابہ کے دعوت کی ایک شخص اُنمین روزہ
سے تہا سو اُسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اپنے بہائی کی دعوت قبول کر اور روزہ توڑ دے پہر قضا
کر دینا ۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے
کہ آپنے فرمایا جب کوئی تم مین سے کہانے کے واسطے
بلایا جائے تو قبول کرلے اگر روزہ دار نہین ہے تو
کہالے اور اگر روزہ دار ہے تو اُن کے واسطے برکت
کی دعا کرے ۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے کہ آپ کسی مجلس مین کہانے کے لئے
لائے گئے اور کہانا آگے رکہا گیا سو اپنا ہاتھ بڑہایا اور کہا

كلوا بسم الله ثم قبض يداه فقال لي اصايم
وقال الآخرون ان الافطار افضل لان فيه
ادخال السرور على المؤمن والله اعلم بالصواب

آداب الضيافة

قال الفقيه رحمه الله ينبغي للضيف ان
يجلس حيث يجلس لان صاحب البيت
اعرف بعورة اهل بيته من غيره ويقال
على الضيف اربعة اشياء اولها ان يجلس
حيث يجلس والثاني ان يرضى بما قدم
اليه والثالث ان لا يقوم الا باذن رب
البيت والرابع ان يدعو له اذا خرج وكان
النبي عليه الصلوة والسلام اذا خرج
يقول افطر عندكم الصائمون واكل
طعامكم الابرار وصلت عليكم الملائكة
وتنزلت عليكم الرحمة ولا ينبغي للضيف
ان يسمى على رب البيت الا بالماء
والملح ولا يعيب طعامه فما وجد اكل
وحمد وهو الادب ويقال في المثل ليس
للضيف ما اشتهى وتخير وان للضيف

کہاؤ اللہ کے نام پر پھر ہاتھ کھینچ لیا اور فرمایا میں تو روزہ دار
ہون اور کہا بعضون نے روزہ کا توڑ دینا افضل ہے اسلئی کہ
اسمین مسلمان کا دل خوش ہوگا **باب اٹھاون مین**
مہمانی کے آداب کا بیان ہے کہا فقیہ
رح نے مہمان کیلئے مستحب ہے کہ جہان بٹھایا جاے بیٹھ جائے
اسلئے صاحب خانہ اپنے گہر والونکی پردے کا حال
خوب جانتا ہے ۔ اور کہا جاتا ہے مہمان پر چار باتین
لازم ہین اول تو جہان اسکو بٹھایا جاے وہان بیٹھ
جاے دوسرے جو سامنے اسکے لایا جاے بخوشی کہالے تیسرے
بغیر اجازت صاحب خانہ کے نجائے چوتھے چلتے وقت
صاحب خانہ کے لئے دعاے خیر کرے ۔ اور نبی صلعم
کے عادت تہی کہ جب آپ دعوت کہا کر باہر نکلتے تو
فرماتے روزے دارون تمہارے یہان روزہ کہولا
نیک لوگون نے تمہارا کہانا کہایا رحمت بہیجی تمپر فرشتون نے
اور اتری تمپر رحمت ۔ مہمان کو لایق نہین کہ صاحب خانہ
سے سوا پانی اور نمک کے کسی اور چیز کی فرمایش کرے اور
کہانے مین عیب نہ نکالے جو ملے کہالے اور شکر کرے
یہی ادب ہے ۔ اور مثل مشہور مین ہے مہمان کا یہ حق نہین
کہ اپنی آرزو اور تمنا نکالے مہمان کا حق یہی ہے

مايقدم اليه واذا كان على المائدة من هو
اكبر منك فلا تبتدا قبله فانه يقال الصدر
للسلطان والبداية لذى السن وذكران
حكيما دعى الى طعام فقال اجيبك بثلثة
شرائط اوله ان لا تتكلف ولا تخون
ولا تجور فقال وما التكلف قال ان تتكلف
بما ليس عندك قال وما الخيانة قال ان
تبخل بما عندك ولا تقربه الى ضيفك
قال وما الجور قال ان تحرم عيالك وتوثر
ضيفك عليهم فاذا دعوت قوما الى الطعام
فان كان القوم قليلا فان جلست معهم
فلا باس وان تخدمهم على المائدة فهو
احسن لان خدمتك اياهم على المائدة
من المروة وان كان القوم كثيرا فلا
تقعد معهم واخدمهم بنفسك فان اكرام
الضيف ان تخدمهم بنفسك وذكر في
قول الله تعالى هل اتاك حديث ضيف
ابراهيم المكرمين قال كان اكرامهم خدمته
بنفسه ويستحب ان يقول للضيف احيانا

اور جو اسکے آگے رکہا جاے ÷ اور جب دسترخوان پر تجہسے بڑا موجود
ہو تو اُس سے پہلے کہانا نہ شروع کر اسلیے کہ صدر کی جگہہ بادشاہ
کا حق ہے اور ابتدا کرنا کہانے مین بڑے کا حق ہے اور مشہور ہے
کہ ایک حکیم کی کسی نے دعوت کی کہا تین شرطون سے قبول کرتا ہون
اول یہ کہ تکلف نکریو دوسرے یہ کہ خیانت نکریو تیسرے یہ کہ
ظلم نکریو اُسنے پوچہا تکلف کیا ہے کہا تکلف یہ ہے کہ جو تیرے
پاس نہو اُسکی فکر کرنا کہا خیانت کیا ہے کہا یہ ہے کہ جو تیرے
پاس ہو بخیری بخل کرے مہمانکو نہ کہلاے کہا ظلم کیا ہے کہا یہ ہے
کہ اہل وعیال کو تو محروم رکہے اور مہمان کو کہلاے ÷
اور جب تو کسی قوم کی دعوت کرے سو اگر وہ تہوڑے ہون
تو اگر ساتہ اُنکے بیٹہہ جاے تو کچہہ مضایقہ نہین اور
اگر خدمت مین رہے تو اُنکی تو بہت اچہا ہے اسلیے کہ
دسترخوان پر خدمت کے لیے حاضر رہنا مروت مین
داخل ہے اور اگر قوم بہت ہو تو اُنکے ساتہ نہ بیٹہہ تو خود
خدمت کر اسلیے کہ مہمان کی تعظیم یہی ہے کہ تو خود اُنکی خدمت
کرے ÷ اور ذکر کیا گیا بیچ تفسیر قول اللہ تعالے کے جسکا ترجمہ
یہ ہے کہ پہنچی ہے تجہکو بات ابراہیم کے مہمانونکی جو عزت والے
تہے) کہا علمانے اُنکی تعظیم یہ تہی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
خود خدمت کرتے تہے ÷ اور مستحب ہے کبہی کبہی مہمان کو کہنا

كل من غير الحاح لان الفرس فلا يشرب
احيانا بغير صفير ومع الصفير اكثر شربا
والبعير يشرب بغير هر ومع الهر اكثر
فكذلك الضيف اذا قلت له كل كان اكله
اهنى واشهى ولا تلح عليه فان الالحاح
مذموم ولا تكثر السكوت عند الاضياف
فتدخل عليهم الوحشة ولا تغب عنهم فان
ذلك من الجفاء والحقارة ولا تغضب على
الخادم عند الاضياف لانه يقال افضل
ما يبذل للضيف ويكرم به الوجه الطلق
والوجه الجميل والرفق وافضل كرامة الضيف
الوجه الطلق ولا ينبغي ان تجلس معهم
من يثقل عليهم فان الثقيل يبغض الطعام
فاذا فرغ من الطعام فاستأذنوا ينبغي
ان لا يمنعهم فان ذلك ربما يثقل عليهم
ويأذن بالخروج وروي عن محمد بن سيرين
انه قال لا تكرم اخاك بما يكره وذكر ان
حكيما اضافه رجل فقال له اجيبك بثلاثة
شرائط احدها ان لا تطعمني سما والثاني

کہاتو لیکن بغیر اصرار کے اسلیے کہ گھوڑا بغیر سیٹی کے پانی
تہوڑا پیتا ہے اور سیٹی سے زیادہ پیتا ہے اور اونٹ بغیر حدی
کے تہوڑا پانی پیتا ہے اور حدی سے زیادہ پیتا ہے اسیطرح
مہمان کو جب کہا جاتا ہے کہاتو تو وہ رغبت سے اور مزے
سے کہاتا ہے لیکن اصرار نچاہیے اسلیے کہ اصرار برا ہے +
اور مہمانون کے پاس چپکا نہ بیٹھا رہو کبہی گھبرائین اور
آپ نے غایب بہی نہو اسلیے کہ یہ ظلم ہے اور حقارت ہے
اور خادم پر مہمانون کے سامنے غصہ نہو اسلیے کہ مہمان کے
لیے جو امر افضل ہے وہ یہ ہے کہ خندہ پیشانی اور نرمی سے
پیش آئے اور انکا تعظیم کی کشادہ پیشانی سے ہے +
اور لایق نہین کہ مہمانون کے ساتھ ایسے لوگون کو
بٹہائے جو انکو بہاری معلوم ہون اسلیے کہ بہاری
کہانے کی لذت کو خاک مین ملا دیتا ہے جب مہمان
فارغ ہون تو انکو چاہیے اجازت مانگنی اور صاحب خانہ کو
لایق ہے کہ روکے نہین اسلیے کہ کبہی یہ روکنا انپر بہاری ہوتا ہے
سو انکو جانیکی اجازت دیدے + اور ابن سیرین کہتے ہین
اپنے بہائی کا اکرام اسطرح نکر کہ اسکو برا معلوم ہو + اور ذکر
کیا کہ ایک حکیم کی کسینے دعوت کی سو کہا حکیم نے تین شرطون
پر قبول کرتا ہون ایک تو مجہے زہر نہ کہلائیو دوسرے

ان لا تحبس معی من هو احب الیك وابغض
الی والثالث ان لا تحبسنی فی السجن قال نعم
فلما دخل علیه اجلس معه صبیا صغیرا فلما
قدم الطعام وفرغ من الاکل جعل یلح علیه
فی الاکل فلما اراد الخروج قال له امکث
ساعة فقال له الحکیم قد ترکت العهود
کلها واذا حضر بعض القوم وابطاء اخرون
فالحاضر احق ان یقدم الیه الطعام عن المتخلف
ویقال ثلث یورث الکسل رسول یبطئ
وسراج لا یضئ وطعام ینتظر علیه من یجئ
وینبغی لصاحب الضیافة ان لا یقدم الطعام
مالم یقدم الماء لیغسلوا ایدیهم فاذا اراد
ان یقدم الماء لغسل الایدی قبل
الطعام کان القیاس ان یبدا اولا بالصغار
وبمن هو فی اخر المجلس ویوخر صاحب
الصدر لان فی ذلك حبسا عن الشروع
فی التناول فالبر فی تاخیره ولکن الناس
قد استحسنوا بالبدایة لصاحب الصدر
وان کان ذلك قبل الطعام ویبدؤن

میرے ساتہ ایسے کو نہ بٹہائیو جو تیرے نزدیک محبوب ہو
اور میرے نزدیک مبغوض ہو تیسرے مجھے قید خانہ میں قید
نکریو کہا اچھا پس جب حکیم اُسکے گہر گیا اُسکے ساتہ چہوٹا
بچہ بٹہا دیا جب کہانا کہا چکا تو اُسنے کہا نہیں اصرار کرنے لگا جب جانیکا
ارادہ کیا کہنے لگا ذرا تو ٹہیرو کہا حکیم نے تونے سب
عہد توڑ دیے ٭ اور جب بعض لوگ آگئے اور بعض
ابہی نہین آئے تو جو آگئے ہین اُنکا حق ہے کہ کہانا
اُنکے سامنے رکہا جاے جو نہین آئے اُنکی رعایت سے
اُنکو نہ بٹہائے رکہے ٭ اور کہا جاتا ہے تین چیزین سستی جب
سُستی طبیعت کی ہین قاصد جو دیر کرے اور چراغ جو صاف
روشن نہو اور وہ کہانا جسپر کسیکے آنیکا انتظار کیا جاے اور
صاحب ضیافت کو چاہیے کہ کہانا پہلے آگے نہ رکہدے پہلے پانی
ہاتہہ دہونیکے لیے لائے اور جب پانی ہاتہہ دہونیکے لیے لایا جاے تو
تو عقل تو یون چاہتی ہے کہ اُن بچونکی اور اُن لوگونکی جو
آخر مجلس مین ہون ہاتہہ دہلائے جو صدر جگہہ مین بیٹہا
ہو اُسکے ہاتہ سبکے بعد مین دہلائے اسلیے کہ اسطرح کرنےمین
کہانا شروع کرنے سے روکنا ہے سو خوبی تاخیر مین ہے ٭ مگر لوگ
صاحب صدر کے اوّل ہاتہہ دہلانے کو پسند کرتے ہین
اگرچہ کہانے سے پہلے ہو اور اُسیکو خوبی مین

ذلك من الترفان فعل ذلك فلا باس واذا
اوتي بالماء وغسلوا ايديهم قبل الطعام
كان القياس ان لا يمسح الغاسل يده
بالمنديل لانه غسل يده من امس فلا
يمس بعد الغسل ولكن الناس قد
استحسنوا بمسح البلل بالمنديل فاذا فعل
ذلك فلا باس به واذا ارادوا غسل
ايديهم بعد الطعام فينبغي ان يبدأ
باصحاب الصلاح حتى ينتهي الى اخر المجلس
وقد كره بعض الناس افراغ الطست في
كل مرة وذهب الى ما روي عن النبي عليه
الصلوة والسلام انه قال املؤا الطسوت
وخالفوا المجوس وقد روي
في خبر اخر اجمعوا وضوءكم جمع الله
شملكم فيقال افراغ الطست في كل مرة
من فعل العجم وقال بعضهم لا باس به
وهو من المروة لان الدسومة اذا سالت
في الطست فربما ينتضح الى ثيابه فيفسد
عليه ثيابه وكان في الزمن الاول غالب

شمار کرتے ہین خیر اگر کوئی یون ہی کرے تو بھی کچھہ مضایقہ
نہین پھر جب پانی آیا اور ہاتہہ دہو لئے تو حقیقی یون
کہتی ہے کہ ہاتھون کو رومال سے نہ پونچھا جائے اسلیے
کہ ہاتہہ تو اسیواسطے دہوئے تہے کہ اور چیز انکو لگ گئے تہے
سواے کسی اور چیز کو نہ چہوے لیکن لوگ ہاتہہ پونچھنے کو
پسند کرتے ہین خیر اگر یون ہی کرلے تو بہی مضایقہ نہین
اور جب بعد کہانے کے ہاتہہ دہونے چاہین تو بہتر ہے
کہ پہلے صدر والون کے ہاتہ دہلائے جائین ✤ اور بعضے
لوگون نے بار بار طشت کے پانی پہینکنے کو مکروہ کہا ہے
اور دلیل یہ بیان کرتے ہین کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا
طشتون کو بہر کر اوندہا کیا کرو اور مجوسیون کی مخالفت
کیا کرو . . . . ✤ اور دوسری حدیث مین
آیا ہے وضو کے پانی کو جمع کرلیا کرو تاکہ اللہ تعالے
تمکو جمعیت خاطر عنایت کرے ✤ اور مشہور ہے کہ
ہر بار طشت کا اوندہانا عجمیونکی عادت ہے ✤ اور بعضے
کہتے ہین اسمین کچھہ مضایقہ نہین بلکہ مروت مین
داخل ہے اسلیئے کہ چکنائی جب طشت مین آجاتی
ہے تو اگر پانی آدمی کے کپڑے پر گر جائیگا تو کپڑے
خراب ہونگے اور پہلے زمانے مین اکثر کہانا روٹی اور

طعامهم الخبز والتمر اوطعام فيه قليل الدسم واما اليوم اذا اكلوا الباجات والالوان ويصيب ايديهم بذلك فلا باس بان يصيبه في كل مرة وای الوجهين فعل فلا باس به ويكره للرجل ان ينظر الی لقمة غيره لان فی ذلك سوء الادب ولا ينبغی للضيف ان يكثر الالتفات الی موضع الذی يؤتی بالطعام لان ذلك مكروه عند الناس

باب الخلال

قال الفقيه رحمه الله روی حسن بن عون عن ابن سيرين انه قال كان ابن عمر يامر بالخلال ويقول اذا تركه وهن الاضراس وروی جابر عن عمر بن الخطاب رضی الله عنه انه قال لا تغتسلوا بالماء المشمس فانه يورث البرص ولا تخللوا بالقصب فانه يورث الاكلة وقال الاوزاعی لا تخللوا بالآس فان ذلك يورث عرق النساء قال الفقيه اذا تخلل الرجل فما خرج من بين اسنانه شئ من الطعام فان ابتلعه

چیہوارے تہے یا ایسا کہانا تہا جس مین چکنائی کم ہوتی تہی لیکن اس زمانے مین طرح طرح کے سالن اور کہانے مرغن کہائے جاتے ہین ہاتہہ چکنے ہو جاتے ہین تو اگر اس زمانے مین ہر دفعہ پانی پہنیکدیا جاے تو کچہہ مضایقہ نہین بہرحال دونون صورتومین حرج نہین * اور آدمی کو یہ نچاہیے کہ دوسرے کے لقمہ کی طرف دیکہی اسلیے کہ اسمین بےادبی ہے * اور مہمان کو یہ لایق نہین کہ جسطرف سے کہانا آتا ہو اُسطرفکو تاکتا رہے کیونکہ یہ امر مخلوق کے نزدیک معیوب گنا جاتا ہے *

باب دانتون مین خلال کرنے کا بیان ہے

کہا فقیہ نے حسن بن عون ابن سیرین سے روایت کرتے ہین کہ حضرت عمر خلال کو فرمایا کرتے تہے کہ اگر کوئی خلال کو چہوڑدیگا تو داڑہین ضعیف ہوجائینگی * اور جابر حضرت عمر سے روایت کرتے ہین کہ دہوپ کے پانی سے نہ نہائیو کیونکہ یہ برص پیدا کرتا ہے اور نہ خلال کیا کرو بانس کی خلال سے کیونکہ یہ خارش پیدا کرتا ہے اور اوزاعی یہ کہتے ہین کہ آس کا خلال نکیا کرو کیونکہ یہ مرض عرق النسا پیدا کرتا ہے * کہا فقیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اگر آدمی خلال کرے تو جو کچہہ دانتون مین سے نکلے چاہے تو اُسے نگل لے اور چاہے

جاز وان القاه جاز وقد جاء في الاثر الاجازة
في الوجهين جميعا وهو ما روى ابو هريرة عن النبي
عليه الصلوة والسلام انه قال من اكل طعاما
فتخلل فليلفظه وما لاك بلسانه فليبتلع
فمن فعل فقد احسن ومن لم يفعل فلا حرج
ويستحب له اذا اراد اكل اللحم ان ياكل قبله
لقمتين او ثلثة من الخبز حتى يسد
الخلل ويكره الخلال بالريحان وبالآس
وبخشب الرمان ويستحب ان يكون
الخلال من الخلاف الاسود واذا كان
الرجل ضيفا عند انسان فتخلل بين اسنانه
فلا ينبغي له ان يرمي بالطعام الذي خرج
من بين اسنانه على ثياب المجلس لان
ذلك يفسد ثيابهم ولكن يمسكه فاذا
اتى بالطست لغسل اليد القاه فيه
ثم يغسل يده فان ذلك من المروة

باب الشرب

قال الفقيه رحمه الله يستحب ان يشرب
في ثلثة انفاس وهو قاعد ولو شرب

تہوکدے اور حدیث مین ان دونون کو مباح فرمایا
ہے ابو ہریرہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت
کرتے ہین کہ آپنے فرمایا جسنے کہایا پہر خلال کیا تو
جو کچھہ خلال سے نکلے اسکو تہوک دے اور جو زبان
کے لگنے سے نکلی اسکو نگل لے جو کوئی یون کرے تو
بہتر ہے نکرے تو کچھہ حرج نہین ہے اور مستحب ہے اگر گوشت کہانے
کا ارادہ ہو کہ لقمہ دو لقمہ روٹی کا کہالے تاکہ دانتون مین
جو سوراخ ہین وہ بند ہو جائین اور مکروہ ہے خلال کرنا
نازبو اور آس کے لکڑی سے اور انار کی لکڑی سے اور مستحب ہے کہ
خلال کالی بید کا ہو اور جب آدمی کہین مہمان ہو اور خلال
کرے تو اسکو یہہ لایق نہین کہ جو کچھہ دانتون مین سے نکلے اسکو
وہان پہینکدے اسلیے کہ کسیکے کپڑون کو نہ لگجاے بلکہ
اسکو اپنے پاس رکہے جب ہاتھ دہونے کے لیئے
طشت آئے تو اسمین ڈالدے پہر ہاتھ دہولے اسلیے
کہ یہہ امر بہی مروت مین داخل ہے

باب ساٹھوین مین پانی پینے کا بیان ہے

کہا فقیہ رحنے مستحب ہے تین سانس سے پانی
پینا جہکر اور اگر ایک سانس مین یا کہڑا ہو کر کوئی

بنفس واحد او شرب قائما فلا باس وقد
جاءت الآثار فی الاباحة وقد جاءت بخلافه
وروی عن النبی علیه الصلوة والسلام انه
قال لا تشربوا واحدة کشرب البعیر واشربوا
مثنی وثلث وسموا الله تعالی اذا شربتم
واحمدوه اذا فرغتم قیل کان النبی علیه
الصلوة والسلام اذا شرب الماء قال الحمد
لله الذی جعله عذبا فراتا برحمته ولم
یجعله ملحا اجاجا بذنوبنا واذا فرغ
عن الطعام قال الحمد لله الذی اطعمنا
وسقانا وجعلنا من المسلمین وروی
قتادة عن انس بن مالک رضی الله عنه
عن النبی علیه الصلوة والسلام انه نهی
عن الشرب قائما وروی عن النزال بن
سبرة انه قال رأیت علیا یشرب فضل
وضوئه قائما ثم قال ان ناسا یکرهون
الشرب قائما وقد رأیت رسول الله
علیه الصلوة والسلام فعل مثل ما فعلت
وعن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده

پیجیے تو بھی کچھ مضایقہ نہین حدیثین لیکے مباح
ہونے مین اور مباح نہونے مین دونو قسمین آئی ہین +
اور مروی ہے نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے کہ آپنے فرمایا
نہ پیو تم ایک سانس مین اونٹ کی طرح پیو دو تین سانس لیکر
اور بسم اللہ کہو جب پیو اور الحمد للہ کہو جب پی چکو + اور
مروی ہے کہ نبی علیہ السلام جب پانی پیتے تھے تو
پڑہتے تھے اللہ کا شکر ہے جسنے پانی کو میٹھا بنایا
اپنی رحمت سے اور نہ کردیا اُسکو نمکین کہارا ہمارے
گناہون کی شامت سے + جب آدمی کہا چکے تو یہ
پڑہے اللہ کا شکر ہے جسنے کہلایا ہمکو اور مسلمان
بنایا + اور قتادہ انس بن مالک سے روایت کرتے
ہین کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کہڑے ہوکر
پانی پینے سے منع فرمایا اور نزال بن سبرہ کہتے
ہین کہ مین نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وضو
کا پانی بچا ہوا کہڑے ہو کر پیتے دیکہا ہے پہر اُنہون
نے فرمایا لوگ تو کہڑے ہوکر پانی پینے کو مکروہ
کہتے ہین اور مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کو اسطرح پیتے دیکہا ہے + اور عمرو بن
شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے

عن النبی علیہ الصلوۃ والسلام انہ کان
یشرب قائما وقاعدا وعن نافع عن ابن عمر
قال کنا نشرب ونحن قیام وناکل ونحن
نمشی وروی عن ابی ھریرۃ رض انہ قال لو
یعلم الذی یشرب قائما لاستقاء
قال الفقیہ رحمہ اللہ اذا شرب قاعدا فھو
احسن فی الادب وابعد من الضرر والاذی
وروی عن الشعبی رض انہ قال انما کرہ
الشرب قائما لانہ یورث داء وانما کرہ
الاکل متکئا مخافۃ ان یعظم البطن یعنی
ان النھی نھی الشفقۃ لا نھی التحریم کما
ان النھی ورد فی الشرب فی فم السقاء یعنی
فی فم القربۃ نحو نھی الشفقۃ ولیس بنھی
التحریم لانہ لو شرب من فم القربۃ فان
ذلک یجوز وروی عن مجاھد انہ قال لا
یشرب من قبل العروۃ والثلمۃ فان
الشیطان یقعد علیہ یعنی یقعی علیھا

باب
فضل الیمنی علی الشمال

روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کبھی کھڑے ہوکر
پیتے تھے اور کبھی بیٹھکر ٭ اور نافع ابن عمر سے روایت
کرتے ہیں کہ وہ فرماتے تھے کہ ہم تو کھڑے ہوکر اور چلتے
پھرتے بھی کھایا کرتے تھی اور ابوہریرہ رض کہتے ہیں کہ اگر جانے
کھڑا ہوکر پینے والا اسکو کہ اسپر کتنا گناہ ہے تو پانی پیا ہوا
قی کردے ٭ کہا فقیہ رح نے اگر پانی بیٹھکے پیئے تو بہتر ہے اور
ادب کے بابت ہے اور نقصان اور تکلیف سے نجات ہے ٭
اور شعبی کہتے ہیں کہ کھڑے ہوکر پانی پینا صرف اس وجہ سے مکروہ
ہے کہ مرض کو پیدا کرتا ہے اور تکیہ لگاکر کھانا بھی صرف
پیٹ کے بڑے ہونے کے خوف سے مکروہ ہے یعنی یہ ممانعت
خیر خواہی کی وجہ سے ہی کچھہ حرام نہیں جیسے ممانعت
مشک کے مونہہ سے پانی پینے میں آئی ہے کیونکہ یہہ
ممانعت شفقت کی راہ سے ہے حرام نہیں اگر کوئی
مشک کو مونہہ لگاکر پانی پی لے تو جایز ہے ٭ اور
مجاہد کہتے ہیں کہ ٹوٹنی کو مونہہ لگاکر اور ٹوٹی ہوئے
جگہہ سے پانی نہ پیے اسلیے کہ شیطان وہان بیٹھا
رہتا ہے ٭

باب اکسٹھویں میں یہ بیان ہے کہ
کہ داہنے کو بائیں پر فضیلت ہے

قال الفقيه رحمه الله اذا شربت شيئا
وعندك قوم يمينا وشمالا فابدأ بمن عن
يمينك لان لليمين فضلا على الشمال ولان
النبي عليه الصلوة والسلام كان يحب
التيامن في كل شئ وقال عليه السلام اذا
اعترض لكم طريقان فتيامنوا وروي سهل
بن سعد ان النبي عليه السلام اتي بقدح
من لبن فشرب وعن يمينه غلام و هو
احدث القوم والاشياخ عن يساره فقال
له اتاذن لي ان اعطي الاشياخ فقال لا ما
كنت لاوثر بنصيبي منك احدا يا رسول الله
فاعطاه اياه وروي انس بن مالك عن النبي
عليه الصلوة والسلام قال كان عن يساره
ابوبكر الصديق وعن يمينه اعرابي فلما شرب
ناول الاعرابي قبل ابي بكر الصديق فقال
الاعرابي اول ابابكر فقال عليه الصلوة
والسلام الايمن فالايمن وقال القائل شعر
صددت الكاس عنا ام عمرو فكان الكاس
مجراها اليمينا وروي ابوهريرة عن النبي

کہا فقیہ رح نے جب تو کوئی پینے کی چیز پیئے اور تیرے داہنے
بائیں اور لوگ ہوں تو اول اسکو دے جو داہنے بیٹھا ہو کیونکہ
داہنے کو بائیں پر فضیلت ہے اور اسلیئے کہ نبی علیہ السلام
ہر کام میں تیامن کو پسند فرماتے تھے ؛ اور فرمایا نبی
علیہ السلام نے جب تمہارے سامنے دو رستے ایک
مکان کے جانے کے آجائیں تو داہنے کو چلو ؛ اور سہل
بن سعد کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کے سامنے ایک پیالہ
دودھ کا آیا سو آپنے کچھ پیا اور داہنے طرف آپکے ایک لڑکا
جو سب میں نوعمر تھا بیٹھا تھا اور بائیں طرف بوڑھے لوگ بھی
بیٹھے تھے آپنے اسکو فرمایا کہ بوڑھوں کو پہلے دیدوں لڑکے نے
کہا ہرگز نہیں آپکا تبرک کسیکو کیونکر دے سکتا ہوں ناچار آپنے
پہلے اسکو دیا ؛ اور انس بن مالک نبی علیہ السلام سے روایت
کرتے ہیں کہ بائیں جانب آپکی حضرت ابوبکر تھے اور داہنے
جانب ایک اعرابی تھا جب آپ پی چکے تو اول آپنے
اعرابی کو دیا اعرابی نے عرض کیا ابوبکر کو عنایت کیجے
آپنے فرمایا دایاں پھر اسکے بعد دایاں
مستحق ہے ؛ اور کہا شاعر نے ام عمرو نے پیالہ
ہماری طرف سے ہٹا لیا ؛ اور دور پیالہ کا سیدھا داہنے
کو ؛ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلے اللہ علیہ

عليه الصلوة والسلام انه قال اذا انتعلت
فابدا باليمنى واذا نزعت فابدا باليسرى
وقال لا يمشي احدكم في نعل واحد لينتعلهما
او ليخلعهما جميعا وروى عن عائشة رضها
كانت تمشي في طريق فاصاب الشفى رجلها
فخلعت خفها وجعلت تمشي في خف واحد
وقالت لاحطين ابا هريرة يعني اخالفه فيما
يقول لانه كان حلفان هذا الخبر من رسول
الله صلى الله عليه وسلم قال الفقيه رح انه
كان بالعذر فلا باس به وان كان بغير
عذر يكره حتى يكون ذلك جمعا بين الخبرين

باب الخروج من المنزل والصحبة

قال الفقيه رح فيستحب
للرجل ان يقول عند خروجه من المنزل
بسم الله توكلت على الله ولا حول ولا قوة
الا بالله فانه بلغنا انه اذا قال بسم الله
يقول له الملك هديت واذا قال توكلت
على الله يقول له الملك كفيت واذا قال
لا حول ولا قوة الا بالله يقول له الملك وقيت

وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا جب جوتی پہنے
تو اول داہنے مین پہنے اور جب نکالے تو پہلے بائین سے
نکالے ۔ اور فرمایا تم سے کوئی شخص ایک پانوٴن مین جوتی
پہنکر نچلے یا دونو مین پہنے یا دونون سے نکال ڈالے ۔ اور حضرت
عائشہ رضہ سے مروی ہے کہ وہ ایکدن رستہ مین چلی جاتی تہین
تو موزہ اُنکے پانون مین لگ گیا آپنے اُسکو نکال ڈالا اور ایک
ہی موزہ پہنے چلتی رہین اور کہا مین تو ابوہریرہ کی خطا ثابت
کرونگی کیونکہ وہ کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اسکو منع فرمایا ہے ۔ کہا فقیہ رح نے کہ حضرت عائشہ
کا یہ فعل عذر سے تہا اسلیے کچہہ مضایقہ نہین اور اگر یہ
فعل بغیر عذر کے ہو تو مکروہ ہے ۔

باب باسٹھوین مین یہ بیان ہے کہ گہر سے نکلے تو کیا کیا کرے اور رفیق کے ساتہہ کیونکر پیش آئے

کہا فقیہ رح نے مستحب ہے
آدمیکو گہر سے نکلتے وقت یہ کہے بسم اللہ اللہ پر
بہروسا کیا ہے مین نے اور نہین قوت ہے کسی مین کسیطرح کی
مگر اللہ کی دی ہوئی کیونکہ ہمکو معتبر طور سے یہ بات پہنچی ہے کہ
جب آدمی بسم اللہ کہے تو فرشتہ کہتا ہے ہدایت کیا گیا تو
اور جب کہا توکلت علی اللہ تو فرشتہ کہتا ہے کفایت کیا گیا تو اور جب
کہتا ہے لاحول ولا قوة الا باللہ کہتا ہے فرشتہ محفوظ

ويستحب للرجل اذا خرج من المنزل ان
يغض بصره ولا ينظر يمينا ولا شمالا من غير
حاجة ويجعل بصره حيث وضع قدميه لان
النظر يورث الشهوات واذا نظر يمينا وشمالا
تغفل عن اذى الطريق فيصيبه وهو لا يشعر
واذا استقبلك المسلم فابدا بالسلام و
استقبله بالبشاشة فان كان صديقك
صافحه ولا تنزع يدك من يده قبله وتبسم
في وجهه فانه روى عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه قال ان من فعل ذلك محيت ذنوبه
ويستحب للراجل مشية في جانب الطريق
والراكب في وسط الطريق اذا كان في المصر
ولو كان في الفضاء فوسط الطريق للراجل
وجانباه للراكب ويستحب للمتنعل ان
يوسع للحافي عن سهل الطريق واذا استقبله
الكافر والمرأة يختار لنفسه سواء الطريق
وقد جاء في كل ذلك الاثر روى صالح
عن ابيه عن ابي هريرة رض عن النبي عليه
الصلوة والسلام اذا استقبلكم اليهود

ہو گیا تو اور آدمی کو یہ مستحب ہے کہ جب گھر سے نکلے تو اپنی نگاہ
کو روکے رکھے بے ضرورت داہنے بائیں نہ دیکھے اپنی نگاہ
قدموں پر رکھے اسلیئے کہ ادہر اُدہر دیکھنے سے خواہ نخواہ
طرح طرح کی خواہشیں پیدا ہوتی ہیں دوسرے داہنے بائیں
کے دیکھنے میں رستہ کا خیال نہ رہیگا اور بے خبری میں
کوئی ایذا پہنچ جائیگی ÷ جب تجھے کوئی مسلمان آ ملے تو پہلے
تو سلام کر اور خندہ پیشانی سے اسکی طرف متوجہ ہو اگر وہ
دوست ہے تو مصافحہ کر اور ہاتھ اپنے اس سے پہلے الگ نکر اور
ہنس پڑ اسلیئے کہ نبی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپنے فرمایا
جسنے اسطرح کیا اُسکے تمام گناہ محو ہو گئے ÷ اور پیدل
کے لیے یہ مستحب ہے کہ رستہ کے کنارے کنارے چلے اور
سوار بیچ میں چلے لیکن یہ حکم شہر کا ہے اگر جنگل میں ہو
تو بیچ کا رستہ پیادہ کے لیے ہے اور کناری سوار کے
واسطے اور جوتی پہنے ہوئے کی لیے یہ مستحب ہے کہ ننگے پاؤں
والے کے واسطے اچھا اور نرم رستہ چھوڑ دے ÷ اور جب کافر یا عورت
سامنے سے آئے تو اپنے واسطے بیچ کا رستہ پسند کرے
اور ان سب میں حدیثیں آئی ہیں ÷ اور ابو صالح بواسطہ
اپنے باپ کے ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کبھی تمکو یہودی یا نصرانی رستہ

والمذاري في الطريق فاضطر وضحر الى
دفنه بما روي المقداد عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال ليس للنساء نصيب في سواء
الطريق ولا ينبغي للعاقل ان يمتخط ويبزق
في ممر الناس كيلا يصيب اقدامهم ويستحب
للرجل مجالسة المشايخ واهل الخير ويكره
مجالسة الاحداث والصبيان والسفهاء
لانه يذهب بالمهابة وربما يتخلق باخلاقهم
ويستحب المجالسة مع من يرغب في الاخرة
ويذكر الموت ويكره المجالسة مع اهل
الدنيا الحراص عليها الذين يخوضون
في امر الدنيا فانهم يفسدون على الرجل
قلبه وعيشه ودينه واذا استغنيت عن
دخول السوق فاقلل الدخول فيها فانه
يقال فيها مردة الشياطين والانس
ويقال فيها ذباب عليهن ثياب ويستحب
للرجل اذا دخل السوق ان يقول لا اله
الا الله وحده لا شريك له له الملك
وله الحمد يحيي ويميت وهو حي لا يموت

مین آیا ہی جیسے تو رستہ کو تنگ کر دو + اور مقداد نبی
علیہ السلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا عورتون
کو کوئی حصہ بیچون بیچ رستہ کے نہین + عاقل کو
لائق نہین کہ رستہ مین ناک صاف کرے یا تہوکے
لوگون کے پاؤن بہرین + اور مستحب ہے صحبت
مین بیٹہنا بوڑہون اور نیکون کے اور مکروہ ہے نو
عمرون لڑکون اور بیوقوفون کی صحبت مین بیٹہنا کیونکہ
آدمی کی ہیبت جاتی رہتی ہے چہچہورا ہو جاتا ہے اور
اُنہین کے رنگ مین رنگا جاتا ہی اور مستحب ہے صحبت اُس
کرنا اُس شخص کے جو آخرت کی رغبت دلاتی ہو اور موت کو یاد دلاتے
اور مکروہ ہے ہمنشینی اختیار کرنی دنیا دارونکی ساتھہ جو دنیا
کے حریص ہین اور اُسی مین لگے رہتے ہین اسلیئے کہ دنیا دار
آدمی کے دل اور عیش اور دین کو خراب کر دیتے ہین اور اگر
بازار جانیکی ضرورت نہو تو اُسمین کم جایا کرے اسلیئے کہ
بازار مین سرکش شیطان اور انسان ہوتے ہین یا
یون کہو بہیڑیے کپڑے پہنے ہوے ہین + اور مستحب ہے آدمی کو
اگر داخل ہو بازار مین یہ کہے نہین کوئی لائق عبادت کے
مگر اللہ اکیلا اُسکا کوئی شریک نہین اُسیکا ملک ہے اُسیکے
لیے سب تعریفین ہین وہی زندہ کرتا ہے وہی مارتا ہے وہ زندہ ہے

ابداً ذو الجلال والاكرام بيده الخير وهو
على كل شيء قدير فانه روى عن النبي صلى الله
عليه وسلم انه قال من قال ذلك في السوق فله
بعدد من في السوق عشر حسنات

باب البيع والشراء

قال الفقيه رحمه الله روى عن عمر رضي الله
عنه انه قال لا ينبغي ان يتجر في اسواقنا
من لم يتفقه في الدين وروى عن علي بن
ابي طالب كرم الله وجهه انه قال من اتجر
قبل ان يتفقه فقد ارتطم في الربوا ثم
ارتطم وروى عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه قال رحم الله رجلا سهل البيع وسهل
الشراء وسهل القضاء وسهل التقاضي
وروى عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه قال من انظر معسرا او وضع عنه اظله الله
يوم القيامة تحت ظل عرشه يوم لا ظل الا ظله
وروى عن محمد بن سيرين انه كان يدخل
السوق ويقول يا اهل السوق سوقكم
كاسد وبيعكم فاسد وجاركم حاسد

جلال والا اور اکرام والا اور اُسکی ہاتھہ مین بھلائی ہے اور وہ
ہر چیز پر قادر ہے اسلیے کہ نبی علیہ السلام سے مروی ہے
کہ آپنے فرمایا جسنے بازار مین جاکر یہ کلمات کہے اُسکو بعدد نفوس
گنتے بازاریون کے دس دس نیکیان ملین گی +

اٹھائیسوین باب مین بیع و شرا کا بیان ہے

کہا فقیہ رح نے حضرت عمر رض سے
مروی ہے کہ آپنے فرمایا ہمارے بازارون مین وہ شخص
تجارت نکرے جو دین کے احکام مین سمجھہ بوجھہ رکھتا
ہو اور حضرت علی رض فرماتے ہین جو شخص تجارت کرے اُس سے
پہلے کہ دین مین سمجھہ حاصل کرے وہ سود خواری مین پڑ کے
پھر پڑے + اور نبی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا
اللہ رحم کرے اُس شخص پر جو بیع شرا مین حکم لگانے
مین تقاضا کرنے مین نرمی برتے + اور نبی صلے اللہ
علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا جو شخص
قرضدار تنگدست کو مہلت دیدے یا معاف کردے تو اللہ تعالے
اُسکو قیامت کو اپنے عرش کے سایے مین جگہہ دیگا اور اُس دن
سوا عرش کے سایہ اور کوئی سایہ نہوگا + اور محمد بن سیرین بازار
مین کبھی جایا کرتے تو فرمایا کرتے تھے اے بازار والو تمہارے بازار
کھوٹے ہین اور تمہاری بیع شرا کچی ہین اور تمہارے پڑوسی حاسد ہین

وما ويكره الربا يعني اذا كان التاجر جاهلا
لا يحترز من الربوا واما اذا كان التاجر قد
يعلم الفقه ويكون تقيا في حال تجارته
فهو في الجهاد لانه روي في الخبر ان كسب
الحلال افضل من الجهاد وقال قتادة بلغنا
ان التاجر الصدوق تحت ظل العرش يوم
القيمة فاذا باع الرجل شيئا او اشترى
فندم صاحبه فطلب الاقالة ينبغي ان
يجيبه لان النبي عليه الصلوة والسلام
قال من اقال نادما بيعه اقال الله تعالى
عثراته يوم القيمة وروي عن ابي حنيفة
رضي الله عنه ان رجلا اشترى منه خزا
ثم ندم الرجل على ذلك فجاء اليه وطلب
منه الاقالة فاقاله ابو حنيفة رح البيع
ثم قال ابو حنيفة رح لخادم قم وارفع
الثياب حتى تذهب الى المنزل فانما كان
حاجتي الى البيع والشراء لكي ادخل تحت
قول النبي عليه الصلوة والسلام من اقال
نادما بيعته اقال الله عثراته يوم القيمة

اور بیکانا تمہارا آگ مین ہے یہ امر جب ہے جب تاجر جاہل ہو
سود کے لینے دینے سے نہ بچتا ہو اور اگر تاجر احکام بیع و شرا
کے جانتا ہو متقی پرہیزگار ہو تو وہ تو جہاد مین ہے کیونکہ
حدیث مین آیا ہے کہ کمانا روزی حلال کا جہاد سے
افضل ہے اور قتادہ کہتے ہین کہ ہمکو یہ حدیث پہنچی ہے
کہ تاجر سچا قیامت کو عرش کے سایہ مین ہوگا ۔ اور
جب کسی نے کوئی چیز بیچی یا خریدی پھر وہ نادم
ہوکر اقالہ کا طالب ہو تو دوسرے کو لائق ہے کہ
اس چیز کو پھیر لے یا پھیر دے کیونکہ نبی علیہ السلام نے
فرمایا جو کوئی بیع کا اقالہ کریگا تو قیامت کو اللہ تعالی
اسکی خطاؤنکو اقالہ یعنے معاف کردیگا ۔ اور ابو حنیفہ رح
سے مروی ہے کہ ایک شخص نے آپ سے ایک اونی کپڑا خریدا
پھر وہ نادم ہوکر آیا اور اقالہ کا طالب ہوا آپنے اقالہ
کردیا پھر فرمایا خادم کو اٹھ اور کپڑے کو اٹھا کر گھر لیجا
کیونکہ میری غرض بیع و شرا سے صرف یہ تھی کہ داخل
ہوجاؤن مین ان لوگون مین جنکے حق مین
نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو
کوئی بیع کا اقالہ کرلے گا تو اللہ تعالے
قیامت کے دن اسکی خطائین معاف کردیگا

وقد دخلت الآن وَاذا اشتريت شيئاً من
السوق فقال لك صاحبه قبل الشراء ذقه
وانت في حل فلا تاكل منه لانه انما اذن لك
بالاكل لاجل الشرى فربما لايقع بينكما بيع
فيكون ذلك الاكل شبهة ولكن لو وصف
لك صفة فاشتريته فلم تجده على تلك الصفة
فانت بالخيار ويكره للتاجر ان يحلف لاجل
ترويج السلعة ويكره ان يصلي على النبي
عليه الصلوة والسلام في عرض سلعة وهو
ان يقول صلى الله على محمد ما اجود هذا ويستحب
للتاجر ان لا يشغله تجارته عن اداء الفرائض
فاذا جاء وقت الصلوة ينبغي ان يترك
تجارته حتى يكون من اهل هذه الاية قال
الله تعالى رجال لا تلهيهم تجارة الاية وقال
بعضهم هم الذين تركوا التجارة واشتغلوا
بالعبادة مثل اصحاب الصفة ومن كان
في مثل حالهم وقال بعضهم هم الذين يتجرون
ولا يشغلهم تجارتهم عن الصلوة مبيقاتها
ولا عن ذكر الله تعالى وروى عن الحسن

اور اب مین اُسمین داخل ہوگیا + اور جب تو کوئی چیز بازار سے
خریدے اور بیچنے والا تجھکو کہے کہ چکھہ تو سہی تو تجھکو اُسکا
کہانا نہ چاہیے اسلیئے کہ اُسنے کہانے کے اجازت اسلیی
دی ہے کہ تو مول لے اور ممکن ہے کہ تو نہ لے تو یہ کہانا شُبہ
سے خالی نہو گا ہان اگر اُسنے اُسمین کوئی خوبی بیان کی ہے
اور تو نے اُسکو مول لے لیا ہے اور اُسمین وہ خوبی نپائے
تو تجھکو پہیرنے کا اختیار ہے + اور مکروہ ہے تاجر کو قسم
کہانی سودے کے بکنے کے واسطے اور مکروہ ہے درود پڑہنا
سودے کے دکہاتے وقت مثلاً یون کہے رحمت ہو اللہ
کی محمد صلعم پر یہ سودا کتنا اچہا ہے + اور مستحب ہے
تاجر کو یہ بات کہ تجارت اُسکو فرضون کے ادا کرنے سے روکے
جب نماز کا وقت آئی تو تجارت کو چہوڑ دی اور اُن لوگون
مین داخل ہو جکا اِس آیتہ مین ذکر ہے (رجالٌ لا تُلہیہم
تجارۃٌ الخ) اور بعضون نے کہا یہ لوگ وہ ہین جو
تجارت کو چہوڑ کر عبادت مین مشغول ہوگئے مانند
اصحاب صُفّہ کے اور جو لوگ ویسے ہون + اور بعضون
نے کہا یہ لوگ وہ ہین جو تجارت کرتے ہین اور اُنکی
تجارت نماز سے اور ذکر اللہ سے نہین روکتی اپنی وقتون پر ادا
کرتے ہین + اور حسن بصری رضی اللہ عنہ کہتے ہین

البصري انه قال كانوا يتجرون ولا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله قال الفقيه رح دخل في الآية كلا الفريقين وهي محتملة للتفسيرين جميعا

باب اطاعة الوالي

قال الفقيه رح يجب على الرعية اطاعة الوالي ما لم يامرهم بالمعصية فاذا امرهم بالمعصية لا يجوز لهم ان يطيعوه ولا يجوز لهم الخروج عليه الا ان يظلمهم فامتنعوا من ظلمهم وانما قلنا ان اطاعة الوالي واجبة لقول الله اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولي الامر منكم قال في بعض التفسير يعني الامراء وروي انس بن مالك عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال اسمعوا واطيعوا اولي الامر ولو استعمل عليكم عبد حبشي وروي ابن عباس عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال من راى من اميره شيئا فكرهه فليصبر فانه ليس احد من يفارق الجماعة شبرا فيموت الا مات ميتة الجاهلية وروي عن ابن عمر انه لما بلغه ان يزيد بن معاوية ولي فقال ان كان خيرا رضينا

کہ صحابہ تجارت کرتے تھے اور وہ انکو اللہ کے ذکر سے نروکتی تھی * کہا فقیہ رحمہ اللہ نے اس آیت مین دونون فریق داخل ہین اور یہ آیت دونون تفسیرونکا احتمال رکھتی ہے

چونتیسوین باب مین حاکم کی اطاعت کا بیان

ہے کہا فقیہ رح نے رعیت پر اطاعت حاکم کی واجب ہے جبتک گناہ پر مجبور نکرے جب وہ گناہ پر مجبور کرے تو انکی اطاعت جائز نہین اور نہ حاکم پر خروج جائز ہے یعنی لڑائی اگر وہ رعیت پر ظلم کرے اور وہ اسکی ظلم سے بچنے کے لئے لڑین تو جائز ہے * اور ہمنے حاکم کی اطاعت کو اسلئے واجب کہا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے اطاعت کرو اللہ کی اور رسول کی اور اپنے حاکم کی جو تم مین کا ہو بعضی تفسیرون مین اولی الامر کی تفسیر الامراء کی گئی ہے اور انس بن مالک نبی علیہ السلام سے روایت کرتی ہین کہ آپنے فرمایا سنو اور اطاعت کرو حاکم کی اگرچہ وہ حاکم حبشی غلام ہو * اور ابن عباس نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا جو کوئی اپنے حاکم مین کوئی بری بات دیکھی تو صبر کرے اسلئے کہ جو کوئی جماعت سے ایک بالشت بھی جدا ہو کر مر جائیگا تو اسکی موت مثل موت زمانہ جاہلیت کے ہوگی اور ابن عمر سے مروی ہے کہ جب انکو یزید کے حاکم ہونیکی خبر پہنچی تو فرمایا اگر وہ بھلا ہے تو ہم راضی ہین

وان كان شرا وبلاء صبرنا وقال بعض
الصحابة اذا عدلت الائمة على الرعية
كان الشكر على الرعية والاجر للائمة و
اذا جارت الائمة على الرعية كان الصبر
على الرعية والوزر على الائمة واذا امر
بالمعصية فلا يجوز الطاعة له لان النبي
عليه الصلوٰة والسلام قال لا طاعة
للمخلوق في معصية الخالق وروى نافع
عن ابن عمر عن النبي عليه الصلوٰة والسلام
انه قال السمع والطاعة على المرء المسلم فيما
احب او كره ما لم يؤمر بمعصية فاذا امر
بمعصية فلا سمع ولا طاعة وروى عن علي
بن ابي طالب رضي ان النبي عليه الصلوٰة والسلام
بعث جيشا وامر عليهم رجلا فغضب عليهم يوما
واوقد نارا فقال لهم ادخلوا نارا فاراد وا ان
يدخلوا وقال الاخرون انا لا ندخلها فذكر
ذلك للنبي صلى الله عليه وسلم فقال لو دخلوها
ما خرجوا منها ابدا لا طاعة في المعصية
انما الطاعة في المعروف وقال عبد الله

اور اگر وہ برا ہے تو ہم صبر کرینگے اور فرمایا بعض صحابہ نے
جب حاکم انصاف کرین تو رعیت پر اُسکا شکر واجب ہے
اور ثواب حاکمون کے لیے ہے اور اگر رعیت پر ظلم کرینگے
تو رعیت کو صبر لازم ہے اور بوجھہ گناہونکا حاکمون کی
گردن پر پڑا + اور جب حاکم گناہ پر مجبور کرے تو اُسکی
اطاعت جائز نہین اسلیے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا
مخلوق کی اطاعت خالق کی نافرمانی مین نکرنی چاہیے
اور نافع بواسطۂ ابن عمر رض کے نبی علیہ السلام سے
روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا ہر مسلمان پر حاکم کے تابعداری
ہر امر مین خواہ وہ امر اسکو اچھا معلوم ہو یا بُرا واجب ہے مگر
جبتک وہ حاکم گناہ کا امر نکرے اور جب وہ گناہ کرنیکا حکم
کرے تو اُسکی تابعداری جائز نہین + اور حضرت علی رض سے مروی ہے
ہی کہ نبی علیہ السلام نے ایک لشکر کو کہین بھیجا اور اُنپر ایک شخص کو
حاکم بنا دیا سو وہ حاکم ایکدن لشکر یونپر غصہ ہوا اور آگ روشن کرا کے
پھر لشکر یونکو کہا اس مین گھسو بعضون نے گھس جانے کا
ارادہ کیا اور بعضون نے کہا ہم تو ہرگز بھی نہین گھستے
پس ذکر کیا گیا یہ قصہ نبی علیہ السلام سے آپنے فرمایا
اگر اُس آگ مین گھس جاتے تو کبھی نہ نکلتے تابعداری گناہ مین نہین
تابعداری تو فقط امر معروف مین ہے + اور فرمایا عبد اللہ

بن مسعود ان الله تعالى ليؤيد هذا الدين
برجل فاجر وقال حذيفة بن اليمان ليبعثن
الله عليكم امراء يعذبونكم ويعذبهم الله
وروى موسى بن عبيدة عن ايوب بن خالد
عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال
سيكون بعدي امراء يعملون بما تنكرون
ويامرونكم بما لا تعلمون فاولئك لا طاعة
لهم وعن زبير بن عدي قال اتينا انس بن
مالك فشكونا اليه ما لقينا من الحجاج فقال
اصبروا فانه لا ياتي عليكم زمان الا
الذي بعده شر منه سمعته من نبيكم عليه السلام

باب اخذ الجائزة من الامراء

قال الفقيه رح اختلف الناس في اخذ الجائزة
من السلطان قال بعضهم يجوز ما لم يعلم انه
يعطيه من حرام وقال بعضهم لا يجوز فاما
من اجازه فقد ذهب الى ما روي عن علي
بن ابي طالب كرم الله وجهه انه قال ان
للسلطان نصيبا من الحلال والحرام فما
اعطاك فخذه فانما يعطي من الحلال

بن مسعود نے کہا اللہ تعالی اس دین کی تائید فاسق فاجر سے
بھی کرا دیتا ہے * اور کہا حذیفہ بن الیمان نے البتہ اللہ تم پر
ایسے حاکم مقرر کریگا کہ تمکو تکلیف دینگے اور اللہ انکو عذاب کریگا *
اور موسی بن عبیدہ ایوب بن خالد سے روایت کرتے
ہین کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے تھوڑے زمانے کے بعد
تم پر ایسے حاکم ہونگے کہ عمل کرینگے جو تمکو برے معلوم ہونگے
اور تمکو حکم کرینگے جو تم نہ جانتے ہوگے ایسے حاکمونکی تابعداری
نہ چاہیے * اور زبیر بن عدی سے مروی ہے کہ ہم لوگ انس
بن مالک کے خدمت مین آئے اور جو تکلیفین حجاج سے پہنچی تہین
انکا بیان کیا فرمایا صبر کرو اسلیے کہ اگلا زمانہ اس سے بھی بدتر آئیگا
ہے اور مین نے یہ بات تمہارے نبی علیہ السلام سے سنی ہے *

پینتیسوین باب مین بیان ہے کہ امیر لوگ سے تحفہ یا وظیفہ لینا جائز ہے یا نہین

کہا فقیہ رح نے علمانے
وظیفہ اور تحفہ کے لینے مین بادشاہ سے اختلاف کیا ہے بعضون
نے کہا جائز ہے اور بعضون نے کہا جائز نہین * جنہون نے
جائز کہا ہے انکی دلیل تو یہ ہے کہ حضرت علی رض فرماتے ہین
کہ بادشاہ کے پاس مال حلال اور حرام دونون ہوتے ہین
جو مال وہ تجھے دے تو اسکو لیلے کیونکہ وہ حلال مین
سے دیتا ہے * اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ

وروی عمر عن النبی علیه الصلوة والسلام
انه قال من اعطی شیئا من غیر مسألة فلیأخذه
فانما هو رزق رزقه الله تبارک وتعالی
وروی الاعمش عن ابراهیم انه لم یر باسا
بالاخذ من الامراء وروی عن حبیب بن
ابی ثابت قال رأیت هدایا المختار تاتی ابن
عمر وابن عباس فیقبلانها وعن الحسن
انه کان یاخذ هدایا الامراء وروی محمد
بن الحسن عن ابی حنیفة عن حماد عن ابراهیم
النخعی رح انه خرج الی زهیر بن عبد الله الازدی
وکان عاملا علی حلوان یطلب جائزته
هو وابو ذر الهمدانی قال محمد وبه ناخذ
ما لم نعرف شیئا حراما بعینه وهذا قول
ابی حنیفة واصحابه واما من کره فقد
ذهب الی ما روی حبیب بن ابی ثابت
قال ارسل امیر من الامراء الی ابی ذر بمال
فقال ابو ذر اکل المسلمین ارسل الیه مثل هذا
فقال لا فقال رده ثم قال کلا انها لظی
نزاعة للشوی وروی عن عثمان بن عفان

نبی علیه الصلوة والسلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے
فرمایا اگر کسیکو کوئی چیز بے سوال ملجاوے تو لیلے اسلیئے کہ یہ
رزق الله تعالی کا بھیجا ہوا ہے + اور اعمش ابراہیم سے
روایت کرتے ہین کہ وہ امیرون سے لینے کو کچھہ برا نجانتے
تھے + اور حبیب بن ابی ثابت کہتے ہین کہ مین نے دیکھا مختار کے
تحفے ابن عمر اور ابن عباس کے خدمت مین آتے تھے اور یہ
دونون صاحب قبول کرلیا کرتے تھے + اور امام محمد بواسطہ
امام ابو حنیفہ اور حماد کے روایت کرتے ہین کہ ابراہیم نخعی
زہیر بن عبد الله ازدی کے پاس گئے اور وہ عامل حلوان کا
تہا وہ اور ابو ذر ہمدانی اپنے وظیفہ کو طلب کرتے تھے امام
محمد کہتے ہین ہمارا عمل اسی پر ہے جبتک یہ نہ معلوم ہو کہ
یہ خاص مال حرام ہے اور یہی قول ابو حنیفہ اور
اُنکے شاگردون کا ہے + اور جو اسکو جائز نہین
کہتے اُنکی دلیل یہ ہے کہ حبیب بن ابی ثابت کہتے
ہین کہ کسی امیر نے ابو ذر رض کی خدمت مین کچھہ مال بھیجا ابو ذر
نے پوچھا کیا سب مسلمانون کے پاس اتنا اتنا مال بھیجا
ہے کہا نہین کہا تو لیجا پھر پڑہی یہ آیت جسکا ترجمہ یہ ہے
ہرگز نہین وہ تپتی آگ ہے کھینچ لینے والی کلیجا
اور حضرت عثمان بن عفان رضی الله عنه حضرت

رضی اللہ انہ مر بابی ذر وھو نائم علی حائط
المسجد فقال لغلامہ خذ ہذہ الدنانیر
واقعد ھھنا حتی یستیقظ ہذا الرجل فادفع
الیہ ہذہ الدنانیر فان قبلھا منک فانت
حر فلما استیقظ فاعطاھا ایاہ فابی ان یقبل
فقال لہ الغلام خذھا فان فیہ فکاک
رقبتی من الرق فقال لا اخذھا فان فیہ
استرقاق رقبتی وروی عن ابی وائل انہ
قال درہم من تجارۃ احب الیّ من عشرۃ
من عطایا وروی عبد المنعم بن ادریس عن
ابیہ عن وہب قال جاء رجل الی ابی الدرداء
فقال یا ابا الدرداء ان فلانا شتمنی فظلمنی
فقال لہ ابو الدرداء ان کنت صادقا فلا
یمر بک الایام حتی یعاقبہ اللہ تعالی قال
فما مر بہ الایام حتی دخل علی الامیر فاجاز
الامیر ذلک الظالم بعشرۃ الاف درہم فارسل
ابو درداء الی صاحبہ فقال صدقت یا اخی
قد عاقبہ اللہ تعالی عقوبۃ عظیمۃ فقال
یا ابا الدرداء انعد ہذہ الجائزۃ عقوبۃ

ابوذر پر گذرے اور وہ مسجد کی دیوار پر پڑے سوتے تھے پس
غلام کو کہا یہ دینار لے اور یہان بیٹھا رہ جب یہ شخص جاگے
تو یہ دینار اسکو دیدینا اگر لیلیوے تو تو آزاد ہے جب وہ جاگے
تو اُسنے وہ دینار دیے ابوذر نے انکار کیا غلام نے کہا لیجیے
آپکے لیلینے مین میری آزادی ہے کہا مین تو نہین لیتا کیونکہ
اسمین میری غلامی ہے + اور ابو وائل کہتے ہین ایک درم
تجارت کا دس درمون سے جو کسی امیر نے عطا کیے
ہون بہتر ہے میرے نزدیک + اور عبد المنعم اپنے باپ کے
واسطہ سے وہب سے روایت کرتے ہین کہ ایک
شخص ابودرداء کی خدمت مین حاضر ہوا اور کہا اے
ابودرداء فلان شخص نے مجھے برا بھلا کہا مجھپر ظلم کیا
کہا ابودرداء نے اگر تو سچا ہے تو تھوڑا زمانہ گذرنے
دے اللہ اُسکو عذاب مین مبتلا کریگا راوی کہتے
ہین کہ تھوڑے سے دن گزرے تھے کہ وہ شخص
ظالم کسی امیر کے پاس گیا امیر نے دس ہزار درم دیے
پس ابودرداء نے فریادی کو بلایا اور کہا اے میرے
بھائی تو سچا ہے اللہ تعالے نے اُسکو سخت عذاب
مین گرفتار کیا ہے پس کہا اُسنے اے ابودرداء
کیا انعام کو آپ عذاب شمار کرتے ہین +

قال والله لو جلد على ظهره عشرة الاف اسواط كنت ارجى له من جائزة عشرة الاف درهم قال الفقيه رحمه الله قبول الجائزة عندنا على وجهين فان كان الامير غالب امواله الرشوة و الاخذ بغير حق فلا يجوز قبول جائزته الا ان يعلم ان الذي بعث اليه اصابه من حلال ولو كان الامير غالب امواله ميراثا ورثه من حلال وتجارة اكتسبها فلا باس بان يقبل ما لم يعلم ان الذي بعث اليه من حرام او شبهة وتركه افضل في الوجهين جميعا

باب النهي عن النظر في بيت غيره

قال الفقيه رحمه الله لا يجوز لاحد ان ينظر في بيت غيره بغير اذن صاحبه فان فعل فقد اساء فهما اثم مسيئ في فعله فان نظر ففقا صاحب البيت عينيه فقد اختلف الناس فيه قال بعضهم لا شيء عليه وقال بعضهم عليه الضمان وبه ناخذ فاما من قال لا شيء عليه فقد ذهب الى ما روى ابن شهاب عن سهل بن سعد

کہا اللہ کی قسم ہے اگر اسکی پشت پر دس ہزار کوڑے پڑیں تو مجھکو اچھے ہونیکی زیادہ امید ہوتی بہ نسبت دس ہزار درہم کے ۔ کہا فقیہ رح نے قبول انعام یا وظیفہ یا تحفہ کی قبول کرنیکے دو حکم ہیں اگر اکثر مال امیر کا رشوت اور ناحق کا ہو تو قبول کرنا جائز نہیں ہاں اگر یہ جانے کہ یہ مال خاص حلال کا ہے تو جائز ہے ۔ اور اگر اکثر مال حلال کا ہے میراث میں پہنچا ہے یا تجارت سے حاصل ہوا ہے تو قبول کرنے میں مضایقہ نہیں جب تک یہ نہ معلوم ہو کہ جو مال خاص بھیجا ہے وہ حرام ہے یا اسمیں شبہہ ہے اور قبول نکرنا دونوں صورتوں میں افضل ہے جو بھیجا مشتبہ ہو

باب میں دوسرے کے گھر میں جھانکنے کی ممانعت کا بیان ہے

کہا فقیہ رح نے جائز نہیں کہ کوئی شخص کسیکے گھر بغیر اجازت کے جھانکے اگر جھانکے گا تو گنہگار ہوگا ۔ اگر جھانکا اور صاحب خانہ نے اسکی آنکھہ پھوڑ دی تو اسمیں علماء نے اختلاف کیا ہے بعضوں نے کہا صاحب خانہ پر کچھہ نہیں بعضوں نے اسپر دیت ہے اور اسی پر ہمارا عمل ہے ۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ صاحب خانہ پر کچھہ نہیں انکی دلیل یہ ہے کہ ابن شہاب سہل بن سعد ساعدی سے

الساعدي ان رجلا اطلع في بيت رسول الله
عليه الصلوة والسلام ومع رسول الله مدرى
يحك به راسه فلما رأه رسول الله عليه الصلوة
والسلام قال لو اعلم ان تنظر الى لطعنتك
به في عينك انما جعل الاذن من اجل النظر
وروى ابو الزناد عن الاعرج عن ابي هريرة
قال قال ابو القاسم صلى الله عليه وسلم لو
ان امراء اطلع عليك بغير اذن فخذفته
بحصاة ففقأت عينه لم يكتب عليك جناح
واما من قال انه يجب الضمان عليه لان الله
تعالى قال فمن اعتدى عليكم فاعتدوا عليه
بمثل ما اعتدى عليكم وقال فان عاقبتم فعاقبوا
بمثل ما عوقبتم به فالخبر جاء مخالف لكتاب الله
تعالى ويحتمل ان الخبر منسوخ او له معنى سوى
معنى ظاهره والخبر اذا كان مخالفا لكتاب
الله تعالى فلا يجوز العمل به واحتمل ان
الخبر كان قبل نزول قوله تعالى وان
عاقبتم الاية واحتمل ايضا ان الخبر على وجه
الوعيد والتهديد لا على وجه الحتم وقد

روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلعم کے
گھر میں جھانکا اور آپکے ہاتھ میں خارپشت تھا اُس
سے سر کھجا رہے تھے جب رسول اللہ صلعم نے دیکھا تو
فرمایا اگر مجھے خبر ہوتی کہ تو جھانکیگا تو میں تیری آنکھ
میں اس خارپشت سے کونچا مارتا اجازت تو دیکھنے ہی کے
واسطے مقرر کی گئی ہے ۔ اور ابو الزناد بواسطۂ اعرج کے
ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا ابو القاسم صلعم نے
اگر کوئی شخص تیرے گھر میں جھانکے اور تو کنکر سے اُسکی آنکھ
پھوڑ دے تو تجھپر کچھ گناہ نہیں بدلے اور جو لوگ کہتے ہیں
کہ اُسپر دیت واجب ہے اسلیے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے جو
جنے تمپر زیادتی کی تم اُسپر زیادتی کرو جیسے اُسنے زیادتی کی
اور دوسری آیت میں فرمایا اور اگر بدلا دو تو بدلا دو اُسقدر
جتنی تمکو تکلیف پہنچی اس حدیث مخالف اللہ کی کتاب کے ہے اور احتمال ہے
کہ حدیث منسوخ ہے یا اس حدیث کی معنی سوا معنی ظاہر
کے اور ہوں اور حدیث جبکہ مخالف ہو کتاب اللہ کے
تو قابل عمل نہیں اور احتمال ہے کہ یہ حدیث آیت کے
پہلے نازل ہوئی ہوگی یعنے وان عاقبتم الخ جسکا ترجمہ پہلے
گذرا اور احتمال ہے کہ حدیث سے ڈرانا دھمکانا مراد
ہو نہ اوپر وجہ وجوب کے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم

كان النبي عليه الصلوة والسلام يتكلم بكلام
في الظاهر واراد له شيئاً آخر كما جاء في الخبر
ان عباس بن مرداس السلمي لما مدح رسول
الله صلى الله عليه وسلم قال لبلال قم فاقطع
لسانه انما اراد بذلك ان يدفع اليه شيئاً
لم يرد به القطع في الحقيقة فكذلك هذا
ثم احتمل انه ذكر فقاء العين والمراد به ان
يعمل به عملا لا ينظر بعد ذلك في البيت

باب النهي عن التعرض للتهمة

قال الفقيه رح لا ينبغي للرجل ان يعرض نفسه
للتهمة ولا يجالس اهل التهمة ولا يخالطهم فانه
يصير متهما وقال الله تعالى اذا سمعتم ايات الله
يكفر بها الاية وقال النبي عليه الصلوة والسلام
من تشبه بقوم فهو منهم وعن لقمان الحكيم انه
قال من يصحب صاحب السوء لا يسلم ومن يدخل
مداخل السوء يتهم ومن لا يملك لسانه يندم وروي
هذا اللفظ ايضا عن رسول الله عليه الصلوة و
السلام وروي عن ابن شهاب عن علي بن الحسين
ان النبي عليه الصلوة والسلام اتته صفية

کبھی ایسی بات فرمایا کرتے تھے کہ ظاہری معنی اُسکے اور
ہوتے تھے اور مُراد آپکی اور ہوتی تھی جیسا حدیث مین آیا
ہے کہ عباس بن مرداس سلمی نے جب رسول اللہ صلعم کی تعریف
مین قصیدہ پڑہا تو آپنے بلال کو فرمایا اٹھو اسکی زبان کتر ڈالو
آپکی مُراد اس سے یہ تہی کہ اُسکو کچھہ دیدو حقیقی معنے مراد نہی
اسیطرح اس حدیث کو بھی سمجھنا چاہیے پہر احتمال ہے کہ
آپکی آنکھہ پہوڑنے سے مُراد یہ ہو کہ اُسکے ساتھہ ایسا کام کرنا
چاہیے کہ پہر نہ جہانکے

ستتہوین باب بیچ اس امر کا بیان ہے کہ آدمی کو تہمت کی جگہہ سے بچنا چاہیے

کہا فقیہ رح نے آدمی کو
لائق نہین کہ اپنے آپکو محل تہمت بناوے اور جو لوگ متہم ہین
اُنکی صحبت مین نہ بیٹھے اُنسے ربط ضبط نہ رکھے کیونکہ اگر ایسا
کریگا تو یہ بھی متہم ہوگا اور اللہ تعالے نے فرمایا ہے جب تم کسی
مجلس میں اللہ کی آیتوں سے انکار اور ہنسی کیجاتی سنو تو تم وہان
نہ بیٹھو اور فرمایا نبی علیہ السلام نے جو کسی قوم کے ساتھ تشابہ
پیدا کرے وہ اُنہین مین شمار ہے اور حکیم لقمان نے فرمایا ہے جو
بُری صحبت مین بیٹھیگا وہ سالم نہ رہیگا جو بری جگہہ جائیگا وہ
متہم ہوگا جو اپنی زبان پر قادر نہ ہوگا وہ نادم ہوگا اور یہی لفظ
رسول اللہ صلعم سے بھی مروی ہین اور ابن شہاب علی بن حسین سے

روایت ہے کہ آنحضرت علیہ السلام معتکف تھے مسجد مین

صفته یعنی فی المسجد فلما رجعت انطلق معها
فمر به رجلان من الانصار فقال لهما انما
هی صفیة قالا سبحان الله تعالی قال ان
الشیطان یجری من ابن ادم مجری الدم ولقد
خشیت ان تظنا فهلکا وروی عن النبی علیه
الصلوة والسلام انه قال من کان یؤمن بالله
والیوم الاخر فلا یقفن موقف التهمات ؛

باب الرفق

قال الفقیه رحمه الله ینبغی
للمسلم ان یستعمل الرفق فی کل شیء ویستعمل
التواضع من غیر ذل وروی عن النبی علیه
الصلوة والسلام انه قال ما دخل الرفق فی شیء
الا زانه وما دخل الخرق فی شیء الا شانه و
روی مجاهد عن النبی علیه الصلوة والسلام
انه قال لو نظر الناس الی خلق الرفق لم یروا
مما خلق الله تعالی مخلوقا احسن منه ولو نظر
الناس الی خلق الخرق لم یروا مخلوقا اقبح
منه وروی عروة عن عائشة ان رجلا استاذن
علی رسول الله علیه الصلوة والسلام فقال
ائذنوا له فبئس ابن العشیرة او بئس اخو

یعنی مسجد مین جب وہ وہان سے گہر کو پہرین تو آپ انکو پہنچانے
آئے رستہ مین دو انصاری جاتے ہوئے آپنے فرمایا یہ صفیہ
ہین انہون نے کہا سبحان اللہ آپ کیا فرماتے ہین فرمایا شیطان
آدمی کی رگو مین خون کی مانند پہرتا ہے مین ڈرا کہ کبہی تم بدگمانی
کرو اور ہلاک ہو جاؤ اور نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے جو شخص اللہ
اور رسول اور روز قیامت پر ایمان لائے اسکو چاہیے کہ
تہمت کی جگہ کہڑا بہی نہو ؛

اٹہسٹھوین باب مین یہ بیان ہے کہ ہر کام مین نرمی اچہی ہے

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے لائق ہے مسلمانکو کہ ہر کام مین نرمی
برتے اور تواضع اختیار کرے بغیر ذلت کے ؛ اور نبی علیہ السلام سے
مروی ہے کہ آپنے فرمایا نرمی کسی چیز مین داخل نہین ہوتی مگر
اسکو زینت دیدیتی ہے اور نہین داخل ہوتی سختی کسی چیز مین مگر
عیب دار کر دیتی ہے اسکو ؛ اور مجاہد نبی علیہ السلام سے روایت کرتے
ہین کہ آپنے فرمایا اگر انسان نرمی کی خوبی کیطرف خیال کرتا
تو تمام مخلوق سے بہتر جانتا ہے اور اگر سختی کی برائی کی طرف
دہیان کرتا ہے تو مخلوق خدا مین اس سے زیادہ کسیکو برا نہین
جانتا ؛ اور عروہ حضرت عائشہ رض سے روایت کرتے ہین کہ
ایک شخص نے رسول اللہ صلعم کے گہر مین آنیکی اجازت مانگی آپنے فرمایا
صحابہ کو بلالو برا ہے ابن العشیرہ یا فرمایا اخ العشیرہ

العشيرة فلما دخل الان له القول فقلت له يا
رسول الله لقد قلت ما قلت ثم النت له القول
فقال ان شر الناس منزلة يوم القيمة من اكرمه
الناس اتقاء فحشه وقال ابو الدرداء انا لنكشر
في وجوه اقوام وان قلوبنا لتلعنهم وقال النبي
عليه الصلوة والسلام طوبى لمن تواضع في غير
منقصة وانفق مالا جمعه من غير معصية و
رحم اهل الذلة والمسكنة وخالط اهل الفقه
والحكمة وروى هشام بن عروة عن ابيه عن
عائشة رضي الله عنها ان رجلا خاصم الى النبي
عليه الصلوة والسلام فقال وهو يخاصم حسبي
الله ونعم الوكيل فقال النبي عليه السلام ان
الله يلوم عبدا على العجز فابل نفسك عذرها
في جهتها ثم قال حسبي الله ونعم الوكيل وقال
لقمان لابنه يا بني لا تكن مرا فتلفظ ولا تكن
حلوا فتبتلع وقال ابراهيم النخعي في قوله تبارك
وتعالى والذين اذا اصابهم البغي هم ينتصرون
قال كانوا يكرهون للمؤمن ان يذل نفسه
وروى عن عائشة ان امرأة سالتها فقالت

جب اُنکی خدمت مین حاضر ہوا تو آپ نے اُسکے ساتھ نرمی سے
گفتگو فرمائی حضرت عائشہ کہتی ہین مین نے عرض کیا یا رسول اللہ
آپنے پہلے تو اُسکے حق مین وہ کچھہ فرمایا پھر ملائمیت سے گفتگو
کی اسکا کیا سبب ہے آپنے فرمایا سب مین بُرا قیامت کو وہ آدمی
ہے کہ لوگ اُسکی بُرائی کے خوف سے اُسکی تعظیم تکریم کرین +
اور ابو درداء کہتے ہین کہ ہم بہت لوگون کے سامنے دانت نکالتے
ہین اور دل سے اُنکو لعنت کرتے ہین اور نبی علیہ السلام نے
فرمایا خوشخبری ہو اُس شخص کو جو تواضع کرے بغیر امید کسی فائدہ کے
اور خرچ کرے حلال مال کو نیک باتون مین اور رحم کرے مسکین
ذلیل پر اور پیدا کرے اہل علم والون سے ربط ضبط رکھے + اور
ہشام بن عروہ بواسطہ اپنے باپ کے حضرت عائشہ سے روایت
کرتے ہین کہ ایک شخص نبی صلعم کی خدمت مین جھگڑا لیکر آیا پھر
وہ دوسرے شخص سے جھگڑتا جاتا تھا اور کہتا تھا اللہ مجھکو
کافی ہے اور وہی بہتر وکیل ہے سو فرمایا نبی صلعم نے اُس بندے
کو اللہ ملامت کرتا ہے جو خواہ مخواہ اپنے آپکو عاجز بنا دے جب
تجھکو عذر ہو اُسکو بیان کر پھر حسبی اللہ ونعم الوکیل کہہ + اور لقمان
نے اپنے بیٹے کو کہا اے بیٹے نہ اتنا کڑوا بن جو تجھی کو کوئی
تھوک دے اور نہ اتنا میٹھا بن جو تجھے نگل لے + اور کہا
ابراہیم نخعی نے تفسیر مین اس قول اللہ تعالی کے والذین اذا

ان لی جیرانا یهینونی وجیرانا یکرمونی فقالت

عائشة رضی الله عنها اهنی من اهانك واکرم

من اکرمك قال الفقیه رح هو الذی قالت

عائشة رضی الله عنها هو العدل والانصاف و

اما من اخذ بالفضل واحسن من اساء الیه فهو

افضل لان الله تعالی قال وجزاء سیئة سیئة مثلها

ثم قال فمن عفی واصلح فاجره علی الله و

یقال ثلثة من اخلاق اهل الجنة لا یوجد الا

فی الکریم الاحسان الی من اساء الیه والعفو

عن من ظلمه والبذل لمن حرمه وهذا موافق

بقول الله تعالی خذ العفو وامر بالعرف

واعرض عن الجاهلین وروی عن علی بن زید

عن سعید بن المسیب عن النبی علیه الصلوة و

السلام انه قال رأس العقل بعد الایمان

بالله مداراة الناس واهل المعروف فی الدنیا

هم اهل المعروف فی الآخرة ولن یهلك

امرء بعد المشورة باب فضل

العصا۔ قال الفقیه رح روی میمون

بن مهران عن عبد الله بن عباس رضی

کہ میرے پڑوسیون مین سے بعضے میری اہانت کرتے ہین اور بعضے

اکرام کرتے ہین فرمایا جو تیری اہانت کرتے ہین تو انکی اہانت کر

جو تجہکو اکرام کرین انکو اکرام کر۔ کہا فقیہ رح نے جو حضرت عائشہ نے

جواب مین فرمایا انصاف یہی ہے مگر جو کوئی فضیلت کو

اختیار کرلے اور برے کے ساتہہ بہلائی کرے تو یہ بات بہتر ہے

اسلیے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے اور بدلہ برائی کا برائی ہے ویسی ہی

پہر فرمایا جو کوئی معاف کرے اور اصلاح کرے تو اسکا ثواب اللہ کے

ذمہ ہے اور یہ بہی مشہور ہے کہ تین خصلتین جنتیون کے اخلاق سے

ہین نہین پائی جاتین وہ کسی مین مگر جو کریم النفس ہو جو اپنے ساتہ

برائی کرے اسکے ساتہ احسان کرنا جو ظلم کرے اسکو معاف کرنا

جو اپنے آپکو محروم کردے اسپر خرچ کرنا اور یہ اللہ تعالی کی اس بات کے

موافق ہے (اختیار کر معاف کرنا اور کہہ نیک کام کو اور کنارہ کر

جاہلون سے) اور علی بن زید بواسطہ سعید بن مسیب کے نبی صلعم سے روایت

کرتے ہین کہ آپنے فرمایا اللہ پر ایمان لانیکے بعد عقل کی یہ

بات ہے کہ مخلوق سے مدارات پیش آئے اور اہل معروف دنیا کے وہی

اہل معروف ہین آخرت کے اور بعد مشورہ کے کوئی شخص نقصان

نہین اٹہاتا۔ اٹہترواں باب عصا رکہنی کے

فضیلت کا بیان ہے، کہا فقیہ رح نے میمون بن مہران

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین

الله عنه انه قال امساك العصا سنة الانبياء
صلوات الله عليهم اجمعين وعلامة المؤمنين
وقال الحسن البصري رضي الله عنه للعصا ذة
ستة خصال سنة الانبياء وزين الصالحين
وسلاح على الاعداء يعني الكلب والحية و
غير ذلك وعون الضعفاء وغم المنافقين
وزيادة في الحسنات ويقال اذا كان المؤمن
مع العصا يهرب الشيطان منه ويخشع منه
المنافق والفاجر ويكون قبلته اذا صلى و
قوته اذا اعيى وفيها منافع كثيرة كما قال
الله تعالى في قصة موسى عليه السلام قال
هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّأُ عَلَيْهَا الاية + باب

زوال الدنيا عن المؤمن

قال الفقيه رح روى عن معاوية بن ابي سفيان
قال اما ابو بكر فلم يرد الدنيا ولم ترده و
اما عمر فقد ارادته ولم يردها واما عثمان
فقد نال منها ونالت منه اما نحن فقد
تمرغنا فيها ظهر البطن فلا ندري الى ما
يصير الامر وقال زيد بن ارقم كنا عند

کہ عصا کا ہاتھ میں رکھنا تمام انبیا صلوات اللہ علیہم اجمعین
کی سنت ہے اور مسلمانون کی علامت ہے۔ اور کہا حسن بصری رح
نے عصا مین چھہ خوبیان ہین نبیونکی سنت ہے نیکون کی
زینت ہے اور دشمنون مثل کتے اور سانپ وغیرہ کے لیے
ہتیار ہے اور ضعیفون اور ناتوانون کا مددگار رہے +
اور منافقون کے لیے چھڑکی ہے اور نیکیون مین زیادتی
ہے + اور کہا گیا جب مؤمن کے ہاتھہ مین لاٹھی ہوتی ہے
شیطان بہاگ جاتا ہے اور منافق اور فاجر اس سے ڈرتا ہے
اور جب نماز پڑہتا ہے تو سترہ بنجاتا ہے اور جب تہک
جاتا ہے تو اس سے سہارا لیلیتا ہے اور عصا مین اور بہی بہت سے
نفع ہین جیسا کہ اللہ تعالے نے موسی علیہ السلام کے قصہ مین فرمایا ہے
کہا موسی نے یہ میرا عصا ہے اسپر تکیہ لگا لیتا ہون الخ + شعر ...

باب مین بیان ہے کہ مؤمن کو دنیا کم ملتی ہے

کہا فقیہ رح نے حضرت معاویہ سے مروی ہے کہ انہون نے فرمایا لیکن ابو بکر
نے تو دنیا کی خواہش نہین کی اور نہ دنیا نے انکی خواہش کی
اور مگر عمر انہون نے دنیا کی خواہش نہین کی مگر دنیا نے انکی
خواہش کی اور لیکن عثمان انہون نے دنیا سے کچھہ لیا اور دنیا نے
انسے کچھہ لیا لیکن ہم تو سراپا دنیا مین بہرے ہوے ہین نہین جانتے
کہ ہمارا انجام کیا ہو + اور کہا زید بن ارقم نے ہم ابو بکر

ابی بکر فدعا بشراب فاتی بماء وعسل فلما دنی
من فیه بکی فبکینا لبکائه فسکتنا ولم نسکت ثم
مسح عینیه فقلنا ما هاجك یا خلیفة رسول الله
قال کنت مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فرأیته
یدفع عن نفسه شیئا ولم ار معه احدا فقلت
یا رسول الله اراك تدفع عن نفسك شیئا ولا
اری معك احدا فقال هذه الدنیا تمثلت لی
فقلت لها الیك عنی فتنحت عنی فقالت اما
ان تفلت عنی فلا تفلت عنی من بعدك فخشیت
ان یلحقنی ثم وضع الاناء من یده ولم یشرب
قال الفقیه رضی الله عنه من اصاب شیئا من
الدنیا من الحلال فلا یکون اثما فی اخذه و
لکن لو ترکه کان انفع لآخرته لان النبی علیه
الصلوة والسلام قال حلالها حساب وحرامها
عذاب وقال عبد الله بن عمر من اصاب شیئا
من الدنیا نقص من آخرته وان کان کریما
علی الله تعالی

باب علامة الساعة

قال الفقیه رح روی عن وکیع عن سفیان
عن قتادة عن ابی الفضل عن حذیفة بن اسید

کے پاس بیٹھے ہوئے تھے سو ابوبکر نے پانی مانگا لوگوں نے شربت
شہد کا پیش کیا جب اسکو مونہہ کے قریب لیگئے روئے ہم بھی انکے رونے لگے
سو ہم تو چپکے ہو رہے اور وہ چپکے نہوئے پھر آنکھیں پونچھیں ہمنے
عرض کیا کس چیز نے آپکو ستایا رُلایا اے خلیفہ رسول اللہ کے کہا میں تھا
میں رسول اللہ صلعم کے ساتھ سو میں نے دیکھا کہ آپ کسی چیز کو اپنی طرف سے
ہٹاتے ہیں اور ظاہر میں وہاں کوئی بھی نہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ
میں آپکو دیکھتا ہوں کہ کسی چیز کو ہٹاتے ہیں حالانکہ یہاں کوئی
چیز نہیں آپنے فرمایا یہ دنیا کی تصویر میرے سامنے آکر کھڑی ہو گئی
میں نے کہا دور ہو وہ دور ہو گئی پھر اُسنے کہا اگر آپ میرے پنجے
سے نکل جائینگے تو جو لوگ آپکے بعد ہونگے وہ میرے پنجے سے کیونکر چھوٹینگے
سو میں ڈرا کہ کبھی دنیا مجھے نہ آ دبائے پھر ہاتھ سے برتن رکھدیا اور
شربت نہ پیا کہا فقیہ رح نے اگر کسی شخص کو کوئی چیز دنیا کی حلال
ملجاتے تو اُسکے لینے میں کچھ گناہ نہیں مگر نہ لینا پھر بھی بہتر ہے اسلیے
کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا حلال میں حساب ہوگا اور حرام میں عذاب
اور فرمایا حضرت عبد اللہ بن عمر نے جس کسی کو دنیا میں سے کچھ حصہ
پہنچا تو آخرت میں اُتنے ہی حصہ کا نقصان ہوا اگرچہ وہ اللہ کے نزدیک
مقبول ہو

اٹھترواں باب قیامت کی علامتوں کا بیان ہے

کہا فقیہ رح نے وکیع اپنی سند سے حذیفہ بن اسید
سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلعم نے

قال اطلع النبی علیه الصلوٰة والسلام من
غرفة ونحن نتذاكر الساعة فقال لا تقوم حتی
یکون عشر ایات طلوع الشمس من مغربها و
الدجال والدخان ودابة الارض ویاجوج
وماجوج ونزول عیسیٰ علیه السلام وثلث خسوف
خسف بالمشرق وخسف بالمغرب وخسف
بجزیرة العرب ونار یخرج من قعر عدن تسوق
الناس الی المحشر تبیت معهم اذا باتوا وتقیل
معهم اذا قالوا وروی ابن عمر عن النبی علیه
الصلوٰة والسلام انه قال اذا ذکر عنده الدجال
قال انما امره لا یخفی علیکم ان الله تعالیٰ لیس
باعور وان المسیح الدجال اعور بعین الیمنی کان
عینه الیمنی عنبة طافیة وروی انس بن مالک
عن النبی علیه الصلوٰة والسلام قال ما بعث
الله تعالیٰ من نبی الا انذر قومه بالاعور
الکذاب انه اعور وان ربکم لیس باعور
مکتوب بین عینیه کافر بالله یقرأ کل مؤمن
وروی حذیفة عن النبی علیه الصلوٰة و
السلام انه قال ان مع الدجال ماء ونارا

کہڑکی سے جہانکا اور ہم قیامت کا ذکر کر رہے تہے سو فرمایا آپ نے
قیامت نہ آئیگی جب تک دس باتین ظہور مین نہ آئین آفتاب
کا طلوع ہونا مغرب سے آنا دجال کا پیدا ہونا دہوین کا نکلنا ایک
جانور کا زمین سے آنا یاجوج ماجوج کا حضرت عیسیٰ علیه السلام
کا آسمان سے نازل ہونا اور تین جگہہ سے زمین دہنسیگی ایک جگہ
مشرق مین ایک جگہ مغرب مین ایک جگہ جزیرۂ عرب مین اور
ایک آگ عدن سے نکلیگی اور تمام مخلوق کو میدان حشر کی طرف
ہانکیگی رات گذاریگی انکے سات جب وہ راتکو ٹہیرینگے اور قیلوله
کریگی وہ آگ انکے سات جب وہ آرام کے لیے دوپہر کو ٹہیرینگے ۔ اور حضرت
ابن عمر روایت کرتے ہین کہ نبی علیه السلام کے سامنے جب کبہی دجال
کا ذکر آتا تو آپ فرماتے دجال کا حال تم پر پوشیدہ نرہیگا کیونکه الله تعالیٰ
کانا نہین اور مسیح دجال داہنی آنکہہ سے کانا ہے گویا داہنی آنکہہ
اسکی انگور اُبہرا ہوا ہے ۔ اور انس بن مالک کہتے ہین کہ نبی علیه
السلام نے فرمایا نہین بہیجا الله تعالیٰ نے کوئی نبی مگر اُس
نبی نے دجال کانے کذاب سے اپنی قوم کو خاصکر ڈرایا ہے
سُن لو وہ کانا ہے اور تمہارا پروردگار کانا نہین دجال کے
دونون آنکہون کے درمیان ماتہے پر لفظ کافر لکہا ہوا ہے ہر
ایماندار پڑہا ان پڑہا اسکو پڑہ سکیگا اور حضرت حذیفه نبی علیه السلام
روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا کہ دجال کے سات ہین پانی اور آگ

فنارہ ماء وماءہ نار وترمذی عن فاطمۃ بنت
قیس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخر
لیلۃ صلوۃ العشاء ثم خرج ثم قال انما حبسنی
حدیث کان یحدثنی تمیم الداری ان ابن
عم لہ رکب البحر فوقع فی جزیرۃ من جزائر
البحر فاذا ھو بقصر فیہ رجل یجر شعرہ
مسلسل علیہ الاغلال فقال لہ من انت
فقال انا الدجال فقال الدجال اخرج رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الامین بعد ام
لا قال نعم قال فاطاعوہ ام عصوہ قال
اطاعوہ قال ذلک خیر لھم قال الفقیہ رح
الناس قد اختلفوا فی امرہ قال بعضھم انہ
محبوس بعد و یخرج فی اخر الزمان وقال
بعضھم انہ لم یولد بعد و سیولد فی اخر
الزمان و یخرج و یدعو الناس الی عبادۃ
نفسہ فیتبعہ من الیھود مالا یحصی علیہ
و یطوف فی البلدان و یفتتن بہ کثیر من
الناس ثم ینزل عیسے بن مریم صلوات اللہ
علیہ فیقاتلہ فیقتلہ و یظھر الاسلام فی

دونون ہونگے جو آگ ہوگی وہ حقیقت مین پانی ہوگا اور جو پانی ہوگا
وہ حقیقت مین آگ ہوگی + اور فاطمہ بنت قیس روایت کرتی ہین کہ
رسول اللہ صلعم نے ایک رات عشا کی نماز مین دیر کی پہر باہر تشریف لاکے
اور فرمایا ایک بات کی وجہ سے مجھکو دیر ہوگئی وہ بات یہ ہے کہ تمیم داری
کہتے ہین کہ میرا چچیرا بہائی دریا کے سفر کو گیا تہا وہان اُسکا جہاز
طوفان مین آکر کسی جزیرہ سمندر کے کنارہ جا لگا اور لوگ وہان اُتر
پڑے مین نے وہان ایک بڑا مکان دیکہا اُسمین ایک شخص لنبی بالون
والا طوق و زنجیرون مین جکڑا پڑا ہے مین نے اُس سے پوچہا تو کون ہے
کہا مین دجال ہون پہر دجال نے پوچہا کیا نبی امین صلعم ابتک مبعوث
ہوئے یا نہین مین نے کہا مبعوث ہوگئی پوچہا لوگون نے انکی اطاعت کی
یا نافرمانی مین نے کہا اطاعت کر کہا یہ بات انکے واسطے بہتر ہوئی +
کہا فقیہ رحمہ نے علماء دجال کا باہمی اختلاف کیا ہے بعضون نے کہا
ابتک قید ہے اخیر زمانہ مین نکلیگا اور بعضی کہتے ہین کہ وہ ابتک
پیدا ہی نہین ہوا اخیر زمانہ مین پیدا ہوگا اور مخلوق سے اپنی
پرستش چاہیگا۔ یہودی بیشمار اُسکے ساتھ ہو جاوینگے اکثر شہرون
مین پہریگا بہت سی مخلوق اُسکے فریب مین گرفتار ہو جائیگی
پہر حضرت عیسے علیہ السلام اُترینگے اُسکو قتل کرینگے اور
اسلام تمام روے زمین پر پہیل جائیگا واللہ اعلم
بالصواب

جميع الارض والله اعلم باب حد

الكلام

قال الفقيه رحمه الله ينبغي للعاقل ان يكون كلامه بالوزن ويكون الكلام في موضعه ولا يتكلم بما لا يعنيه فاذا اشتغل بما لا يعنيه فانه ما يعنيه ولا يجيب عما لا يسئل فان ذلك علامة تخفف الرجل ولا ينبغي للعاقل ان يغضب على ما لا فائدة فيه فانه يقال علامة جهل الرجل ان يلعن الدواب ويشتمها فان الدواب لا يعرفن الادعاء والنداء فالاشتغال بشتمهن وقذفهن جهل تام وروى عن النبي عليه الصلوة والسلام انه سمع رجلا يلعن الريح فقال النبي عليه السلام من لعن شيئا لم يكن اهلا لها رجعت اللعنة اليه وروى ابو المليح عن ابيه ان رجلا من اصحاب النبي عليه الصلوة والسلام كان رديفه على دابة فعثرت بهما الدابة فقال الرجل تعس الشيطان فقال النبي عليه الصلوة والسلام لا تقل تعس الشيطان فانه عند ذلك يتعاظم

بہترّوین باب مین یہ بیان ہے کہ کلام و گفتگو مین اپنی حد سے تجاوز نکیا جائے

کہا فقیہ رحمہ نے عاقل کو لائق ہے کہ اُسکا کلام وزن دار یعنی موزون اور اپنے موقع سے ہو اور بیفائدہ باتین نکرے اگر بیفائدہ باتون مین مشغول ہوگا تو کچھ فائدہ نہوگا اور جو بات تجھسے نہ پوچھی جاے اُسکا جواب نہ دے اسلیے کہ یہ بات ہلکی پن کی ہے اور عاقل کو لائق نہین بیفائدہ غصہ کرے اسلیے کہ کہا گیا ہے آدمی کے جہل کی یہ علامت ہے کہ جانورون کو گالی دے اسلیے کہ جانور نہین پہچانتے مگر پکارنا اور چلانا پھر جانورونکے بُرے بہلے کہنے مین مشغول ہونا کمال جہل ہے اور مروی ہے نبی علیہ السلام سے ایک آدمیکو آپنے سُنا کہ ہوا کو لعنت کرتا تھا آپنے فرمایا جو کوئی لعنت کرے ایسی چیز کو جو لعنت کے قابل نہو تو لعنت کہنے والے پر آئیگی + اور ابو الملیح اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ صحابہ مین سے ایک شخص نبی کے ردیف تھے وہ جانور دونون کو لیکر گر گیا پس اُس شخص نے کہا ہلاک ہو جیو شیطان سو فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یون نہ کہو کیونکہ اس سے تو شیطان اتنا پھولتا ہے کہ گھر مین سما جاتا ہے ہان بسم اللہ کہو کیونکہ اِس سے

حتى يكون ملأ البيت ولكن قل بسم الله
فانه يصغر حتى يكون مثل الذباب وروى
سماك بن حرب عن ابي لفافة العدوي قال
اخذت بكرا ودخلت المدينة وانا اريد
بيعه فمر بي ابو بكر الصديق رضي الله عنه فقال
يا اعرابي اتبيع البكر فقلت نعم يا خليفة
رسول الله فقال بكم تبيعه فقلت بمائة و
خمسين درهما قال تبيعه بمائة فقلت لا
عافاك الله فقال لا تقل لا عافاك الله و
لكن قل عافاك الله لا قال ابو الليث فقد علم
ابو بكر هذا الكلام يعني بقوله لا تقل لا عافاك
الله لانه يشبه الدعاء بنفي العافية و
ينبغي للعاقل ايضا اذا سمع حديثا انكره و
لم يكن سمعه ان لا يقول الحديث كذب
ولا يقول ايضا هو صدق لانه لو صدقه
فلعله يكون كذبا ولو كذب به فلعله يكون
صدقا ولكن يقول لم يبلغني هذا الحديث
ولا اعرفه وروى يحيى بن ابي كثير عن ابي
هريرة قال كان اهل الكتاب يقرؤن

اتنا چھوٹا ہو جاتا ہے کہ مکھی کے برابر معلوم ہونے لگتا
ہے * اور سماک بن حرب ابو لفافہ عدوی سے روایت کرتے
ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں نے ایک جوان اونٹ لیا اور مدینہ میں
داخل ہوا اور ارادہ کیا اسکی بیع کا سو گذری مجھپر ابو بکر
صدیق اور کہا اے اعرابی اس اونٹ کو بیچتا ہے میں نے کہا ہاں
اے خلیفہ رسول اللہ کہا کتنے کو میں نے کہا ڈیڑھ سو درہم کو
کہا سو درہم کو بیچتا ہے میں نے کہا نہیں عافیت سے رکھے تجھکو
اللہ تعالی کہا یوں نکہہ بلکہ یوں کہہ عافیت سے رکھے اللہ تجھکو
نہیں * کہا ابو اللیث نے حضرت ابو بکر نے اعرابی کو
کلام کی حد تعلیم فرمائی یعنی فرمایا لا عافاک اللہ نکہہ اسلیے کہ
یہ کلام بد دعا کا وہم دلاتا ہے * اور عاقل کو یہ بھی لائق
ہے کہ جب کوئی حدیث اوپری سنی تو اسکو جھوٹی سچی
نہ کہے اسلیے کہ اگر اسکی تصدیق کی تو شاید وہ جھوٹی ہو
اور اگر اسکی تکذیب کی تو شاید وہ سچی ہو ہاں یوں کہے
یہ حدیث ہمنے نہیں سنی ہم اسکو نہیں پہچانتے *
اور حضرت یحیی بن ابی کثیر رضی اللہ عنہ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
کرتے ہیں کہ اہل کتاب توریت کو عبرانی
زبان میں پڑھتے تھے اور اسکا ترجمہ

التورٰیة بالعبرانیة ویفسرونها بالعربیة
لاهل الاسلام فقال النبی علیه الصلوٰة و
السلام لا تصدقوا اهل الکتاب ولا تکذبوهم
وقولوا اٰمنا بالله وما انزل الینا وما انزل
من قبل قال الفقیه رحمه الله وسئل عن
بعض المتقدمین عن رجل قیل له اتؤمن
بفلان النبی علیه السلام وسمی له اسما لم
یعرفه فان قال نعم فلعله لم یکن نبیا فقد
شهد بالنبوة بغیر نبی ولو قال لا فلعله
نبیا فقد جحد نبیا من الانبیاء فکیف یصنع
قال ینبغی له ان یقول ان کان نبیا فقد اٰمنت به
ونقل عن الشافعی رحمه الله انه یقول اٰمنت
بجمیع ما قال الله علی ما اراد الله وبجمیع ما قال
رسول الله علی ما اراد رسول الله صلی الله علیه
وسلم وروی عن نصر محمد بن سلام انه
کان اذا سئل عن مسئلة الکلام ابی ان یجیب
فقیل لما اذا اشکلت علینا مثل هذه المسائل
کیف نقول فیها قال قولوا اٰمنا بجمیع ما
انزل الله تعالی وبجمیع ما قال الله وبجمیع

عربی مین کرکے مسلمانون کو سناتے تھے سو نبی علیہ
السلام نے فرمایا نہ تصدیق کرو اہل کتاب کی نہ تکذیب کرو اور
کہو ایمان لائے ہم اللہ پر اور جو ہمپر اُتارا اور ہمسے پہلے آتارا
کہا فقیہ رح نے بعض متقدمین سے یہ مسئلہ دریافت کیا گیا
کہ ایک شخص ہے کہ کسی نے اُس سے پوچھا تو فلانے نبی پر
ایمان لاتا ہے اور یہ شخص اُس نبی کو نہین جانتا تو اگر
وہ کہتا ہے ہان ایمان لایا تو شاید واقع مین وہ نبی نہو
اور اُسنے جو نبی نتھے انکو نبی مان لیا اور اگر وہ کہتا ہے
نہین تو شاید وُہ نبی واقع مین ہون اور یہ منکر ہوا تو
اب کیا کرے فرمایا اُسکو یُون کہنا چاہیے کہ اگر وہ نبی
واقع مین ہین تو مین ایمان لایا + اور امام شافعی رحمہ سے
منقول ہے کہ آپ فرماتے تھے مین سب پر ایمان لایا
جو کچھہ خدا نے فرمایا اور جو کچھہ اُس سے مُراد ہے اور ایمان لایا
سب پر جو کچھہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اور جو کچھہ اُنکی مراد
ہے + اور ابو نصر محمد بن سلام سے مروی ہے کہ جب اُنسے
کوئی مسئلہ علم کلام کا پوچھا جاتا تھا تو جواب دینے سے انکار
کرتے تھے کسی نے اُنسے کہا جب اس قسم کے مسئلون کے
سمجھنے مین ہمکو مشکل پیش آئی تو ہم کیا علاج کرین تو اُنہون
نے کہا کہدیا کرو جو کچھہ اللہ نے اُتارا جو کچھہ اللہ نے فرمایا جو

ارادة الله تعالى وبجميع ما قال رسول الله صلى
الله عليه وسلم **باب النهى عن
التصاوير** قال الفقيه رحمه الله يكره
للرجل ان يصور بصورة ما فيه روح و
لا بأس بان يصور شيئا ما لا روح له
مثل الاشجار ونحوها وروى نافع عن ابن
عمر عن النبى عليه الصلوة والسلام انه قال
ان اصحاب هذه الصور يعذبون يوم
القيمة ويقال لهم احيوا ما خلقتم وروى
ابو هريرة عن النبى عليه الصلوة والسلام
انه قال قال الله تعالى ومن اظلم ممن
يخلق كخلقى وروى مجاهد عن النبى عليه
الصلوة والسلام قال لا تدخل الملائكة
بيتا فيه كلب او صورة فاما ان يقطع رأسها
واما ان يبسط قال الفقيه رحمه الله وبه
ناخذ فلا بأس بان يبسط الثياب التى
فيها التصاوير والتماثيل وروى عن عطاء
وعن عكرمة انهما قالا انما كره من التماثيل
ما ينصب نصبا فاما ما وطئه الاقدام فلا بأس

اللہ کی مراد ہے جو کچھ رسول اللہ صلعم نے فرمایا سب پر
ایمان لائے **تہترواں باب بیچ تصویروں کی بنانے
اور گھر میں رکھنے کی ممانعت ہے** کہا فقیہ
رح نے کسیکو جائز نہیں کہ کسی جاندار کی تصویر
بنائے اور بے جان کی تصویر بناوے تو کچھ مضایقہ نہیں
مانند درختوں وغیرہ کے ۔ اور نافع روایت ابن عمر رض سے
نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا مصور
قیامت کو عذاب میں گرفتار ہونگے اور انسے کہا جائیگا
جو تمنے پیدا کیا ہے اسکو زندہ کرو ۔ اور ابو ہریرہ
کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے
اوس سے زیادہ کون ظالم جو پیدا کرے میرے
پیدا کرنے کے مانند ۔ اور مجاہد کہتے ہیں کہ نبی
علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا فرشتے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا ہو
یا تصویر ہو ہاں اگر تصویر کا سر کاٹ ڈالا جاے یا جس کپڑے پر
تصویر ہے اوسکو فرش بنا دیا جاے تو خیر کہا فقیہ رح نے اسکو ہم اختیار کرتے ہیں
یعنی جن کپڑوں پر تصویریں ہوں اگر انکو بچھا دیویں
تو مضایقہ نہیں ۔ اور عطا اور عکرمہ کہتے ہیں کہ
تصویروں کا عزت و حرمت سے اچھی جگہ رکھنا منع ہے
اگر تصویریں پاؤں میں روندی جاتی ہیں تو کچھ مضایقہ نہیں

باب تزويج الزانية

قال الفقيه رحمه الله اختلف الناس في تزويج
الزانية قال بعضهم لا يجوز وقال عامة اهل
العلم انه يجوز وبه نأخذ اما حجة الطائفة
الاولى فلان الله تعالى قال واحل لكم ما وراء
ذلكم ان تبتغوا باموالكم محصنين غير
مسافحين فاباح الله تعالى نكاح غير المسافح
فثبت بهذا ان نكاح الزانية باطل ولان
لى قال الزاني لا ينكح الا زانية الى
حرم ذلك على المؤمنين فحرم نكاح
نية على المؤمنين وروى عن بعض
ابة انه سئل عن رجل زنى بامرأة ثم
ا قال هذا شر من الاول وروى عائشة
ه عنها انها سئلت عن ذلك فكرهته
ن قال انه يجوز احتج بما روى عن عبد الله
اس انه سئل عن رجل زنى بامرأة ثم
ا فقال ابن عباس رض اوله سفاح واخره
يحرم الحرام الحلال فالنكاح مباح ولا
سفاح النكاح وقال هذا بمنزلة من اكل

چوہتروان باب

یہ بیان ہے کہ نکاح کرنا زانیہ سے
جائز ہے یا نہیں: کہا فقیہ رحمہ نے اختلاف کیا علماء نے
زانیہ سے نکاح کرنے میں بعضوں نے کہا جائز ہے اور
اکثروں نے کہا جائز ہے اور اسی پر ہمارا عمل ہے اور گروہ پہلے
لوگوں کی یہ دلیل ہے کہ اللہ تعالے نے فرمایا (اور حلال
ہوئیں تمکو جو انکی سوا ہیں یوں کہ طلب کرو اپنے مال کے
بدلے قید میں لانے کو نہ مستی نکالنی کو) سو مباح کیا
اللہ تعالے نے نکاح غیر مسافح کا سو ثابت ہوا اس آیت سے
کہ نکاح زانیہ سے باطل ہے اور اسلیے کہ اللہ تعالے نے فرمایا
(بدکار نہیں نکاح میں لاتا مگر زانیہ کو) آگے فرمایا (اور
حرام ہے مومنین پر) سو نکاح زانیہ سے مومنین پر حرام ہوا
اور بعض صحابہ سے مروی ہے کہ کسی نے ان سے پوچھا ایک آدمی
کہ اسنے ایک عورت سے زنا کیا پھر اس سے نکاح کر لیا اسمیں آپ کیا فرماتے ہیں کہا
یہ امر تو پہلے سے بھی برا ہے اور حضرت عائشہ سے کسی نے اس مسئلہ کو پوچھا
تو آپنے بھی اس نکاح کو نا جائز فرمایا اور جو لوگ جائز کہتے ہیں
انکی دلیل یہ ہے کہ عبد اللہ بن عباس سے کسی نے پوچھا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے زنا کیا
اور اس سے نکاح کر لیا سکا کیا حکم ہے فرمایا پہلا زنا ہے اور دوسرا نکاح ہے اور
حرام حلال کو حرام نہیں کر سکتا نیں نکاح مباح ہے اور زنا نکاح کو حرام نہیں کرتا
اور فرمایا یہ صورت بمنزلہ اس صورت کے ہے کہ کسی نے کھجور کے درخت سے کچھ

من نخلة انسان في اول النهار ثم اشتريها في
أخر النهار واما تاويل قوله تعالى الزاني لا
ينكح الا زانية قال سعيد بن جبير والضحاك
معناها الزاني لا يزني الا بزانية مثله و
هكذا روي عن ابن عباس رضي الله عنه و
قد قيل ان الاية منسوخة لان رجلا سأل
رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ان امرأتي
لا ترد يد لامس فقال طلقها فقال اني
احبها قال عليه السلام فامسكها

باب تفضيل الفقر على الغنى

قال الفقيه رح اختلف الناس في تفضيل الفقر على الغنى
قال بعضهم الغني افضل وقال بعضهم الفقر
افضل وحاصل الاختلاف ان الغني الصالح
افضل ام الفقير الصالح قال بعضهم الغني
الصالح افضل وقال بعضهم الفقير الصالح
افضل وبه نأخذ فاما من قال الغني افضل
فاحتج بقول الله تعالى ووجدك عائلا فاغنى
فمن عليه بالغنى فلو لم يكن الغنى افضل لما من
الله تعالى عليه بذلك وروي عن النبي عليه

صبح کو کہا ہیں اور شام کو اس درخت کو خرید لیا لیکن
تاویل الزانی لا ینکح الا زانیۃ کی یہ ہے کہ سعید بن
جبیر اور ضحاک نے کہی ہے یعنے زانی نہیں زنا کرتا ہے
مگر زانیہ ہی سے ٭ اور یہی تاویل عبد اللہ بن عباس سے
مروی ہے ٭ اور کہا گیا ہے کہ آیت منسوخ ہے اسلیے
کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلعم سے یہ عرض کیا کہ میری
عورت کسی ہاتھ لگانے والے کے ہاتھ کو روکتی نہیں
آپنے فرمایا طلاق دیدے اوسنے عرض کی مجھے محبت ہے
فرمایا طلاق ندے ٭ چہتروین باب بیچ بیان اس
کہ فقر کو غنا پر فضیلت ہے کہا فقیہ رح نے اختلاف
کیا علما نے فضل ہونے مین فقر کے غنا پر بعضون نے
کہا غنا افضل ہے اور بعضون نے کہا فقر افضل ہے اور
حاصل اختلاف کا یہ ہے کہ غنی صالح افضل ہے یا
فقیر صالح افضل ہے بعضون نے کہا غنی صالح افضل ہے
اور بعضون نے کہا فقیر صالح افضل ہے اور یہی ہمارا
مذہب ہے ٭ جو لوگ کہتے ہیں کہ غنی افضل ہے وہ
دلیل یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے (اور پایا تجکو مفلس پھر تجکو
مالدار کیا) پس احسان جتلایا اللہ سبحانہ نے غنا کا اگر غنا
افضل نہ ہوتا تو اللہ احسان نہ جتاتا اور نبی علیہ السلام سے مروی

الصلوٰۃ والسلام انہ قال نعم الحسن الغنی مع التقی وروی عمرو بن العاص عن النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام انہ قال نعم المال الصالح للرجل الصالح وروی عطاء عن ابن عمر انہ قال ان کرمکم تقواکم وشرفکم غناکم واحسابکم اخلاقکم وقال بعض المتقدمین المال فی الغربۃ وطن والفقر فی الوطن غربۃ وقد نظم الشاعر فی ھذا المعنی سہ الفقر فی اوطاننا غربۃ + والمال فی الغربۃ اوطان + وقال محمد بن کعب القرظی ان الغنی اذا کان تقیا یضاعف اللہ لہ الاجر مرتین ثم قرأ ھذہ الآیۃ وما اموالکم ولا اولادکم بالتی تقربکم عندنا زلفی الا من آمن وعمل صالحا فاولئک لھم جزاء الضعف بما عملوا وعن سعید بن المسیب قال لا خیر فیمن لا یجمع المال من حلہ ولا یخرج من حقہ ولا یصون بہ عرضہ ولا یصل بہ رحمہ وروی ھشام بن عروۃ عن ابیہ قال قسم میراث الزبیر ابن العوام بعد الثلث اربعین الف الف درھم وروی عن عبد الرحمن بن عوف انہ

ہے کہ آپنے فرمایا غنا تقوے کے ساتھ کتنی اچھی چیز ہے: اور عمرو بن العاص نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں اچھا حلال مال اچھی آدمی کیلئے اچھی چیز ہے: اور عطا ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ تمہارا اکرام تقوی ہے تمہارا شرف تمہاری غنا ہے تمہارا حسب تمہارا اخلاق ہیں: اور بعض متقدمین نے فرمایا ہے مال مسافرت میں وطن ہے اور مفلسی وطن میں مسافرت ہے: اور ایک شاعر نے یہی مضمون کو شعر میں باندھا ہے ترجمہ اوسکا یہ ہے مفلسی وطن میں مسافرت ہے اور مال مسافرت میں وطن ہے: اور محمد بن کعب قرظی فرماتے ہیں کہ مالدار اگر متقی ہو تو اللہ تعالیٰ اوسکو دوہرا ثواب دیگا پھر پڑھی آیت جسکا ترجمہ یہ ہے (اور تمہاری مال اور تمہاری اولاد وہ نہیں کہ نزدیک کردیں ہمارے پاس تمہارا درجہ پر جو کوئی یقین لایا اور بھلا کام کیا سو انکا ہی بدلہ دونا انکی کیے پر) اور سعید بن المسیب کہتے ہیں اوس میں خیر و برکت نہیں جس سے حلال نہ جمع ہوا ہو اور نہ نکلی اوس سے حق اوسکا اور نہ بچائی جاوے آبرو اوس سے اور نہ ملائی گئی رحم اوس سے: اور ہشام بن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ تقسیم کیا زبیر بن عوام کا مال بعد تہائی نکالنے کے چار کروڑ درم: اور مروی ہے کہ عبد الرحمن بن عوف کی

كان له ثلث نسوة فطلق احدى نسائه في صحـ
فصالحوها بعد موته من ميراثها من ثلث
الثمن على ثلثة وثمانين الفا فيكون جملة المال
الفا الف درهما الا ثمانية الاف درهم وروى
سفيان بن عيينه عن عمرو بن دينار قال كانت
غلة طلحة بن عبد الله كل يوم الف اواق
واما حجة من قال ان الفقر افضل احتج بقوله تعالى
كلا ان الانسان ليطغى ان راه استغنى فاخبر
الله تعالى ان الغنى حمله على الطغيان وقال
في موضع اخر وما نريك اتبعك الا الذين هم
اراذلنا بادى الرأى واخبر ان الفقراء كانوا
هم الذين يتبعون الانبياء وروى ابان عن
انس عن النبي عليه الصلوة والسلام قال
لكل احد حرفة وحرفتي اثنان الفقر والجهاد
فمن احبهما فقد احبني ومن ابغضهما فقد
ابغضني وعن النبي صلعم انه قال اللهم من
احبني فارزقه العفاف والكفاف ومن
ابغضني فاكثر ماله وولده وروى مجاهد
عن ابن عمر انه قال ما اصاب عبدا شئ من

تین بیبیاں تہین ایک کو مرض الموت مین طلاق دیدی
سو اونکی وارثون نے بعد اونکے مرنے کے اوسکے حصہ پر جو
اٹھوین حصہ کی تہائی تہی تراسی ہزار درہم پہ صلح کر لی تو اونکا سب مال
کل اسی آٹھ ہزار درہم کم چار لاکھ درہم ہوا ؛ اور سفیان بن عیینہ
عمرو بن دینار سے روایت کرتے ہین کہ طلحہ بن عبد اللہ کی
آمدنی ہر روز ایکہزار اوقیہ کی تہی ؛ اور جو کہتے ہین کہ
فقر افضل ہے اونکی دلیل یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے کہ کوئی
نہین آدمی سرچڑہتا ہے اس سے کہ دیکہے آپکو بے پروا سو خبر دی
اللہ تعالیٰ نے کہ غنا آدمی کو سرکشی پر برانگیختہ کرتی ہے اور
دوسری جگہہ مین فرمایا (اور دیکہتے نہین کوئی تابع ہوا تیرا
مگر جو ہم مین نیچ قوم ہین اوپر کے عقل سے) پس خبر دی ہے
اسبات کی کہ انبیا کی تابعین فقیر ہوتے ہین ؛ اور ابان
بواسطہ انس رض کے نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہین کہ سب کا
ایک پیشہ ہے اور میرے پیشے دو ہین ایک فقر اور ایک جہاد
جسنے ان دونون کو دوست رکہا گویا مجکو دوست رکہا اور جسنے
انسے بغض رکہا گویا مجسے بغض رکہا ؛ اور نبی صلعم سے مروی ہے کہ
کہ آپنے فرمایا اے اللہ میری جو کوئی مجکو دوست رکہے اوسکو بقدر
کفایت روزی دے اور جو مجسے دشمنی رکہے اوسکو مال و اولاد کثرت سے دے
اور مجاہد ابن عمر سے روایت کرتے ہین کہ نہین ملتی کسی کو کوئی چیز

من الدنيا الا نقص من درجاته عند الله تعالى
وان كان كريما على الله وروى عن عيسى بن مريم
عليه السلام انه قال الفقر مشقة فى الدنيا و
ميسرة فى الاخرة والغنى ميسرة فى الدنيا
مشقة فى الاخرة وعن انس بن مالك عن النبى
عليه الصلوة والسلام قال اللهم احينى مسكينا
وامتنى مسكينا واحشرنى فى زمرة المساكين
قيل له لم ذلك يا رسول الله قال لانهم يدخلون
الجنة قبل الاغنياء باربعين خريفا ولان الغنى
يتمنى عند موته ان لو كان فقيرا ولا يتمنى فقير
لو كان غنيا ولو لم يكن للفقير فضيلة سوى
ان حسابه فى الاخرة اقل لكانت حجة كافية
ويقال اعظم منة الله تعالى على عبده يوم القيمة
ان يقول له لم اجمل ذكرك به وقال القائل
دليلك ان الفقر خير من الغنى وان قليل
المال خير من الكثير لقاؤك مخلوقا عصى الله
بالغنى ولم تر مخلوقا عصى الله بالفقر قال الفقيه
رحمه الله الفقر افضل من الغنى ولكن لا عيب
فى الغنى الا ترى ان فى زمان النبى عليه السلام

دنیا کی مگر الله کے نزدیک اسکا کوئی نکوئی درجہ کم ہو جاتا ہے
اگرچہ بہت ہی الله کے نزدیک مقبول ہو :: اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے
مروی ہے کہ آپنے فرمایا فقر موجب مشقت ہے دنیا میں اور موجب
خوشی ہے آخرت میں اور غنا موجب خوشی ہے دنیا میں موجب
محنت و مشقت ہے آخرت میں :: اور انس بن مالک
نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ دعا کیا کرتے تھے یا الله
مجھکو زندگی میں مسکین رکھ اور مجھکو مسکین مار اور مسکینوں کی گروہ میں
میرا حشر کر کسی نے پوچھا یا رسول الله یہ کیوں کہا اسلیے کہ مسکین
الله اور دستی چالیس برس پہلے جنت میں داخل ہونگے اور اسلیے کہ غنی
وقت موت کے تمنا کریگا کاش میں فقیر ہوتا اور فقیر تمنا نکریگا
کاش میں غنی ہوتا :: اور اگر فقیر کے لیے سوا اسکی کہ قیامت کو حساب
اسکا کم اور ہلکا ہوگا کوئی اور فضیلت نہوتی تب بھی یہی کافی تھی یعنی یہ
فقر غنا سے افضل ہے :: اور کہا گیا ہے کہ بڑا احسان الله تعالیٰ کا اپنے بندہ پر
قیامت کو یہ ہوگا کہ الله تعالیٰ بندہ سے کہیگا کیا تیرا نام میں نے فقر کے وجہ سے کم نہیں
کیا :: اور شاعر نے اسباب میں دو شعر کہے ہیں ترجمہ انکا یہ ہے دلیل تیری
اس امر میں کہ فقیر مالدار سے بہتر ہے اور تھوڑا مال بہت مال سے بہتر ہے یہ ہے کہ تو
بہت سے مخلوق کو دیکھتا ہے کہ مالداری سے عاصی ہوا اور نہیں الله کے نافرمانی
کی ہے اور ایسے مخلوق نہ دیکھیگا جو فقر کی وجہ سے اور نہ ان سے ہوا نافرمانی
کہا فقیہ رحمہ الله نے فقر غنا سے افضل ہے مگر غنا میں عیب نہیں کیا نہیں دیکھتا ہے کہ

والسلام كانوا اغنياء فلم يأمر عليه الصلوة و
السلام بتركه فلو كان ذلك مذموما لنهاهم
عن ذلك ويأمرهم بترك المال فلما لم يأمرهم
بتركه ثبت انه لا عيب في الغناء وانما العيب على
صاحبه اذا فعل في غناءه بخلاف ما امره
ويقال انما كان الاختلاف في الصدر الاول
ان الغنى افضل من الفقر لان غالب اموالهم
الحلال فاذا جمع من حله ووضعه في
حقه كان الغناء افضل واما في هذا اليوم
لما صار غالب اموالهم الحرام والشبهة فلا
معنى لهذا الاختلاف فالفقر افضل بالاتفاق

باب الاستدانة

قال الفقيه رحمه الله لا بأس بان يستدين الرجل اذا
كانت له حاجة لا بد منها وهو يريد قضاءها
ولو انه استدان دينا وقصد ان لا يقضيه
فهو آكل السحت وروى عن عائشة رضى الله عنها
كانت تستدين فقيل لها ما لك والدين
قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم
يقول من كان عليه دين ينوى قضاءه كان

بہت سے غنی تھے اور آپنے انکو نفرمایا کہ غنا کو ترک کرو
اگر تونگری کوئی بری چیز ہوتی تو آپ ضرور انکو منع
فرماتے اور مال کے الگ کرنیکا حکم کرتے جب آپنے ایسا نہیں کیا
تو یہ بات ثابت ہوئی کہ تونگری مین عیب نہیں ہان
اگر عیب ہے تو مالدار پر ہے اگر وہ بھی اوس وقت کہ وہ خلاف
حکم خدا ورسول کے کرے ؛ اور کہا گیا ہے کہ خلاف زمانے
اول ہی مین اس امر مین کہ غنا فقر سے افضل ہے اسلیے تہا کہ اکثر
مال حلال تہا جب کوئی شخص حلال طرح سے جمع کرے اور
اوسکو اپنی موقع مین صرف کری تو غنا افضل ہوگا لیکن
اس زمانے مین جبکہ اکثر مال حرام یا مشتبہ ہے تو اب
اختلاف کے کوئی وجہ نہین اسو بالاتفاق فقر افضل ہے

چہتروین باب ہے قرض لینے کا بیان

کہا فقیہ رحمہ نے قرض لینے مین کچہ مضایقہ نہین جب آدمی کو
ضرورت ہو اور اوسکا ارادہ ادا کرنیکا ہو ؛ اور اگر
آدمی نے قرض لیا اور ارادہ کیا کہ ادا نکریگا تو وہ
حرام خور ہے ؛ اور حضرت عائشہ رضی سے مروی ہے
کہ وہ قرض لیا کرتی تہین کسی نے کہا آپکو قرض سے کیا
علاقہ کہا مینے رسول اللہ صلعم سے سنا ہے فرماتے تہے جس
شخص کے اوپر قرض ہو اور وہ اوسکی ادا کرنے کی نیت کہتا ہو

معه من الله تعالى عون فانا التمس ذلك العون

وروى عن النبى عليه الصلوة والسلام انه

قال تعرضوا للرزق فاذا غلب احدكم

فليستدن على الله تعالى وعلى رسوله وروى

عن محمد بن على انه كان يستدين فقيل له

لم تستدين ولك كذا وكذا رأس المال

قال لان النبى عليه الصلوة والسلام قال

ان الله تعالى مع الدائن حتى يقضى الله

دينه فاحب ان يكون الله تعالى معى واما

اذا استدان ونيته ان لا يؤدى دينه فهو

اكل السحت لما روى عن النبى عليه الصلوة و

السلام انه قال من تزوج امرأة ونيته

ان يذهب بصداقها جاء يوم القيمة زانيا

ويقال ايضا من اشترى شيئا ونيته ان

يذهب بثمنه جاء يوم القيمة سارقا وروى

ابو قتادة عن النبى عليه الصلوة والسلام

انه قيل يا رسول الله ارأيت من قتل فى

سبيل الله هل يكفر عنه خطاياه قال نعم

اذا قتل محتسبا صابرا مقبلا غير مدابر

تو اوسکی ساتھ اللہ کی مدد ہوتی ہی سو مین اس مدد کا طالب ہون :: اور نبی علیہ السلام سے مروی ہی کہ آپنے فرمایا کہ روزی کماؤ پہر جب کوئی تم مین سے ناچار ہوجائے تو اللہ کا اور اللہ کے رسول کی بہروسے پر قرض لیلی :: اور محمد بن علی سے مروی ہے کہ وہ قرض لیا کرتے تھے کسی نے کہا آپ قرض کیون لیتے ہین آپکے پاس تو اتنا اتنا مال ہی فرمایا اسلیے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالے قرضدار کے ساتھ ہے یہانتک کہ اللہ اوسکا قرض ادا کری سو مین محبوب رکہتا ہون اسکو کہ اللہ تعالے میرے ساتھ ہو :: لیکن اگر کسینے قرض لیا اور اوسکی نیت یہ ہی کہ اپنی قرض کو ادا نکری تو وہ حرام خور ہے اسلیے کہ نبی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا جس کسینے کسی عورت سے نکاح کیا اور اوسکی نیت یہ ہے کہ اوسکا مہر مار لی تو قیامت کو زانی شمار ہوگا :: اور یہ بہی کہا گیا ہے کہ جس شخص نے کوئی چیز مول لی اور اوسکی نیت یہ ہے کہ اوسکی قیمت مار لیے تو وہ قیامت کو چور ہوکر آئیگا :: اور ابو قتادہ نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہین کہ آپ سے کسینے پوچھا یا رسول اللہ آپ فرمائین تو سہی جو شخص اللہ کے رستہ مین لڑائی کیا اوسکی ساری گناہ معاف ہوجاینگی فرمایا ہان جبکہ مارا گیا ہو ثواب حاصل کرنیکی لئے صبر کرتا آگی بڑہتا پیٹھ نہ پہیرتا ہوا

الا الدين فانه ماخوذ به وقال لقمان الحكيم
حملت الجندل والحديد فلم احمل شيئا اثقل من
الدين **باب العزل** قال الفقيه رح
الله لا بأس بالعزل اذا كان باذن المرأة
والعزل هو ان يطأ امرأته فتعزل عنها
قبل ان ينزل مخافة الحبل وكان اليهود
يكرهون العزل ويقولون هي الموؤدة الصغرى
فنزل هذه الآية نساءكم حرث لكم الآية فمن
شاء اعتزل ومن شاء لم يعزل وروى
عن ابن عباس رض انه سئل عن العزل فقال
ان كان رسول الله عليه الصلوة والسلام
قال فيه شيئا فهو كما قال والا فانا اقول نساءكم
حرث لكم فأتوا حرثكم الآية فمن شاء اعتزل
ومن شاء لم يعزل وروى عن عبد الله بن
مسعود انه سئل عن العزل فقال لو اخذ
ميثاق نسمة في صلب رجل فصبها على
صفا اخرج منها النسمة التي اخذ ميثاقها
فان شئت فاعتزل وان شئت فدع وروى
ابو سعيد الخدري ان النبي عليه الصلوة

مگر قرض سے تنہا نہیں ہوتا اوسمیں ماخوذ ہوگا ۔ اور کہا حکیم
لقمان نے اوٹہایا میں نے پتہر کو اور لوہے کو مگر کوئی چیز ایسی اوٹہائی
جو قرض سے بہاری ہو **ستترویں باب بیچ عزل کا
بیان ہے** کہا فقیہ رح نے عزل کا کچہہ مضایقہ نہیں جبکہ
عورت کی اجازت سے ہو اور عزل یہ ہے کہ آدمی اپنے عورت سے
وطی کرے اور پہلے انزال کے عورت سے الگ ہو جائے حمل کے
خوف سے ۔ اور یہودی عزل کرنا جائز کہتے تھے کہ عزل
چھوٹے درجہ کا زندہ درگور کرنا ہے سو نازل ہوئی آیت
(عورتیں تمہاری کہیتی ہیں) جسکا جی چاہے عزل کرے
جسکا جی نچاہے نکرے ۔ اور ابن عباس سے کسی نے عزل کو
پوچہا فرمایا اگر اس باب میں رسول اللہ صلعم کچہہ فرمایا ہے
تو وہی ٹہیک ہے ورنہ میں تو یہ کہتا ہوں (تمہاری
عورتیں تمہاری کہیتی ہیں اپنی کہیتی میں جسطرح چاہو
آؤ) جسکا جی چاہے عزل کرے جسکا جی نچاہے
نکرے ۔ اور عبد اللہ بن مسعود رض سے مروی ہے کہ وہ عزل سے سوال کئے گئے
فرمایا اگر اللہ تعالے نے کسی روح سے جو کسی کی پشت میں ہے عہد لیا
تو اگر وہ شخص اپنے نطفہ کو پتہر پر بہی بہنکدیگا تو اللہ تعالے اوسی پتہر سے
اوس جان کو پیدا کریگا اب اگر تیرا جی چاہے عزل کر جی چاہے
نکر ۔ اور ابو سعید خدری نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

والسلام انه سئل فقال کمثل هذا وروی
عن عبد الله بن عمر انه سئل عن هذه الایة
نساؤکم حرث لکم الایة قال ان شئت فاعزل
وان شئت فدع وروی عطاء عن جابر قال
کنا نعزل علی عهد رسول الله صلی الله علیه و
سلم والقرآن ینزل

باب القول فی عذاب المیت ببکاء اهله

قال الفقیه رحمه الله تکلم الناس فی عذاب
المیت ببکاء اهله علیه قال بعضهم ان المیت
لیعذب ببکاء اهله علیه ویحتجون بظاهر
الخبر وهو ما روی عن ابن عمر وابن عباس رض
عن النبی علیه الصلوة والسلام انه قال ان
المیت یعذب ببکاء اهله وقال عامة اهل
العلم لا یعذب المیت ببکاء الحی لان الله تعالی
قال ولا تزر وازرة وزر اخری وروی
ابو القاسم بن محمد ان عائشة رض قیل لها
ان عبد الله بن عمر رض یروی عن النبی علیه
الصلوة والسلام ان المیت لیعذب ببکاء
اهله علیه وروی ابن عباس رض عن عمر

کہ آپ سے یہی سوال کیا گیا اپنے یہی جواب دیا ۔ اور عبد اللہ
ابن عمر سے کسی نے اس آیت کی معنی پوچھی نساؤکم حرث لکم
فرمایا تیرا جی چاہے عزل کر جی نچاہے نکر ۔ اور عطا جابر سے
روایت کرتے ہین کہ ہم لوگ رسول اللہ صلعم کے زمانے مین
عزل کیا کرتے تہے اور قرآن شریف نازل ہوتا تہا ۔

اٹہترویں باب مین یہ بیان ہے کہ مردہ کو اوسکی گہر والون کے رونی کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے

کہا فقیہ رح نے گفتگو کی ہے علمانے بیچ عذاب مردہ کی بسبب
رونی گہر والون کے اوسپر کہا بعضون نے مردہ کو عذاب
ہوتا ہے گہر والون کے رونی سے اور دلیل اونکی یہ حدیث ہے
کہ حضرت ابن عمر اور ابن عباس نبی صلعم سے روایت کرتے
ہین کہ آپنے فرمایا مردہ پر گہر والون کے رونی کی سبب
عذاب ہوتا ہے ۔ اور کہا اکثر اہل علم نے مردہ پر
زندہ کے رونے سے عذاب نہین ہوتا اسلیے کہ
اللہ تعالی فرماتا ہے ۔ اور کسی پہ نہیں پڑتا بوجہ دوسرے کا
اور قاسم بن محمد حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہین
کہ کسی نے اونسے کہا کہ عبد اللہ بن عمر رض نبی صلعم سے
روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا مردہ پر گہر والون کے
رونے کے سبب عذاب ہوتا ہے ۔ اور ابن عباس بہی حضرت عمر سے

انه روی هكذا فقالت عائشة انكم لتحدثون عن غير كاذبين ولا مكذبين ولكن السمع يخطئ وتاويل الحديث ان العادة قد جرت فی ذلك الزمان ان الانسان اذا مات كان يوصی لاهله بالنوح عليه فقال النبی عليه الصلوة والسلام ان الميت ليعذب ببكاء اهله لانه كان يامرهم بذلك وتاويل آخر ان النبی عليه الصلوة والسلام مر بقبر يهودی واهله يبكون عليه فقال النبی عليه الصلوة والسلام انتم تبكون عليه وهو يعذب فی قبره فظن الراوی انه يعذب ببكائهم وهذا كما روی عروة عن عائشة انه ذكر عندها حديث ابن عمر فقالت وهم ابو عبد الرحمن انما قال ان اهل الميت ليبكون عليه فانه يعذب بجرمه باب

البكاء علی الموتی

قال الفقيه رحمه الله النوح حرام ولا بأس بالبكاء والصبر افضل لان الله تعالی قال انما يوفی الصابرون اجرهم بغير حساب وروی

یہی روایت کرتے ہین سو فرمایا حضرت عائشہ نے تم حدیث بیان کرتے ہو ایسون سے کہ نہ وہ جہوٹے ہین نہ اونکو کوئی جہٹلا سکتا ہے مگر کبہی سننے مین غلطی ہو جاتی ہے ؛ اور تاویل حدیث کی یہ ہے کہ اوس زمانے مین یہ دستور تہا کہ جب کوئی شخص مرنے کو ہوتا تہا تو گہر والون کو اپنے اوپر نوحہ کرنیکی وصیت کرتا تہا سو فرمایا نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے کہ مردہ پر گہر والون کی رونے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے کیونکہ وہ اسکا حکم کر گیا تہا ؛ اور تاویل دوسری یہ ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام ایک یہودی کی قبر پر گزرے اور اوسکی گہر والے اوسکی اوپر روتے تہے سو نبی علیہ السلام نے فرمایا تم روتے ہو اور اوسکو قبر مین عذاب ہو رہا ہے راوی نے سمجہہ لیا کہ انکے رونیکی وجہ سے عذاب ہو رہا ہے ؛ اور تاویل اسطرح کی ہے جیسی روایت کی عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ اونکی سامنے ایک دفعہ ابن عمر کے اس حدیث کا ذکر آیا فرمایا ابو عبد الرحمن کو وہم ہوا آپنے تو یہ فرمایا تہا گہر والی تو روتے ہین اور مردہ اپنی گناہون کے سبب عذاب پاتا ہے ؛ باب اوس بیان مین ہے کہ مردہ پر رونا کیسا ہے

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے نوحہ کرنا حرام ہے اور آنسون سے رونیکا مضایقہ نہین اور صبر بہتر ہے اسلئے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے اور صبر والون ہی کو ملتا ہے اونکا نیک

عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال النائحة
ومن حولها من المستمعين فعليهم لعنة الله
والملائكة والناس اجمعين وقيل لما مات
الحسين بن الحسن اعتكف امرأته فاطمة بنت
الحسين على قبره سنة فلما كان رأس
الحول رفعوا الفسطاط فسمعوا صوتا من
جانب هل وجدوا ما فقدوا فسمعوا من
جانب آخر بل يئسوا وانقلبوا او لغو
يرحلوا وروى عن النبي عليه الصلوة و
السلام انه لما مات ابنه ابراهيم دمعت
عيناه فقال له عبد الرحمن بن عوف يا
رسول الله اليس قد نهيتنا عن البكاء قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم ما نهيتكم
عن البكاء انما كنت نهيتكم عن صوتين
احمقين فاجرين صوت النائحة وصوت
الغنا فانه لعب ولهو ومزامير الشيطان
وعن خدش الوجوه وشق الجيوب ورنة
الشيطان ولكن هذه الرحمة جعلها الله
تعالى في قلوب الرحماء ثم قال القلب

نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے کہ آپنے فرمایا نوحہ کرنے والی عورت
اور جو اوسکی گرد سننے والوں میں ہوں اون پر لعنت اللہ کی
اور فرشتوں کی اور تمام آدمیوں کی بھی :: اور کہا گیا جبکہ
حسین بن حسن کا انتقال ہوا اونکی بی بی فاطمہ صاحبزادی
حضرت حسین کی اونکی قبر پر ایک برس تک بیٹھی رہیں جب
دوسرا برس شروع ہوا اور لوگوں نے خیمہ کو اٹھا تو ایک
جانب سے ایک آواز سنی کیا پایا جو گم کیا تھا پھر دوسری طرف سے
یہ آواز سنی بلکہ ناامید ہو کر پھر چلے اور کوئی آواز کا دینے والا
وہاں نظر نہ آتا تھا :: اور نبی علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب آپکی
صاحبزادے ابراہیم کا انتقال ہو گیا اور آپکی آنکھوں سی آنسو
ٹپکنے لگے تو عبد الرحمن بن عوف نے عرض کی یا رسول اللہ
کیا آپنے ہمکو رونے سے منع نہیں فرمایا تھا رسول اللہ صلعم نے فرمایا
میں نے رونے سے تو منع نہیں کیا میں نے تو دو آوازوں سے جو
احمق ہیں ایک آواز نوحہ کے اور ایک آواز گانے کی منع کیا تھا
اسلئے کہ یہ کھیل کود اور مزامیر شیطانی ہے اور منع کیا ہے
منہ نوچنے اور گریبان پھاڑنے سے اور شیطان کی طرح رونے
کرنے سے اور چپکے چپکے رونا تو رحمت ہے
اللہ تعالے نے رحم دلوں کے
جی میں ڈالی ہے :: پھر فرمایا کہ دل ::

يحزن والعين تدمع ولا نقول ما يسخط
الرب تبارك وتعالى وروى وهب بن
كيسان عن ابى هريرة رض ان عمر رض ابصر امرأة
تبكى على ميت فنهاها فقال النبى عليه الصلوة
والسلام دعها يا ابا حفص فان العين باكية
والنفس مصابة والعهد حديث وروى
عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه مر
بنى عبد الاشهل عند منصرفه عن احد فاذا هم
يبكون ويندبون على قتلاهم بعد يوم
احد فقال النبى عليه الصلوة والسلام
لكل احد باكية ولكن حمزة لا يبكى احد له
فلما سمعن بذلك جئن الى باب رسول الله
وهن يبكين على حمزة ورسول الله عليه
الصلوة والسلام فى البيت يبكى حتى يسمع
نشيجة وينقطع نفسه من البكاء

باب اكرام اهل الفضل والشرف

قال الفقيه رحمه الله يستحب للرجل ان يكرم
اهل الفضل من غير افراط ولا يجوز لاحد
ان يكرم احدا لاجل دنياه لينال من

کہ دل غمگین ہوتا ہے اور آنکھ روتی ہے اور نہ کہیے تو وہ چیز کہ حق
تبارک وتعالیٰ غصہ ہو اور وہب بن کیسان ابوہریرہ سے روایت
کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رض نے ایک بی بی کو کسی میت پر
روتی دیکھا منع کیا تو نبی علیہ السلام نے فرمایا اے ابو حفص
جانے دو اسلیے کہ آنکھ رونے والی ہے اور نفس مصیبت
زدہ ہے اور زمانہ رنج کا نیا ہے ۔ اور مروی ہے
رسول اللہ صلعم سے کہ آپ احد سے پھرتے ہوئے بنی عبد الاشہل
پر گذرے اور وہ سب اپنے مقتولوں کو رو رہے تھے سو
فرمایا نبی علیہ السلام نے ہر مقتول کو کوئی نہ کوئی رو رہا ہے
مگر حمزہ کا کوئی رونے والا نہیں جب اہل رونے والیوں نے
یہ سنا آپکے دروازہ پر آئیں اور حضرت حمزہ کو رونے لگیں
اور رسول اللہ صلعم گھر میں روتے تھے یہانتک کہ آپکی آواز
رونے کی سنی جاتی تھی اور آپکا سانس رک گیا ۔

باب اسکی میں یہ بیان ہے کہ اہل علم و فضل اور اہل عزت کی تعظیم کرنی چاہیے

کہا
فقیہ رح نے مستحب ہے کہ اہل فضل کی
تعظیم کیجائے لیکن بغیر افراط کے
اور کسیکو یہ جائز نہیں کہ کسیکی تعظیم کرے
دنیا کے حاصل کرنے کی وجہ سے

من دنياه لان النبي عليه الصلوة والسلام
قال من تواضع لغني لاجل الدنيا ذهب
ثلثا دينه ولكن يكرم اهل الفضل لفضلهم
وشرفهم وقد روى هشام بن حسان عن
الحسن البصري رحمه الله ان رسول الله صلى
الله عليه وسلم كان جالسا ومعه اصحابه
فجاء علي ابن ابيطالب كرم الله وجهه ولم
يكن له مجلس فرأه ابوبكر الصديق رضي الله
عنه فزحزح له عن مكانه ثم قال له اجلس
يا ابا الحسن فتبسم النبي عليه الصلوة و
السلام بما صنع فقال اهل الفضل اولى
باهل الفضل ولا يعرف اهل الفضل الا اهل
الفضل وقال سفيان بن عيينة كان يقال
من تهاون بالاخوان ذهبت مروته ومن
تهاون بالسلطان ذهبت دنياه ومن تهاون
بالصالحين ذهبت اخرته وروى عمرة
عن عائشة عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه قال اقيلوا ذوي الهيئات عثراتهم
الا حدا من حدود الله تعالى وعن عائشة

اسلیئے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا جس کسی نے
کسی غنی کی تواضع کی دنیا کی وجہ سی تو اوسکی دو تہائی
اپنا دین کہو دیا ہاں اہل فضل کی تعظیم اونکی فضل و
شرف کی وجہ سے کرے ۔ اور ہشام بن حسان بصری
سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم بیٹھے ہوئے
تھے اور آپکے ساتھ صحابہ بیٹھے تھے اتنے میں حضرت علی
آئے اور مجلس میں بیٹھنے کو جگہہ نہ تھی جب ابوبکر صدیق
حضرت علی کو دیکھا تو اپنی جگہہ سے سرک گئے پہر کہا
اے ابو الحسن یہاں آبیٹھیے سو اس فعل سے رسول اللہ
صلعم خوش ہوئی اور فرمایا اہل فضل اہل فضل کے
لئے اولی ہے اور اہل فضل کو اہل فضل ہی پہچانتے ہیں
۔ اور سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ یہ بات زبان زد تھی
کہ جس کسیتی اپنے بہائی بندوں کے ساتھ اہانت کا برتاؤ
برتا اوسکی مروت گئی اور جس کسیتی بادشاہ وقت کی
اہانت کی اوسکی دنیا گئی اور جس کسیتی نیکوں کی اہانت کی
اوسکی آخرت گئی ۔ اور عمرہ حضرت عائشہ رض
سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا
اہل عزت اہل علم کی خطاؤں سے درگذر کیا کرو
سوا اللہ کی حدود کے ۔ اور حضرت عائشہ سے مروی ہے

انها مر بها سائل فامرت له بكسرة ومر بها
رجل ذو هيئة فاقعدته وامرت له بالمائدة
فقيل لها فى ذلك فقالت عائشة رضى الله
عنها ان رسول الله صلى الله عليه وسلم امرنا
ان ننزل الناس منازلهم وعن طارق بن
عبد الرحمن قال كنت عند الشعبى فاتاه بلال
بن جرير فطرح له وسادة وقال النبى عليه
الصلوة والسلام قال اذا اتاكم كريم قوم
فاكرموه وقال بعض الحكماء بعض المقارنة
حزم وكل المقارنة عجز وقال الفقيه رحمه الله
لا يستحب الافراط فى الاكرام وفى الحب لان
الافراط مذموم فى كل شئ يخاف منه
الآفة وقال على بن ابى طالب رضى الله عنه
احبب حبيبك هونا ما عسى ان يكون
بغيضك يوما ما وابغض بغيضك هونا
ما عسى ان يكون حبيبك يوما ما وروى هذا
مرفوعا عنه وقد افرط النصارى فى حب
عيسى صلوات الله عليه حتى اتخذوه الها
وافرط اليهود فى حب عزير صلوات الله

کہ ایک سائل گذرا آپنے ایک ٹکڑا روٹی کا دلوادیا
پھر ایک مرد اشرافہ صورت گذرا آپنے اوسکو
بیٹھایا اور دستر خوان اوسکی آگے بچھوایا کسیئے کہا
یہ کیا ماجرا ہے کہا ہمکو رسول اللہ صلعم نے حکم
فرمایا کہ ہر آدمی کے ساتھ اوسکی رتبہ کے موافق برتاؤ
کیا کرو ۔ اور طارق بن عبد الرحمن کہتے ہیں کہ میں شعبی کے پاس
بیٹھا تہا کہ اتنے میں بلال بن جریر آئے شعبی نے
اونکے واسطے بستر بچھا دیا اور فرمایا کہ نبی علیہ السلام نے
فرمایا جب تمہارے پاس کسی قوم کا کوئی ذیعزت
آدمی آئی تو تم اوسکی تعظیم و تکریم کرو ۔ اور کہا بعض
حکما نے تھوڑا سا تقرب احتیاط کی بات ہے اور بہت سا
تقرب عاجزی کی علامت ہے ۔ کہا فقیہ رح نے مستحب نہیں ہے
افراط کرنی تعظیم میں اور محبت میں اسلئی کہ افراط ہر
چیز میں بری ہے اور اسمیں کسی آفت کا خوف ہے ۔
اور فرمایا حضرت علی رض نے اپنے دوست سی تھوڑی محبت کر
شاید کسی دن وہ تیرا دشمن ہو جائے اور دشمن سی تھوڑی
دشمنی کر شاید کبھی وہ تیرا دوست ہو جائے اور یہی الفاظ
حضرت علی سے مرفوعا بھی مروی ہوئے ہیں ۔ اور نصاری نے حضرت عیسی کی
محبت میں یہانتک افراط کی کہ اونکو خدا بنا لیا اور یہود نے

عليه حتى تغالوه الها وافراط الروافض
في حب علي حتى ابغضوا غيره وينبغي للعاقل
ان يحب اهل الفضل ويعرف حقوقهم
من غير افراط ولا تعدي باب الغيرة
قال الفقيه رح ينبغي للمؤمن ان يكون غيورا
فلا يرضى بالفاحشة اذا علم من رجل او
امرأة فيمنعه من الفاحشة ان استطاع
بيده فان لم يستطع فلينكره بلسانه فان
لم يستطع فلينكره بقلبه وروى زيد بن
اسلم عن النبي عليه الصلوة والسلام انه
قال الغيرة من الايمان والبذاء من النفاق
والبذاء ان يقول الرجل بالفاحشة في
اهله ويرضى وروى عن عبد الله بن مسعود رض
انه قال اللوم بالرجل ان لا يكون غيورا الا
يستحيي احدكم ان تخرج امته وامرأته
تزاحم الناس في الاسواق والمجالس
روى مغيرة بن شعبة ان سعد بن عبادة
انه قال لو رايت رجلا مع امرأتي لضربت
عنقه بالسيف غير مصفح فبلغ ذلك

اور رافضیوں نے حضرت علی کی محبت میں یہانتک افراط کی
کہ اور صحابہ سے دشمنی کرنے لگے ؛ اور عاقل کو یہ چاہیے کہ اہل کمال کی
محبت رکھے اونکی حق پہچانے لیکن افراط نکرے ؛ یہ باب میں
غیرت کا بیان ہے کہا فقیہ رح نے مسلمان کو
چاہیے کہ غیرت دار ہو گناہ اور بیحیائی پر راضی نہو
اگر کسی مرد یا عورت کو کسی گناہ میں مبتلا دیکھے تو ہاتھ سے
روکے اگر اتنی قدرت نہو تو زبان سے روکے اگر اتنی قدرت
بھی نہو تو اوسکو دل سے برا جانے ؛ اور زید بن اسلم
نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ غیرت ایمان کی
نشانی ہے اور بے غیرتی نفاق کی اور بے غیرتی یہ ہے
کہ اپنے گھر والوں کو بے حیائی کے کام میں مبتلا دیکھے
اور راضی رہے ؛ اور عبد اللہ بن مسعود رض فرماتے ہیں
آدمی غیرت دار نہو وہ ملامت کے قابل ہے کیا
تم میں سے کسیکو حیا نہیں آتی کہ اوسکی لونڈی یا بی بی
بازاروں اور مجلسوں میں جائے اور مردوں کی چار نظر
اوسکو گھوریں ؛ اور مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں کہ سعد بن
عبادہ نے فرمایا کہ اگر میں کسی اجنبی کو اپنی بی بی کے
ساتھ مشغول دیکھوں تو اوسکی گردن تلوار سے مار
ڈالوں ؛ حسب یہ خبر رسول اللہ صلعم کو پہنچی

رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال أتعجبون
من غيرة سعد والله لأنا أغير منه والله
أغير مني ومن أجل ذلك حرم الفواحش ما
ظهر منها وما بطن قال ولا أحد أحب إليه
العذر من الله تعالى ومن أجل ذلك بعث
المنذرين والمبشرين ولا أحد أحب إليه
المدحة من الله تعالى ومن أجل ذلك وعد
الجنة وقال علي كرم الله وجهه بلغني أن
نساءكم يخرجن الى السوق يزاحمن العلوج
قبح الله رجلا لا يغار **باب ما جاء
في الجود والسخاوة** قال الفقيه
رحمه الله روى عروة عن عائشة رضي الله
عنها عن النبي عليه الصلوة والسلام أنه
قال الجنة دار الأسخياء والشاب الفاسق
الغافل السخي أحب إلى الله تعالى من الشيخ العابد
البخيل وروى جابر عن النبي عليه الصلوة
والسلام أنه قال ليس منا من وسع الله
تعالى عليه ولم يوسع على نفسه وعياله و
قال الحسن البصري رحمه الله ان العبد

تو آپ نے فرمایا کیا تم لوگ سعد کی غیرت سے تعجب
کرتے ہو قسم اللہ کی میں سعد سے زیادہ غیرت دار ہوں
اور اللہ مجھ سے زیادہ غیرت دار ہے اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ
نے بیحیائی کے سارے کام ظاہری ہوں یا باطنی حرام
کر دیے ہیں پھر فرمایا کسیکو عذر اتنا محبوب نہیں جتنا اللہ
کو ہے اور بھیجے اللہ نے انبیاء ڈرانے والے اور بشارت
دینے والے بھیجے اور کسیکو اتنی تعریف پسند نہیں
جتنی اللہ کو ہے اور اسی لئے جنت کا وعدہ فرمایا ہے
اور حضرت علی رضی نے فرمایا مجھکو خبر پہنچی ہے کہ تمہاری
عورتیں بازاروں میں نکلتی ہیں اور کافروں سے دھکم دھکا ہوتے
ہیں رسوا کرے اللہ اوس شخص کو جسکو غیرت نہو **باب
بیان میں جود و سخاوت کا بیان ہے** کہا فقیہ نے
عروہ حضرت عائشہ رضی سے روایت کرتی ہیں کہ نبی علیہ السلام
نے فرمایا جنت سخیوں کا گھر ہے اور جوان فاسق غافل جو سخی
ہو اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے بوڑھے عابد بخیل سے
اور جابر نبی صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ جس
شخص پر اللہ تعالے نے رزق کی وسعت دی ہو اور وہ
اپنے نفس پر اور عیال پر فراغت سے خرچ نکرے تو وہ
ہماری گروہ میں نہیں اور کہا حسن بصری نے بندہ کو

یاخذ من الله تعالی ادباً حسناً ان وسع الله تعالی علیه وسع وان امسك علیه امسك یعنی به قوله تعالی لینفق ذو سعة من سعته ومن قدر علیه رزقه فلینفق مما اتاه الله وروی یوسف بن خالد السمتی الحجاج قال اهدی الی ابی حنیفة رح من الحجاج قریباً من الف زوج نعل ففرقها علی اخوانه فرأیته بعد ذلك بیوم او یومین یشتری نعلا لابنه فقلنا له کیف وقد اهدی الیك فی هذه السنة قریباً من الف زوج نعل قال ان مذهبی فی هدایا تفریقها بالغة ما بلغت والمکافاة بمثلها او ضعفها وتفریق الهدیة علی اخوانی لما روی عن النبی علیه الصلوة والسلام انه قال اذا اهدی الی الرجل فجلساؤه فیه شرکاؤه ولخوانی جلسائی فلا تفردونهم بل اردت ان اجعل نصیبی لهم واری قبول الهدیة لان النبی علیه الصلوة والسلام کان یقبل الهدیة ویجیب الدعوة واری المکافاة باحسن منها او مثلها لقوله تعالی واذا حییتم بتحیة

چاہیے کہ اللہ تعالی سے ادب سیکہے اگر اللہ تعالے نے اسکو فراغت دی تو فراغت سے خرچ کرے اور اگر فراغت نہین دی تو تنگی سے خرچ کرے مراد ونکی اس سے یہ قول اللہ تعالے کا ہے (چاہیے خرچ کرے کشایش والا اپنی کشایش سے اور جسکو تنگی ملتی ہے اوسکی روزی تو خرچ کرے اوسکو جیسا دیا اوسکو اللہ نے) اور یوسف بن خالد تیمی کہتے ہین کہ ابو حنیفہ رح کی خدمتمین حجاج کی طرفسے تخمیناً ایکہزار نعلین کی ہدیتاً آئین سو آپنے اپنے بہائی بندون کو تقسیم کر دین پہر مین نے ایکدو روز کے بعد اونکو اپنی لڑکی کے لئے نعلین خریدتے دیکہا پس مینے کہا یہ کیا اس سال مین آپکی پاس تخمیناً قریب ایکہزار نعلین کے آچکی ہین فرمایا میرا مذہب ہدیون کے باب مین یہ ہے کہ اونکو تقسیم کر دیا جائے خواہ وہ کتنی ہون اور اونکی برابر یا زیادہ بدلا دینا اور وجہ تقسیم ہدیہ کی بہائیون پر یہ ہے کہ نبی علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب کسی شخص کے پاس کوئی ہدیہ آئے تو اوسکی ہمنشین اوسکی شریک ہین اور میرے بہائی میری ہمنشین ہین سو یہ نہین ہو سکتا کہ مین تنہا رکہہ لون اور ونکو ندون بلکہ میرا جی یون چاہتا ہے کہ اپنا حصہ اونکو دیدون اور ہدیہ کی قبول کرنی کو جائز جانتا ہون اسلیئے کہ نبی علیہ السلام ہدیہ کو قبول کر لیتی تہی اور دعوت کو مان لیتی تہی اور میری رائے مین ہدیہ کا بدلا

فحيوا باحسن منها او ردوها ولقوله تعالى
ولا تنسوا الفضل بينكم وروى عن عائشة
رضى الله عنها ان امرأة اهدت اليها هدية
فلم تقبل هديتها فقال لها النبي عليه الصلوة
والسلام هلا قبلت هديتها قالت لانى علمت
انها احوج اليها منى فقال لها هلا قبلتها و
كافيتها باحسن منها وروى زيد بن اسلم
عن عطاء بن يسار ان النبي عليه الصلوة والسلام
ارسل الى عمر بعطاء فرده فقال له لم رددته
فقال يارسول الله اليس قد اخبرتنا ان لا
خير لاحدنا بان ياخذ من احد شيئا فقال
عليه السلام انما ذلك عن مسئلة فاذا
كان غير مسئلة فانما هو رزق رزقك
الله تعالى وقال ابو هريرة انى لا اسأل
احدا شيئا ولا اعطانى احد شيا عن غير
مسألة الا قبلت منه وسئل سفيان الثورى
عن المواساة فقال ذلك طريق بنت فيه
المعونة

باب الشفيع

قال الفقيه
رحمه الله افضل الاعمال بعد اداء الفرائض

تو تم بھی جاہئے و اوس سے بہتر ہدیہ دو یا پھیر دو) اور دوسری جگہہ فرماتا ہے
(اور نہ بھلا دو بڑائی کرنی آپس میں) اور حضرت عائشہ رضی
مروی ہی کہ ایک عورت نے اونکو کچھہ ہدیہ دیا اونہوں نے اوسکو قبول نکیا
پس حضرت نبی صلعم نے فرمایا کیوں قبول نکیا کہا اسلیئے کہ
وہ مجھ سے زیادہ محتاج ہے پس فرمایا کیوں نہ قبول کر لیا اوسکو
اور مکافات اوسکی اوس سے زیادہ نکردی اور زید بن اسلم عطا
بن یسار سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے حضرت عمر کی
پاس کچھہ مال بہیجا اونہوں نے پھیر دیا آپنے فرمایا کیوں پھیر دیا
عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپنے فرمایا تھا کہ ہم میں سے
کسیکے لیئے کسی سے کوئی چیز لینے میں خیر نہیں فرمایا علیہ السلام نے
یہ امر تو جب ہے جب کوئی سوال کرے اور جب بغیر سوال کے
کچھ ملے تو وہ اللہ کا رزق بھیجا ہوا ہے اور ابو ہریرہ کہتے ہیں
میں کسی سے کوئی چیز نہیں مانگتا اور جو بے مانگے ملجائے
اوسکو لیلیتا ہوں اور سفیان ثوری سے کسی نے پوچھا
کسیکے ساتھ احسان کرنا کیسا ہے فرمایا یہ ایک رستہ ہے جسمین
جما ہے مجمع (اور یہہ ایک درخت خاردار ہے) تیراسی

باب بیچ دوسرے کیلیے سفارش کرنیکا بیان ہے

کہا فقیہ رح نے
افضل سب عملوں کا بعد ادا کرنے فرضوں کے

شفاعة حسنة اذا كان للرجل حاجة الى
انسان فتستشفع في ذلك او تشفع له لدفع مظلمة
عنه لان النبي عليه الصلوة والسلام قال
خير الناس من ينفع الناس وروى سفيان
بن عيينة عن عمرو بن دينار ان النبي عليه
الصلوة والسلام قال اشفعوا تؤجروا فان
الرجل منكم ليسألني فامنعه كيما تشفعوا
وتوجروا وقال الحسن البصري الشفاعة يجري
اجرها لصاحبها ما جرت منفعتها وقال مجاهد
في قول الله تعالى من يشفع شفاعة حسنة يكن
له نصيب منها ومن يشفع شفاعة سيئة
يكن له كفل منها وهي شفاعة الناس بعضهم
لبعض وروى عن النبي عليه الصلوة والسلام
ان رجلا جاء اليه فسأله بعيرا ليخرج الى
الغزو فلم يكن ذلك عند رسول الله صلى الله
عليه وسلم فبعثه الى رجل من الانصار
فذهب الى الانصار فاعطاه الانصاري بعيرا
فجاء بالبعير الى رسول الله صلى الله عليه و
سلم فقال النبي صلى الله عليه وسلم الدال

ایسکے لیے سعی نیک کرنی ہے جبکہ کسی آدمی کو کسی سی کوئی
حاجت ہو تو اوسکے لیے سفارش کرا و دفع ظلم کے لیے بھی
سفارش کرا اسلیے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا اچھا
آدمی وہ ہے جو اوروں کو نفع پہنچاوے :. اور سفیان
بن عیینہ عمرو بن دینار سے روایت کرتے ہین کہ آپنے
فرمایا لوگوں کے لیے سفارش کیا کرو اور ثواب کمایا کرو
کیونکہ کوئی شخص تم مین سے کچھ سوال کرتا ہے مین انکار
کر دیتا ہون تاکہ تم سفارش کرو ثواب کماؤ :. اور
حسن بصری کہتے ہین سفارش کا ثواب تب تک جاری رہتا ہے
جبتک اوسکا نفع جاری رہتا ہے اور کہا مجاہد نے تفسیر مین
اس قول اللہ تعالی کی وجہ کوئی سفارش کرے نیک بات مین
اوسکو بھی ملی اوس مین ایک حصہ :. جو کوئی سفارش کرے
بری بات مین اوسپر بھی ہے ایک بوجہ اوسمین سے تو اونکی
مراد اس سے سفارش کرنی ہے آپسمین :. اور نبی علیہ السلام
مروی ہے کہ ایک شخص آپکی خدمتمین حاضر ہوا اور
اونٹ مانگا تاکہ جہاد کیلیے اوسپر سوار ہووے اور
اونٹ آپکے پاس نہتا آپنے اوسکو ایک انصاری کے پاس بھیجدیا
تا وہ اوسکی پاس گیا انصاری اوسکو اونٹ دیدیا وہ شخص
اونٹ لیکر رسول اللہ صلعم کے خدمتمین آیا پس آپنے صلعم فرمایا نیک کام

علی الخير كفاعله ويقال لكل شئ صدقة و
صدقة الرياسة الشفاعة واعانة الضعفاء
وقال بعضهم اي بعض الادباء من كان دخالا
على الامراء ولا يكون مشفعا فهو دعي يعني
ولد الزناء وروى عن جعفر بن محمد انه قال
اوحى الله تعالى الى داود عليه السلام ان
عبدا من عبادي ياتي بحسنة فادخله الجنة
قال يارب وماتلك الحسنة قال من يفرج
عن مؤمن كربة ولو بشق تمرة **باب**
قتل العمد قال الفقيه رحمه الله اختلف
الناس فيمن قتل مؤمنا متعمدا قال بعضهم
هو في النار ابدا وقال عامة اهل العلم هو
في مشية الله تعالى ان شاء غفرله وان
شاء عذبه فاما من قال هو في النار ابدا فقد
ذهب الى ماروى سالم بن ابي الجعد قال كنت
عند ابن عباس بعد ما كف بصره فجاء رجل
فقال له ما تقول فيمن قتل مؤمنا متعمدا قال
فجزاؤه جهنم خالدا فيها قال ارأيت ان تاب وامن
وعمل صالحا ثم اهتدى فقال واني له الهدى

ثواب فاعل کے برابر ہے ۔ اور کہا گیا ہے ہر چیز کے لئے
صدقہ ہے اور صدقہ ریاست کا سفارش کرنی ہے اور ضعیفوں کی
مدد کرنی ۔ اور کہا بعض ادبا نے جو شخص امیروں کی
دربار میں باریاب ہو اور لوگوں کی سفارش نکرتا ہو تو وہ
ولد الزنا ہے ۔ اور جعفر بن محمد روایت کرتے ہیں کہ اللہ نے
حضرت داؤدؑ پر وحی بھیجی کہ بعض بندہ میرے بندوں سے
ایک نیکی لیکر آئیگا تو میں اوسکو جنت میں داخل کر دونگا
حضرت داؤدؑ نے عرض کیا ای رب وہ نیکی کونسی ہے
فرمایا جو کوئی کسی مسلمان کی مشکل آسان کری اگرچہ
آدہی چہوہاری سی ۔ **باب جو کسی مومن کو جانکر**
قتل کرنیکا بیان ہے ۔ کہا فقیہ رح نے اختلاف کیا ہے
علماء نے اوس شخص میں جسنے کسی مسلمان کو عمدا قتل کیا بعضوں نے
کہا وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیگا ۔ اور اکثر اہل علم کہتے ہیں کہ وہ شخص
اللہ کے مشیت میں ہے اگر چاہے بخشدے اگر چاہے عذاب کرے
جو کہتے ہیں کہ ہمیشہ دوزخ میں رہیگا دلیل اوسکی یہ ہے کہ سالم
بن ابی الجعد کہتے ہیں کہ میں ابن عباس کے نزدیک تھا اور
اون کی آنکھیں نابینا ہوگئی تھے سو آیا اونکی خدمت میں ایک شخص
اور پوچھا آپ کیا کہتے ہیں اوس شخص کی باب میں جو مسلمان کو
عمدا قتل کرے فرمایا جزا اوسکی ہمیشہ جہنم میں رہنا ہے کہا اوس نے

فوالذی نفسی بیدہ ان هذہ الآیة نزلت
فما نسختها من آیة بعد نبیکم وآما من قال
بان له التوبة المقبولة فلقول الله تعالی ان
الله لا یغفر ان یشرک به ویغفر ما دون
ذلك لمن یشآء وقال الله تعالی فی موضع
آخر ولا یقتلون النفس التی حرم الله الا بالحق
ثم قال الله تعالی فی آخرها الا من تاب وآمن و
عمل عملا صالحا فاولئك یبدل الله سیئاتهم
حسنات والجواب عن قوله تعالی ومن قتل
مؤمنا متعمدا فجزآءہ جهنم آنه قد روی ابن
عباس ان هذہ الآیة نزلت فی شان
مقیس بن ضبابة الفهری انه قتل رجلا
متعمدا وارتد ولحق بارض مکة وجواب
آخر ان معنی قوله جل جلاله فجزآءہ جهنم
ان جازاہ ولکن نرجو ان لا یجازیه ان شاء
الله تعالی وهذا کما روی انس بن مالك رضی
الله عنه عن النبی علیه الصلوة والسلام انه
قال من وعدہ الله تعالی علی عمل ثوابا فهو منجز له
ومن وعدہ الله تعالی علی عمل عقابا به فهو

پس قسم ہے اوس ذات کی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے کہ یہ آیت
نازل ہوئی اور اسکو کسی آیت نے بعد وفات تمہارے نبی کے
منسوخ نہین کیا۔ اور جو لوگ کہتے ہین کہ اوسکی توبہ مقبول ہے
اونکی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اللہ نہین بخشتا کہ اوسکا
شریک ٹہیرائی اور اوس سے نیچے بخشتا ہے جسکو چاہے) اور فرمایا
اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ (اور وہ جو نہین پکارتے اللہ کے
ساتھ اور حاکم کو اور نہین خون کرتے جان کا جو منع کی اللہ نے
مگر جہان چاہیئے) پھر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کی آخر مین
فرمایا (مگر جسنے توبہ کی اور یقین لایا اور کیا کچھ کام نیک
اونکو بدل دیگا اللہ برائیوں کی جگہ بھلائیاں) اور جواب آیت
ومن قتل مومنا متعمدا الخ کا یہ ہے کہ ابن عباس سے مروی ہے
کہ یہ آیت مقیس بن ضبابہ فہری کی باب مین نازل ہوئی تھی
کہ اوسنی ایک آدمی کو جانکر مار ڈالا تھا اور مرتد ہوکر مکہ کو
چلا گیا تھا۔ اور جواب دوسرا یہ ہے کہ معنی قول اللہ تعالیٰ فجزاءہ
جہنم کی یہ ہین کہ جزا اوسکی جہنم ہے اگر جزا دی لیکن ہم امید رکھتے ہین
کہ نہ دیگا اللہ تعالیٰ اوسکو یہ جزا اگر اللہ چاہیگا: اور یہ معنی ایسے
ہین جیسے کہ انس بن مالک رض نبی صلعم سے روایت کرتے ہین
کہ آپنے فرمایا جس سے اللہ تعالیٰ نے کسی عمل پر وعدہ ثواب کا کیا ہے
تو وہ عہد ضرور پورا کریگا اور جس سے کسی عمل پر وعدہ عذاب کا کیا ہے

بالخيار ولو ان رجلا قتل نفسه متعمدا قال
بعضهم هو في النار ابدا وقال بعضهم هو في مشيئة
الله تعالى اما من قال هو في النار ابدا فقد ذهب
الى ما روى عن سفيان الثوري عن الاعمش عن
ابي صالح عن ابي هريرة عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم من قتل نفسه بسم فسمه بيده يتحساه
في نار جهنم خالدا مخلدا فيها ابدا ومن قتل
نفسه بحديدة فحديدته في يده يجاها في بطنه في
نار جهنم خالدا مخلدا فيها ابدا وروى عن النبي
عليه الصلوة والسلام انه قال من قتل نفسه
بشيء عذب به يوم القيمة واما من قال
في مشية الله تعالى لان الله تعالى يغفر
ما دون ذلك لمن يشاء والخبر انما ورد على
وجه التشديد كما روى عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال لعن المؤمن كقتله وروى
ابن مسعود عن النبي عليه الصلوة و
السلام انه قال سباب المؤمن فسق و
قتاله كفر فكذلك هذا الخبر على وجه

تو یہین اسکو اختیار ہے چاہے پکڑے چاہے چھوڑ دے ۔
اور اگر کسینے اپنے آپکو جانکر مار ڈالا تو بعضے تو کہتے ہین
ہمیشہ دوزخ مین رہیگا بعضے کہتے ہین وہ اللہ کی اختیار اور
مشیت مین ہے جو چاہے سو کرے ۔ جو لوگ کہتے ہین وہ
ہمیشہ دوزخ مین رہیگا اونکی دلیل ہے کہ سفیان ثوری نے اعمش
اور ابو صالح کی ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہین کہ نبی علیہ السلام نے
فرمایا جسنے اپنے آپکو زہر سے مار ڈالا تو زہر اوسکی ہاتھ مین ہوگا
اور اوسکو پیتا ہوگا اور ہمیشہ ہمیشہ دوزخکی آگ مین پڑا رہیگا اور
جسنے اپنے آپکو کسی لوہے کی چیز سے مار ڈالا تو وہی چیز اوسکی
ہاتھ مین ہوگی اور اپنے پیٹ مین مارتا ہوگا اور ہمیشہ ہمیشہ
دوزخ مین پڑا رہیگا ۔ اور نبی علیہ السلام نے فرمایا جو اپنے آپکو
کسی چیز سے مار ڈالیگا اوسی چیز سے قیامت کو عذاب دیا جائیگا
۔ اور جو کہتے ہین کہ وہ اللہ مشیت مین ہے اونکی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالے
فرماتا ہے (اور بخشتا ہے اوسسے یعنی شرک سے نیچے جسکو چاہے) اور یہ
حدیث ڈرانے کی لئے فرمائی ہے جیسا کہ نبی علیہ السلام سے مروی ہے
کہ آپنے فرمایا مسلمان کا لعنت کرنا اوسکی قتل کرنے کے برابر ہے ۔ اور جیسا کہ
ابن مسعود نبی صلعم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا برا کہنا مسلمان کو
فسق ہے اور اوس سے لڑنا کفر ہے جسطرح یہ دونون حدیثین ڈرانے
دہمکانے کی لئے آپنے فرمائی ہین اسیطرح اس حدیث کو بھی

الوعيد والتشديد وهو في مشية الله تعالى

باب قبلة الولد الصغير

قال الفقيه رحمه الله لا بأس بالقبلة للولد الصغير وهو ماجور فيها لان فيها شفقة على ولده وقال النبي عليه الصلوة والسلام من لم يوقر كبيرنا ولم يرحم صغيرنا فليس منا وروى محمد بن اسود عن ابيه اسود بن خلف ان النبي عليه الصلوة والسلام اخذ حسنا فقبله ثم اقبل على اصحابه فقال ان الولد مبخلة مجبنة محزنة وروى اشعث بن قيس الكندي عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال انهم يعني الاولاد لمبخلة مجبنة محزنة وانهم لثمرة الفؤاد وقرة العين وروى عن عمر رض انه استعمل رجلا على بعض الاعمال فدخل الرجل على عمر فوجد عمر رض ولدا له وهو يقبله فقال الرجل ان لي اولادا فما قبلت واحدا منهم فقال له عمر لا رحمة لك على الصغار فرحمتك على الكبار اقل رد علينا عهدنا فعزله ويقال القبلة على خمسة

سمجھنا چاہئی یعنی وہ جاتل اسکی مشیت میں ہے چاہے چھوڑ دے چاہے پکڑے ::

باب بچا ہی میں یہ بیان ہے کہ بچوں کا بوسہ لینا کیسا ہے

: کہا فقیہ رحمہ نے چھوٹے بچے کی بوسلینے میں کچھ مضایقہ نہیں بلکہ ثواب ہے اور اسلیے کہ اسمین اپنی بچی پر شفقت معلوم ہوتی ہے :: اور نبی علیہ السلام مرد کے جو بڑے کی تعظیم نکرے ہے چھوٹے پر رحم نکھا وہ ہم میں نہیں :: اور محمد بن اسود اپنے باپ اسود بن خلف سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلعم نے حضرت حسن کو گود میں لیا اور پیار کیا پھر صحابہ کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا اولاد آدمی کو بخیل اور نامرد اور غمگین کرتی ہے :: اور اشعث بن قیس کندی نبی صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا بیاشبہ اولاد آدمی کو بخیل مرد غمگین کردیتی ہے اور بیلا شبہ اولاد دل کا پھل ہے اور آنکھ کی ٹھنڈک ہے :: اور حضرت عمر رضہ سے مروی ہے کہ آپنے ایک شخص کو کسی کام پر عامل کیا پس وہ شخص حضرت عمر کی خدمت میں حاضر ہوا تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ اپنی بچے کو گود میں لیے ہوئی پیار کر رہے ہیں اور اس شخص نے کہا میرے کئے بچے ہیں تو ایک کو بھی یوں پیار نہیں کرتا ہوں حضرت عمر رضہ نے فرمایا جب تجھے چھوٹوں سے ہی رحم نہیں آتا ہے تو بڑوں پر تو کیا آئیگا ہمارا کام ہمیں واپس دیدے اسکو معزول کر دیا :: اور کہا گیا ہے بوسہ پانچ طرح کا

اوجه قبلة المودة وقبلة الرحمة وقبلة الشفقة
وقبلة الشهوة وقبلة التحية فاما قبلة المودة
فهي قبلة الوالدين للولد على الخد واما قبلة
الرحمة فقبلة الولد لوالديه على الراس
واما قبلة الشفقة فقبلة الاخ للاخ
على الجبهة واما قبلة الشهوة فقبلة الزوج
الزوجة على الفم او على الوجه واما قبلة
التحية فهي قبلة المؤمنين فيما بينهم على
اليد وقد كره بعض الناس قبلة الرجال
فيما بينهم على اليد او على الرجل واحتج بما
روي عن النبي عليه الصلوة والسلام انه
نهى عن المكامعة يعني القبلة والمعانقة ورخص
بعض الناس وبه ناخذ وقد جاء الاثر ان النبي
عليه الصلوة والسلام قام الى جعفر بن
ابي طالب حين رجع من الحبشة فعانقه وقبل
بين عينيه وروي عن اصحاب النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال انهم كانوا اذا قدموا
من سفر تعانقوا بعضهم بعضا ويقبل
بعضهم بعضا وروي البراء بن عازب

ہوتا ہے بوسہ مودت کا بوسہ رحمت کا بوسہ شفقت کا بوسہ
شہوت کا بوسہ تحیت کا سو بوسہ مودت کا یہ ہے کہ ماں باپ اولاد کے
رخسارہ پر بوسہ دیں اور بوسہ رحمت کا یہ ہے کہ اولاد ماں باپ کے
سر پر بوسہ دے اور بوسہ شفقت کا یہ ہے کہ بہن بھائی کی پیشانی پر
بوسہ دے اور بوسہ شہوت کا یہ ہے کہ خاوند اپنی بی بی کی منہ پر
یا چہرہ پر بوسہ دے اور بوسہ تحیت کا یہ ہے کہ مسلمان آپس میں ایکدوسرے کے
ہاتھ پر بوسہ دیں ۔ اور بعضے علماء نے مردوں کو آپس میں
ایکدوسرے کے ہاتھ یا پاوں پر بوسہ دینے کو ناجائز کہا ہے اور دلیل
اونکی یہ ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے بوسہ لینے اور
گلے لگنے کو منع فرمایا ہے ۔ اور بعضے علماء نے اسکی
رخصت دی ہے اور اسی پر ہمارا عمل درآمد ہے
چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ نبی علیہ السلام
کھڑے ہو گئے جبکہ جعفر بن ابی طالب
ملک حبش سے پھر کر آئے اور گلے لگایا
اونکو اور پیشانی پر بوسہ دیا ۔
اور صحابہ رض سے مروی ہے کہ
جب وہ سفر سے آیا کرتے تھے تو ایک
دوسرے سے گلے ملتے تھے اور ایک
دوسرے کو بوسہ دیتے تھے ۔ اور براء بن عازب

عن النبی علیه الصلوة والسلام قال التمسوا
الولد فانهم ثمرة القلوب وقرة العین و
ایاکم والعجوز العقیم وروی عن النبی علیه
الصلوة والسلام انه قال اولادنا اکبادنا
ومن هذا قول القائل ؎ من سره الدهر
ان یری کبده ÷ یمشی علی الارض فلیر اولاده

باب ضرب الدف فی العرس

قال الفقیه رحمه الله اختلف الناس فی ضرب
الدف فی العرس قال بعضهم لا بأس به و
قال بعضهم یکره فاما من قال لا بأس به
فذهب الی ما روت عائشة رضی الله عنها
عن النبی علیه الصلوة والسلام انه قال
اعلنوا النکاح ولو بالدف واجعلوه فی المساجد
واضربوا علیه بالدف وروی محمد بن حاطب
عن النبی علیه الصلوة والسلام انه قال
فصل بین الحلال والحرام ضرب الدف و
رفع الصوت فی النکاح وقال محمد بن سیرین
نبئت ان عمر بن الخطاب اذا سمع صوتا انکره
وسال عنه فان قالوا عرس او ختان اقره وروی

نبی علیه السلام سے روایت کرتی تھی کہ آپنے فرمایا
اولاد کے پیدا ہونے کی فکر کرو اسلیئے کہ اولاد دلوں کے میوے
ہیں اور ٹھنڈک آنکھوں کی ہیں اور بڑھیا بانجھ سے
دور رہا کرو اور نبی علیه السلام سے مروی ہے کہ اولاد ہماری
جگر کے ٹکڑے ہیں اور اسی مضمون کا یہ شعر ہے (ترجمہ جس کو
یہ بات اچھی معلوم ہو کہ اوسکا جگر زمین پر چلے پھرے
اوسکو چاہیئے کہ اپنے اولاد کو دیکھے) باب چہارسی تین
میں بیان ہے کہ دائرہ کا بجانا نکاح میں جائز ہے
یا نہیں کہا فقیہ رح نے اختلاف کیا ہے علما نے نکاح کی وقت
دف بجانے میں بعضوں نے کہا کچھ مضائقہ نہیں بعضوں نے
کہا نا جائز ہے جنہوں نے کہا ہے کہ کچھ مضائقہ نہیں
اونکی دلیل یہ ہے کہ حضرت عائشہ نبی علیه السلام سے
روایت کرتی ہیں کہ آپنے فرمایا اعلان کرو نکاح کا
اگر دف ہی سے ہو اور کرو نکاح مسجدوں میں اور دف بجاؤ
اور محمد بن حاطب نبی علیه السلام سے روایت کرتے ہیں
کہ آپنے فرمایا فاصل حلال حرام میں دائرہ کا بجانا
اور بلند کرنا آواز کا ہے نکاح میں اور کہا محمد بن سیرین نے
مجھکو خبر پہنچی ہے کہ حضرت عمر رض جب کبھی آواز دف کی سنتے تو
اوسکو برا معلوم ہوتا تھا جب تک پوچھتے نہ تھے کہ کیا ہے سو اگر لوگ کہتے کہ

هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة ان
ابا بكر دخل عليها وعندها جاريتان تلعبان
بالدف في يوم عيد وعندها رسول الله صلى
الله عليه وسلم جالس فزجرهما ابو بكر فقال
النبي عليه الصلوة والسلام دعها يا ابا بكر فان
لكل قوم عيدا وعيدنا هذا وروي عن عائشة
انها كانت في عرس فلما رجعت عائشة قال
لها رسول الله صلى الله عليه وسلم هل قلتن
شيئا قالت نعم قلنا اتيناكم اتيناكم فحيونا نحييكم
ولولا العجوة السوداء ما كنا بواديكم فقال رسول
الله صلى الله عليه وسلم هلا قلتن لولا طاعة
الرحمن ما كنا بواديكم وروي عن عكرمة ان
ابن عباس ختن بنيه فدعا اللعابين فاعطاهم
اربعة دراهم فاما من قال انه يكره فقد ذهب
الى ما روي عن النبي عليه الصلوة والسلام انه
قال كل لهو للمؤمن باطل الا ثلثة تاديب
فرسه ورميه عن قوسه وملاعبته مع اهله
وروي ابن موهبة عن ابيه ان النبي عليه الصلوة
والسلام رجع من غزوة فجاءته امرأة فقالت

تو جائز ہوتی :: اور ہشام عروہ سے وہ اپنے باپ کی حضرت
عائشہ سے روایت کرتی ہیں کہ حضرت ابوبکر ایکدن تشریف
لائے اور حضرت عائشہ کے پاس دو لڑکیاں عید کے دن
دائرہ سی کھیل رہی تہیں اور رسول اللہ صلعم بہی تشریف
رکھتے تھے حضرت ابوبکر نے اون لڑکیون کو جہڑکا پس
رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے ابوبکر جانے دو کیونکہ ہر قوم کے
لئے ایکدن خوشی اور عید کا ہوتا ہے اور یہ دن ہماری
عید کا ہے: اور حضرت عائشہ رض سے مروی ہے کہ وہ ایک جگہ نکاح میں
گئی تہیں جب واپس آئیں پہرتیں تو رسول اللہ صلعم نے پوچہا تمنے وہاں
کچہ گایا تہا کہا ہان یہ گایا تہا آئی ہم تمہاری یہان آئے
ہم تمہاری یہان پس سلام کرو تم ہمکو اور سلام کریں ہم تمکو
اور اگر عجوہ سیاہ نہوتی تو ہم تمہارے جنگل میں کہان ہوتے اسکو
سنکر رسول اللہ صلعم نے فرمایا تمنے یون کیون نہ کہا اور اطاعت
اللہ تعالے کی نہوتی تو ہم تمہارے جنگل میں کب آتی اور عکرمہ
ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عباس نے جب اپنے لڑکون کے ختنہ کرائے
تو تماشا کرنے والے بلا کر چار درہم دئیے :: اور جو لوگ کہتے ہیں کہ جائز
نہیں اونکی دلیل یہ ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا لہو و لعب ہر قسم کا
مسلمان کے لئے ناجائز ہے مگر تین کہیل جائز ہیں گہوڑے کا سکہانا
تیر کمان کی مشق کرنی اپنی بی بی یا لونڈی کی ساتھ ہنسنا

[illegible]

انی نذرت ان اضرب الدف عندك ان جئت
من غزوتك سالما فقال لها رسول الله صلی
الله علیه وسلم ان فعلت ذلك فافعلی والا
فلا قالت یا رسول الله انی فعلت یعنی نذرت
قال اضربی فدخل ابوبکر وهی تضرب فدخل
عمر فطرحت الدف وجلست متقنعة فقال النبی
علیه الصلوة والسلام انی لاحسب ان الشیطان
یفر منك یا عمر وقوله صلی الله علیه وسلم ان
کنت فعلت فاضربی والا فلا نهی عن الضرب
من غیر نذر فیه دلیل علی انه لا یجوز ضربه و
الجواب عن الخبر الذی روی اعلنوا النکاح و
اضربوا الدفوف ان یقال هذه کنایة عن
اظهار النکاح ولم یرد به ضرب الدفوف
بعینها قال الفقیه رحمه الله ان الدف یعنی
فی زماننا هذا مع الصیحات والجلاجلات
ینبغی ان یکون مکروها بالاتفاق وانما الاختلاف
فی الدف الذی کان یضرب فی زمن المتقدمین

باب الامر بالمعروف والنهی عن المنکر

قال الفقیه رحمه الله الامر

کہ میں نے یہ نذر مانی ہے کہ اگر آپ جہاد سے صحیح سالم تشریف لائیں
تو آپ کے سامنے دف بجاؤں یعنی مبارکبادی دوں سو رسول اللہ
صلعم نے فرمایا اگر تو نے نذر کی ہی ہے تو پوری کر ورنہ مبارکبادی کچھ
حاجت نہیں اوس نے عرض کیا یا رسول اللہ میں تو یہ نذر مان چکی
ہی ہوں فرمایا اچھا آ بجاؤ سو وہ بجانے لگی تھی میں ابوبکر رض
بھی آگئے مگر وہ بدستور بجاتی رہی پھر تھی میں حضرت عمرؓ تشریف لائے
تو اوس نے دف کو تو پھینک دیا اور گھونگٹ نکال کے بیٹھ گئی پس فرمایا
نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے اے عمر میں یوں گمان کرتا ہوں
کہ شیطان تجھسے بھاگتا ہے پس رسول اللہ صلعم کا یہ فرمانا
کہ اگر تو نے نذر مانی ہے تو بجا ورنہ نہیں اسکی دلیل ہے کہ
دف کا بجانا جائز نہیں اور جواب اوس حدیث کا جو
اسطرح مروی ہے اعلان کرو نکاح کو اور وقت نکاح کے دف بجاؤ
یہ ہی کہ یوں کہا جاوے کہ یہ کنایہ ہے اظہار نکاح کا
دف کا بجانا حقیقت میں مراد نہیں ۞ کہا فقیہ رح نے
ہمارے زمانے میں جو دف مع جہانجھ کی بجائی جاتی ہے
وہ بالاتفاق ناجائز ہونی چاہیئے اور اختلاف فقط
اون دفوں میں ہے جو پہلے زمانے میں بغیر جہانجھ کے
بجائی جاتی تھے ۞ **باب تیسواں بیچ امر بالمعروف اور نہی عن
المنکر کا بیان ہے** ۞ کہا فقیہ رح نے امر

بالمعروف واجب لان الله تعالى قال لولا
ينهىهم الربانيون والاحبار عن قولهم الاثم
واكلهم السحت لبئس ما كانوا يصنعون فقد
ذمهم بتركهم الامر بالمعروف وقال عز
وجل كنتم خير امة اخرجت للناس تأمرون
بالمعروف وتنهون عن المنكر ولتأمرن
بالمعروف ولتنهون عن المنكر او ليسلطن الله
عليكم شراركم على خياركم ثم يدعوا خياركم
فلا يستجاب لكم ثم ان الامر بالمعروف على
اوجه فان كان يعلم باكبر رأيه انه لو امر
بالمعروف لكان يقبل منه ويمتنعون عن
المنكر فالامر واجب عليه ولا يسعه تركه
ولو علم باكبر رأيه لو امرهم بذلك قذفوه
وشتموه ولم ينتهوا فتركه افضل وكذلك
لو علم انهم يضربوه ولا يصبر على ذلك ويقع
بينهم عداوة ويهيج منه القتال فتركه ايضا
افضل ولو علم انهم لو ضربوه صبر على ذلك
ولا يشكو الى احد فهذا لا بأس ان ينهى عن
ذلك وهو مجاهد وهو عمل الانبياء ولو

بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب ہے اسلیے کہ اللہ تعالی نے فرماتا ہے
(کیون منع نہین کرتے اونکی درویشان اور ملا گناہ کی بات کہنے سے
اور حرام کہانے سے کیا برے عمل ہین جو کر رہے ہین) سو
اللہ تعالے نے اونکی مذمت فرمائی امر بالمعروف کی ترک پر اور
فرمایا اللہ تعالے نے (تم ہو بہتر سب امتون سی جو پیدا ہوئے
ہیں لوگون مین حکم کرتے ہو پسند بات پر اور منع کرتے
ہو ناپسند سے) کیا تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرو ورنہ
تم پر اللہ تعالے شریرون کو مسلط کر دیگا پہر نیک لوگ دعا بہی
مانگینگے تو قبول نہوگی ؛ اور امر بالمعروف بہی کئی طرح پر ہے
اگر گمان غالب ہے کہ اگر امر بالمعروف کرونگا تو لوگ مانینگے
اور برے کام سے باز آئینگے تو امر بالمعروف واجب ہے خاموشی کی
گنجایش نہین اور اگر گمان غالب یون ہے کہ اگر مین کہونگا
تو لوگ برا بہلا کہینگے اور باز نہ آئین گے تو امر بالمعروف
نکرنا افضل ہے اسیطرح اگر جانے کہ وہ لوگ مارینگے مجہے اور
صبر نہوسکیگا اور آپسمین دشمنی ہوجائیگی اور لڑائی کہڑی
ہوگی تو بہی امر بالمعروف کا ترک کرنا افضل ہے اور اگر
جانے کہ اگر وہ مجہے مارینگے تو مین صبر کرونگا کسی سے شکایت نکرونگا
تو پہر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا مضائقہ نہین اور ایسا شخص
مجاہد ہوگا اور یہی کام انبیا علیہ السلام کا ہے اور اگر

علموا انهم لا يقبلون منه ولا يخافون منهم
ضررا ولا شتما فهو بالخيار ان شاء امرهم وان
شاء ترك والامر افضل وروى ابو سعيد
الخدري عن النبي عليه الصلوة والسلام انه
قال اذا رای احدكم منكرا فلينكره بيده فان
لم يستطع فبلسانه فان لم يستطع فبقلبه و
ذلك اضعف الايمان يعني اضعف فعل اهل
الايمان وقال بعضهم الامر بالمعروف باليد
على الامراء والامر باللسان على العلماء و
بالقلب لعوام الناس

باب النكاح

قال الفقيه رحمه الله اختلف الناس في النكاح
قال بعضهم هو فريضة وقال الآخرون هو
سنة ونحن نقول ان تاقت نفسه الى النكاح
فالافضل ان يتزوج ان قدر على ذلك
وان لم يشتق نفسه الى النكاح فان شاء تزوج
وان يشاء لم يتزوج وان اشتغل بعبادة ذلك
فهو افضل واما من قال انه فريضة فلما
روى انس بن مالك ان النبي عليه الصلوة
والسلام كان يأمرنا بالباءة وينهى عن

یہ جانے کہ لوگ میرا کہنا نہ مانیں گے اور ان سے کا اندیشہ
ضرر نہیں تو مختار ہے جی چاہے امر بالمعروف کرے چاہے نہ کرے امر
بالمعروف افضل ہے۔ اور ابو سعید خدری نبی علیہ الصلوۃ
والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا جب کوئی تم
میں کوئی بری بات دیکھے تو اوسکو ہاتھ سے روکے اگر
اسکی طاقت نہو تو زبان سے روکے اگر اسکی بھی طاقت نہیں تو
دل سے اوسکو برا سمجھے اور یہ ضعیف ایمان ہے یعنی ضعیف
فعل ایمان والونکا اور بعض کہتے ہیں کہ امر بالمعروف ہاتھ سے امرا کے
ذمہ ہے اور زبان سے علما کا کام اور دل سے عوام لوگونکا
انتہا شی باب بیچ نکاح کا بیان ہے کہا فقیہ رحمہ
اختلاف کیا ہے علمانے نکاح میں بعضوں نے کہا فرض ہے
اور بعضوں نے کہا ہے سنت ہے اور ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر نفس مشتاق
نکاح کا ہو تو نکاح کرنا افضل ہے اگر نکاح کر سکے اور
اگر نفس آرزومند نکاح نہیں تو چاہے کرے چاہے
نہ کرے بلکہ اگر عبادت میں مشغول ہو تو افضل ہے
دلیل اونکی جو کہتے ہیں نکاح فرض ہے یہ ہے
کہ انس بن مالک نبی علیہ السلام سے روایت کرتے
ہیں کہ آپ ہمکو نکاح کرنے کو فرمایا
کرتے تھے اور ....

المتبتل فيها شديدا وكان يقول عليه الصلوة
والسلام تزوجوا الودود الولود فاني مكاثر
بكم الانبياء يوم القيمة وفي رواية اخرى فاني
مكاثر بكم الامم وآما حجة الاخرين فما روي
عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال لعكاف
بن وداعة الك امرأة قال لا قال ولا جارية
قال لا قال وانت شاب موسر قال نعم بحمد الله
تعالى قال تزوج والا فانك من اخوان الشياطين
او من رهبان النصارى فان كنت مؤمنا فافعل
ما نفعل فان من سنتنا النكاح فاذا لم يشتق
نفسه فالعبادة له افضل لان الله مدح يحيى
بن زكريا عليهما السلام قال وسيدا وحصورا
ونبيا من الصالحين والحصور الذي لا يأتي
النساء يعني انه كسر شهوته باشتغاله بعبادة
ربه فالاشتغال بالعبادة افضل واذا اراد ان
يتزوج امرأة فليتزوج بذات الدين كما قال النبي صلى الله
عليه وسلم تزوج المرأة لمالها وجمالها وحسبها
ودينها فعليك بذات الدين تربت يداك
وقال النبي صلى الله عليه وسلم اياكم وخضراء

مجرد رہنے کو شدت سے منع فرمایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے نکاح
کرو ایسی عورتوں سے جو خاوند کو دوست رکھیں اور بہت بچے
جنیں کیونکہ میں قیامت کے دن تمہاری کثرت کی وجہ سے اور نبیوں پر
فخر کرونگا دوسری روایت میں یہ ہے کہ اور امتوں پر فخر کرونگا
اور دلیل انکی جو نکاح کو سنت کہتے ہیں یہ ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ
والسلام سے مروی ہے کہ آپ نے عکاف بن وداعہ سے پوچھا تیری
بی بی ہے عرض کیا نہیں پوچھا کیا لونڈی بھی نہیں
عرض کیا نہیں پوچھا تو جوان مالدار ہے عرض کیا ہاں اللہ کا
شکر ہے فرمایا نکاح کر کیونکہ نہیں تو بھائی شیطانوں کا ہے
یا نصاریٰ کے درویشوں میں سے ہے سو تو اگر مومن ہے تو جو فعل ہم کرتے ہیں
تو بھی کر کیونکہ نکاح ہماری سنت ہے اور جب نفس مشتاق نکاح کا
نہ ہو تو بہتر اسکی عبادت افضل ہے اسلیے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یحیے
بن زکریا علیہما السلام کی تعریف میں فرمایا ہے (اور سردار ہوگا اور
عورت پاس نہ جائیگا اور نبی ہوگا نیکوں میں) اور حصور اسکو
کہتے ہیں جو عورت کے پاس نہ جائے یعنی انہوں نے اپنی شہوت کو عبادت
پروردگار میں مشغول ہوکر دبا دیا تھا پس عبادت میں مشغول ہونا افضل ہے
اور جب آدمی نکاح کا ارادہ کرے تو پارسا عورت سے نکاح کرے جیسا کہ
نبی صلعم نے فرمایا ہے نکاح کیجاتی ہے عورت مال اور جمال اور حسب اور
دین کی وجہ سے سو تو دیندار عورت سے نکاح کر تیرے ہاتھ خاک آلودہ

الدمن قيل يا رسول الله وما خضراء الدمن
قال المرأة الحسناء في منبت السوء يعني في
حسب السوء وقال بعض الحكماء افضل النساء
ان تكون بهية من بعيد مليحة من قريب عن[ية]
في النعمة وادركتها الحاجة فخلق النعمة فيها
وذل الحاجة فيها

باب الكسب

قال الفقيه رحمه الله كره بعض الناس الاشتغال
بالكسب وقالوا الواجب على كل انسان ان
يشتغل بعبادة ربه ويتوكل عليه وقال
عامة اهل العلم الكسب بمقدار ما يكفيه
ولعياله واجب فان زاد على ذلك فهو
مباح والاشتغال بالعبادة افضل فان
اشتغل لطلب الزيادة لا يكون حراما اذا
لم يرد به الفخر والرياء فاما حجة من قال
بانه لا ينبغي ان يشتغل بالكسب لان الله
تعالى قال وما خلقت الجن والانس الا
ليعبدون فاخبر انه قد خلق الخلق لعبادته
فينبغي لهم ان يشتغلوا بعبادته لا بالكسب
قال النبي عليه الصلوة والسلام ما اوحى الله

عرض کیا گیا سبزی کوڑی کی کیا؟ فرمایا عورت خوبصورت
عیال چلن کی بری — اور بعض حکما نے فرمایا ہے عورتوں میں
وہ عورت افضل ہے جو دور سے اچھی معلوم ہو قریب سے
نمکین نظر آوے حالت عیش میں، حاجت میں مبتلا ہو جیسے
اوسکو عادت نعمت کی بھی ہو، و ذلت حاجت کی

ہو باب نواسی میں کسب اور پیشہ کا بیان

کہا فقیہ رحمہ نے بعض علما پیشہ کو نا جائز کہتے ہیں اور
کہتے ہیں کہ انسان پر یہ واجب ہے کہ اللہ کی عبادت میں مشغول رہے
اور اوسپر توکل کرے اور اکثر علما کہتے ہیں کہ پیشہ کرنا
یعنی محنت مزدوری کرنا جس قدر اپنے اور اپنے اہل عیال کے لئے کافی ہو
واجب ہے اور اگر اس سے زیادہ کرے تو مباح ہے اور عبادت
کے شغل میں افضل ہے اگر حاجت سے زیادہ کمائی میں
مشغول ہو تو حرام نہوگا اگر فخر اور تکبر کا ارادہ نکریگا
دلیل اون لوگوں کی جو کہتے ہیں کہ محنت مزدوری میں
مشغول ہونا چاہیے یہ ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے
اور نہیں جو بنائی جن اور آدمی سو اپنی بندگی کو
اللہ تعالے نے خبر دی کہ اوسنے مخلوق کو اپنی عبادت کے
لئے پیدا کیا ہے سو مخلوق کو یہی لائق ہے کہ عبادت میں
مشغول رہیں نہ محنت مزدوری میں فرمایا نبی علیہ الصلوۃ والسلام

الی بان اجمع المال ولا ان اکون من التاجرین
ولکنه اوحی الی بان سبح بحمد ربك وکن من
الساجدین واعبد ربك حتی یأتیك الیقین
واما حجة من قال ان طلب قوته وقوة عیاله
واجب لان الله تعالی فرض الفرائض ثم لم
یتهیأ للعبد اداء الفرائض الا باللباس
وقوت النفس وذلك لا یقدر علیه الا
بالکسب قال الله تعالی فاذا قضیت الصلوٰة
فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل الله
واذکروا الله کثیرا وقال النبی علیه الصلوٰة والسلام
تبایعوا بالبز فان اباکم کان بزازا یعنی کان
ابراهیم علیه السلام بزازا وقال عبد الله بن
المبارك من ترك السوق ذهبت مروته و
ساء خلقه وقال ابراهیم بن یوسف علیك بالسوق
فانه اعز لصاحبه ویقال ترك الکسب علی
ثلثة اوجه للکسل وللتقوی وللعار فمن ترکه
کسلا فلا بد له من السوال ومن ترکه تقویٰ
فلا بد له من الطمع ومن ترکه عارا فلا بد له
من السرقة ویقال ثلثة اشیاء لا علاج لها

کہ مال جمع کرون یا سوداگر ہوون لیکن مجکو تو فرمایا ہے
سو تو یاد کر خوبیان اپنے رب کی اور رہ سجدہ کرنی والون مین
اور بندگی کر اپنے رب کی جب تک پہنچی تجکو یقین) اور دلیل
اون لوگون کی جو کہتے ہین کہ قوت اپنے او عیال کی
واجب ہے یہ کہ اللہ تعالی نے بہت سی کام فرض کئی مگر وہ
فرض آدمی سی بغیر لباس اور کہانے کے نہین ادا ہو سکتی اور
قوت اور لباس بغیر محنت مزدوری کی میسر نہین آسکتا
اور فرمایا اللہ تعالی نے (پہر جب تمام ہو چکی نماز تو پہیل پڑو
زمین مین اور ڈہونڈو فضل اللہ کا اور یاد کرو اللہ کو
بہت سا) اور فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کپڑا بیچا کرو کیونکہ
تمہارا بڑا باپ ابراہیم بزاز تہا ۔ اور کہا عبد اللہ بن
مبارک نی جسنے بازار کی محنت مزدوری چہوڑ دی اوسکی
مروت گئی اور اخلاق بری ہوئی ۔ اور کہا ابراہیم بن
یوسف نی بازار کو تجارت یا مزدوری کی لیے جایا کر
کیونکہ یہ بات عزت کی ہی ۔ اور کہا گیا ترک کسب تین وجہ سے
ہوتا ہے یا کسل اور سستی کی وجہ سے یا تقوی کی وجہ سے یا عار اور
شرم کی وجہ سے جو کوئی اوسکو کسل کے وجہ سے چہوڑیگا تو ضرور
سوال کریگا اور تقوی کی وجہ سے چہوڑیگا تو طمع مین گرفتار ہوگا
جو عیب سمجہکر اوسکو چہوڑیگا وہ چوری اختیار کریگا ۔ اور کہا گیا

احدها المرض اذا خالطه الهرم والثانی
العداوة اذا خالطها الحسد والثالث الفقر
اذا خالطه الكسل وقال ابو القاسم الحكيم كسب
الحلال يحمل لذی الفاقة الخفيف وستر
للعسر الضعيف وقطع اللسان ذی الاخنة
ويقال لكل شیء حلية وزينة وحلية الشباب
وزينته ان يكون وراء عمله ويقال ست خصال
فی الرجل اذا وجدت يكون سيد الرجال ثلثة
من خارج البيت وثلثة من داخل البيت
فاما اللواتی من خارج البيت اولها الاستفادة
من العلماء والثانی مخالطة اهل الورع و
الثالث ان يطلب قوته وقوت عياله من وجه
يحل له واما اللواتی فی داخل البيت اولها المذاكرة
مع اهله بما سمع من العلماء والثانية استعمال
النفس بما رأى من اهل الورع والثالثة ان
يوسع على اهله من اللباس والطعام مقدار
طاقته • **باب الطب** قال الفقيه رحمه
الله يستحب للرجل ان يعرف من الطب مقدار
ما يمتنع به ما يضر ببدنه وقال بعض الحكماء

ایک تو بیماری بڑہاپی مین دوسرے دشمنی مع حسد کی تیسرے
مفلسی مع کسل اور سستی کے • اور کہا حکیم ابو القاسم نے فرمایا
کسب حلال درویش پارسا کی لیئی زینت ہی اور تنگدست ضعیف
کے لیئے پردہ اور کینہ ور بدذات کی لیئی زبان بند کرنے
والا ہے • اور کہا گیا ہر چیز کے لیے ایک زیور اور زینت ہے
اور زیور اور زینت جوان کی یہ ہے کہ اپنے قوت بازو
کمائی • اور کہا گیا جس شخص مین چھ خصلتین پائی اسکو
سردار سمجھہ تین گھر کے باہر تین گھر کے اندر سو جو خصلتین
گھر کے باہر ہونی چاہیین اون مین پہلے تو یہ ہے کہ علماء
کی صحبت کا فائدہ حاصل کری دوسرے یہ کہ متقی لوگون سے
ربط ضبط رکہی تیسری یہ ہے کہ اپنے اور اہل عیال کی حلال
روزی کمائی سو جو خصلتین گھر کے اندر ہونی چاہیین
اون مین پہلے یہ ہے کہ اپنے گھر والون سے جو باتین دین کی
علماء سے سنی ہین ذکر کری دوسرے یہ ہی کہ جو متقیون کو کرتے
دیکہا خود بہی کرنا تیسرے یہ ہے کہ اپنے عیال پر کہانی
کپڑی مین بقدر طاقت فراخی کری • **باب نوی مین علم
طب کے حاصل کرنیکا بیان ہے** • کہا فقیہ رحمہ نے مستحب ہے
آدمی کو کہ علم طب اتنا ضرور سیکہے جس سے مضرت جسمانی
بچ سکے ـــــ اور کہا بعض حکمانے

العلم علمان علم الادیان وعلم الابدان فکما
ان للرجل لا بد من تعلم العلم مقدار ما یصلح
به امر دینه فکذلک لا بد ان یعرف من الطب
مقدار ما یصلح به امر بدنه ویجتنب عما یضر
بالبدن فان من المروة ان یمتنع عما یضر بنفسه
وقد اجمع الاطباء انه لیس شیء فی الطب انفع
من الحمیة وقد روی عن بعض الصحابة انه قال
لرجل الا اعلمك طبا یتعایا فیه الاطباء وعلما
یتعایا فیه العلماء وحکمة یتعایا فیه الحکماء قال
بلی قال اما الطب فان تجلس علی المائدة فانت
جائع وقم عنها وانت تشتهیه واما العلم الذی
تتعایا فیه العلماء اذا سئلت عن شیء لا تعلم فقل
الله اعلم واما الحکمة التی تتعایا فیه الحکماء
فاذا جلست فی نادی قوم فاسکت فان افاضوا
فی الخیر فافض معهم وان افاضوا فی الشر فاسکت
منهم وقیل لرجل من المتقدمین وقد طال
عمره قال طال عمرك قال لانا اذا طبخنا نضجنا
واذا مضغنا دققنا ولا نملأ بطوننا ولا نخلیها
ویقال انفع ما یکون للانسان بعد الغداء

علم دو طرح کا ہوتا ہے ایک علم دین کا دوسرا علم بدن کا
سو جیسا ہر آدمی کو یہ ضروری ہے کہ علم دین اتنا سیکھے جس سے
دین درست ہو جاے اسیطرح یہ بھی ضرور ہے کہ طب کو بھی
اتنا سیکھے جس سے اپنے بدن کو اصلاح کر سکے اور جو چیزیں
مضر ہیں اون سے بچ سکے کیونکہ مضر چیزوں سے بچنا مروت میں
داخل ہے ۔ اور اطبا اسپر متفق ہیں کہ طب میں
پرہیز سے زیادہ کوئی چیز نافع نہیں ۔ اور بعض صحابہ سے
مروی ہے کہ آنہوں نے ایک شخص کو فرمایا کیا تجھے ایسی طب
نہ بتاؤں جسمیں تمام اطبا عاجز ہوں اور ایسا علم جسمیں
تمام علما عاجز ہوں اور ایسی حکمت جسمیں حکما عاجز
ہوں کہا کیوں نہیں کہا لیکن طب یہ ہے کہ دستر خوان پر
تب بیٹھ جب خوب بھوک ہو اور ابھی بھوک باقی ہو جو اٹھ
کھڑا ہو ۔ لیکن وہ علم جسمیں علما درماندہ ہیں یہ ہے
کہ جب تو ایسی چیز سے سوال کیا جاے کہ تو جانتا نہیں تو
کہدے کہ اللہ بہتر جانتا ہے ۔ لیکن وہ حکمت جسمیں حکما درماندہ
ہیں یہ ہے کہ تو جب کسی مجلس میں بیٹھے تو چپکا بیٹھا رہ اگر
اچھی باتیں کریں تو بھی ہاں میں ہاں ملا باتیں کر اور
اگر بری باتیں کریں تو چپکا بیٹھا رہ ۔ اور کہا گیا ایک شخص سے
جو متقدمین سے تھا اور عمر بڑی تھی آپکی عمر کیسے ہوئی

کہا اسلئے کہ جب ہم کسی چیز کو پکاتی ہیں تو خوب پکاتی ہیں اور جب چباتی ہیں تو خوب باریک کرتے ہیں نہ پیٹ بھر کے کہاتے ہیں نہ پیٹ کو خالی رکھتے ہیں ۔ اور کہا گیا انسان کی لیے بعد صبح کے م

التمدد بعد العشاء الحركة والمشي ويقال في المثل
خير الغذاء اذا تغديت تمدد واذا تعشيت
تمشى وروى الزهري عن ابن عباس انه قال
خمس يورث النسيان اكل التفاح الحامض
والبول في الماء الراكد والحجامة في نقرة
القفاء والقاء القملة في التراب وشرب سؤر
الفارة الفاسقة ويقال قراءة لوح القبور
واكل الكزبرة والمشي بين الجملين المقطورين
والمشي بين امرأتين والنظر في العوم لا يورث
النسيان وروى الضحاك عن ابن عباس عن
النبي عليه الصلوة والسلام انه قال عليكم
بالسواك فانه فيه عشر خصال مطهر للفم ومرضاة
للرب تعالى ومفرحة للملائكة ومجلاة للبصر
وتبيض للاسنان وتشد اللثة ويذهب
الحفر ويهضم الطعام ويقطع البلغم وتحضر
الملائكة وتضاعف فيه صفة الصلوة ويقال
من انتعل بنعل اصفر لم يزل في غبطة وسرور
لقول الله تعالى انها بقرة صفراء فاقع لونها
تسر الناظرين من لبس نعلا سوداء لم يزل

کہاکی لیٹ رہنا یا وہ نافع ہے اور بعد کہانا کہانی
رات کی چلنا پہرنا نافع تر ہے ؛ اور مثل مشہور ہیں یوں ہے
ونکا کہانا وہ بہتر ہے جب کہاتے لیٹ رہی اور رات کو
کہانا وہ بہتر ہے جسکی بعد چلا پہرا جائے ؛ اور زہری ابن عباس رضی
روایت کرتی ہیں کہ آپنے فرمایا پانچ چیزیں نسیان پیدا کرتی ہیں
کہٹے سیب کا کہانا اور کہڑے پانی میں پیشاب کرنا اور گردن میں
پچھنے لگانا اور جوؤں کو زمین پر پہینکدینا اور چوہی کا
جہوٹا پینا ؛ اور کہا گیا قبروں پر جو کندہ ہو اوسکو پڑہنا
اور دہنیا کہانا اور دو عورتوں کی درمیان چلنا اور ستر کو
دیکہنا نسیان کو پیدا کرتی ہیں ؛ اور ضحاک ابن عباس سے
روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا مسواک ضرور
کیا کرو کیونکہ اسمیں دس خصلتیں ہیں ؛ پاک کرنی والی منہ کے
اور سبب خوشنودی ہے اللہ تعالی کی اور خوش کرتی ہی فرشتوں کو
اور بینائی کو جلا دیتی ہی اور دانتوں کو سفید کرتی ہی اور
مسوڑوں کو مضبوط کرتی ہی اور غم کو کہوتی ہی اور کہانی کو
ہضم کرتی ہی اور قاطع بلغم ہے اور فرشتوں کی حاضر ہونیکا
سبب ہے اور بڑہ جاتا ہے ثواب نماز کا ؛ اور کہا گیا جسنی
زرد جوتی پہنی وہ ہمیشہ خوش و خرم رہیگا کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے
وہ ایک گائی ہے زرد ڈہڈہاتا رنگ اوسکا خوش آتی ہی دیکہنی

فی هم وقد ورد عن النبی علیه الصلوة والسلام
انه قال من تختم بعقیق لم یزل فی برکة وسرور
ویقال من کنس بیته بخرقة فانه یورث الفقر
ومن منع خمیره عن جاره فانه یورث الفقر و
من لم ینظف بیته من بیت العنکبوت فانه
یورث الفقر واذا لم ینظف الاصطبل من
بیت العنکبوت فانه یهزل الدواب ویقال
النظر فی الماء والخضرة والوجه الصبیح ووجه
الوالدین وفی الصلوة الی موضع السجود و
الی الاترنج والی الحمام الاحمر یجلی البصر ویقال
للنار فی الشتاء خمس خصال یدفع البرد و
یحسن الوجه ویمری الطعام ویذهب البلغم
ویونس الوحشة وقال علی بن ابی طالب رضی
الله عنه من اراد البقاء ولا بقاء فلیباکر
الغداء ولیقل غشیان النساء ولیخفف الرداء
قیل وما خفة الرداء قال قلة الدین باب

الامتناع عما یضر بالبدن من الجماع والماکولات وغیرهما

قال الفقیه رحمه الله ان الابدان فی الخریف

رنج میں رہیگا اور نبی صلعم سی مروی ہی کہ آپ نی فرمایا جو
عقیق کی نگینہ کی مہر پہنی وہ ہمیشہ خوش و خرم قایم برکت
ہوگا ۔ اور کہا گیا جہاڑو دینا گہر میں کپڑے سی مفلسی اور
نحوست لاتا ہے ۔ اور اپنے پڑوسی کو خمیر نہ دینا بہی
اور افلاس کا باعث ہے اور صاف نہ کرنا گہر کا مکڑے کے
جالے سے افلاس کو لاتا ہی ۔ اور جب طویلہ مکڑی کی جالوں سے
صاف نہ کیا جائیگا تو چارپائے دبلی رہینگی ۔ اور کہا گیا ہے پانی
جاری اور سبزہ کو دیکہنا اور خوبصورت آدمی کا موںہہ
دیکہنا اور ماں باپ کا موںہہ دیکہنا اور نماز میں سجدہ کی جگہہ
دیکہنا اور نارنج اور کبوتر سرخ کو دیکہنا بینائی کو جلا اور روشنی
بخشتا ہی اور کہا گیا آگ کے اندر موسم سرما میں پانچ
خوبیاں ہیں سردی کو دفع کرتی ہے موںہہ کو رونق بخشتی ہے
کہانے کو ہضم کرتی ہے بلغم کو دفع کرتی ہی اور وحشت میں
مونس ہے ۔ اور حضرت علی رض فرماتی ہیں جو شخص ارادہ
کری باقی رہنے اور باقی رہنے کا اوسکو چاہیے کہ علی الصباح
غذا کہایا کرے اور عورتوں سے جماع کم کیا کرے اور قرض کم لیا کرے
کسی نے پوچہا خفة الرداء سے کیا مراد ہے فرمایا کمی قرض کا ۔ باب
اوس کا موں میں یہ بیان کہ جو جماع اور کہانے پینے کی
چیزیں بدن کو مضر ہیں اون سے پرہیز چاہیے کہا فقیہ

والشتاء اقوى يكن الطعام لان المعدة تستخن
فيهما فتستمرئ الطعام وفى الصيف والربيع تبرد
المعدة فيضعف عن حمله لبردها ويقل قوتها عن الانضمام و
يقال الاكثار من شرب الماء البارد فى ايام الصيف قل ضررا فى
ايام الشتاء اكثر ضررا فينبغى ان يستقل منه فى الايام
الشتاء وينبغى للرجل ان يحترز عن شرب الماء
بالليل بعد ما نام فان ذلك تبرد المعدة و
يخاف منه العلل الا ان يكون الرجل قد غلبت
عليه الحرارة وكانت به حمى واذا اراد النوم
وهو ممتلى ينبغى ان ينام اولا عن يمينه لموافقة
السنة ثم يتحول الى الشمال فان ذلك اهضم
للطعام والحركة والتقلب من جنب الى جانب
انفع له ولا ينبغى للرجل ان ينام على بطنه
الا من عذر وروى عن النبى عليه الصلوة والسلام
راى رجلا وهو مضطجع على بطنه فركضه برجله
وقال لا تضطجع هكذا فان هذه ضجعة
يبغضها الله تعالى ولو ان رجلا كان ممتليا
وهو يخاف وجع البطن فلا باس بان يجعل
وسادة تحت بطنه وينام عليها ليستمرى

اور جاڑے میں طعام کے بوجہ اوسکے ہضم کی زیادہ قوت رکہتا ہے
اسلیے کہ معدہ ان دونو موسموں میں گرم ہوتا ہے اسلیے کہانیکو
خوب ہضم کریگا ؛ اور موسم گرمی اور موسم ربیع میں معدہ
ٹہنڈا ہوتا ہے اسلیے بوجہ کہانیکا اوٹہانا دشوار ہوگا
اور خوب ہضم نکر سکیگا ؛ اور کہا گیا ہے موسم گرمی میں
ٹہنڈا پانی بکثرت پینا اوسکو نقصان کم کرتا ہے اور جاڑے دنوں میں
نقصان زیادہ کرتا ہے اسلیے جاڑے دنوں میں کم پینا چاہیے
؛ اور آدمی کو چاہیے کہ رات کو سوتے سے اوٹہکر پانی نہ پیے
کیونکہ اسوقت کا پانی معدہ کو ٹہنڈا کرتا ہے اور اس میں
بہت سی بیماریوں کا اندیشہ ہے ہاں اگر کسی شخص پر
حرارت غالب ہو یا اوسکو بخار ہو تو کچہ مضائقہ نہیں
؛ اور جب ارادہ سونیکا کرے اور پیٹ بہرا ہوا ہو تو اول
دائیں کروٹ سے سوئے موافق سنت کے پہر بائیں کروٹ لے
کیونکہ اسطرح کہانا خوب ہضم ہوتا ہے اور کروٹیں بدلنی
زیادہ مفید ہیں ؛ اور آدمی کو چاہیے کہ پیٹ کے بل
نہ سوئے مگر ناچاری ہو تو خیر ؛ اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے
مروی ہے کہ آپنے ایک شخص کو اوندہا سوتے دیکہا تو آپنے اوسکو پاؤں سے
ٹہکرایا اور فرمایا اسطرح نہ لیٹ کیونکہ اس ضجع کو اللہ تعالی ناپسند
کرتا ہے ؛ اور اگر کسی آدمی کا زیادہ پیٹ بہرا ہوا ہو اور اوسکو

الطعام لان ذلك حالة عند الضرورات
تبيح المحظورات ثم عليه ان يتوب من كثرة
الاكل ويقال شرب الماء البارد قبل
الطعام يطفى نار المعدة وشربه بعد الطعام
يسخن المعدة ويسمن البدن فاذا اكل الرجل
فاكهة مثل التفاح والمشمش والعنب او الزبيب
او نحو ذلك فلا ينبغي ان يشرب الماء على
اثره فان ذلك يفسد المعدة وينبغي ان
ينتظر بعد اكله ساعة او ساعتين او اكثر
ثم يشرب الماء فانه اقل ضررا واذا اكل الرجل
ارزا حارا او شيئا من الحلواء حارا او باردا
فلا يشربن على اثره ماء باردا فان ذلك
يضر باللسان فاذا اراد شربه فليأكل
لقمة او لقمتين من الخبز ثم يشرب فان ذلك
اقل ضررا ويقال اكل الخبز الحار مع الحلوى
يهيج منه الديدان في البطن وقال ابن المقفع
من ادام اكل البصل اربعين يوما فخرج
الكلف بوجهه فلا يلومن الا نفسه وقال
لو افتصد فاكل على اثره مالحا فظهر له

کیونکہ اوسکو عذر ہے اور ضرورتین ممنوعات کو مباح
کردیتی ہین ہان اوسکو بیشتر کہانے سے آیندہ کو توبہ کرنی
چاہئے : اور کہا گیا کہانے سے پہلے ٹھنڈا پانی پینا حرارت
معدہ کو بجہا دیتا ہے اور بعد کہانا کہانیکے پینا معدہ کو
گرم کرتا ہے اور بدن کو موٹا کرتا ہے : جب کسی شخص نے
کوئی میوہ مانند سیب اور زرد آلو اور انگور اور منقی وغیرہ کے
کہایا تو اوسکو فورا پانی پینا نچاہیے کیونکہ اسمین معدہ
خراب ہوجائیگا ہان گہنٹہ دو گہنٹہ صبر کرے پہر پیے
کیونکہ اسمین نقصان کم ہے : اور جب کسی نے چاول
گرم گرم کہائی یا کسی قسم کا حلوا گرم گرم یا ٹھنڈا کہائیگا
تو اوسکے فورا ٹھنڈا پانی نہ پیے کیونکہ یہ دانتون کو
نقصان کرتا ہے اور جب پانی پینے کا ارادہ کرے تو پہلے ایک دو
لقمہ روٹی کا کہالے پہر پانی پیے کیونکہ اسمین ضرر کم ہے :
اور کہا گیا گرم روٹی بادروج کی ساتہ پیٹ مین کیڑے
پیدا کرتی ہے : اور کہا ابن مقفع نے
جسنے چالیس دن تک پیاز کہایا اور
اوسکے موہنہ پر چہائیان ہوگئین تو
اپنے آپ کو ملامت کرے : اور کہا اگر فصد کہلوائی
اور نمکین کہانا کہایا پہر

والجرب فلا يلومن الا نفسه وقال ومن
جمع في بطنه السمك واللبن فاصابه البرص
فلا يلومن الا نفسه قال واذا اكل الرجل السمك
والبيض فاصابه وجع الضرس فلا يلومن
الا نفسه وقال ابن المقفع من جمع في بطنه
النبيذ واللبن فاصابه البرص فلا يلومن
الا نفسه واذا اكل الرجل الطعام فلا يشرب
الماء الا بعد ما يفرغ من الطعام فان ذلك
ابعد من الضرر ويقال الاكثار من الحوك
يضر بالبصر ولا ينبغي للرجل ان يجمع في
البطن اللبن مع شيء من الحموضات او مع
البقول او الفواكه ويقال الفاكهة قبل
الطعام اقل ضررا وبعده اكثر ضررا ولا ينبغي
للرجل ان يجمع في البطن ماء البير مع ماء
النهر حتى يستمرئ الماء الاول ولا ينبغي
للرجل ان ياكل مرة او مرتين في كل وقت
ولكن ينبغي ان يكون للاكل وقت معلوم
لان الاكل اذا كان متفرقا فيقع الاخر
قبل الاستمراء الاول فان ذلك يضعف

خارش ہوگئی تو اپنے آپکو ملامت کرے :: اور جسنے اپنے
پیٹ میں مچھلی اور دودھ جمع کیا اور اسکو برص ہوگیا تو
اپنے نفس کو ملامت کرے :: اور کہا جسنے مچھلی اور انڈا
ایکوقت میں کہائی اور اسکی داڑھوں میں درد ہوا تو
اپنے نفس ہی کو برا بہلا کہے :: اور کہا ابن المقفع نے جسنے
اپنے پیٹ میں نبیذ اور دودھ جمع کیا پہر اسکو برص ہوگیا
تو اپنے نفس ہی کو برا بہلا کہے :: اور جب کوئی شخص کہانا
کہاوے تو نہ پیوے پانی مگر جب کہانے سے فارغ ہو
کیونکہ اسمیں بہت ضرر کم ہے :: اور کہا جاتا ہے کثرت سے کہانا
بینائی کو ضرر کرتا ہے :: اور آدمی کو چاہیے کہ دودھ کو
کہٹائی اور ساگ پات اور میووں کے ساتھ جمع نکرے :: اور کہا گیا
میوہ کہانے سے پہلے نقصان کم کرتا ہے اور بعد میں
زیادہ ضرر کرتا ہے آدمی کو لائق نہیں کہ ایک وقت میں
کوئیں کا پانی اور نہر کا پانی پیوے جب پہلا پانی ہضم
ہوچکے تب دوسرا پانی پیوے :: اور آدمی کو بار بار نہ کہانا
چاہیے وقت معین پر کہائے کیونکہ جب آدمی متفرق
اوقات میں کہائیگا تو دوسرا کہانا
پہلے کہانے کے ہضم سے جب
معدہ میں جائیگا تو معدہ کو ضعیف کریگا

المعدة ويقال اربع لا ينبغي ان يمدح حتى الا
عواقبها احدها الطعام لا يمدح له ما لم يهضم
والمقاتل ما لم يرجع والزرع ما لم يدرك و
المرأة ما لم تمت ويقال الاكثار من اللحم عند
الهاجرة يهيج منه الاسقام ويقال اضر الخبز
بالبدن ما كان حارًا عند ما يخبز واقل ضررا
بالبدن ما اتى عليه ساعة قبل ان يصير
صلبًا ويقال اكل الجوز والرطب على الامتلاء
يورث التخمة واكل اللوز مع الخبز او وحده
يبطئ الهضم وكذلك الخبز الفطير والاكثار
ونحو ذلك واكل الفرصاد والمشمش على الريق
لا بأس به وبعد الطعام تورث السقم والمشمش
اذا لم يكن نضيجا جدا فانه يضعف المعدة و
الاكثار من التمر يورث فساد اللثة وكذلك
الزبيب وسائر الحلاوات وكثرة اكل التين
يورث القمل والاكثار من المالح يضر بالبصر
واذا سافر الرجل فدخل بلدة فليأكل اولا
الخل والبصل كيلا يضر ماؤها والاكثار من
البصل يهيج منه البلغم ويدخل في عينيه

اور کہا گیا چار چیزین قابل تعریف کی بعد انجام ہو جا
ہونیکے ہوتی ہین ایک تو کہانا جب تک ہضم نہو قابل
تعریف نہین دوسرے جنگ کرنی والا جب تک جنگ سے
واپس نہ آئے تیسرے کہیتی جب تک پک نجائی چوتہی عورت
جب تک مر نجائی ۔ اور کہا گیا گرم وقتون مین گوشت
بکثرت کہانا بیماریون کو پیدا کرتا ہے ۔ اور کہا گیا کی
گرم ترت کی پکی ہوئی کہانی زیادہ مضر ہے اور جب اوسپر
تہوڑی دیر گذر جائے اور ابہی سخت نہین ہوئی تو کم مضر ہے
۔ اور کہا گیا کہانا اخروٹ کا اور تازہ کہجور کا پیٹ بہر کے
تخمہ پیدا کرتا ہے ۔ اور کہانا بادام کا روٹی
کے ساتھ یا تنہا ہضم مین دیر لگاتا ہے ۔ اور ایسے ہی روٹی فطیری
اور فرصاد اور زردآلو کی نہار منہ کہانی مین مضائقہ نہین
اور بعد کہانا کہانی کی مرض پیدا کرتے ہین اور زردآلو
جب خوب پکا ہوا نہو تو معدہ کو ضعیف کرتا ہے ۔ اور چہوارے
بکثرت کہانی مسوڑہون کو مضر ہین اور ایسے ہی منقی اور تمام
میٹھی چیزین ۔ اور انجیر بکثرت کہانے سے جوئین پیدا
ہوتی ہین ۔ اور کثرت نمکین کہانے بینائی کو مضر ہے
اور جب کسی شخص نے سفر کیا اور شہر مین داخل ہوا تو پہلے
سرکہ اور پیاز کہائی تا کہ اوس شہر کی آب ہوا نقصان

ظلمة ويقال الاكثار من الحريف والحامض
يجلب الهرم ولا ينبغي للانسان ان يفارقه
الدسم فانه انمى للعقل والحلاوة يزيد في
الحلم والاكثار منه يضر بالاسنان ويقال
ان العدس يرق القلب ويشف الدم و
الاكثار منه يخاف الضرر والقرع يزيد في
الدماغ وقال علي بن ابي طالب رضي الله عنه
من ابتدأ غذاءه بالملح وختم به اذهب الله
عنه سبعين نوعا من البلاء وقال علي رضي
الله عنه ومن اكل كل يوم سبع تمرات عجوة
قتلت كل دابة في جوفه ومن اكل كل يوم احدى
وعشرين زبيبة حمراء لم ير في جسده شيئا
يكرهه وقال علي بن ابي طالب رضي الله عنه
اللحم ينبت اللحم والثريد طعام العرب والباذنجان
يعظم البطن ويرخي الاليتين ولحم البقر
داء ولبنها شفاء وسمنها دواء والشحم والسمك
يذيب الجسد هذا كله عن علي رض ويقال الطيب
يزيد في الدماغ ويقوي البصر ويكره الاكثار
منه فانه يتولد منه البيوت الا الكافور

اور کہا گیا تیز و ترش چیزیں بکثرت کہانی بڑہاپا جلدی لاتی
ہیں اور انسان کو چاہیے کہ روغن وغیرہ چکنی چیزیں کہاتا رہے
کیونکہ یہ عقل کو درست رکہتی ہیں : اور شیرین چیز بردباری کو
زیادہ کرتی ہے اور کثرت شیرینی کی دانتون کو مضر ہے : اور
کہا گیا مسور دل کو نرم کرتی ہے اور خون کی رطوبت کو جذب
کرتی ہے اور اسکی کثرت مین ضرر کا اندیشہ ہے : اور کدو
دماغ کو زیادہ کرتا ہے : اور حضرت علی رض فرماتی ہین
جو شخص کہانی کی پہلی پیچہے نمک کہائی تو اللہ تعالی اسکو
ستر بیماریون سے نجات دیتا ہے : اور حضرت علی رض فرماتے
ہین جو شخص ہر روز سات کہجورین عجوہ کہائے تو ہر جانور جو
پیٹ مین ہو مرجائیگا : اور جو کوئی ہر روز اکیس لال
منقے کہائیگا تو اوسکی بدن مین کوئی مرض باقی
نہ رہیگا : اور حضرت علی رض فرماتی ہین گوشت کہانا
گوشت پیدا کرتا ہے اور ثرید اہل عرب کا کہانا ہے اور
باذنجان جو ایک قسم کا کہانا ہے پیٹ کو بڑا کرتی ہین اور سرین کو
ڈہلکا دیتی ہین اور گوشت گائی کا بیماری پیدا کرتا ہے اور
اوسکا دودہ شفا ہے اور اوسکا گہی دوا ہے اور چربی اور مچہلی
بدن کو گلا دیتی ہے یہ ساری روایتین حضرت علی رض سے ہین
اور کہا گیا خوشبو دماغ کو زیادہ کرتی ہے اور بینائی کو قوت
دیتی ہے اور کثرت خوشبو کی اچھی نہین کیونکہ زکمہ مرض پیدا کرتی ہے مگر کافور م

وماء الورد ويقال ماء الورد يسرع المشيب و
ويقال اللباس اللين يزيد اللحم واللباس
الخشن ينشفه ويقال شدة السرور اسرع
للهلاك من شدة الحزن لان السرور طبعه
البرودة والبرودة اسرع هلاكا من الحرارة
والحزن طبعه الحرارة لانه يتولد من الكبد

باب الجماع

قال الفقيه رحمه الله قال
ابن المقنع من اتى امرأته فلم يغسل ذكره بالماء
فورث منه الحصاة فلا يلومن الا نفسه
قال الفقيه رحمه الله لو فعل ذلك انفع له
وان تركه فارجو الا يضره وروي عن النبي
عليه السلام انه كان ينام جنبا ولا يمس ماء
وقال ابن المقنع من احتلم ولم يغتسل ثم اتى
اهله فولدت ولدا مجنونا او مخبلا فلا يلومن
الا نفسه قال ولا يغرنك قول الجاهل ان
يقول طال ما فعلت هذا ولم يضرلي لان
السارق لو اخذ في اول مرة سرقة لم يسرق
اخرى ولو ابتلي اول مرة لم يرى في الدنيا صحيحا
ويقال اذا فرغ الرجل من الجماع لا ينبغي

اور گلاب ہے ۔ اور کہا گیا گلاب بڑھاپا جلد لاتا ہے اور کہا گیا
لباس نرم زیادہ کرتا ہے گوشت کو اور لباس سخت تن کی رطوبت کو
چوس لیتا ہے ۔ اور کہا گیا شدت کی خوشی بہت جلدی
ہلاک کر دیتی ہے بہ نسبت شدت کی غم کے کیونکہ خوشی کی طبیعت
بارد ہے اور برودت حرارت سے زیادہ مہلک ہے اور غم کی طبیعت
گرم ہے اسلیے کہ وہ جگر سے پیدا ہوتا ہے ۔ باب بیچ
میں جماع کا بیان ۔ کہا فقیہ رح نے کہا ابن المقنع نے
جو شخص اپنی عورت کے پاس جاوے اور اپنی پیشاب گاہ کو
نہ دھووے تو پتھری کی بیماری ہووے تو وہ اپنی آپ ہی کو ملامت
کرے ۔ کہا فقیہ رح نے اگر ایسا کرے تو مفید ہے اور اگر نہ کرے تو میرے
گمان میں کوئی نقصان نہیں ہے ۔ اور نبی علیہ السلام سے
مروی ہے کہ آپ بے نہائے جنبی رہتے تھے اور پانی کو چھوتے
بھی نہیں ۔ اور کہا ابن المقنع نے جس شخص کو احتلام ہو
اور پھر نہیں نہایا پھر اپنے اہل سے نزدیکی کی اور پھر بچہ دیوانہ
یا بے عقل پیدا ہوا تو اپنے آپکو ملامت کرے ۔ اور دھوکہ میں
نہ ڈالے تجھ کو یہ قول جاہل کا کہ میں نے تو یہ امر بہت دفعہ کیا ہے
مجھے تو کچھ بھی نقصان نہیں ہوا کیونکہ چور اگر پہلی دفعہ پکڑا جاتا
تو پھر کوئی چوری نہ کرتا اور اگر پہلی ہی دفعہ آدمی مبتلا ہو جایا
کرتا تو دنیا میں کوئی آدمی تندرست ہی نظر نہ آتا ۔ اور

ان يغتسل بالماء البارد الا من بعد هنيئة
حتى يسكن ما به فانه يخاف منه الحمى وينبغي
ان يغسل ذكره من بعد فراغه فانه اصح
للجسم وابعد من الآفة ويقال الاكثار من
الجماع في ايام الصيف والخريف اكثر ضررا
وفي ايام الشتاء والربيع اقل ضررا والفصد
اسلم والجماع في حال تخلية البطن اقل ضررا
وفي حال امتلاء الجوف اكثر ضررا ويقال
اذا جامع في حال امتلاء البطن فحملت يكون
الولد ثقيل النفس ثقيل الروح واذا كان
في حال تخلي الجوف يكون المولد خفيف
النفس خفيف الروح والجماع في آخر الليل
احمد من اول الليل لان المعدة في اول
الليل ممتلئة ويقال اربع يهدمن العمر
وربما يقتلن دخول الحمام على البطنة واكل
القديد الجاف والغشيان على الامتلاء و
مجامعة العجوز واذا فرغت من حاجتك فلا
تقومن قائما ولكن نم عن يمينك واضطجع فان
ذلك اصح للجسم ويقال اذا فعل ذلك يكون

تو ٹھنڈے پانی سے الگ نہائے مگر تھوڑی دیر بعد تاکہ
حرارت بدن کی فرو ہو جائے کیونکہ اگر ایسا نہ کیا جائے تو بخار کا
خوف ہے ۔ اور لائق ہے کہ عضو کو بعد فراغت کے دھو ڈالے
کیونکہ اسمیں بدن کی صحت ہے اور آفت سے نجات ہے۔ اور
کہا گیا موسم گرمی اور خریف میں جماع کی کثرت زیادہ مضر ہے
اور موسم سردی اور ربیع میں کم مضر ہے اور فصد توسط حال
بہتر ہے ۔ اور جماع خالی پیٹ پر کم نقصان کرتا ہے اور بھرے
پیٹ پر زیادہ ضرر کرتا ہے ۔ اور کہا گیا جب کسی نے بھرے پیٹ پر
جماع کیا اور عورت حاملہ ہو گئی تو بچہ بھاری النفس اور بھاری
روح کا پیدا ہو گا اور اگر خالی پیٹ پر جماع کیا تو بچہ سبک
نفس سبک روح پیدا ہو گا ۔ اور جماع اخیر رات میں اول
رات سے بہتر ہے کیونکہ معدہ اول رات میں بھرا ہوتا ہے
۔ اور کہا گیا چار چیزیں دیوار عمر کو گراتی ہیں بلکہ بسا اوقات
قتل کر دیتی ہیں ۔ داخل ہونا حمام کا او ستون کی بیماری عجز
اور کھانا سوکھی گوشت کا اور جماع پیٹ بھرے پر اور بڑھیا سے
جماع کرنا ۔ اور جب تو جماع کر چکے تو فوراً کھڑا
نہ ہو بلکہ داہنے کروٹ پر سو رہ یا فقط لیٹ رہ
کیونکہ اس میں بدن کی صحت ہے اور
کہا گیا جب آدمی اس طرح کیا

الولد ذكرا ان شاء الله تعالى ويقال لا ينبغي للرجل
ان يجامع ما لم يلاعبها ويعرف الشهوة في
عينيها فان ذلك اروح للبدن واجدر ان
يكون الولد تاما ويقال كل شهوة يعطيها الرجل
نفسه فانها تقسي قلبه الا الجماع فانه يصفي
القلب ولهذا يفعله الانبياء عليهم السلام
وفي الجماع قد يكون بعض المنافع وقد يكون
فيه ضررا اما منافعه فهو ان الرجل لو كان به
شهوة غالبة اذهبه ولو كان به هم فانه
يقل ذلك ولو كان قلبه متعلقا بحرام يزول
ذلك عنه ويزول الوسواس عن القلب و
يسكن القلب وينفع من بعض القروح في
النفس اذا كانت طبيعته والحرارة واما من
مضرته انه يضعف البدن ويضعف البصر
ويتولد منه وجع الساقين ووجع الراس و
وجع الظهر خاصة ومن كانت طبيعته البرودة
واليبوسة فالاستقلال منه اجل وانفع
ولا ينبغي ان يتكلم وقت الجماع فانه يخاف
على الولد الخرس لو علقت في ذلك الوقت

تو بچہ مذکر پیدا ہوگا ان شاء اللہ تعالیٰ : اور کہا گیا آدمی
کو لائق ہے کہ جماع ملاعبت سی پہلی نکری بلکہ پہلے
ہنسے بولی جبتک [illegible] جب جانے کہ عورت کو شہوت
غالب ہو گئی آنکھیں بدل گئیں تب جماع کری کیونکہ اس
میں بدن کے لیے زیادہ موجب راحت ہے اور بچہ کی صحیح تندرست پیدا
ہونیکا باعث ہوتا اور کہا گیا آدمی جو خواہش نفس کی
پوری کرتا ہے دل سخت ہوتا ہے مگر جماع کہ دل کو صاف
کرتا ہے اور اسی لیے اسکو انبیاء علیہم السلام نے کیا ہے : اور
جماع میں بعضی نفع ہیں اور بعضی نقصان ہیں سو نفع
یہ ہیں کہ اگر آدمی کو شہوت غالب ہو تو جماع سی جاتی رہتی
ہے اور اگر اسکو کوئی غم ہوتا ہے تو کم ہو جاتا ہی اور اگر
دل میں حرام کا خیال ہوتا ہے تو زائل ہو جاتا ہی اور
وسوسہ دور ہو جاتا ہے اور دل کو تسکین ہو جاتی ہے
اور بعضے زخموں کو جنکا مادہ گرم ہے نفع بخشتا ہے : اور
نقصان اس کے یہ ہیں کہ ضعیف کرتا ہے بدن کو اور
بینائی کو اور پیدا ہوتا ہے جماع سے درد
پنڈلیوں میں اور سر میں اور کمر میں خاص کر
جس شخص کا مزاج بارد یابس ہو اسکو جماع کم کرنا نافع ہے
: اور جماع کے وقت باتیں نکری ورنہ بچہ کے گونگا ہونیکا

وینبغی ان یکونا مستورین فی حال الجماع و
قد روی عن النبی علیه الصلوٰة والسلام انه
قال لا یتجردان تجرد العیرین ویقال اذا
لم یکونا مستورین یخاف فی الولد قلة الحیاء
ویقال الجماع العجوزة یضعف البدن ویسرع
الهرم وجماع المریضة یخاف علیه السقم والمرض
الا ان یکون من شئ ای من شوق غالب وکره
بعض الاطباء العود الی الجماع قبل ان یغتسل
او ینام ولکن عندنا انه لو فعل فلا بأس به
ویرجی منه السلامة وقد روی عن النبی علیه
الصلوٰة والسلام الرخصة فی ذلك وکان
مشفقاً علی امته فلو کان ضررا ظاهرا لم یرخص
فیه ولا ینبغی للرجل ان یجامع قائماً لان
ذلك یضعف البدن **باب دخول**
الحمام قال الفقیه رحمه الله یکره للانسان
ان یتنور وهو جنب لانه روی عن خالد ان
النبی علیه السلام قال من تنور قبل ان یغتسل
جاءته کل شعرة یوم القیمة فیقول یا رب سله
لم ضیعنی ولم یغسلنی لان تحت کل شعرة

اور لائق ہے کہ مرد اور عورت جماع کی وقت کپڑے مین مستور ہون
اور نبی علیه الصلوٰة والسلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا مرد و عورت
اونٹون کی طرح ننگی نہون اور کہا گیا جب نہون وہ دونون
ڈھکی ہوئی تو بچہ مین قلت حیا کا اندیشہ ہوتا ہے
اور کہا گیا جماع بڑھیا سے بدن کو ناتوان کرتا ہے بڑہاپا جلد
لاتا ہے اور مریضہ سے جماع کرنےمین بیمار ہونیکا خوف ہے
مگر اگر شوق غالب ہو تو خیر اور بعض اطبا نہانیسے یا سونے
سے پہلے دوبارہ جماع کرنے کو برا کہتے ہین لیکن ہمارے نزدیک
کہ اسمین کچھ ڈر نہین امید صحت ہی کی ہے اور نبی علیه الصلوٰة
والسلام سے اسمین اجازت مروی ہے اور آپ اپنی امت کی کسقدر
شفیق تھے اگر اسمین نقصان ظاہر ہوتا تو آپ کاہیکو اجازت
دیتے اور آدمی کو یہ مناسب نہین کہ کہڑے ہو کر جماع کرے
اسلیے کہ یہ بدن کو ضعیف کرتا ہے **باب نورہ لگانے مین**
حمام کرنیکا بیان ہے کہا فقیہ رحمہ نے مکروہ ہے آدمی
کے لیے کہ نورہ لگاوے حالت بیغسلی مین اسلیے
کہ حضرت خالد سے مروی ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا
جو کوئی نورہ نہانے سے پہلے لگائی ہر بال اوسکا
قیامت کو آکر کہیگا اے پروردگار اس سے پوچھ تو ہے
اسنے مجھے کیون خراب کیا کیون نہ غسل دیا کیونکہ ہر بال کی نیچے

جنابة ويقال دخول الحمام جائعا يتولد منه
اليبوسة في البدن وان كان في حال امتلاء
البطن يخاف منه داء في البطن والديدان
في الامعاء ويستحب للرجل دخول بعد ما
اكل وبعد ما هضم الطعام وقال ابن المقفع
من دخل الحمام وهو شبعان فاصابه القولنج
فلا يلومن الا نفسه ومن اكل السمك الطري
وقام من المائدة ودخل الحمام فاصابه الفالج
فلا يلومن الا نفسه واذا اراد الرجل ان
يدخل الحمام فلا ينبغي له ان يدخل بدفعة
واحدة في البيت الداخل ولكن ينبغي له ان
يدخل ويمكث في كل بيت قليلا ثم يدخل في
الاخر وكذا في حال الخروج ويكره ان يصب
على نفسه بعد ما يخرج ماء باردا فان ذلك
يضر بالبدن ويقال دخول الحمام في ايام الصيف
انفع للبدن من ايام الشتاء ولا ينبغي ان
يكون الحمام سخينا جدا في ايام الصيف فان
ذلك يخاف منه الآفة واذا خرج من الحمام
في ايام الشتاء فينبغي ان يلبس ثيابا سريعا

جنابت سے :: اور کہا گیا داخل ہونا حمام کا بھوک میں
بدن میں خشکی پیدا کرتا ہے اور اگر داخل ہو حمام پیٹ بھرے
میں سو تو پیٹ میں بیماری پیدا ہونیکا اندیشہ ہے اور
انتڑیوں میں کیڑے نکلنا :: اور اولی و بہتر آدمی کی لیے
یہ ہے کہ بعد ہضم طعام کے حمام کری :: اور کہا ابن المقفع نے جو
شخص پیٹ بھرا حمام کرے اور قولنج میں مبتلا ہو جائے تو اپنے نفس کو
ملامت کرے :: اور جو شخص کہ مچھلی تازی کہائی اور
دستر خوان سی اوٹھکر حمام کیا پھر اوسکو فالج ہو گیا تو
اپنے آپکو برا بہلا کہے :: اور جب کوئی حمام میں داخل
ہونے کا ارادہ کرے تو اوسکو چاہیئے کہ یکبارگی اندر کے
درجہ میں نہ چلا جائے بلکہ تہوڑی دیر ہر درجہ میں
ٹہرے پہر اندر کے درجہ میں جاوے اور یہی رعایت نکلنے
وقت کرے :: اور بعد باہر آنے کے ٹھنڈا پانی اپنے
اوپر نہ ڈالے اسلیے کہ اسمیں بدن کو نقصان ہے ::
اور کہا گیا موسم گرمی میں حمام کرنا زیادہ مفید ہے
بہ نسبت موسم سردی کے :: اور موسم گرمی میں حمام کا
بہت گرم ہونا بہتر نہیں اسلیے کہ اسمیں بیماری
پیدا ہونیکا اندیشہ ہے :: اور موسم سردی میں
جب حمام سے نکلے تو بہت جلد کپڑے پہن لے

ما امكنه لكي لا يجد برد الهواء فيضره وينبغي
ان يغطي راسه لكيلا يصيبه وجع الراس
فاذا اراد ان يتنور يستحب له ان لا يقرب
النساء قبل ذلك بيوم وليلة واذا خرج من
الحمام لا يقرب امرأته تمام يوم وليلة و
يقال اكثار الاغتسال بالماء البارد يسود البشرة
ويهيج منه المرض ويقال الغسل في ايام
الصيف بالماء البارد وفي الشتاء بالماء
السخين اوفق للبدن اذا لم يكن حارا شديدا
ولا باردا شديدا **باب الحجامة** قال
الفقيه رحمه الله يستحب الحجامة على الريق
روي عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال
الحجامة على الريق امثل وفيها شفاء وبركة
ويزيد في العقل والحفظ وروي عن النبي
عليه الصلوة والسلام انه ما شكى اليه احد
وجعا في راسه الا قال احتجم ولا وجعا
في رجله الا قال اخضبها واذا اراد الرجل
الحجامة يستحب له ان لا يقرب النساء قبل ذلك
بيوم وليلة وبعدها مثل ذلك وكذلك اذا

بقدر طاقت کے تاکہ ہوا کی سردی اُسکو لگ کر ضرر نہ پہونچاوے
اور لائق ہے کہ ڈھک لیوے اپنے سرکو تاکہ مبادا اُسکو درد سر
ہو جاوے اور جسوقت چاہے نورہ لگانیکا ارادہ کرے تو مستحب ہے یہ کہ نہ
آنے سے ایک رات دن پہلے عورت سے مجامعت نکرے
اور جسوقت حمام سے نکلے تو بھی ایک رات دن مجامعت نکرے
اور کہتے ہین کہ ٹھنڈے پانی سے بہت نہانا چہرہ کا رنگ
سانولا کرتا ہے اور مرض پیدا کرتا ہے اور کہتے ہین کہ موسم گرمی
مین ٹھنڈے پانی سے اور موسم سردی مین سرد پانی سے نہانا
بدنکو زیادہ مفید ہے مگر یہ شرط ہے کہ نہ بہت گرم ہو نہ بہت سرد

باب چورانوے مین پچھنے لگانیکا بیان ہے

کہا فقیہ رحمہ اللہ علیہ نے نہار مونہہ پچھنے لگانے مستحب ہین
اسلیئے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا
پچھنے نہار مونہہ بہتر ہین اور اُنمین شفا اور برکت ہے اور عقل
کو اور حافظہ کو زیادہ کرتے ہین + اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے
مروی ہے کہ جب کسینے آپ سے درد سر کی شکایت کی تو آپنے
پچھنوں کو فرمایا اور جب کسینے پاؤن کے درد کی شکایت
کی تو آپ نے مہندی لگانے کو فرمایا + اور جب کوئی
ارادہ پچھنو نکا کرے تو اس سے ایک دن رات پہلے اور پیچھے
عورت کے پاس نجاوے اور اسے طرح

اراد الفصد فاذا اراد ان يحتجم في الغد يستحب له في يومه ان يتعشى عند العصر فانه انفع واذا كان الرجل به مرة فليذق شيئا ثم يحتجم لكيلا يغلب على عقله ولا ينبغي ان يدخل الحمام في يومه ذلك وقال بعض الاطباء من احتجم وجامع ودخل الحمام في يوم واحد عجبت منه ان لم يمت وان احتجم الرجل او افتصد لا ينبغي له ان يأكل على اثره مالحا فانه يخاف منه القروح والجرب ويستحب ان يتناول على اثره الخل ليسكن ما به ثم يحسو شيئا من المرقة ويتناول شيئا من الحلاوة ان قدر عليه ولا ينبغي له ان يأكل في يومه ذلك لبنا او رائبا او نحو ذلك فانه يورث البرص ويقل شرب الماء في يومه ذلك ويكره الحجامة يوم السبت والاربعاء روي عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال من احتجم يوم الاربعاء والسبت فاصابه وجع فلا يلومن الا نفسه وقد روي في بعض الاخبار الرخصة في ذلك فالاحتراز افضل

حال فصد کا ہے اور جب کوئی ارادہ کرے کہ کل کو پچھنے لگوائیگا تو اسکو عصر کے وقت کہانا کہا لینا مناسب ہے کیونکہ یہ امر زیادہ مفید ہے جو آدمی صفراوی مزاج ہو تو پہلے کچہہ کہالے پہر پچھنے لگائے تاکہ مجنون نہوجائے اور جسرو نے پچھنے لگوائے اُس روز حمام نکرے ۔ اور کہا بعض اطبانے جسنے پچھنے لگوائی اور جماع کیا اور حمام کیا ایکدن مین اور پہر نمرے تو مین تعجب کرتا ہون اور اگر کسی نے پچھنے لگوائے یا فصد کہلوائی تو اسکو نمکین کہانا نچاہیے کیونکہ اسمین زخم اور خارش کا اندیشہ ہے اور اولی یہ ہے کہ پچہنون کے بعد سرکہ تہوڑا سا پئے تاکہ جوش فرو ہو پہر تہوڑا سا شوربا پئے اور اگر میسر آدمی تو تہوڑی سی شیرین چیز کہائے اور اسدن مین دودہ دہی وغیرہ کہانے بہتر نہین کیونکہ یہہ برص پیدا کرتا ہے ۔ اور پانی بہی اُسدن کم پئے اور پچھنے لگوانے ہفتہ اور بدہ کو مکروہ ہین کیونکہ نبی علیہ السلام سے مروی ہے کہ جسنے پچھنے لگوائے بدہ اور ہفتے کو اور درد پیدا ہوگیا تو اپنی جان کو روئے یعنی ملامت کرے کیونکہ اُسکی بے احتیاطی سے درد ہوا ۔ اور بعض حدیثون مین اسکی اجازت بہی آئی ہے پہر بہی ان دونون مین بچنا اچہا ہے ۔

الا ان یکون قد غلب علیه الدم وخیر ایام
یوم الاحد والاثنین والخمیس واختار بعضهم
یوم الثلثاء وقالوا ان فی الثلثاء سلطان
الدم وکره بعضهم فیه لانه یخاف علیه
سلطان الدم فلا ینقطع عنه الدم ویستحب
ان لا یحتجم فی ایام الصیف فی شدة الحر
وکذلک فی ایام الشتاء فی شدة البرد و
خیر ازمانه الربیع وخیر اوقاته من الشهر
اذا اخذ فی النقصان بعد نصف الشهر قبل
ان ینتهی الی اخره ویکره فی اول الشهر وفی
اخر الشهر فی المحاق ویقال الحجامة بین
الکتفین نافع ویکره فی نقرة القفا ویقال
انه یورث النسیان وفی وسط الراس نافع
وروی بکر بن عبد الله ان اقرع بن حابس
دخل علی النبی علیه الصلوة والسلام وهو
یحتجم فی وسط الراس وقال اتفعل هذا یا رسول الله
قال نعم فقال یا ابن حابس انه ینفع من
وجع الراس والاضراس والنعاس والجذام
والبرص والجنون ولا ینبغی ان یداوم

ہان اگر خون کی ایسی ہی زیادتی ہو تو مجبوری ہے اور بہتر
دن پچھنے کے واسطے اتوار پیر جمعرات ہین اور بعضے منگل
کو پسند کرتے ہین اور کہتے ہین کہ منگل کو خون کا غلبہ ہوتا ہے
اور بعضے منگل کو ناپسند کرتے ہین کیونکہ اس دن مین غلبہ
خون کا ہوتا ہے کبھی پہر بند نہو ۔ اور مستحب ہے کہ موسم گرمی
مین وقت شدت گرمی کے پچھنے نہ لگائے اور اسیطرح موسم
سرد مین شدت کے وقت ۔ اور بہتر زمانہ پچھنے کے لیے
بہار ہے اور بہتر وقت مہینون مین وہ وقت ہے کہ جب چاند
آدہا گذر جائے پہلے اخیر ہونے سے اور مکروہ ہے اول مہینے مین
اور آخر مہینے مین محاق مین یعنی اُن دنون مین جنمین
چاند بالکل نظر نہین آتا اور کہا گیا کہ پچھنے گدی مین نسیان
پیدا کرتے ہین اور بیچون بیچ سر کے نفع کرتے ہین اور بکر
بن عبد الله روایت کرتے ہین کہ اقرع بن حابس
نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے خدمت مین حاضر
ہوا اور وہ پچھنے بیچون بیچ سر کے لگایا کرتا تھا
اور عرض کیا کیا آپ سر مین پچھنے لگایا کرتے ہین آپ نے
فرمایا ہان ۔ پہر فرمایا ای ابن حابس پچھنے دردسر
کو اور ڈاڑہ کے درد کو اور اونگہہ کو اور جذام اور
برص اور جنون کو فائدہ کرتے ہین اور پچھنے پر دوامی کرے

[illegible]

على ذلك فان ذلك يضربه

باب الخلاء

قال الفقيه رحمه الله ويكره للرجل ان يقضى حاجته فى الطريق او فى صفة النهر او تحت شجرة مثمرة او تحت شجرة يستظل الناس تحتها وروى عن النبى عليه الصلوٰة والسلام انه قال اجتنبوا الملاعن يعنى الفعل الذى يستوجب اللعن وهو ان يتغوط تحت شجرة مثمرة او طريق المسلمين وروى عن النبى عليه الصلوٰة والسلام انه قال من قضى حاجته تحت شجرة مثمرة او على طريق المسلمين او على صفة نهر جار فعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين ولا يستحب امساك البول بعد ما غلبه فان ذلك يضر بالمثانة وقيل للطبيب ان ابنك قد اخذه البول فى موضع كذا وكذا فنزل عن دابته وقضى حاجته فى ذلك الموضع ولم يصبر الى منزله فقال بئس ما صنع حيث نزل من دابته وبال فهلا فعل ذلك قبل نزوله عن دابته ولا ينبغى ان يطيل القعود فى حاجته وروى عن لقمان الحكيم

اسلیے کہ یہ سر کو نقصان کرتا ہے

باب پچانوان پیشاب پاخانہ کرنیکے طریقون کے بیان مین

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ مکروہ ہے آدمی کو پیشاب پاخانہ کرنا رستہ مین یا نہر کے منہ پر یا پہلدار درخت کے نیچے یا ایسے درخت کے نیچے جسکے سایہ تلے لوگ بیٹھتے ہون اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم مروی ہے کہ آپنے فرمایا کہ بچو لعنت کے چیزون سے یعنی اُس فعل سے جو سزاوار لعنت کا ہو اور وہ پاخانہ پہرنا ہے پہلدار درخت کے نیچے یا مسلمانون کے رستہ مین اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا جسنے پاخانہ پہرا پہلدار درخت کے نیچے یا بہتی نہر کے منہ پر تو اُسپر لعنت ہے اللہ کی اور فرشتون کی اور سب لوگون کی اور ناپسند ہے پیشاب کو روکنا جب زور کرآوے بیشک یہ نقصان پہنچاتا ہے مثانہ کو اور ایک طبیب سے لوگون نے کہا کہ تیرے بیٹے کو فلانی جگہ پر پیشاب کی حاجت ہوئی تو اپنی سواری پر سے اُتر پڑا اور اُسی جگہ حاجت رفع کی اور اپنے مکان تک پہونچنے کا صبر نکیا تو اُس طبیب نے کہا کہ بُرا کیا جو سواری پر سے اُتر کر پیشاب کیا سواری پر سے اُترنے سے پہلے ایسا کیون نکیا یعنی اتنی دیر پیشاب کیون روکا اور نہین چاہیے دیر تک پاخانہ مین بیٹھنا + اور لقمان حکیم سے نقل ہے

انه قال لمولاه لا تطل القعود فی حاجتك فان ذلك یتولد منه الباسور فاذا كان الرجل فی ارض القضاء فلا ینبغی ان یبول فی جحر الارض فانه یخاف ان یصیبه الاذی من الجن ویقال ان سعد بن عبادة بال فی جحر الارض فاصابه آفة من الجن فمات فقالت الجن قتلنا سید الخزرج سعد بن عبادة فرمینا بسهمین فلم تخطأ فواده و روی عبد الله بن شرحبیل ان النبی علیه الصلوة والسلام قال لا یبولن احدكم فی الجحر فانها مساكن الجن **باب كراهة اكل الوحدة** قال الفقیه رحمه الله و روی عن ابن عباس عن النبی علیه الصلوة والسلام انه قال شر الناس من اكل وحده وضرب عبده ومنع رفده وقد جاء عن النبی علیه الصلوة والسلام انه نهی ان ینام الرجل فی بیت وحده او یسافر وحده وقال ان الشیطان مع الواحد اقرب ومن الاثنین ابعد وعنه علیه الصلوة

کہ وہ اپنے غلام سے کہتے تھے کہ دیر تک پاخانہ مین مت بیٹھ بیشک اس سے بواسیر پیدا ہوتی ہے اور جب کوئی آدمی کسی زمین مین پاخانہ پیشاب کرے تو زمین کے سوراخ مین پیشاب کرنا نچاہیے کہ جنون سے ایذا پہونچنے کا خوف ہے، اور کہتی ہین کہ سعد بن عبادہ نے زمین کے سوراخ مین پیشاب کیا تو اُسکو ایک آفت جنون سے پہنچی کہ وہ مر گئے تو جنون نے کہا کہ ہمنے مارا ہے خزرج کے سردار سعد بن عبادہ کو کہ پہینکے ہمنے دو تیر پس نہ خطا کی یعنی لگے اُسکی دل پر اور عبد اللہ بن شرحبیل سے مروی ہے کہ تحقیق نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ کوئی تم مین سے پیشاب نکرے سوراخ مین تحقیق وہ جنون کے گھر مین چھپا نوان باب تنہا کھانیکی کراہت مین کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ ابن عباس نے پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کرتے مین کہ آپنے فرمایا کہ تحقیق سب لوگون سے بُرا ہی جسنے تنہا کھایا اور اپنی غلام کو مارا اور اپنی پیالہ کو منع کیا یعنی اور کو ندیا اور تحقیق نبی علیہ الصلوۃ والسلام مروی ہے کہ آپنے منع فرمایا آدمی کو تنہا سونے گھر مین اور تنہا سفر کرنے سے اور فرمایا شیطان ایک سے زیادہ نزدیک ہے اور دو سے زیادہ دور ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

والسلام الراكب شيطان والراكبان شيطانان
والثلثة ركب وروى سعد بن المسيب ان
النبي عليه الصلوٰة والسلام قال الشيطان
يهم بالواحد والاثنين فاذا كانوا ثلثة لم
يهم بهم قال الفقيه رحمه الله هذا نهي الشفقة
وليس بنهي التحريم لان الواحد ربما يستقبل
العدو فلا يهرب منهم ولو كانوا جماعة
فانهم يتعاونون فاما اذا كان الرجل يأمن
على نفسه فلا بأس به لان النبي عليه الصلوٰة
والسلام بعث دحية الكلبي الى قيصر ملك
الروم وحده ويقال الاجتماع قوة والافتراق
هلكة وذكر في قوله تعالى في قصة موسى
عليه السلام حكاية عن السحرة فاجمعوا كيدكم
ثم ائتوا صفا فامرهم بالاجتماع قال بعض
اهل التفسير يعني اتفقوا فتغلبوا ولا تختلفوا
فتجبنوا ويقال راي الواحد كالسلك السحيل
وراي الاثنين كخيطين مبرمين وراي
الثلثة كحبال لا ينقطع واذا كانت الجماعة
في السفر فيكره ان يناجي اثنان دون الثالث

روایت ہے کہ ایک سوار شیطان ہے اور دو سوار دو شیطان
ہین اور تین سوار ہین اور سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ
نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شیطان دوسوسہ ڈالتا ہے
ایک اور دو مین پہر جب تین ہو جاتے ہین تو ان مین دوسوسہ
نہین ڈالتا کہا فقیہ رح نے یہ منع فرمانا حضرت کا شفقت
کی وجہ سے ہے نہی تحریمی نہین کیونکہ اکیلے کو کبھی دشمن
پیش آتے ہین تو بھاگ نہین سکتا اور اگر یہ کئی ہونگے
تو بیشک ایک دوسرے کی مدد کرینگے + لیکن جب
آدمی کو دشمن کا خوف نہ ہو تو کچھ مضایقہ نہین کہ
اکیلا سفر کرے کیونکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
دحیہ کلبی کو قیصر روم کے بادشاہ کی طرف تنہا بھیجا تہا اور
کہتے ہین کہ اکٹھا ہونے مین قوت ہوتی ہے اور علیحدہ علیحدہ
ہونے مین ہلاکت ہے اور ذکر کیا گیا اللہ تعالےٰ کے اُس قول مین کہ موسے
علیہ السلام کے قصہ مین جادوگروں کا حال بیان کیا ہے کہ فاجمعوا
کیدکم ثم ائتوا صفا یعنی اتفاق کرو اپنے حیلون پر پہر آؤ
صف باندہکر تو حکم دیا انکو اکٹھا ہونیکا بعض اہل تفسیر نے
کہا ہے یعنی اتفاق کرو غلبہ پاؤگے اور علیحدہ علیحدہ مت ہو ورنہ
ہو جاؤگے اور کہتے ہین کہ ایک شخص کی راے جیسے اکہرا تاگا
اور دو شخص کی راے جیسے دوہرا تاگا اور تین شخص کی راے

فان ذلک یحزنه رواه الترمذی ابن عمر عن النبی علیه الصلوٰة والسلام انه قال اذا کانوا ثلثة فلا یتناجی اثنان دون الثالث

باب ما جاء فی ذکر الحفظة

قال الفقیه رحمه الله اختلف العلماء فی امر الحفظة وهم الکرام الکاتبون قال بعضهم یکتبون جمیع افعال بنی آدم واقوالهم وقال بعضهم لا یکتبون الا ما فیه اجر واثم وقال بعضهم یکتبون الجمیع فاذا صعدوا الی السماء حذفوا منه ما لا اجر فیه ولا اثم وقال وهو معنی قوله تعالی یمحو الله ما یشاء ویثبت یعنی یمحو ما لا اجر فیه ولا اثم ویثبت ما فیه اجر واثم وروی هشام بن حسان عن عکرمة عن ابن عباس فی قوله تعالی ما یلفظ من قول الا لدیه رقیب عتید قال یکتب من قول بنی آدم الخیر والشر ولا یکتب ما سوی ذلک قال هشام نحو قولک اسقنی ماء یا غلام واعلف الدابة وقال الحسن البصری یکتب جمیع ما یلفظ به وقال ابن جریج ملکان احدهما عن یمینه والآخر عن یساره

کیونکہ یہ بات اسکو یعنی تیسرے کو رنج مین ڈالیگی اور حضرت عمرؓ آنحضرت صلعم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا کہ جس وقت دو ہون تو سرگوشی نکرین بغیر تیسرے کے

باب تیرانوی مین نگہبان فرشتون کا بیان ہے

کہا فقیہ رحمہ نے علمانے اختلاف کیا ہے نگہبان فرشتون کے حال مین کہ جنکو کراماً کاتبین کہتے ہین تبعض عالمون نے کہا ہے کہ وہ بنی آدم کے سب کام اور باتین لکھتے ہین اور بعض نے کہا ہے کہ وہی لکھتے ہین جسمین ثواب یا گناہ ہے اور بعض کہتے ہین کہ کچھہ لکھتے ہین پہر جب آسمان کی طرف چڑہتے ہین تو جس کام مین کچھہ ثواب اور گناہ نہین اسکو مٹا دیتے ہین اور کہا کہ یہ معنی ہین اللہ تعالی کی اس قول کے یمحو اللہ ما یشاء و یثبت یعنی مٹا دیتا ہے جسمین کچھہ ثواب ہے نہ کچھہ گناہ اور قایم رکہتا ہے جسمین ثواب یا گناہ ہے اور ہشام بن حسان عکرمہ سے اور وہ ابن عباسؓ سے اللہ تعالی کے اس قول کے معنے روایت کرتے ہین ما یلفظ من قول الا لدیه رقیب عتید کہا ابن عباسؓ نے کہ لکھتے ہین سب بھلی بری بات بنی آدم کی اور سوا اسکی کچھہ نہین لکھتے کہا ہشام نے ایسا ہی ہے جیسے تونے کہا مجھکو پانی پلاای غلام اور جانور کے سامنے چارہ ڈال اور حسن بصری نے کہا سب لکھتے ہین جو آدمی بولتا ہے

[illegible]

فالذی عن یمینه یکتب بغیر شهادة صاحبه
ان قعد فاحدهما عن یمینه والاخر عن
یساره وان مشی احدهما امامه والاخر
خلفه وان نام فاحدهما عند راسه و
الاخر عند رجلیه وقال بعضهم هم اربعة
اثنان بالنهار واثنان باللیل وقال عبد الله
بن المبارك هم خمسة اثنان بالنهار واثنان
باللیل والخامس لا یفارقه لیلا ونهارا
واختلف الناس فی الکفار هل یکون علیهم
حفظة ام لا قال بعضهم علیهم حفظة وقال
بعضهم لا یکون علیهم حفظة لان امرهم
ظاهر وعملهم واحد فقال الله تبارك
وتعالی یعرف المجرمون بسیماهم قال
الفقیه رحمه الله لا ناخذ بهذا القول
بل یکون علی الکفار حفظة لان الایة نزلت
بذکر الحفظة فی شان الکفار الی تری الی
قوله تعالی کلا بل تکذبون
بالدین وان علیکم لحافظین
الی قوله تعالی یعلمون ما تفعلون

پس داہنی طرف الا اپنی ساتھ والی کی بے گواہی کے
لکھتا ہے، اور بائین طرف الا اپنی ساتھی کے گواہی سے لکھتا ہے
یعنی اجازت سے اگر آدمی بیٹھتا ہے تو اُن دونوں میں سے ایک
اُسکی داہنی طرف ہوتا ہے، اور دوسرا بائین طرف اور اگر
چلتا ہے تو ایک آگے ہوتا ہے اور دوسرا پیچھے اور اگر سوتا ہے
تو ایک سر کے پاس ہوتا ہے اور دوسرا اُسکے پاؤن کے پاس اور
بعضے عالم کہتے ہین کہ وہ چار ہین دو رات کے اور دو دن کے
اور عبد اللہ بن مبارک کہتے ہین کہ وہ پانچ ہین دو دن کے اور
دو رات کے اور ایک اُنمین سے رات اور دن جدا نہین ہوتا اور لوگون
نے کفار کے بابمین اختلاف کیا ہی کہ آیا اُنکی اوپر بھی نگہبان فرشتے
ہوتے ہین یا نہین بعضی کہتے ہین کہ اُنپر بھی نگہبان ہوتے ہین اور
بعض کہتے ہین نہین ہوتے کیونکہ اُنکا حکم ظاہر ہے اور اُنکی عمل ایکہی
قسم کے ہوتی ہین یعنی کفر سب کے بنا ہے حقتعالی فرماتا ہے (پہچانے
جاوینگے گنہگار اپنی پیشانیون سے) کہا فقیہ رح نے ہم اس قول کو نہین
لیتے بلکہ کافرونپر نگہبان فرشتے ہین کیونکہ نگہبان فرشتون کے
بابمین آیت نازل ہوئی ہے کیا تو نہین دیکھتا ہے اللہ
تعالے کے طرف (ہرگز یون نہین تم قیامت کو
جھٹلاتے ہو اور بیشک تم پر محافظ ہین بزرگ لکھنے والے
یعنی عملونکو وہ جانتے ہین جو تم کرتے ہو)

وقال في آية اخرى واما من اوتي كتابه بيمينه واما من اوتي كتابه بشماله وقال في آية اخرى وراء ظهره فاخبر الله تعالى ان الكفار يكون لهم كتاب فيكون عليهم حفظة فان قيل الذي يكون عن يمينه ايش يكتب اذا لم يكن له حسنة قيل له الذي يكتب عن شماله يكتب باذن صاحبه فيكون شاهدا على ذلك وان لم يكتب وهو الصحيح

باب قتل الجراد

قال الفقيه رح اختلف الناس في قتل الجراد قال بعضهم لا يجوز قتله و قال اهل الفقه كلهم لا بأس بقتله فاما من كره قتله قال لانه خلق من خلق الله تعالى يأكل من رزق الله تعالى ولا يجري عليه القلم فلا يجوز قتله واما من قال لا بأس به فلان في تركه افساد الاموال وقد رخص النبي عليه الصلوة والسلام بقتل المسلم اذا اراد قتل الانسان واخذ ماله وهو ما روي انه قال من قتل دون ماله فهو شهيد فالجراد اذا اراد افساد

اور آیت مین فرماتا ہے (اور لیکن جسکی داہنی طرف سے نامۂ اعمال دیے جاوینگے) اور اور آیت مین فرماتا ہے (اُسکی پشت کی طرف سے) پس خبر دی ہے اللہ تعالی نے کہ تحقیق کافرونکی نامۂ اعمال ہونگی تو انپر نگہبان یعنی کرام کاتبین بہی ہونگی پس اگر کہا جاوے کہ وہ فرشتہ جو اُسکی داہنی طرف ہے کیا چیز لکہیگا اگر اُسکی کوئی بہلائی نہو تو جواب اُسکا یہ ہے کہ جو بائین طرف لکہتا ہے وہ لکہتا ہے اپنے ساتھی کی اجازت سے تو ساتہی اُسکا گواہ ہوا اگرچہ نہین لکہتا اور یہی صحیح ہے

اٹہانوان باب ٹڈی کی مار ڈالنے کے بیان مین

کہا فقیہ رح نے اختلاف کیا ہے لوگون نے ٹڈی کی مار ڈالنے مین بعض کہتے ہین اُسکا مار ڈالنا جائز نہین اور سب فقہ والے کہتے ہین کہ اُسکے مار ڈالنے مین کچھہ ڈر نہین سو جسنے اُسکا مار ڈالنا مکروہ کہا ہے تو وہ کہتا ہے کہ یہ بہی اللہ کی ایک مخلوق ہے اُسکا رزق کہاتی ہے اور اُسپر کوئی حکم جاری نہین تو اُسکا مار ڈالنا جائز نہین اور جو کہتا ہے کہ اُسکے مار ڈالنے مین ڈر نہین تو اسواسطے کہ اُسکے چہوڑ دینے مین مال کا بگاڑ ہے اور تحقیق نبی صلعم نے رخصت دی ہے مسلمان کے مار ڈالنے مین جب کسی مسلمان کے مار ڈالنے یا اُسکے مال لینے کا ارادہ کرے اور وہ روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ جو کوئی اپنے مال کے سبب مارا جاوے وہ شہید ہے تو جسوقت ٹڈی مال کے بگاڑنے کا ارادہ کرے

۱۲ اور لیکن جسکے بائین طرف نامۂ اعمال دیے جاوینگے

الاموال فهو اولى ان يجوز قتله الا ترى
انهم اتفقوا انه يجوز قتل الحية والعقرب
لانهما يوذيان الانسان فكذلك الجراد
وروى جابر عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه قال كان اذا دعا على الجراد قال اللهم
اهلك صغاره واقتل كباره وافسد بيضه
واقطع دابره وخذ بافواهه عن معاشنا
وارزقنا انك سميع الدعاء فقيل يا رسول
الله انك تدعو على جند من جنود الله تعالى
بقطع دابره فقال رسول الله صلى الله عليه
وسلم ان الجراد نثرة حوت من البحر وروى
جابر انه قال فقد الجراد على عهد عمر رضي الله
عنه فاغتم لذلك فبعث راكبا نحو الشام و
راكبا نحو اليمن وراكبا نحو العراق فاتاه الراكب
من قبل اليمن بقبضة من جراد فالقاه بين
يديه فلما راه كبر ثم قال سمعت رسول الله
صلى الله عليه وسلم قال خلق الله تبارك و
تعالى الف امة ستمائة في البحر واربعمائة في
البر فاول شئ يهلك من هذه الامم الجراد

تو اُسکا قتل بدرجۂ اولی جائز ہوگا کیا تو نہین دیکھتا کہ عالمون
نے اتفاق کیا ہی کہ جائز ہے مارڈالنا سانپ اور بچھو کا کیونکہ
وہ دونون انسان کو ایذا دیتے ہین تو ایسی ہی ٹڈی ہے اور جابر
نبی صلعم سے روایت کرتے ہین کہ جب بد دعا کرتے آنحضرت ٹڈی پر
تو فرماتے یا اللہ مار ڈال اُسکے بچونکو اور اُسکے بڑونکو اور گندہ کر
اُسکے انڈے کو اور اُسکی نسل قطع کردے اور اُنکی مونہہ سے ہماری
معاش لیلے اور ہمکو روزی دے بیشک تو دعا سننے والا ہے
لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ تحقیق آپ دعا مانگتے ہین ایک
لشکر اللہ کے لشکرون مین سے کہ اُسکی نسل قطع ہو تو آپنے فرمایا
کہ تحقیق ٹڈی مچھلی کا ریزہ ہے دریا مین سے اور روایت کرتے ہین
کہ حضرت عمر رض کے زمانہ مین ٹڈی گم ہوئی تو حضرت عمر اس سبب
سے غمگین ہوے پھر ایک سوار شام کی طرف بھیجا اور ایک سوار
یمن کی طرف اور ایک سوار عراق کی طرف پس سوار یمن
کی طرف سے اُنکے پاس ایک مٹھی ٹڈی لایا اور حضرت عمر رض
کے سامنے ڈالدی جب حضرت عمر نے اُسے دیکھا تو اللہ
اکبر کہا پھر کہا کہ مین نے رسول اللہ صلعم سے سُنا ہے کہ آپنے
فرمایا کہ حق تعالی نے ہزار گروہ پیدا کیے ہین چھہ سو دریا
مین اور چار سو جنگل مین سو پہلے جو چیز ان گروہون
مین سے ہلاک ہوگی وہ ٹڈی ہے + + + +

ناناهلكن تتابعت الايام مثل نظام انقطع سلكه

باب نقش المسجد

قال الفقيه رحمه الله يكره بعض الناس نقش المساجد بماء الذهب وغيره واباحه الاخرون وهذا قول ابيحنيفة رحمه الله فقال الفقيه رحمه الله عندي انه لا بأس به اذا لم يكن من غلة المسجد فاما من كره ذلك فقد ذهب الى ما روى عن علي بن ابي طالب رضي الله عنه انه قال ليأتين على الناس زمان لا يبقى من الاسلام الا اسمه ولا يبقى من القرآن الا رسمه مساجدهم يومئذ عامرة وهي من الهدى خراب وعلماؤهم يومئذ شر علماء تحت اديم السماء من عندهم تخرج الفتنة وفيهم تعود وروى انس بن مالك عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال ان اقواما يزخرفون مساجدهم ويطولون منا راتهم ويموتون افئدتهم فيا عجبا كيف ضيعوا دينهم وروى عن ابن عباس انه قال امرنا بان تبنى المساجد جما والمدائن شرفا وروى عن ابن عباس عن النبي عليه الصلوة

پھر جب ہلاک ہوجاویگی تو پے در پے گر دینگی مثل لڑی کے ٹوٹنی لگینگی

نناںوان باب مسجد کے نقش و نگار کے بیان میں ہے

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے بعض آدمی مکروہ کہتے ہیں مسجد پر نقش و نگار کرنا سونے وغیرہ کے پانی سی؛ اور اجھے عالموں نے اُسکو مباح کہا ہے اور یہ قول ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ہے کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ اگر مسجد میں خیانت نہو تو اسکا کچھ ڈر نہیں لیکن جسنے اسکو مکروہ کہا ہے وہ اِس روایت کی طرف گیا ہے کہ علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے کہا البتہ آویگا لوگوں پر ایسا زمانہ کہ اسلام کا نام ہی نام رہجائیگا اور قرآن پڑھنے کی ایک رسم رہ جاویگی مسجدیں اُن دنوں آباد ہونگی اور ہدایت سے ویران اور علما اُس زمانہ کے بہت بُرے ہونگے اور زمانہ کے عالموں ہی اُنکے پاس سے نکلیگا فتنہ اور اُنہیں میں لوٹیگا ✦ اور انس بن مالک نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا کہ ایک قوم ہوگی کہ مسجدوں کو آراستہ کریگی اور منارے اُنکے اونچے بناویگی اور دل اُنکے مرے ہوے ہونگے افسوس تعجب ہے کیسے اپنے دین کو ضائع کرینگے اور ابن عباس سے مروی ہے کہ حکم دیے گئے ہم کہ بناویں مسجد بے کنگرے اور مکان کنگرے دار اور ابن عباس نبی علیہ السلام سے روایت کرتی ہیں

والسلام ان الانصار جاؤا بمال الی رسول
الله صلی الله علیه وسلم فقالوا له خذ هذا
المال وزین مسجدك فقال لهم النبی علیه
الصلوة والسلام ان الزینة والتصاویر
الکنائس والبیع بیضوا مساجدکم واما من
قال بانه لا بأس به لان فیه تعظیم المساجد
والله تعالی امر بتعظیمه لقوله تعالی فی بیوت
اذن الله ان ترفع ویذکر فیها اسمه یعنی
تعظم وقال فی اٰیة اخری انما یعمر مساجد الله
من اٰمن بالله والیوم الاخر الاٰیة وروی عن
عثمان بن عفان رضی الله عنه انه بنی مسجد
النبی بالساج وحسنه وروی عن عمر بن عبد
العزیز انه نقش مسجد النبی علیه الصلوة و
السلام وبالغ فی عمارته وتزینه وذلك
فی زمان ولایته قبل خلافته ولم ینکر علیه
احد وذکر عن الولید بن عبد الملك انه انفق
فی عمارة مسجد دمشق وفی تزینه مثل
خراج الشام ثلث مرات وروی ان سلیمان
بن داود علیه السلام بنی مسجد بیت المقدس

کہ تحقیق آئے انصار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
کچھہ مال لیکر اور عرض کیا کہ یہ مال لیجیے اور اپنی مسجد کو
زینت دیجیے آپنے اُنسے فرمایا کہ تحقیق آرائش اور
تصویرین عبادتخانوں نصاریٰ کے لیئے ہین سفید کرو مسجدون
اپنی کو لیکن جسنے کہا اِسکا کچھہ ڈر نہین سو اسلیے کہ اسمین
مسجد کی تعظیم ہی اور اللہ تعالیٰ نے اُسکی تعظیم کو حکم دیا ہے کہ
فرمایا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے (یعنی اُن گھرون مین کہ حکم دیا
اللہ نے اُنکی بلند کرنیکا اور اُسمین اپنے نام لینے کا) یعنی تعظیم
کیجاوے مسجد کے اور دوسری آیت مین فرماتا ہے (اللہ کی
مسجدین وہی آباد کرتا ہے کہ جو اللہ اور قیامت پر ایمان
لایا ہے) آخر آیت تک اور عثمان رض سے مروی ہے کہ مسجد
پیغمبر صاحب کے ساگ کے لکڑی سے تعمیر کری اور اُسکو خوبصورت
بنایا اور عمر بن عبد العزیز سے مروی ہے کہ اُنہوں نے پیغمبر
صاحب کے مسجد پر نقش ونگار کیے اور اُسکی عمارت اور آرائش
مین بہت مبالغہ کیا اور یہ جب تہا کہ وہ مدینہ مین اپنی خلافت
سے پہلے امیر تہے یعنی عبد الملک بن مروان کی طرف سے اور کسی نے
انکو نہین روکا ٹوکا اور ولید بن عبد الملک کا بیان کرتے ہین
کہ اُسنے دمشق کی مسجد کی تعمیر مین شام کا محصول تین بار خرچ کیا
اور مروی ہے کہ سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس کے مسجد بنائی

وبالغ فی تزیینه وفی الخبر انه اقام فی عمارته
کذا وکذا الف رجل سبع سنین ووضع الاخر
من الکبریت الاحمر علی راس قبة الصخرة فکن
الغزلات یغزلن فی ضوءها بالليالی علی راس
اثنی عشر میلا وکان علی حاله وذلك الی
ان خربه بخت نصر والله اعلم **باب کراهة**
البزاق فی المسجد وغیره قال
الفقیه رحمه الله اذا کان الرجل فی المسجد فانه
یکره ان یبزق فیه ولکن ان یبزق فی ثیابه
ویدلکه لان الله تعالی قال فی بیوت اذن
الله ان ترفع ویذکر فیها اسمه الایه یعنی
تعظم وتشرف والبزاق فیه ترك التعظیم
وروی عن النبی علیه الصلوة والسلام انه
قال ان المسجد لینزوی عن النخامة کما ینزوی
الجلدة فی النار اذا القیت وروی ابو هریرة
عن النبی علیه الصلوة والسلام انه ابصر
نخامة فی المسجد فحکه ثم قال ایحب احدکم
ان یؤتی فی صلوته فیبزق فی وجهه فاذا
اراد احدکم ان یبزق فلا یبزق عن یمینه

اور اُسکی آرائش حد سے زیادہ کی اور تاریخ مین ہے کہ سلیمان ؑ
نے اپنی مکان کی تعمیر مین ایک ہزار آدمی سات برس تک
رکھی اور بنایا دُوسرا مکان سرخ گندک کا صخرہ کی اوپر کہ ایک
بڑا پتھر ہے بیت المقدس مین کہ اُس مکان کی روشنی مین عورتین
سُوت کاتا کرتی تہین بارہ میل مین۔ اور ویسا ہی تہا یہانتک کہ
خراب کر دیا اُسکو بخت نصر نے + **باب تہوکنے مسجد کے اندر**
تہوکنے کے بیان مین کہا فقیہ رح نے جب آدمی
مسجد کے اندر ہو تو اُسکو مسجد مین تہوکنا منع ہے لیکن ملنے
کپڑے مین تہوک لے اور مل دے اسلیے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے
فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ویذکر فیہا اسمہ یعنی اُن گہرون
مین کہ اللہ نے اُنکی تعظیم کا حکم دیا ہے اور اپنی نام لینے کا انتہی۔
ترفع سے مراد تعظیم اور تشرف ہے اور اُسمین تہوکنا بی تعظیمی ہے
اور نبی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا تحقیق مسجد
بچتی ہے کہنکار سے جیسے بچتی ہے کہال آگ مین جب
ڈالی جاتی ہے اور ابو ہریرہ نبی علیہ السلام سے روایت کرتے
ہین کہ آپنے مسجد مین کہنکار پڑا دیکہا تو اسکو چہیل ڈالا
پہر فرمایا کیا تم مین سے کوئی پسند کرتا ہے کہ وہ نماز
مین ہو اور کوئی اگر اُسکے موتہہ پر تہوکے جب تم مین سے کوئی
تہوکنا چاہے تو نہ اپنی داہنی طرف تہوکے نہ سامنے

ولا يبزق امامه ولكن يبزق عن يساره او تحت
قدمه فان لم يجد مكانا فليبزق فى ثوبه ثم
ليفعل هكذا يعنى يدلكه وروى عن بعض الصحابة
انه قال اذا اشرط الرجل النخامة تعظيما للمسجد
ادخل الله فى جوفه الشفاء واخرج منه الداء
واذا كان الرجل فى غير المسجد واذا اراد
ان يبزق ينبغى له ان يبزق تحت قدميه
او عن يساره ولا ينبغى ان يبزق عن يمينه
ولا بين يديه لان النبى عليه الصلوة و
السلام قال اذا بزق احدكم فلا يبزق عن
يمينه وامامه وروى عن ابى بكر رضى الله
عنه انه بزق فى مرض عن يمينه ثم قال
ما بزقت عن يمينى منذ اسلمت وذكر عن
بعض الصالحين انه اراد ان يخرج حاجا فاختار
الجانب الايسر من المحمل فقيل له لم اخترت
جانب الايسر قال لانى اذا بزقت عن يسارى
كان ايسر على

باب كراهة صلوة الرجل وهو ناعس

قال الفقيه رحمه
الله يكره للرجل ان يصلى وهو ناعس ولو

تھوکے لیکن بائین طرف تھوکے یا پانؤن کے نیچے تھوکے
پس اگر کوئی جگہ نپاوے تو اپنے کپڑے مین تھوکے
پھر یہ کرے کہ اسکو مل ڈالے اور بعض صحابہ سے مروی ہے کہ کہا
اُس صحابی نے کہ جسوقت کہ پھینکے کوئی آدمی تھوک کو مسجد
کی تعظیم کرکے تو داخل کرتا ہے اللہ تعالے اُسکے پیٹ مین شفا
اور نکالتا ہے اُس سے بیماری اور جسوقت آدمی مسجد مین نہو
اور تھوکنے کا ارادہ کرے اُسکو چاہیئے کہ اپنے پانؤن کے نیچے
تھوکے یا بائین طرف اور نہین لائق ہے کہ اپنی داہنی طرف
یا سامنے تھوکے اِسلیئے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ
جسوقت تم مین کوئی تھوکے تو نہ اپنی داہنی طرف تھوکے
نہ اپنے سامنے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
کہ اُنہون نے بیماری مین داہنی طرف تھوکا پھر فرمایا
کہ مین جب سے مسلمان ہوا ہون اپنی داہنی طرف نہین
تھوکا اور بعض صالحین کا بیان کرتے ہین کہ اُنہون نے جب
ارادہ نکلنے کا کیا حج کو تو کجاوہ کے بائین طرف اختیار کی لوگون
نے کہا کہ تمنے بائین طرف کیون اختیار کی جواب دیا اِسلیئے
کہ مجھکو بائین طرف تھوکنا آسان ہوجاتا

باب بیچ ایک اُونگھتے ہوئے کے نماز پڑھنے کی کراہت مین

کہا فقیہ نے کہ آدمی کو مکروہ ہے نماز پڑھنا اونگھنے مین ۔

فعل يجوز اذا جاء بافعال الصلوة والقرأة تامة واذا خشى الرجل النعاس ينبغى ان يصب الماء على وجهه اولا ثم يدخل فى الصلوة ولو كان فى الصلوة فاخذه النعاس ينبغى ان يحرك نفسه ويجتهد فى ازالته عن نفسه روى عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة عن رسول الله عليه الصلوة والسلام انه قال اذا نعس احدكم فى الصلوة فليرقد حتى يذهب عنه النوم فانه اذا صلى وهو ينعس فلعله يذهب عند النوم يستغفر ربه فيسب نفسه وروى حميد عن انس عن النبى عليه الصلوة والسلام انه دخل المسجد فراى حبلا ممدودا بين ساريتين فقال ما هذا الحبل قالوا الفلان يصلى اذا غلب النعاس يتعلق به يا رسول الله قال عليه الصلوة والسلام فليصل ما عقل فاذا خشى ان يغلب عليه النوم فلينم

باب فضل العلم والادب

قال الفقيه رحمه الله ينبغى للرجل ان يتعلم شيئا من العلم والادب

اور اگر پڑھ لے تو جایز ہے جبکہ نماز کے سب افعال اور قرأت پوری پوری ادا کر سکے اور جب آدمی کو اونگہنے کا خوف ہو تو چاہیے کہ اپنے موتہہ پر پانی ڈال لے پہر نماز مین داخل ہو اور اگر نماز مین اسکو اونگہہ آجاسے تو چاہیے کہ اپنے نفس پر زور ڈالے اور اُسکے دور کرنے میں کوشش کرے اور ہشام بن عروہ اپنے باپ سے وہ عائشہؓ سے وہ آنحضرت صلعم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا کہ جب تم مین سے کسیکو نماز مین اونگہہ آجائے تو چاہیے کہ سو رہے یہانتک کہ اُسکی نیند جاتی رہے پس تحقیق جسوقت وہ اونگہنے مین نماز پڑہتا ہوگا تو شاید وہ نیند مین رب سے استغفار کرنے لگے تو اپنے نفس کو گالیان دے یعنی استغفار کی جگہہ اور کچہہ کلمہ نکل جاے اور حمید بواسطۂ انس کے نبی صلعم سے روایت کرتے ہین کہ آپ مسجد مین آئی تو دو ستونون کے درمیان ایک رسی تنی ہوئی دیکھی تو آپنے فرمایا کہ یہ رسی کیسی ہے، لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ فلان شخص کی ہے کہ وہ نماز پڑہتا ہے جب اونگہہ کا غلبہ ہوتا ہے تو اُسمین لٹک جاتا ہے کہا راوی نے کہ آپنے فرمایا چاہیے کہ نماز پڑہے جبتک ہوش مین رہے، اور جب اُسپر نیند کا غلبہ ہو چاہیے کہ سو رہے

باب ایکسو دو علم اور ادب کی فضیلت مین

کہا فقیہ رحمہ نے آدمیکو لائق ہے کہ کچہہ علم اور ادب سیکہے ؞ ؞ ؞ ؞

وان كان قليلا لان القليل منه كثير فان
الرجل اذا عرف كلمة من الادب او من العلم
لكان له فضل على من لا يعلم شيئا منه وقال
علي بن ابي طالب رضي الله عنه لكل شيء قيمة
وقيمة المرء ما يحسنه وروي عن الشعبي انه
قال لو ان رجلا سافر من اقصى الشام الى
اقصى اليمن فتعلم كلمة من العلم لم يضع سفره
وروي عن سعد بن خلف بن ايوب انه خرج
للعلم مقدار اربع سنين فلما رجع قال له ابوه
ما جلت يا بني قال تعلمت ان المرأة اذا كانت
ايامها عشرة فمدة اغتسالها لا تحسب حتى
يحل لزوجها ان يقربها واذا كانت اقل من
عشرة لا يحل له ان يقربها ما لم تغتسل
او يمضي عليها وقت صلوة فقال له ابوه ما
ضاعت رحلتك وروي ايوب بن موسى
عن ابيه عن جده عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال ما نحل والد ولدا افضل
من ادب حسن وروي عن بعض المتقدمين
انه قال لابنه يا بني تعلم العلم فان يكن لك

اگر تیرے پاس بھی اسلئے کہ وہ تھوڑا بھی بہت ہے پس تحقیق آدمی جسوقت
کوئی کلمہ ادب یا علم کا پہچان لیگا البتہ جو کہ کچھ علم اور ادب
نہیں جانتا اُسپر اُسکو فضیلت ہوگی اور علی ابن ابی طالب
کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے ہر چیز کی قیمت ہے اور آدمی کی
قیمت وہی جو درست کرے اسکو اور شعبی سے مروی ہے کہ اُنہوں نے
کہا کہ اگر آدمی شام سے یمن تک سفر کرے اور ایک کلمہ علم
کا سیکھے سفر اُسکا ضائع نجاویگا اور سعد بن خلف بن ایوب
سے مروی ہے کہ تحقیق وہ علم حاصل کرنیکو نکلے چار برس تک
پھر جب لوٹے تو اُنسے اُنکے باپ نے کہا ای بیٹے تو نے
کیا کیا اُنہوں نے جواب دیا میں نے یہ سیکھا کہ جب عورت کے
دس دن حیض کے ہو جاویں تو اُسکی غسل کی مدت نہ شمار کیجاویگی
یہانتک کہ حلال ہے اُسکی خاوند کو اُس سے صحبت کرنا اور جب
دس دن سے کم ہیں تو مرد کو حلال نہیں کہ اُس سے صحبت کرے
جبتک نہا نہ لے یا نماز کا وقت اُسپر گذر جاے تو اُنکے باپ نے اُنکو
جواب دیا کہ تو نے اپنے سفر کو ضائع نکیا اور ایوب بن موسیٰ اپنے باپ
سے وہ اپنے دادا سے وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں
کہ تحقیق آپ نے فرمایا کہ کوئی بخشش باپ کی بیٹے کو بہتر
ادب سے نہیں ہے اور بعض پہلے لوگوں سے مروی ہے کہ ایک
نے اپنے بیٹے سے کہا کہ اے میرے بیٹے علم سیکھ اگر تیرے پاس

مال كان لك جمالا وان لم يكن لك مال كان لك مالا وذكر عن سفيان بن عيينة انه جاء ه ابن اخيه فقال يا عم جئتك خاطبا قال لمن قال لابنتك قال كفو كريم ثم قال اجلس فجلس فقال اقرأ على عشر آيات من كتاب الله تعالى فلم يستطع قال اسرد عشرة احاديث فلم يستطع ثم قال فانشد عشر ابيات من شعر فلم يستطع فقال لا قران ولا حديث ولا شعر فعلى اى شيء اضنع ابنتى عندك ثم قال لا اخيب مجيئك فامر له باربعة الاف درهم وقال بعض الحكماء ان العلم النافع والادب الصالح كنز لا يغصبه غاصب ولا يسلبه سالب وهما جمالك وزينتك وقوام دنياك و آخرتك فاجتهد فى تعلمها وقال قائل سا ضرب فى طول البلاد وعرضها فاطلب علما او اموت غريبا فان تلفت نفسى فلله درها وان سلمت كان الرجوع قريبا وروى جابر بن عبد الله عن النبى عليه الصلوة والسلام

مال ہوگا تو تیرے لیے جمال ہو جاویگا اور اگر تجھکو مال نہوگا تو تیرے لیے مال ہو جاویگا اور سفیان بن عیینہ سے مذکور ہے کہ اُنکے پاس اُنکا بھتیجا آیا اور کہا ای میرے چچا آیا ہون مین تیرے پاس منگنی کرنے کیلیے ابن عیینہ نے جواب یا کسکے لیے کہا تیری بیٹی کے لیے ابن عیینہ نے کہا اچھا جوڑ ہے پھر ابن عیینہ نے کہا کہ بیٹھ جا تو وہ بیٹھ گیا پھر کہا ابن عیینہ نے کہ پڑھ مجھپر دس آیتین قرآن کی وہ نہ پڑھ سکا کہا دس حدیثین بیان کر وہ نہ کر سکا پھر کہا کہ دس بیتین شعر کی مین میں پڑھ تو نہ پڑھ سکا تو کہا ابن عیینہ نے نہ قرآن ہے نہ حدیث ہے نہ کوئی شعر ہے پھر کس چیز پر اپنی بیٹی کو تیرے پاس رکھون پھر کہا مین تیرا آنا ضائع اور خوار نہین کرتا پس حکم دیا اُسکو چار ہزار درہم کا اور بعضی حکیمون نے کہا ہے کہ بیشک نفع دینے والا علم اور اچھا ادب ایسا خزانہ ہے کہ کوئی لوٹنے والا اُسکو نہین لوٹ سکتا اور کوئی ضبط کرنیوالا اُسکو ضبط نہین کر سکتا اور وہ دونون تیری خوبی اور زینت اور تیری دنیا اور آخرت کے سنبھالنے والے ہین محنت کر اُنکے سیکھنے مین اور ایک کہنے والا شعر مین کہتا ہے قریب ہے کہ مین لنبے چوڑے شہرون مین سفر کرونگا اور عالمونکو ڈھونڈونگا یا مسافر ہی مر جاؤنگا سو اگر میرا نفس تلف ہوگیا تو اُسکی نیکی اللہ کیلیے ہے اور اگر بچ رہا تو قریب ہے لوٹونگا اور جابر بن عبد اللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین

انه قال اربعون حديثا يتعلمها الرجل
خير له من اربعين الف درهم يتصدق
به واعطاه الله تعالى بكل حديث مدينة
في الجنة وله بكل حديث نور يوم القيمة +
قال الفقيه رح ولو لم يكن لاهل العلم
فضيلة سوى ان الله تعالى قال قل هل
يستوي الذين يعلمون والذين لا يعلمون
لكان عظيما لانه اخبر ان للعالم فضلا
كثيرا على الجاهل وامر بطلب زيادة العلم
لقوله تعالى وقل رب زدني علما ثم مدح
العلماء فقال الله تعالى افمن يعلم انما انزل
اليك من ربك الحق كمن هو اعمى وقال الله
تعالى يرفع الله الذين امنوا منكم والذين
اوتوا العلم درجات فاخبر ان للعالم فضائل
ودرجات على من هو غير عالم وقال الله
تعالى وعلم ادم الاسماء كلها فلما علمه
الاسماء رفعه فوق الملائكة وامر الملائكة
بالسجود له فضل العلم

باب الاحتكار

قال الفقيه رحمه الله الاحتكار في اليقين وا

فرمایا چالیس حدیثیں اگر کوئی آدمی زبانی یاد کرے
تو اسکے لیے چالیس ہزار درہم خیرات کرنے سے بہتر ہے اور دیگا
تعالیٰ اسکو ہر ایک حدیث کے بدلے ایک شہر جنت میں اور دیگا
ہر ایک حدیث کی عوض قیامت میں اسکے لیے ایک نور ہوگا
کہا فقیہ رح نے اگر اہل علم کے فضیلت میں کچھ نہیں ہو سوائے
اس آیت کے وقل ہل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون
یعنی کہدے اے محمد کیا برابر ہیں عالم اور جاہل تب بھی ایک بہت بڑی ہی بات ہے
اسکی فضیلت میں اسلیے کہ خبر دی ہے کہ بیشک عالم کو فضیلت ہے جاہل
پر اور حکم دیا ہے علم کی زیادتی طلب کرنے کا اپنے کلام پاک میں
کہ وقل رب زدنی علما یعنی کہدے اے محمد اے رب میرا علم
زیادہ کر پھر عالموں کی تعریف میں فرماتا ہے افمن یعلم
انما انزل الیک من ربک الحق کمن ہو اعمی یعنی کیا جو شخص جانتا ہے کہ
جو کچھ تیری طرف اتارا گیا ہے تیرے پروردگار کی طرف سے سب
حق ہے مثل اس شخص کے ہے کہ وہ اندھا ہے اور حق تعالیٰ فرماتا ہے یرفع اللہ
الذین آمنوا منکم یعنی بلند کریگا اللہ تعالیٰ تم میں سے ایمان والوں کو اور انکے درجے
اور جو لوگ کہ علم دیے گئے ہیں پس خبر دی ہے حق تعالیٰ نے کہ عالم کی
بہت فضیلتیں اور درجے ہیں اس شخص پر جو عالم نہیں ہے اور حق تعالیٰ
فرماتا ہے وعلم آدم الاسماء کلها یعنی اللہ نے سکھلائے آدم کو سب چیزوں
کے نام پھر جب سکھا دیے اسکو نام بلند کیا اسکو فرشتوں

يجوز فكل ذلك مباح وجاء الاثر
بهما جميعا ولا يجوز للرجل خاتم الذهب
وكره بعض الناس خاتم الحديد ورخص
بعضهم وروى عن نعمان بن بشير انه قال
اتخذت خاتما من ذهب فدخلت على رسول
الله صلى الله عليه وسلم فقال مالي ارى
عليك حلية اهل الجنة قبل دخولها فانتزعته
واتخذت خاتما من حديد فدخلت عليه
فقال مالي ارى عليك حلية اهل النار فانتزعته
واتخذت خاتما من شبه فدخلت عليه
فقال مالي اجد منك ريح الاصنام قلت
فما اصنع يا رسول الله قال اتخذه من ورق
ولا تبلغ به مثقالا وتختم به في يمينك
وروى جابر بن عبد الله ان النبي عليه
الصلوة والسلام كان يتختم بيده اليمنى
ويلبس نعله اليمنى قبل اليسرى ويخلع اليسرى
قبل اليمنى وقال محمد بن سيرين ان النبي
عليه الصلوة والسلام وابا بكر وعمر وعثمان
كانوا يتختمون في شمائلهم وروى عمرو

اور بائین ہاتہہ مین پہنا جائز ہے اور یہ سب مباح ہی اور دونون
کی تہونکی روایتین آئی ہین اور مرد کو سونیکی انگوٹھی پہنا جائز نہین
اور بعض نے لوہے کی انگوٹھی پہنا مکروہ رکہا ہے اور بعض لوگون نے
رخصت دی ہے اور نعمان بن بشیر سے مروی ہے کہ اونہون نے کہا کہ
مین نے سونے کی انگوٹھی بنوائی اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا
تو آپ نے فرمایا کیا ہوا مجہے مین تجہپر بہشتیونکا زیور دیکہتا ہون بہشت
مین داخل ہونے سے پہلے پس مین نے اوس انگوٹہی کو نکال ڈالا
اور لوہے کی انگوٹہی پہنی اور مین حضرت کے پاس حاضر ہوا تو آپنے
فرمایا مجہکو کیا ہوا کہ تجہپر دوزخیونکا زیور دیکہتا ہون پس مین نے
اسکو نکال ڈالا پہر مین نے پیتل کی انگوٹہی بنوائی اور آپکے پاس
حاضر ہوا تو آپنے فرمایا مجہکو کیا ہوا کہ تجہسے مین بتون کی بو پاتا
ہون مین نے عرض کیا پہر یا رسول اللہ مین کیا کرون آپنے
فرمایا چاندی کی بنوا اور اسکو ایک مثقال یعنی ساڑہے چار ماشے
سے کم رکہہ اور اپنی داہنی ہاتہہ مین پہن اور جابر بن عبد اللہ
روایت کرتے ہین کہ تحقیق نبی صلعم انگوٹھی پہنتے تہے اپنی داہنے
ہاتہہ مین اور پہنتے تہے داہنی جوتی بائین سے پہلے اور نکالتے تہے
بائین داہنی سے پہلے اور محمد بن سیرین کہتے ہین کہ تحقیق نبی صلعم
اور ابو بکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم اپنے بائین ہاتہہ
مین انگوٹھی پہنتے تہے اور عمرو بن شعیب نے روایت کی

بن شعيب عن ابيه عن جده قال ابصر النبي
عليه الصلوة والسلام رجلا وفي يده خاتم
من الذهب فامره ان يطرحه فطرحه فجعل
في يده حلقة من حديد فقال اذهب فاطرح
هذا شر من ذلك وهذا اشبه بحلية اهل
النار فطرحه فجعل في يده خاتما من ورق
فلم ينهه وروي عن ابي جحيفة عن ابيه قال
راي عمر بن الخطاب رضي الله عنه على يد
رجل خاتما من حديد فجعل يخلعه حتى خلعه
نرمي به وقال عليك بخاتم من ورق وروي
الاعمش قال رأيت في يد ابراهيم النخعي خاتما
من حديد قال ابراهيم اخبرني من رأى
على يد ابن مسعود خاتما من حديد +
قال الفقيه وقد كره بعض الناس اتخاذ
الخاتم واجازه عامة اهل العلم فاما من
كره فقد احتج بما روي في بعض الاخبار
عن رسول الله عليه الصلوة والسلام انه
نهى عن لبس الخاتم الا لذي سلطان وروي
عن بعض التابعين انه قال لا يتختم الا ثلثة

اپنے باپ سے اُسنے اپنے دادا سے کہ آنحضرت نے ایک مرد کو دیکھا کہ اُسکے
ہاتھہ مین سونے کی انگوٹھی تھی تو آپ نے اُسکو پھینکنے کا
حکم دیا اُسنے پھینکدی پھر اُسنے اپنے ہاتھہ مین لوہے کی
انگوٹھی پہنی پس حضرت نے فرمایا جا اور اسکو پھینکدے یہ زیادہ
برا ہے اُس سے اور یہ زیادہ مُشابہ ہے ساتھ پوشش اہل
نار کے پس پھینکدے اُسنے پھر اُسنے اپنے ہاتھہ مین چاندی کی
انگوٹھی پہنی تو آپ نے اُسکو منع نکیا اور ابو جحیفہ اپنے باپ سے
روایت کرتے ہین کہ اُنہون نے کہا کہ عمر بن خطاب نے ایک شخص
کے ہاتھ مین لوہے کی انگوٹھی دیکھی تو آپ اُسکو نکالنے لگے
یہانتک کہ اُسکو نکالا اور پھینکدیا اور کہا کہ پہن چاندی
کی انگوٹھی اور اعمش روایت کرتے ہین کہ مین نے ابراہیم نخعی کے
ہاتھہ مین لوہے کی انگوٹھی دیکھی ابراہیم نے کہا مجھکو اُس
شخص نے خبر دی ہے کہ ابن مسعود کے ہاتھہ مین لوہے کی انگوٹھی
کو دیکھا۔ کہا فقیہ رح نے تحقیق مکروہ رکھا ہے بعض لوگون نے
انگوٹھی پہننا اور جمیع اہل علم نے اسکی اجازت دی ہے پس
جس شخص نے مکروہ رکھا ہے تو تحقیق اُسکی حجت وہ ہے جو بعض
حدیثون مین رسول اللہ صلعم سے مروی ہے کہ آپنے انگوٹھی پہننے
سے منع کیا ہے مگر صاحب حکومت کو اور بعض تابعین
سے مروی ہے کہ کہا انگوٹھی نہین پہنتے مگر تین شخص

اسيا وكاتب او احمق وروي في الخبر ان
خاتم رسول الله عليه الصلوة والسلام كان في يد ابي بكر
ثم اخذه عمر وكان في يده ثم اخذه عثمان رضي الله عنه وكان
في يده عامة خلافته حتى سقط منه في
بير زمزم واما من قال يجوز للسلطان وغيره
فاحتج بان اصحاب رسول الله صلى الله عليه
وسلم ومن بعدهم كانوا يتختمون في عهده
ومن بعده ولم يكن لهم امارة وهو ما
روي جعفر بن محمد عن ابيه ان الحسن و
الحسين كانا يتختمان في يسارهما وكان في
خواتيمها ذكر الله وروى يعلى بن عبيد
عن راشد بن كريب قال رايت ابن الحنفية
يتختم في يساره وعن يونس بن اسحق
قال رأيت قيس بن ابي حازم وعبد الرحمن
بن الاسود والشعبي وغيرهم يتختمون
في يسارهم فهؤلاء لم يكن لهم سلطان
ولان السلطان يلبس للزينة او الحاجة
الى الختم وهو وغيره في الحاجة والزينة
سواء فلما جاز للسلطان جاز لغيره وبه ناخذ

سردار یا لکھنے والا یا احمق اور حدیث میں مروی ہے کہ تحقیق
انگوٹھی رسول اللہ صلعم کی ابوبکر رض کے ہاتھ میں رہی پھر
عمر رض نے لیا اور انکے ہاتھ میں بھی رہی پھر اسکو عثمان رض نے لیا جبکہ خلیفہ
ہوے اور انکے ہاتھ میں اکثر ایام انکی خلافت تک رہی یہاں تک کہ گر گئی
انسے چاہ زمزم میں اور جسنے کہا ہے کہ بادشاہ وغیرہ کو
جائز ہے تو یہ حجت پکڑی ہے کہ رسول اللہ صلعم کے اصحاب اور جو انکے
پیچھے ہوے انکے وقت میں اور آپکے پیچھے انگوٹھی پہنتے تھے
اور وہ کہیں کے سردار بھی نہ تھے اور وہ روایت ہے کہ جعفر بن محمد
نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ تحقیق حسن اور حسین رض
دونوں اپنے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے اور تھا ان دونوں
کی انگوٹھیوں میں ذکر اللہ کا اور یعلی بن عبید نے راشد بن
کریب سے روایت کی ہے کہ کہا ابن کریب نے کہ میں نے محمد بن حنفیہ رض
کو انکے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنے دیکھا اور یونس بن اسحق
نے روایت کی ہے کہ میں نے قیس ابن ابی حازم اور عبدالرحمن ابن اسود
اور شعبی کو اور سوا انکے اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنے
دیکھا تو ان لوگوں کو تو کوئی حکومت نہ تھی اور اسلیے کہ
تحقیق بادشاہ پہنتا ہے آرائش کے لیے یا مہر کرنے کی حاجت
سے اور وہ اور اور حاجت اور زینت میں برابر ہیں
پس جب بادشاہ کو جائز ہوا اور کو بھی جائز ہوا اور اسکو ہم

لیتے ہیں

باب نقش الخاتم والكتابة

عليه روى انس بن مالك عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال لا تستضيئوا بنيران المشركين ولا تنقشوا في خواتيمكم عربيا فسئل الحسن عن تفسير ذلك فقال معناه انه لا تشاوروا اهل الشرك في امركم ولا تكتبوا في خواتيمكم محمد رسول الله وروى ثمامة عن انس بن مالك قال كان نقش خاتم رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلثة اسطر سطر منها محمد وسطر منها رسول وسطر منها الله وكان نقش خاتم ابي بكر نعم القادر الله وكان نقش خاتم عمر كفى بالموت واعظا يا عمر وروى وكان نقش خاتم عثمان لتصبرن او لتندمن وكان نقش خاتم علي بن ابي طالب كرم الله وجهه الملك لله قال الفقيه رحمه الله ولو كان خاتم في فصه تماثيل لا يكره وليس كالتماثيل في الثياب وفي البيوت لان التماثيل في فص الخاتم صغيرة تقصر العين

باب انگوٹھی کھدوانے اور اسکے نگینہ

مشہور ہے یہیں انس بن مالک نبی صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا مشرکون کے آگ سے مت سلگاؤ اور اپنی انگوٹھیوں میں عربی مت کھدواؤ تو پس حسن بصری سے اسکی تفسیر پوچھی گئی تو انھوں نے کہا کہ اسکے معنی یہ ہیں کہ مشرکون سے اپنے کاموں میں مشورہ مت کرو اور اپنی انگوٹھیوں میں محمد رسول اللہ مت کھدواؤ اور ثمامہ انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انگوٹھی کے نقش کی تین سطریں تھیں انمیں سے ایک سطر میں محمد اور ایک سطر میں رسول اور ایک سطر میں اللہ اور ابوبکر کی انگوٹھی کا نقش تہا نعم القادر اللہ یعنی اللہ اچھا قادر ہے اور حضرت عمر کی انگوٹھی کا نقش تہا کفی بالموت واعظا یا عمر یعنی موت نصیحت دینے والی کافی ہے ای عمر اور مروی ہے کہ حضرت عثمان کی انگوٹھی پر منقوش تہا لتصبرن او لتندمن یعنے صبر کرو یا ندامت اٹھائیگا اور علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے انگوٹھی پر یہ نقش تہا الملک للہ یعنی ملک اللہ کا ہے کہا فقیہ نے اور اگر ہووے انگوٹھی کے نگینہ میں تصویر تو مکروہ نہیں مثل کپڑے کی تصویر اور گہر کے تصویر کے اسلئے کہ انگوٹھی کے نگینہ کی

عليه فلا تبين وانما يكره التماثيل في
الثياب اذا كان ظاهرا في عين الناظر
وصار هذا كالعلم في الثياب انه يجوز
وان كان حريرا او ابريشم فانه قليل فكذلك
التماثيل في الخاتم وروي عن ابي هريرة
رضي الله عنه انه كان على خاتمه ذبابان
وعن ابي موسى الاشعري انه كان على
فص خاتمه كوكبان وروي عن حذيفة
هكذا وروي عن انس بن مالك انه كان
على خاتم ذي القرنين اسد بين رجلين
ورجل بين اسدين ولو كان على فصه اسم
الله تبارك وتعالى او اسم نبي من الانبياء فانه يستحب له اذا دخل
الخلاء ان يجعل الفص في كفه واذا اراد ان يستنجي يستحب له ان
يجعله في يمينه لانه لو استنجى مع ذلك
يكون فيه استخفاف وترك التعظيم والله اعلم

باب الرسالة قال الفقيه رحمه الله اذا
كتب الرجل الرسالة ينبغي له ان يختم لانه ابعد
من الريبة وعلى هذا جرى الرسم وجاء به الاثر
وروي عن ابن عباس رضي الله عنه انه قال

پس وہ اچھی طرح معلوم نہین ہوا کرتی اور کپڑے کی تصویر بھی مکروہ ہے
جب خوب معلوم ہوتی ہو دیکھنے والیکو تو ہوگئی یہ جیسے کپڑے مین
نقش ونگار اور وہ جائز ہے اگرچہ حریر اور ریشم سے ہو
پس تحقیق وہ تھوڑی ہے تو ایسے ہی تصویر انگوٹھی مین اور
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تحقیق انکی انگوٹھی پر
دو مکھیان تہین اور ابوموسی اشعری سے مروی ہے کہ تحقیق
انکی انگوٹھی پر دو ستارے تھے اور ایسی ہی حذیفہ سے مروی
ہے اور انس بن مالک سے روایت ہے کہ تحقیق ذی القرنین
کی انگوٹھی پر ایک شیر کی دو آدمیون کے درمیان تصویر تھی یا آدمی
کی تصویر دو شیرون کے درمیان مین اگر ہو کسیکی انگوٹھی پر
اللہ تعالی کا یا کسی نبی کا نام تو بہتر ہے اسکو جب پاخانہ
مین جاوے تو انگوٹھی کو اپنی آستین مین کرلے اور جب
استنجا کرنے لگے تو داہنے ہاتھ مین ڈال لے تاکہ حقارت اور
بے ادبی نہ ہو۔ اور اللہ خوب جانتا ہے ++

باب خط لکھنے کے بیان مین +

کہا فقیہ رحمۃ اللہ نے جب آدمی کسیکو خط لکھے تو لائق
ہے کہ اسپر مہر کردے اسلیے کہ یہ شک سے
بہت دور ہے اور ایسی ہی رسم جاری ہے اور روایت بیچ
اسمین آئی ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہون نے کہا

كراهة الكتابة ختمه وروي عن عمر بن الخطاب
رضي الله عنه انه قال ايما كتاب لم يكن مختوما
فهو اغلف وروي عنه ايضا انه قال ايما
صحيفة ليست بمختومة فهي مغلوفة وقال
الفقيه رحمه الله وكان الرسم في كتاب
المتقدمين ان الكاتب يبدأ بنفسه من
فلان الى فلان وبذلك جاءت الآثار
وروي عن عمر انه كان اذا كتب الى خليفة
من خلفائه يبدأ بنفسه وكان يكتب الى
علمائه او عماله ان ابدؤا بانفسكم وروى
وكيع عن ابي داود عن عبد الله بن محمد
بن سيرين انه كان اذا اراد سفرا فقال
له ابوه محمد بن سيرين اذا كتبت الى فابدأ
بنفسك فانك ان بدأت بي لم اقرأ لك
كتابا وعن ربيع بن انس بن مالك قال
ما كان احد اعظم حرمة من النبي عليه
الصلوة والسلام فكان اصحابه اذا كتبوا
اليه كتابا بدؤا بانفسهم وقال ابن سيرين
ان النبي عليه الصلوة والسلام قال

خوبی خط کی مہر کرنا ہے اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ
سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا جس خط پر مہر نہیں وہ اغلف ہے
یعنی بے ختنہ کیا ہوا اور حضرت عمر رضہ سے روایت ہے کہ انہوں
نے کہا جس خط پر مہر نہیں وہ ایسا ہے جیسے بے ختنہ کیا
اور کہا فقیہ رحمہ نے اور تھی رسم پہلوں کے خطوں میں کہ
تحقیق لکھنے والا اپنے نام سے شروع کرے فلان شخص
کی جانب سے فلان شخص کی طرف اسیطور روایتیں آئی ہیں
اور حضرت عمر رضہ سے مروی ہے کہ جب وہ اپنے نائبوں میں
سے کسی ایک کو خط لکھتے تھے تو اپنے نام سے شروع کرتے
تھے اور لکھتے تھے اپنے غلاموں کو اور عاملوں کو کہ اپنے نام
سے شروع کرو اور روایت کی وکیع نے ابو داؤد سے انہوں نے عبد اللہ بن محمد
بن سیرین سے کہ جب محمد سفر کا ارادہ کرتے تھے تو انکا باپ
محمد بن سیرین انس سے کہدیتا تھا کہ جس وقت تو میری طرف خط
لکھے اپنے نام سے شروع کر پس اگر تو نے میرے نام سے شروع
کیا تو میں اسکو نہ پڑھونگا اور ربیع بن انس بن مالک سے
مروی ہے کہ انہوں نے کہا نہیں کوئی عظمت میں بڑا نبی صلعم سے
پس جب لکھتے تھے اصحاب آپکے انکی طرف کوئی خط تو اپنے
نام سے شروع کرتے تھے اور کہا ابن سیرین نے کہ تحقیق
فرمایا ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق

ان اهل الفارس اذا كتبوا الى عظمائهم
بدؤا بعظمائهم فلا يبدؤن الرجل الا
بنفسه قال الفقيه رحمه الله ولو انه بدأ
بالمكتوب اليه جاز لان الامة قد اجتمعت
عليه وقال النبي عليه الصلوة والسلام
لا يجتمع امتي على الضلالة فلما اتفقت
الامة على ذلك ثبت انهم فعلوا ذلك
لمصلحة راوا في ذلك او نسخ ما كان من
قبل وقد وجدنا ان الآية قد تنسخ اذا
اجتمعت الامة على تركها وهي قوله تعالى
وان فاتكم شئ من ازواجكم الآية ولما
كان الآية من كتاب الله تعالى تنسخ باجماع
الامة اذا اجمعوا على تركها فالاخبار الاحاد
اولى ان يترك بالاجماع وقد روى عن
الحسن انه كان لا يرى باسا بان يبدأ
بالذي يكتب اليه وقال الفقيه رحمه الله
والحسن في زماننا هذا ان يبدأ بالمكتوب اليه
ثم بنفسه لان البداية بنفسه يعد منه استخفافا
للمكتوب اليه وتكبرا عليه الا ان يكتب الى عبد

اہل فارس جب کسی اپنے مہتر کو خط لکہتے تہی شروع کرتے تہی اپنے مہترن
کے نام سے پس شروع کرتے آدمی مگر اپنی نام ہی کہا فقیہ رحمہ اللہ نے اور اگر کوئی شروع کرے
مکتوب الیہ کے نام سے تو جائز ہے اسلیے کہ تحقیق امت
نے اسپر اتفاق کیا ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ میری امت گمراہی پر اتفاق نکریگی پس جب
اتفاق کیا امت نے اسپر تو ثابت ہوا یہ کہ انہون نے
کسی مصلحت سے جو انہوں نے اسمین دیکہی ہے جائز کیا یا
منسوخ ہوگیا جو پہلے تہا اور تحقیق ہمنے پایا بیشک آیت
کبہی منسوخ ہوجاتی ہے جسوقت امت کا اتفاق ہوا اسکے
چہوڑنے پر اور وہ قول اللہ تعالی کا ہے (اور اگر فوت ہو
تمسے کوئی شئی تمہاری بیبیون مہسے) آخر آیت تک اور جب
کتاب اللہ کی آیت منسوخ ہوتی ہے اجماع امت سے
جب اتفاق کیا اسکے ترک کرنے پر تو احاد حدیثین بوجہ
اولی ترک ہونی چاہئین اجماع سے اور تحقیق حسن بصری
سے مروی ہے کہ تحقیق وہ کچہہ ڈر نہ دیکہتے تہے شروع کرنے
مین مکتوب الیہ کے نام سے اور کہا فقیہ رحمہ اللہ نے پس
بہتر ہمارے زمانہ مین یہ ہے کہ شروع کرین مکتوب الیہ کے
نام سے پہر اپنا نام لکہین اسلیے کہ اپنے نام سے شروع کرنین
مکتوب الیہ کی حقارت ہے مگر جب اپنے کسی نوکر یا غلام کے نام لکہے

من عبيده او غلام من غلمانه فيبدأ بنفسه
واذا ورد على انسان كتابة بالتحية او
نحوها ينبغي ان يرد بالجواب لان الكتاب
من الغائب كالسلام من الحاضر وروى
عن ابن عباس رضي الله عنه انه كان يرى
جواب الكتاب واجبا كما يرى رد السلام

باب ما جاء في المزاح قال الفقيه
رحمه الله لا بأس بالمزاح بعد ان لا يتكلم
بكلام يأثم فيه او لا يقصد به ان يضحك
القوم فان ذلك مذموم وروى عن
النبي عليه الصلوة والسلام انه قال
لا امزح ولا اقول الا حقا وروى عن انس
بن مالك ان النبي عليه الصلوة والسلام
كان يخالطنا فيقول لاخ لي يا ابا عمير ما فعل
بك النغير وروى ان عجوزا قالت يا رسول
الله ادع الله ان يدخلني الجنة فقال لها
النبي عليه الصلوة والسلام ان الجنة
لا يدخلها العجوز فجاءت تبكي فقالت
عائشة يا رسول الله انك لا تحزنها

تو اپنے نام سے شروع کرے اور اگر کسی کو کسی کے خط میں سلام
کہا ہو یا مثل سلام کے اور کچھ تو لائق ہے کہ جواب دے اسلئے
غائب کی طرف سے کہنا مثل حاضر کے سلام کے ہے اور ابن
عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ جواب خط کا
واجب جانتے تھے مثل جواب سلام کے ۔ **باب جو
کچھ خوشطبعی کے باب میں وارد ہوا
ہے اسکے بیان میں** کہا فقیہ رحمہ اللہ نے
کچھ ڈر نہیں خوشطبعی کرنے میں ایسی بات نہ کہے کہ گنہ
گنہگار ہو یا ایسی بات کا ارادہ نہ کرے کہ اسمیں لوگ ہنسیں
پس تحقیق یہ برا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے
کہ آپنے فرمایا کہ خوشطبعی تو کرتا ہوں لیکن نہیں کہتا ہوں مگر سچ
بات اور انس بن مالک سے مروی ہے کہ تحقیق نبی علیہ
الصلوۃ والسلام ہمسے اختلاط کرتے تھے تو میرے ایک بھائی
سے فرمایا اے ابو عمیر کیا کیا تو نغیر اور مروی ہے کہ ایک
بوڑھیا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ دعا کیجیے کہ اللہ
مجھکو جنت میں داخل کرے تو اس بڑھیا سے آپنے
فرمایا کہ تحقیق بڑھیا جنت میں داخل نہیں ہو گی ۔
وہ بڑھیا رونے لگی پس کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے
یا رسول اللہ تحقیق آپنے اسکو غم میں ڈالا تو آپنے پڑھ

فقرأ رسول الله عليه الصلوة والسلام انا
انشأناهن الآية فسرت بذلك عنها . في
رواية قال عليه الصلوة والسلام بعثن
شاباً ثم قرأ هذه الآية وروى حماد بن سلمة
عن ابي جعفر الخطمي ان النبي عليه الصلوة
والسلام قال لرجل يكنى اباعمرة يا ام عمرة
فقال فلمس الرجل فرجه فقال يا رسول الله
ما كنت ارى انى امرأة فقال النبي عليه
الصلوة والسلام انما انا بشر مثلكم امازحكم
فقال الفقيه رضي الله عنه لا تكثر المزاح
فان فيه ذهاب المهابة ولانه يذل منك الصلحاء و
يجترئ عليك السفهاء وتنسب الى الخفة ولا
تمازح من لم تكن بينك وبينه مخالطة و
لم تعرف اخلاقه ولا بأس بان تمازح مع
اقربائك وجلسائك في غير ما ثم ولا افراط
فيه فان خير الامور اوسطها ولان ذلك
حري بان لا تنسب الرجل الى الثقل ولا
الى الخفة باب الفوائد روى وكيع
عن ثور عن محفوظ بن علقمة ان النبي عليه

انا انشاناهن انشاءً یعنے ہم نے اُن عورتونکو اُٹھایا ایک اُٹھان پر پس خوش ہوئی وہ بڑہیا اس بات سے اور ایک روایت مین حضرت عائشہ سے ہے کہ آپنے فرمایا کہ اُٹھائی جاوینگی جوان پھر یہ آیت پڑہی اور حماد بن سلمہ جعفر خطمی سے روایت کرتے ہین کہ تحقیق نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ایک آدمی سے کہ اُسکی کنیت ابو عمرہ تھی اے ام عمرہ پس کہا راوی نے کہ چہوئی اُس آدمی نے اپنی شرمگاہ پس عرض کیا یا رسول اللہ مین اپنے تئین اکو عورت نہین دیکہتا ہون فرمایا نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے کہ مین تم جیسا ایک آدمی ہون تمسے خوشطبعی کرتا ہون کہا فقیہ رحمۃ اللہ نے بہت خوشطبعی نکر پس تحقیق اسمین ہیبت جاتی ہے اور اسلیے کہ تجہکو نیک آدمی برا کہینگے اور بیوقوف تجہپر جرأت کرینگے اور ہلکاپن کی طرف نسبت دینگے اور اُس شخص سے خوشطبعی نکر کہ اُسکے اور تیرے درمیان اختلاط نہو اور تو اُسکی عادت نہین جانتا خوشطبعی کرنمین کچہہ ڈر نہین اپنے رشتہ دارون اور ہمصحبتون کے ساتھہ جسمین گناہ کی بات نہو اور زیادتی نہو پس تحقیق سب کاموںمین میانہ روی بہتر ہے اور اسلیے کہ تحقیق یہ لائق تر ہے کہ آدمی گرانی اور ہلکاپن کی طرف نسبت کیا جاوے
باب بہت سے فائدون مین
روایت کی وکیع نے ثور سے اُسنے محفوظ بن علقمہ سے کہ تحقیق

الصلوة والسلام رای رجلاً فی الشمس فقال
له تحول الی الظل فانه مبارك وعن ابی هریرة
رضی الله عنه قال حرف الظل مجلس الشیطان
یعنی بین الظل و بین الشمس وروی ابو الزبیر
عن جابر بن عبد الله عن النبی علیه الصلوة
والسلام قال اذا کتبتم الکتاب فتربوه فانه
اسرع للحاجة والنجح للطلب والبرکة فی التراب
وروی نافع عن ابن عمر عن النبی علیه الصلوة
والسلام کان اذا اراد ان یذکر الحاجة ربط
فی یده خیطاً وعن الحسن قال اهدی لعلی
بن ابی طالب کرم الله وجهه یوم النیروز
هدیة فقال ما هذا فقیل له هذا یوم
یقال له النیروز فقال علی لیکن کل یوم
نیروز. وروی ابن ابی نجیح عن مجاهد ان
النبی علیه الصلوة والسلام ذکر رجلاً فسال
عنه فقال رجل انا اعرف وجهه ولا اعرف
اسمه فقال النبی علیه الصلوة والسلام
ایش تلك المعرفة یعنی ما لم یعرف اسمه
لا یکون معرفة وروی عن النبی علیه الصلوة

نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک شخص کو دہوپ مین دیکہا تو آپ نے
فرمایا کہ سایہ کیطرف پہر آ پس تحقیق وہ اچہا ہے اور ابو ہریرہ رضی
اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ سایہ کا کنارہ شیطان
کی نشست ہے یعنی درمیان دہوپ اور سایہ کے اور ابو الزبیر نے
جابر بن عبد اللہ کی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ
آپ نے فرمایا جب تم کوئی خط لکہو تو اسکو خشک مٹی پر بارد
پس تحقیق اُسمین حاجت روائی جلد ہوتی ہے اور مطلب
جلد نکلتا ہے اور برکت مٹی مین ہے اور نافع نے واسطہ ابن عمر
نبی صلعم سے روایت کرتے ہین کہ جسوقت آپ چاہتے کہ کوئی کام وقت
پر یاد آجاے تو اپنے ہاتہہ مین تاگا باندہ لیتے اور حسن سے روایت ہے
کہ انہون نے کہا کہ علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کیطرف نوروز کے دن
کسی نے تحفہ بہیجا تو انہون نے فرمایا یہ کیا ہے تو لوگون نے کہا آج
نوروز کا دن ہے تو کہا حضرت علی رضی نے چاہئے کہ ہر روز
نوروز ہو اور ابن ابی نجیح مجاہد سے روایت کرتے ہین کہ نبی علیہ
الصلوۃ والسلام نے ایک شخص کا ذکر کیا پہر اُسکا حال پوچہا
تو ایک شخص نے کہا کہ مین اُسکی صورت پہچانتا ہون نام نہین
جانتا تو آپ نے فرمایا یہ کون پہچان ہے یعنی جب تک اُسکا
نام نجانے تو پوری پہچان نہین ہوتی ÷ اور نبی علیہ
الصلوۃ والسلام سے مروی ہے ....

والسلام انه قال اغلقوا الباب واوكوا السقاء
واطفؤا السراج فان الفويسقة تضرم على
اهل البيت بيتهم يعني الفارة بحمل الفتيلة
وروى نافع عن ابن عمران النبي عليه الصلوة
والسلام كان اذا خرج الى العيد خرج
ماشيا واذا انقلب انقلب في غير ذلك الطريق
وركب وكان يقدم الاكل في الفطر ويؤخره
في الاضحى وعن عطاء قال كان النبي عليه
الصلوة والسلام يقول اطلبوا الخير عند
حسان الوجوه وحسان الصوت وروى
عن يحيى بن كثير قال كان النبي عليه الصلوة
والسلام يكتب الى عماله ان لا يردوا الا رجلا
حسن الوجه وحسن الجسم وحسن الصوت
وحسن الخلق ويروى حسن الاسم وعن النبي
عليه الصلوة والسلام ما بعث الله رسولا
الا كان حسن الوجه حسن الاسم حسن
الصوت وروى عن ابن ابي مليكة ان النبي صلى
الله عليه وسلم قال اذا نهيت المسكين ثلثا
فلم ينته فلا بأس بان تزجره وروى عن عمر

کہ دروازہ بند کرو اور برتنوں کو ڈہانک دو اور چراغ کو بجھا دو پس تحقیق فویسقہ
گہر والوں کا گہر جلا دیتا ہے یعنی چوہا بتی کہینچ لیجاتا ہے اور نافع
ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام جب
عید کو نکلتے تھے تو پیادہ نکلتے تھے اور جب لوٹتے تھے تو
اور رستے سے سوار ہو کر لوٹتے تھے اور عید الفطر کو کہانا پہلے
کہا لیتے تھے اور عید الضحی مین بعد کو کہاتے تھے اور
عطا سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے
تھے کہ بہتری سمجھو ... اچھی شکلوں اور اچھی آوازوں
کے دیکھنے اور سننے کے وقت اور یحیی ابن کثیر سے
مروی ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام اپنے عاملوں کو لکھا
کرتے تھے کہ میری طرف مت بہیجو مگر اچھی صورت
والے اور اچھے جسم والے اور اچھے آواز والے اور اچھی
عادت والے آدمی اور ایک روایت مین حسن الاسم آیا ہے یعنی
اچھے نام والا اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ اللہ
تعالے نے کوئی نبی نہین بہیجا مگر خوبصورت اچھا نام
اور خوش آواز ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ تحقیق
نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو نے مسکین کو
تین بار منع کیا اور نہ مانا تو اسکی جہڑکی مین کچھ
ڈر نہین اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

بن الخطاب رضی اللہ عنہ انہ رای مصحفا صغیرا
فی ید رجل فقال من کتبہ فقال انا فضربہ
بالدرۃ فقال عظموا القرآن وعن ابراھیم
النخعی قال یکرہ ان یکتب المصحف فی الشیء الصغیر
وعن عمر بن قتادۃ قال بت لیلۃ فی المسجد
ولیس معی شیء فاستیقظت فاذا فی ثوبی صرۃ
فیھا اربعون درھما اونحوھا فاتیت عطاء
فاستفتیتہ قال ان الذی صرھا فی ثوبک لم
یصرھا الا وھو یرید ان یحلھا لک فان کانت
لک الیھا حاجۃ فاقض بھا حاجتک وان
کنت غنیا فاعطھا محتاجا وعن ابن سیرین
قال کنا مع ابی قتادۃ علی سطح فانقض نجم
فاتبعناہ ابصارنا فنھانا وقال لا تتبعوا
ابصارکم فانا کنا نھینا عن ذلک وعن وکیع
عن ابن ذر قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
اذا اتی بالباکورۃ وضع علی عینیہ وعلی
فیہ وقال اللھم ارزقنا اخرہ کما رزقتنا
اولہ وعن الحسن ان النبی علیہ الصلوۃ و
السلام قال اذا سل احدکم سیفا فلا یناولہ

کہ تحقیق اُنہوں نے دیکھا ایک چھوٹا قرآن ایک شخص کے ہاتھ
مین تو فرمایا کس نے لکھا ہے تو اُسنے کہا مین نے پس اُسکو
دُرہ سے مارا پہر فرمایا کہ قرآن کو بزرگ رکھو اور ابراہیم نخعی سے مروی
ہے کہ اُنہوں نے کہا کہ مکروہ ہے کہ قرآن چھوٹی چیز مین لکھا جاوے
اور عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے کہا کہ ایک رات مین
مسجد مین سویا اور میرے پاس کچھ نہ تھا جب مین جاگا تو دیکھا
میرے کپڑے مین ایک تھیلی تھی اُسمین چالیس درہم یا اسکے
قریب پس مین عطا کے پاس آیا اُس سے مین نے فتوی طلب
کیا جواب دیا تحقیق جس شخص نے ڈالی ہے تیرے کپڑے مین
نہین ڈالے مگر تجھے دینے کو .... سو اگر تجھکو
اُسکی کچھ حاجت ہے تو اپنی حاجت پوری کر لے اور اگر تو اُسکی
پروا نہین رکھتا تو محتاجون کو دیدے اور ابن سیرین سے روایت
ہے کہ کہا ہم ابن قتادہ کے ساتھ ایک چھت پر تھے کہ ایکبار ایک تارا
ٹوٹا ہماری آنکھیں اُسکے پیچھے لگ گئین یعنی دیکھنے لگی تو ہمکو منع
کیا اور کہا اپنی آنکھین مت لگاؤ پس تحقیق ہم منع کیے گئے
ہین اس سے اور وکیع ابن ذر سے روایت کرتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس جب نیا میوہ آتا تھا تو اپنی آنکھون اور منہ پر رکھتے
تھے یعنی چومتے تھے اور فرماتے تھے یا اللہ نصیب کر ہمکو آخر اُسکا
جیسے نصیب کیا تو نے اول اُسکا یعنی اول فصل سے آخر فصل تک اُسکو

حتی تعمده فرای قوما یفعلون فقال
انه عن هذا من فعل هذا فعلیه لعنة الله
وعن الزهری ان النبی علیه الصلوة والسلام
نهی عن ذبائح الجن وذبائح الجن ان تذبح
فی الدار الجدیدة للطیرة والعین تستخرج
فروی عن النبی علیه الصلوة والسلام
انه نهی ان یقال مسیجد ومصیحف ای بالتصغیر
وعن الشعبی عن ابی جحیفة عن علی رضی الله
عنه قال سمعت النبی علیه الصلوة والسلام
قال اذا کان یوم القیمة نادی منادی
من وراء الحجاب غضوا ابصارکم عن فاطمة
بنت محمد علیه الصلوة والسلام حتی تمر
علی الصراط الی الجنة ۔ **باب المرأة اذا**
کان لها زوجان قال الفقیه رح اختلف
الناس فی المرأة التی یکون لها زوجان
فی الدنیا لایهما تکون فی الآخرة قال
بعضهم یکون لآخرهما وقال بعضهم بانها
بالخیر فتختار ایهما شاءت وقد نساء فی الآثار
ما یؤید قول کلا الفریقین اما من قال هی

اسکو جھوڑیں پس حضرت نے ایک قوم کو ایسا کرتے دیکھا تو آپنے فرمایا
ہین تمکو اس سے منع کیا تھا پس جس شخص نے ایسا کیا تو اسپر اللہ کی لعنت
ہے اور زہری سے روایت ہے کہ تحقیق نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے
ذبائح جن سے منع کیا ہے ذبائح جن یہ ہے کہ نئے گھر مین بدشگونی
اور نظر بد کے لیے ذبح کیا جاے تاکہ نحوست نکل جاے اور نبی
علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپنے منع فرمایا مسجد کو
مسیجد اور مصحف کو مصیحف کہنے سے ۔ یعنی ساتھ تصغیر کے
اور شعبی بواسطہ ابو جحیفہ کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے
ہین کہ مین نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپنے فرمایا جب
قیامت کا دن ہوگا تو پکارنے والا ایک پردہ کی آڑ سے
پکاریگا کہ اپنی آنکھین بند کرلو فاطمہ بنت رسول اللہ کی طرف سے
یہانتک کہ گذر جاوین پل صراط سے جنت کی طرف **باب**
اُس عورت کے بیان مین کہ جسکے دو خاوند
ہون قیامت مین وہ کسکو ملیگی کہا فقیہ رح
نے لوگون نے اختلاف کیا اُس عورت کے باب مین کہ جسکے دو خاوند
ہون دنیا مین کہ قیامت کے دن کسکو ملیگی بعض نے کہا پچھلے
کو ملیگی اور بعض نے کہا کہ عورت کو اختیار دیا جاویگا دونون
مین سے جسکو چاہے اختیار کریگی اور ہر دو فریق کے قول کو
وہ آیتین تائید کرتے ہین پس جسنے کہا کہ وہ

لآخرهما فقد ذهب الى ما روى عن معاوية
بن سفيان انه خطب ام الدرداء فابت و
قالت سمعت ابا الدرداء يحدث عن رسول
الله صلى الله عليه وسلم انه قال المرأة لآخر زوجها
فى الآخرة وقال لى ان اردت ان تكونى زوجتى
فى الآخرة فلا تتزوجى بعدى واما من قال
انها تخير فقد ذهب الى ما روى عن ام
حبيبة زوجة النبى عليه الصلوة والسلام
انها سألت النبى عليه الصلوة والسلام فقالت
يا رسول الله المرأة منا ما يكون لها زوجان
لايهما يكون فى الآخرة فقال النبى عليه
الصلوة والسلام تخير فتختار احسنهما خلقا
منهما ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
قد ذهب حسن الخلق بالدنيا والآخرة ✦

باب القول فى اطفال المشركين

قال الفقيه رحمه الله تكلم الناس فى اطفال
المشركين اذا ماتوا فى صغرهم قال بعضهم
هم فى الجنة وقال بعضهم هم فى النار
وقال بعضهم هم خدام اهل الجنة وقال

پچھلے کو ملیگی پس تحقیق وہ گیا ہے اُس طرف کہ معاویہ بن سفیان
سے مروی ہے کہ تحقیق اُنہون نے ام درداء کے پاس نکاح کا پیغام
بھیجا تو اُسنے انکار کیا اور یہ کہا کہ مین نے ابو درداء سے سُنا ہے کہ
وہ پیغمبر صلعم سے حدیث ذکر کرتے تھے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ عورت
قیامت مین پچھلے خاوند کو ملیگی اور مجھے ابو درداء نے کہا ہے کہ
اگر تو قیامت مین میری بی بی ہوا چاہے تو نکاح مت کیجیو میرے
جسنے کہا کہ عورت کو اختیار دیا جاویگا تو وہ اس روایت کی طرف
گیا ہے کہ ام حبیبہ زوجہ نبی صلعم سے مروی ہے کہ اُنہون نے نبی علیہ
الصلوۃ والسلام سے پوچھا اور عرض کیا یا رسول اللہ ہم عورتون
مین سے وہ ہے کہ اُسکے دو خاوند ہوتے ہین تو قیامت مین کس
کو ملیگی تو آپ نے فرمایا کہ عورت کو اختیار دیا جاویگا پس اختیار
کریگی اُن دونون مین سے جسکے اچھے خُلق ہونگے پھر فرمایا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اچھے خُلق والا دنیا اور آخرت
مین اچھا رہا ✦

باب ہے مُشرکون کے بال بچون کے بیان مین

کہا فقیہ رحمۃ اللہ نے کہ لوگون نے کلام کیا ہے مُشرکون کے بال بچون میں
کہ چھوٹے عمر مین مرجاتے ہین بعض کہتے ہین کہ وہ جنت
مین ہونگے اور بعض نے کہا کہ وہ دوزخ مین ہونگی اور
بعض کہتے ہین کہ وہ بہشتیون کے غلام ہونگے اور بعض

بعضهم بخلاف هذا وقد جاءت في هذا آثار
مختلفة اما من قال انهم في الجنة فقد ذهب
الى ما روى عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه قال كل مولود يولد على الفطرة فابواه
يهودانه وينصرانه ويمجسانه واما من قال
انهم في النار فقد ذهب الى ما روى في
الخبر ان خديجة سألت رسول الله صلى الله
عليه وسلم من اولادها الذين ماتوا في
الجاهلية عن زوج كان لها قبل رسول الله
صلى الله عليه وسلم فقال النبي عليه الصلوة
والسلام ان شئت اسمعتك ثغاءهم في
النار ولان الله تعالى قال ولا يلدوا الا فاجرا
كفارا فاخبرهم انهم حين ولدوا كانوا
كفارا وروى عن عائشة رضي الله عنها انها
قالت مررت بجنازة صبي طفل فقلت له
طوبى لك عصفور من عصافير الجنة فقال النبي
عليه الصلوة والسلام ما تدرين لو كبر ما
ذا يكون منه واما من قال هم خدام اهل
الجنة فاحتج بما روى عن النبي عليه الصلوة

بعض نے خلاف اسکے کہتے ہین اور بیشک اسمین روایتین
مختلف آئی ہین پس جسنے کہا کہ وہ جنت مین ہونگے تو وہ گیا
طرف اُسکے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہے
کہ آپنے فرمایا ہے کہ ہر بچہ پیدا ہوتا اوپر اصل اسلام کے پھر اُسکو ماں باپ اُسکو
یہودی کر لیتے ہین یا نصرانی کر لیتے ہین یا مجوسی کر لیتے ہین اور جسنے کہا
کہ وہ دوزخ مین ہونگے تو وہ اسطرف گیا ہے جو حدیث مین ہے کہ
تحقیق حضرت خدیجہ رض نے رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم سے اپنی اولاد کا حال پوچھا
کہ جاہلیت مین پہلے خاوند سے پیدا ہو کر مر گئی تھی پہلے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے تو فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے اگر تو چاہے تو مین تجھکو اُنکی آواز
دوزخ مین سنا دوں اور اسلیے کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے (اور نہ جنین گے مگر بدکار
کافر) پس خبر دی انکو تحقیق وہ جب پیدا ہونگے
کافر ہونگے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ تحقیق انہون نے
کہا کہ مین ایک چھوٹے لڑکے کے جنازہ پر گذری تھی مینے اُسکو کہا
خوشخبری ہو ایک چڑیا ہے جنت کی چڑیون مین سے تو فرمایا نبی
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو کیا جانتی ہے کہ یہ بڑا ہوتا
تو کیا کام اس سے ہوتا اور جو کہتا ہے کہ وہ
بہشتیون کے غلام ہونگے تو اُسکی حجت وہ ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ

والسلام انه قال اتدرون من الاهون
من امتی قالوا الله ورسوله اعلم قال هم
اطفال المشرکین لم یذنبوا فیعذبوا ولم
یعملوا حسنة فیثابوا ولکنهم خدام اهل
الجنة وقال الفقیه رحمه الله فلما جاءت
الاخبار مختلفة فالسکوت عنهم افضل
ونقول الله تعالی اعلم بامرهم وقد روی
عن ابی حنیفة رحمه الله انه سئل عن اطفال
المشرکین فقال لا علم لی بهم وسئل محمد
بن الحسن عن اطفال المشرکین فقال انی
اتوقف عن اطفال المشرکین لانی اعلم ان الله
تعالی لا یعذب احدا الا بذنب باب
الانبیاء قال الفقیه رحمه الله کانت
الانبیاء علیهم السلام مائة الف واربعة
وعشرون الفا ثلثمائة وثلثة عشر منهم
رسل وغیرهم لم یکونوا مرسلین کذا روی
ابوذر الغفاری عن النبی علیه الصلوة و
السلام انه قال لاصحابه یوم بدر انتم علی
عدد المرسلین وعلی عدد اصحاب طالوت

والسلام مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کیا جانتے ہو تم کون ہیں کمترین
میری امت سے بولے اللہ اور رسول اسکا خوب جانتے ہیں فرمایا وہ
مشرکوں کے بچے ہیں کہ کچھ گناہ نہیں کیا جو عذاب ہو اور کوئی
نیکی نہیں کی کہ ثواب پاویں لیکن وہ بہشتیوں کے
غلام ہونگے اور کہا فقیہ رحمہ اللہ نے پس جب
حدیثیں مختلف آئی ہیں تو چپ رہنا ان کے بارہ میں بہتر ہے
اور ہم یہ کہیں کہ اللہ تعالے انکے حال کو خوب جانتے ہیں اور
اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ان سے کسی نے مشرکوں کے
بچوں کا حال پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نہیں جانتا اور محمد
بن حسن سے کسی نے پوچھا تو جواب دیا کہ
میں توقف کرتا ہوں بچوں کے باب میں لیکن میں جانتا ہوں کہ اللہ
تعالے کسیکو بے گناہ عذاب نہ کریگا باب ہے
پیغمبروں کے بیان میں کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ
انبیاء علیہم السلام ایک لاکھ چوبیس
ہزار ہوئے ہیں تین سو تیرہ ان میں سے
مرسل ہیں اور سوا انکے مرسل نہیں ہیں ایسے ہی روایت کیا ہے
ابوذر غفاری نے نبی علیہ الصلوۃ و
والسلام سے کہ آپ نے جنگ بدر کے دن صحابہ سے فرمایا تم
اور مرسلوں کی شمار اور اصحاب طالوت کی شمار پر

حين جاوز النهر يعني ثلثمائة وثلثة عشر
رجلا ومن لم يكن من الانبياء مرسلا كان
بعضهم يوحى اليه في المنام وكان بعضهم
يسمع الصوت من غير ان يرى شخصا
فاول المرسلين كان ادم صلوات الله
عليه كان رسولا الى ولده وخلقه الله
تبارك وتعالى من تراب وخلق زوجته
حوا من ضلعه اليسرى وقد ولدت منه
حوا اربعين ولدا في عشرين بطنا من ذكر
وانثى وتوالدوا حتى كثروا كما قال الله
تعالى هو الذي خلقكم من نفس واحدة
وخلق منها زوجها وبث منهما رجالا
كثيرا ونساء وكانت كنية ادم ابا محمد في
الجنة لان اكرم ولده محمد عليه الصلوة و
والسلام فكان يكنى به وكنيته في الارض
ابو البشر وانزل عليه تحريم الميتة والدم
ولحم الخنزير وعاش تسعمائة وثلثين
سنة هكذا ذكره اهل التورية وروى
عن وهب بن منبه انه قال عاش ادم

جب نہر سے گذرے تھے برابر ہے یعنی تین سو تیرہ
آدمی اور جو نبی کہ مرسل نہیں تھے بعض کے
پاس نیند میں سوتے میں وحی آتی تھی اور بعض انمیں سے
آواز سنتے تھے بے کسی شخص کے دیکھے
پس سب سے پہلے مرسل حضرت آدم علیہ السلام
ہیں کہ تھے رسول اپنی اولاد کی طرف اور پیدا کیا انکو
اللہ تعالے نے مٹی سے اور پیدا کیا انکی بی بی
حوا کو بائیں پسلی انکے سے اور تحقیق جنی انسے
حوا چالیس اولاد مرد اور عورت بیس حمل میں
اور انکی اولاد کے اولاد پیدا ہوئی یہانتک کہ کثرت ہوگئی جیسے اللہ تعالے نے
فرمایا وہ اللہ ہے کہ پیدا کیا تمکو ایک جی سے یعنی آدم سے
اور پیدا کیا اس سے اسکا جوڑا یعنی حوا اور پھیلائے ان دونوں سے
بہت سارے مرد اور عورتیں اور کنیت حضرت آدم علیہ السلام کی
جنت میں ابو محمد تھے اسلیے کہ تحقیق انکی اولاد میں سے زیادہ محمد صلی اللہ علیہ
وسلم ہیں پس اسی نام سے کنیت ہوئی اور انکی کنیت زمین میں
ابو البشر ہے اور ان پر مردار بہتا لہو
اور سور کا گوشت حرام تھا اور نو سو تیس ۹۳۰
برس زندہ رہے ایسے ہی ذکر کیا اسکو اہل توریت نے اور روایت
ابن منبہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ زندہ رہے حضرت آدم

الف سنة ثم بعده شيث بن آدم و كان
نبيا مرسلا فكان وصي آدم و ولي عهده و
قال وهب انزل الله على شيث خمسين صحيفة
و عاش تسع مائة سنة و كان شيث ابو البشر
كلهم و اليه انتهت انساب الناس كلهم
ثم ادريس النبي عليه الصلوة والسلام و
كان مرسلا و اسمه اخنوخ وقيل خنوخ و انما
سمي ادريس لكثرة درسه من كتاب الله
و سنن الانبياء الاولين و هو اول من خط
بالقلم و اول من خاط الثياب و لبسها يعني
من ثياب القطن و كان من قبله يلبسون
الجلود و الصوف و اجاب له الف انسان
ممن يدعوهم و هو جد اب نوح و رفع
الى السماء و هو ابن ثلثمائة و خمس و ستين سنة
قال الله تعالى و رفعناه مكانا عليا ثم نوح
عليه السلام و اسمه شاكرا
و انما سمي نوحا لكثرة نوحه
و بكائه من خوف الله تعالى عز و جل
و كان اول من امر بنسخ الاحكام

ہزار برس تھے پھر بعد حضرت آدم کے شیث انکے بیٹے اور تھے وہ
نبی مرسل پس تھے وہ وصی حضرت آدم کے اور انکے ولی عہد اور
کہا وہب نے کہ اللہ تعالے نے حضرت شیث پر پچاس صحیفے اتارے
اور زندہ رہے نو سو ۹۰۰ برس اور تھے حضرت شیث ابو البشر
سب کے اور سب آدمیون کی نسب انہین تک پہنچتی ہے
پھر ادریس علیہ السلام
اور تھے مرسل اور نام انکا اخنوخ تھا اور بعض نے خنوخ کہا اور تحقیق
ادریس اس وجہ سے نام ہوا کہ کتاب اللہ کے
اور پہلے نبیون کے طریقون کا بہت درس
کیا کرتے تھے اور انہین نے سب سے پہلے قلم سے لکھا اور روئی کا
کپڑا سیا اور پہنا اور ان سے پہلے
کھال و صوف پہنتے تھے اور ایمان لائے ہزار آدمی انکی ابتاع سے
اور وہ پردادے نوح کے تھے اور آسمان کیطرف
چڑہائے گئے جب وہ تین سو پینسٹھ ۳۶۵ برس کے تھے جیسے فرمایا اللہ
تعالی نے (اور چڑہایا ہم نے اسکو اونچے مکان پر) پھر نوح
علیہ السلام اور انکا نام شاکر تھا اور نوح نام اس وجہ سے ہوا
کہ نوحہ یعنی رویا بہت کرتے تھے اللہ کے خوف سے اور تھے
اول ان رسولون کے کہ جنکی شریعت
مستقل تھی اور ناسخ تھے پہلی

وبالشرائع وكان قبله نكاح الاخت مباحًا ثم
حرم ذلك على عهده فكذب به قومه فارسل
الله تعالى عليهم الطوفان فغرقت الدنيا كلها
الا من كان في السفينة وكان معه في السفينة
اربعون رجلا واربعون امرأة فلما خرجوا
من السفينة ماتوا كلهم الا اولاد نوح عليه
السلام سام وحام ويافث ونساءهم
كما قال الله تعالى وجعلنا ذريته هم الباقين
فتوالدوا حتى كثروا فالعرب والروم والفارس
كلهم من ولد سام والحبش والسند كلهم
من ولد حام وياجوج وماجوج والصقالب
والترك من ولد يافث ثم بعده هود النبي
عليه السلام وهو هود بن عبد الله ويقال
هود بن عوص بعثه الله تعالى الى عاد وقال
بعضهم عاد اسم قبيلة وقال بعضهم هو اسم
ملكهم وكانوا يسمون باسم ملكهم
فكذبوه فارسل الله تعالى عليهم الريح العقيم
فاهلك كلهم ثم بعده صالح النبي عليه
السلام وهو صالح بن عبيد ويقال صالح

شریعتون کے اور اُنسے پہلے بہن کے ساتھ نکاح جائز تھا اور
اُنکے عہد مین حرام ہو گیا تو اُنکی قوم نے اُنکو جھٹلایا تو
اللہ تعالی نے اُنپر طوفان بھیجا تو ساری دنیا ڈوب گئی سوائے
اُنکے جو کشتی مین تھے اور اُنکے ساتھ کشتی مین چالیس مرد
اور چالیس عورت تھین پھر جب کشتی سے نکلے سب مر گئے
مگر اولاد نوح علیہ السلام کی سام اور حام اور یافث
اور اُنکی بیبیان جیسے فرمایا اللہ تعالے نے (اور
رکھا ہمنے اُسکی اولاد کو باقی) پھر اُنکے اولاد پیدا ہوئی
یہانتک کہ بہت ہو گئے پس عرب اور روم اور فارس سب
سام کی اولاد سے ہین اور حبش اور سندھ سب حام کی اولاد سے
ہین اور یاجوج اور ماجوج اور صقالب اور ترک یافث کی
اولاد سے ہین پھر بعد اُنکے ہود علیہ السلام ہوئے اور وہ ہود
بن عبد اللہ تھے اور بعض کہتے ہین کہ ہود بن عوص
عاد کی قوم پر بھیجے گئے اور بعضن نے کہا ہے کہ عاد
ایک قبیلہ کا نام ہے اور بعض کہتے ہین کہ وہ اُنکے بادشاہ کا
اور اپنے بادشاہ کے نام پر اُنکا نام ہوتا تھا پس حضرت ہود
کو جھٹلایا تو اللہ تعالی نے اُنپر ہوا بے نفع بھیجی پس سب کو
ہلاک کر دیا پھر اُنکے بعد صالح علیہ السلام نبی ہوئے
اور وہ صالح ابن عبید تھے اور بعض صالح

بن عائق بعثه الله تعالى الى ثمود وهو اسم
بيه بارض الحجر فسمى تلك القبيلة باسم تلك البير
وكذبوه وسالوه بان يخرج لهم ناقة تجلى من
صخرة الجبل ففعل فكذبوه فعقروا الناقة وكان
عاقر الناقة رجلا احمر ازرق يقال له قذار بن
سالف وهو اشقى القوم كما قال الله تعالى اذا
انبعث اشقٰها فاهلكهم الله بالصاعقة و
الزلزلة ثم ابراهيم خليل الرحمن عليه السلام
وهو ابراهيم بن أزر بن تارخ بن ناخور
وكان ابراهيم اول من استاك واول من
استنجى بالماء واول من جز شاربه واول من
راى الشيب واول من اختتن واول من اتخذ
السراويل واول من ثرد ثريدا واول من اتخذ
الضيافة وكان لابراهيم اربع بنين اسمٰعيل
واسحٰق ومدين ومدائن ويقال ستة بنين
او كانوا اثنى عشر وكان اسمٰعيل نبيا مرسلا وكان
ابا العرب كلهم وكان اسحٰق نبيا مرسلا وكان له
ابنان يعقوب وعيصو ولدا فى بطن واحد خرج
يعقوب من بطن الام على اثر عيص

بن عائق کہتے ہین انکو اللہ تعالے نے قوم ثمود کیطرف بہیجا تہا
اور ثمود حجر کی زمین مین ایک کوئین کا نام ہے تو اس قبیلہ کا نام بہی
اس کوئین کے نام سے لیا گیا اور جہٹلایا انکی قوم نے انکو اور انسے سوال کیا
کہ ہمارے لیے ایک اونٹنی گیابہن پہاڑ کے پتہر سے نکال انہون نے
ویسا ہی کیا تب بہی انکو جہٹلایا اور اونٹنی کی کونچین نکال ڈالین اور
اونٹنی کی کونچین نکالنے والا ایک شخص سرخ رنگ کیری آنکہون والا
قذار بن سالف تہا اور وہ ساری قوم مین بدتر تہا جیسا کہ فرمایا اللہ تعالے
نے (جب کہڑا ہوا بدترین انکا) پہر اللہ تعالے نے انکو ایک کڑک اور زلزلہ
سے ہلاک کر دیا پہر حضرت ابرہیم خلیل علیہ السلام نبی ہوئے اور وہ ابرہیم
بن ازر بن تارخ بن ناخور تہے اور حضرت ابرہیم نے ہی سب سے پہلے مسواک
کری اور سب سے پہلے پانی سے استنجا کیا اور سب سے پہلے
اپنی لبین لوائین اور سب سے پہلے اپنی سفید بال دیکہے اور سب سے
پہلے ختنہ کیا اور سب سے پہلے پاجامہ پہنا اور سب سے پہلے ترید بنایا
یعنی شوربا مین روٹی بہگو کر کہائی اور سب سے پہلے ضیافت کی اور حضرت
ابرہیم کے چار بیٹے تہے اسمٰعیل اسحٰق مدین مداین اور بعض کہتے مین کہ چہ
بیٹے تہے یا بارہ بیٹے تہے اور حضرت اسمٰعیل نبی مرسل اور سارے
عرب کے باپ تہے اور حضرت اسحٰق بہی نبی مرسل تہے اور حضرت اسحٰق
کے دو بیٹے تہے یعقوب اور عیص دونون ایک ہی ساتہ پیدا ہوئے
یعقوب ما کے پیٹ سے عیص کے بعد نکلے تہے

فسمي يعقوب لخروجه على عقبه واما يعقوب
فهو اب بني اسرائيل وكان يقال كنية يعقوب
اسرائيل وهو في لغتهم عبدالله واما عيص
فهو اب الروم وكان لوط النبي عليه السلام
في زمن ابراهيم وكان ابن عمه وكانت سارة
اخت لوط وهي ام اسحق وكان لوط النبي
عليه السلام ابن اخ ابراهيم وهو لوط ابن
هارون بن تارخ بن ناخور ثم ايوب النبي
عليه السلام وكان ابن بنت لوط وهو ايوب
بن موسى وكان زوجته بنت يعقوب يقال
لها ليا بنت يعقوب ويقال هي رحمة بنت
يوسف ثم شعيب عليه السلام وهو شعيب
بن يزيد بعثه الله تعالى الى اهل مدين
فكذبوه فاهلكهم الله تعالى بالزلزلة والصاعقة
ثم موسى عليه السلام واخوه هارون
ابنا عمران بعثهما الله تعالى الى فرعون
بمصر واسم فرعون وليد بن مصعب
ثم يوشع بن نون وكان خليفة موسى
من بعده ثم يونس بن متى عليه السلام

اسلیے یعقوب نام رکہا گیا کہ آنکے پیچہے نکلے اور لیکن یعقوب
سو وہ سب بنی اسرائیل کے باپ تہے اور کنیت یعقوب کی اسرائیل
تہی اور اُسکی معنی عبرانی زبان میں عبداللہ ہیں یعنی بندہ اللہ کا
اور لیکن عیص سو وہ سارے روم کے باپ ہیں اور حضرت لوط بہی حضرت
ابراہیم کے زمانہ میں تہے اُنکے چچیرے بہائی اور سارہ حضرت لوط
کی بہن تہیں اور حضرت اسحاق کی ماں اور لوط علیہ السلام
حضرت ابراہیم کے بہتیجے تہے اور وہ لوط بن ہارون بن
تارخ بن ناخور تہے پہر حضرت ایوب علیہ السلام نبی
ہوئے اور وہ حضرت لوط کے نواسہ تہے اور وہ تہے ایوب
بن موسی اور اُنکی بی بی حضرت یعقوب کی بیٹی تہیں جنکو
لیا کہتے تہے کہ وہ رحمہ بنت یوسف تہیں پہر حضرت
شعیب علیہ السلام نبی ہوئے اور وہ یزید کے بیٹے تہے
اللہ تعالی نے اُنکو اہل مدین کیطرف بہیجا تہا سو اُنکی قوم نے
اُنکو جہٹلایا اللہ تعالی نے اُنکو بہونچال اور کڑک کے عذاب سے
ہلاک کیا پہر حضرت موسی علیہ السلام اور اُنکے بہائی ہارون دونوں
عمران کے بیٹے نبی ہوئے اللہ تعالی نے اُنکو فرعون کیطرف نبی کر کر
مصر کو بہیجا اور فرعون کا نام ولید بن مصعب تہا پہر حضرت
یوشع بن نون نبی ہوئے اور یہ حضرت موسی کے بعد اُنکے
خلیفہ ہوئے پہر یونس بن متی

الذی ابتلاہ اللہ تعالی بالحوت فالتقمہ الحوت
وکان فی بطنہ ثلثة ایام ویقال ابتلاہ اللہ تعالی
سبعة ایام ویقال اربعین یوما وقد بعثہ اللہ تعالی
الی اہل نینوی فکذبوہ فارسل اللہ تعالی علیہم العذاب
ثم آمنوا فصرف اللہ عنہم العذاب بعد ما غشیہم ثم
داؤد النبی علیہ السلام وہو داود بن ایشا
وکان نبیا مرسلا وکان ملک بنی اسرائیل
ثم ابنہ سلیمان بن داؤد علیہما السلام ثم
زکریا علیہ السلام بن ماثان ثم ابنہ یحیی بن
زکریا علیہما السلام ثم عیسی بن مریم
علیہ السلام ثم الیاس وکان الیاس علیہ
السلام نبیا مرسلا وکان من سبط یوشع
بن نون بعثہ اللہ تعالی الی اہل بعلبك
وہو مدینة بالشام وکان الیسع تلمیذ
الیاس وخلیفتہ من بعدہ وکان الاسباط
من اولاد یعقوب وکان لہ اثنا عشر ابنا
فتوالدوا حتی کثروا فصار لولد کل ابن
سبطا والسبط فی بنی اسرائیل بمنزلة القبیلة
فی العرب وعاش یعقوب فی ارض مصر

کہ اُنکو اللہ تعالی نے مچھلی کے ساتھہ آزمایا پہر انکو مچھلی
نگل گئی اور تین دن اُسکے پیٹ مین رہے اور بعض کہتے ہین
کہ سات دن تک خدا نے آزمایا اور بعض کہتے ہین چالیس دن
تک اور نینوا والون کی طرف بہیجے گئے تہے انکی قوم نے
انکو جہٹلایا پہر اللہ تعالی نے اُنپر عذاب بہیجا اُسوقت وہ ایمان لائے
اللہ تعالے نے عذاب پہیر لیا جبکہ انکو گہیر لیا تہا پہر داود علیہ السلام
ایشا کے بیٹے نبی ہوئے اور تہے نبی مرسل اور تہے بنی اسرائیل مین
بادشاہ پہر انکے بیٹے سلیمان علیہ السلام پہر زکریا بن ماثان
پہر یحیی بن زکریا علیہما السلام پہر عیسی بن مریم علیہما السلام
پہر الیاس علیہ السلام اور تہے الیاس علیہ السلام
نبی مرسل اور یوشع بن نون کی اولاد سے تہے
اللہ تعالے نے انکو بعلبک کی طرف نبی کر کر
بہیجا تہا اور بعلبک شام کے ملک مین ایک
شہر ہے اور الیسع پہر حضرت الیاس کے ساتھ گئے
تہے اور انکے بعد خلیفہ ہوئے اور اسباط حضرت یعقوب
کی اولاد سے حضرت یعقوب کے بارہ بیٹے تہے انکی اولاد
کثرت سے ہوئی تو ہر ایک کی اولاد سبط کہلائی
اور سبط بنی اسرائیل مین جیسے عرب مین قبیلا اور حضرت یعقوب
مصر مین سترہ برس زندہ رہے اور انکی عمر

سبع عشر سنة وكان عمره مائة وسبعا و
اربعين سنة وعاش يوسف بعده ثلثا و
عشرين سنة ومات يوسف وهو ابن مائة
وعشرين سنة ويقال مائة وعشر سنين
وروي عن كعب الاحبار انه قال انا نجد في بعض الكتب ان
عشرة من الانبياء ولدوا مختونين من خلق الله تعالى
آدم مختونا وشيث بن آدم وادريس و
نوحا ولوطا واسمعيل ويوسف وذكريا
وعيسى ومحمدا نبينا صلى الله عليه وسلم
وعليهم اجمعين وذكر عن وهب بن منبه
انه قال كان بين آدم وبين طوفان
نوح الفان ومائتان واثنان واربعون
سنة وبين طوفان وبين موت نوح
ثلثمائة وخمسون سنة وبين نوح وابراهيم
الفان ومائتان واربعون سنة وبين
ابراهيم وموسى تسعمائة سنة وبين موسى
وداود خمسمائة سنة وبين داود وعيسى
الف ومائتان سنة وقال بعضهم لا يصح هذا
يعني ما ذكرنا من مقدار السنين لان الله تعالى

ایکسو سینتالیس برس کی ہوئی اور حضرت یوسف
حضرت یعقوب سے بعد تیئیس برس زندہ رہے اور جب
حضرت یوسف مرے تو انکی ایکسو بیس برس کی
عمر تھی اور بعض کہتے ہیں ایکسو دس برس کی
اور کعب الاحبار سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم
بعض کتاب میں پاتے ہیں کہ دس نبی ختنہ کیے
پیدا ہوئے حضرت آدم مختون پیدا ہوئے اور شیث اور
ادریس اور نوح اور لوط اور اسمعیل اور یوسف اور زکریا
اور عیسے اور محمد ہمارے نبی علی نبینا علیہم السلام اور
وہب بن منبہ سے مذکور ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ
حضرت آدم میں اور حضرت نوح کے طوفان میں
بارہ سو بیالیس برس کا تفاوت تھا اور
حضرت نوح طوفان سے تین سو پچاس برس بعد
مرے اور حضرت نوح اور حضرت ابراہیم کے درمیان
میں بارہ سو چالیس برس کا تفاوت تھا اور حضرت
موسی اور حضرت ابراہیم کے درمیان نو سو برس کا اور حضرت موسی
اور حضرت داود کے درمیان میں پانسو برس کا اور حضرت داود اور حضرت
عیسے کے درمیان میں بارہ سو برس کا اور بعض نے کہا کہ یہ صحیح نہیں
یعنی جو ہمنے برسوں کی تعداد بیان کری اسلیے کہ حق تعالی نے

قال وقرونا بين ذلك كثيرا فلا يعرف
مقدار ذلك الا الله تعالى ثم انقطعت الرسل
بعد عيسى عليه السلام الى وقت محمد عليه
الصلوة والسلام وكانت بينهما فترة من
الرسل وذلك قوله عز وجل على فترة من الرسل
سمى فترة لان الدين قد فتر ودرس قال
قتادة كان بينهما خمسمائة وستون سنة
وقال الكلبى خمسمائة واربعون سنة
وقال مقاتل ستمائة سنة وهكذا قال الضحاك
وقال وهب بن منبه كان بينهما ستمائة
وعشرين سنة وهذا اصح الاقاويل و
الكتب التى انزل الله تعالى على انبيائه
التى هى معروفة عند الناس هى اربعة
التوراة على موسى عليه السلام والزبور
على داود عليه السلام والانجيل على عيسى
عليه السلام والفرقان على محمد صلى الله
عليه وسلم وروى عن وهب بن منبه انه
قال انزل الله تعالى مائة كتاب واربعة
فخمسين صحيفة نزلت على شيث بن آدم

فرمایا ہے (اور اسکے درمیان مین بہت زمانے ہین) انکی
مقدار اللہ تعالے کے سوا کوئی نہین جانتا پھر بعد عیسے
علیہ السلام کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک
کوئی نبی نہ آیا اور اس عرصہ مین دین منقطع رہا یہی مراد
ہے اللہ تعالی کے قول سے (اوپر موقوف ہونے رسولون
کے) فترت نام اسواسطے رکھا گیا کہ دین منقطع ہوا اور مٹ گیا
قتادہ کہتے ہین کہ آنحضرت اور حضرت عیسے کے درمیان مین
۵۶۰
پانسو ساٹھہ برس کا تفاوت ہے اور کلبی کہتے ہین کہ پانسو چالیس
برس کا اور مقاتل کہتے ہین کہ چھہ سو برس کا اور ایسے ہی ضحاک نے
کہا ہے اور وہب بن منبہ کہتے ہین کہ اُن دونون کے درمیان مین
۶۲۰
چھہ سو بیس برس کا فاصلہ ہے اور یہی قول صحیح تر ہے اور
کتابین کہ اللہ تعالی نے انبیا علیہم السلام پر اُتاری ہین وہ سب
آدمیون مین مشہور ہین کہ چار ہین توریت موسی علیہ السلام
پر اور زبور داود علیہ السلام پر اور انجیل عیسے
علیہ السلام پر اور قرآن مجید محمد صلی اللہ علیہ وسلم
پر اور وہب ابن منبہ سے مروی ہے
کہ اللہ تعالے نے ایک سو چار کتاب
نازل کری ہین پچاس صحیفے تو نازل ہوے ہین
شیث علیہ السلام پر ....

عليه السلام وثلثين صحيفة على ادريس و
عشرين صحيفة على ابراهيم عليه السلام و
في رواية اخرى عشر صحيفة على ابراهيم و
عشر صحيفة على موسى قبل التوراة سمى كتاب
السنة والتورية على موسى والزبور على داود
والانجيل على عيسى والفرقان على محمد عليه
الصلوة والسلام واختلفوا في ذي القرنين
ولقمان قال بعضهم كانا نبيين واكثر اهل
العلم قالوا ان لقمان كان حكيما و
كان ذو القرنين ملكا صالحا ولم يكن نبيا
وقال عكرمة كان ذو القرنين ولقمان نبيين
وروى عن على انه سئل عن ذي القرنين فقال
كان رجلا صالحا وقال بعضهم انما سمى
ذو القرنين لانه ملك فارس والروم وقال
بعضهم كان على رأسه شبه القرنين وقال
بعضهم لانه عاش قرنين وقال بعضهم لانه
سار الى قرني الشمس في مغربها ومطلعها و
قال بعضهم لانه راى في المنام في حال شبابه
دنى من الشمس واخذ بقرنيها فاخبر بذلك

اور تیس صحیفہ ادریس پر اور بیس صحیفہ ابراہیم
علیہ السلام پر اور ایک اور روایت میں ہے
کہ دس صحیفہ ابراہیم علیہ السلام پر اور توریت
موسے علیہ السلام پر اور زبور داؤد پر
اور انجیل عیسے پر اور قرآن محمد
علیہ الصلوۃ والسلام پر اور ذی القرنین
اور لقمان کے باب مین علما نے اختلاف کیا ہے
بعضون نے کہا ہے کہ دونون نبی تھے اور اکثر اہل علم کہتے ہین
لقمان حکیم تھے اور ذوالقرنین نیک بادشاہ تھے
اور نبی نہ تھے اور عکرمہ کہتے ہین کہ ذوالقرنین
اور لقمان دونون نبی تھے اور حضرت علی سے مروی ہے
کہ اُنسے لوگون نے ذوالقرنین کا حال پوچھا
تو آپنے فرمایا کہ آدمی نیکبخت تہا اور بعض کہتے ہین کہ تحقیق
ذوالقرنین نام اسلیے رکہا گیا تہا کہ بادشاہ روم اور فارس کا تہا اور
بعض کہتے ہین کہ اسکے سر پر دو سینگون کے نشان تھے اور بعض کہتے
ہین کہ زندہ رہا دو قرن اور بعض کہتے ہین اسلیے کہ سیر کیا
آفتاب کے دونون کنارہ مغرب اور مشرق تک اور بعض کہتے ہین
اسلیے کہ جوانی مین خواب مین دیکہا تہا کہ آفتاب سے نزدیک ہو گیا
اور آسکی دونون شاخین پکڑ لین اور اپنی قوم کو خبر کری

قومه تسموه ذا القرنين وكان اسمه اسكندر
وخمسة من الانبياء كان لسانهم عربيا
اسمٰعيل وهود وشعيب وصالح ومحمد صلى
الله عليه وسلم واختلفوا في الولد الذي امر
ابراهيم بذبحه قال بعضهم هو اسمٰعيل وقال
بعضهم اسحٰق وروي عن علي رض وابي هريرة
وعبد الله بن سلام وعكرمة وقتادة ومقاتل
وكعب ووهب بن منبه انهم قالوا هو اسحٰق
وقال ابن عباس وابن عمر ومجاهد ومحمد بن
كعب القرظي والكلبي انه اسمٰعيل وهذا القول
اشبه بالكتاب والسنة اما الكتاب فحيث قال
وفديناه بذبح عظيم ثم قال بعد قصة الذبح
وبشرناه باسحٰق نبيا الاية واما الخبر
فما روي عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه قال انا ابن الذبيحين يعني اباه عبد الله
واسمٰعيل عليه السلام وا تفقت الامة انه
عليه الصلوة والسلام من ولد اسمٰعيل و
قال اهل التورية انه كان اسحٰق فان صح ان ذلك
في التورية فقد امنا به ويقال لم يملك احد

تو قوم نے اسکا نام ذوالقرنین کہہ دیا اور اسکا نام سکندر تہا
اور پانچ نبیون کی زبان عربی تہی حضرت اسمٰعیل اور
ہود اور شعیب اور صالح اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اور عالمون نے اختلاف کیا ہے اس لڑکے مین کہ جسکے
ذبح کرنیکا حکم حضرت ابرہیم کو ہوا تہا بعض کہتے ہین کہ وہ اسمٰعیل تہے
اور بعض کہتے ہین کہ وہ اسحاق تہے اور حضرت علی رض اور ابو ہریرہ
اور عبد اللہ بن سلام اور عکرمہ اور قتادہ اور مقاتل اور کعب
اور وہب بن منبہ سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہین کہ وہ اسحٰق ہین
اور ابن عباس اور ابن عمر اور مجاہد اور محمد بن کعب قرظی
اور کلبی کہتے ہین کہ اسمٰعیل ہین اور یہ قول کتاب اور سنت سے
بہت موافق ہے چنانچہ قران مین فرمایا ہے (اور فدیہ دیا
ہمنے اسکا بڑی ذبیحہ کا) پہر حق تعالی نے ذبح کے قصہ کے بعد فرمایا
(اور ہمنے اسکو خوشخبری دی اسحاق نبی کی) اخر ایت تک اور حدیث
مین نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ مین دو ذبیح کا
بیٹا ہون مراد عبد اللہ انکے باپ اور اسمٰعیل علیہ السلام
سے ہے اور تمام امت کا اسپر اتفاق ہے کہ انحضرت
اسمٰعیل کی اولاد سے ہین اہل توریت کہتے ہین کہ وہ
ذبیح اسحٰق ہین لیکن اگر یہ بات صحیح ہو جاوے کہ یہ توریت مین ہے تو ہم
ایمان لاے اور کہتے ہین کہ ساری روے زمین کی سلطنت کسیکو

من الملوك الدنيا كلها الا اربعة اثنان مسلمان
واثنان كافران فاما المسلمان فسليمان بن
داود عليه السلام وذو القرنين واما الكافران
فنمرود بن كنعان وبخت نصر ويقال شداد
بن عاد وهو الذي خرب بيت المقدس
فقتل منهم سبعين الفا واسر منهم سبعين
الفا وذهب بهم الى باب بابل وفيهم دانيال
النبي عليه السلام وكان صغيرا وكان نبيا
ولم يكن مرسلا ويقال لم يتكلم احد من
الناس وهو طفل الا اربعة احدهم عيسى عليه
السلام والثاني صاحب الاخدود والثالث
صاحب جريج الراهب والرابع صاحب يوسف
قال جل ذكره وشهد شاهد من اهلها و
اختلفوا فيه قال بعضهم كان الشاهد رجلا كبيرا
ولم يكن طفلا وروي عن كعب الاحبار انه قال وجدت في
كتب الانبياء ان عمر آدم عليه السلام كان تسعمائة
وثلثين سنة وعمر نوح الف سنة الا خمسين
عمر ابراهيم مائة وخمس وتسعين سنة و
عمر اسمعيل مائة وسبع وثلاثين سنة و

مگر چار کو دو مسلمان اور دو کافر سو مسلمانوں میں سلیمان
بن داؤد علیہما السلام اور سکندر ذوالقرنین
اور کافروں میں نمرود بن کنعان اور دوسرا
بخت نصر اور بعض کہتے ہیں کہ شداد بن عاد اور
جسنے کہ بیت المقدس کو خراب کیا ہے انھیں سے
ستر ہزار مارے گئے اور ستر ہزار قید ہوئے اور انکو
بابل کے دروازے تک لیگئے اور انھیں میں دانیال پیغمبر
ہیں اور چھوٹے تھے اور نبی مرسل تھے اور کہتے
ہیں کہ لڑکپن میں کسی نے باتیں نہیں کریں مگر
چار نے ایک انہیں سے عیسے علیہ السلام اور دوسرا
صاحب اخدود اور تیسرا جریج راہب کا مصاحب
اور چوتھا یوسف کی گواہی دینے والا حقتعالی فرماتا ہے
(اور گواہی دی گواہی دینے والے نے اسکے گھر والوں میں سے)
اور علما نے اسمیں اختلاف کیا ہے بعض کہتے ہیں کہ وہ شاہد بڑا آدمی
تھا بچہ نہ تھا اور کعب احبار سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا
کہ میں نے نبیوں کی کتابوں میں پایا ہے کہ حضرت آدم کی عمر
۹۳۰ نو سو تیس کی تھی اور حضرت نوح کی عمر ۹۵۰ ساڑھے نو سو برس کی
اور حضرت ابراہیم کی عمر ۱۷۵ ایک سو پچھتر برس کی اور حضرت
اسمعیل کی عمر ۱۳۷ ایک سو سینتیس برس کی اور

عمر اسحق مائة وثلثون سنة وعمر يعقوب مائة
وسبع واربعون سنة وعمر يوسف مائة وعشرون
سنة وعمر موسى مائة وثلث وعشرون سنة
وعمر داؤد سبعون سنة وعمر سليمان مائة
وثمانون سنة وعمر زكريا ثلثمائة سنة وعمر
يحيى خمس وسبعون سنة وعمر شعيب مائتان
واربع وخمسون سنة وعمر صالح مائة وثمانون
سنة وعمر هود مائتان وخمس وستون
سنة وعمر عيسى ثلثمائة وثلث وثلثون سنة وعمر
محمد عليه الصلوة والسلام ثلث وستون سنة

باب ما خلق الله من الخلق

قال الفقيه رحمه الله وروى عن النبي عليه
الصلوة والسلام انه قال ان الله تعالى خلق
الخلق ثمانية عشر الف عالم الدنيا منها عالم
واحد وروى عمر بن الخطاب عن النبي عليه
الصلوة والسلام انه قال ان الله تعالى
خلق في الارض من الخلائق الف امة ستمائة
منها في البحر واربعمائة في البر وروى عن
النبي عليه الصلوة والسلام انه قال ان

حضرت اسحاق کی عمر ایکسو تیس ١٣٠ برس کی اور حضرت یعقوب کی
عمر ایکسو سینتالیس ١٤٧ برس کی اور حضرت یوسف کی عمر ایکسو بیس ١٢٠ برس کی
اور حضرت موسیٰ کی عمر ایکسو تیئیس ١٢٣ برس کی اور حضرت داؤد کی
عمر ستر ٧٠ برس کی اور حضرت سلیمان کی عمر ایکسو اسی ١٨٠ برس کی
اور حضرت زکریا کی عمر تین سو ٣٠٠ برس کی اور حضرت یحییٰ کی
عمر پچہتر برس کی اور حضرت شعیب کی عمر دو سو چون ٢٥٤
برس کی اور حضرت صالح کی عمر ایکسو اسی ١٨٠ برس کی اور
حضرت ہود کی عمر دو سو پینسٹھ ٢٦٥ برس کی اور حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کی عمر تین سو تینتیس ٣٣٣ برس کی اور محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کی عمر تریسٹھ ٦٣ برس کی باب بیچ بیان

اسکے جو کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا کہا فقیہ

رحمہ اللہ نے نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے
کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اٹھارہ ہزار مخلوق
پیدا کری اس سے ایک عالم ہے اور عمر
بن خطاب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین
مین مخلوق کے ہزار گروہ پیدا کیے ہین چھ سو انمین
سے دریا مین اور چار سو خشکی مین اور نبی
علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا

الله تعالى خلق ارضا بيضاء مثل الدنيا ثلثين
مرة مسيرة الشمس فيها ثلثين يوما محشوة
خلقا من خلق الله تعالى لا يعلمون الا الله ولا
يعصون الله ما امرهم طرفة عين قيل يا رسول الله
اهم من ولد آدم قال ما يعلمون ان الله خلق آدم
قالوا يا رسول الله فاين عنهم ابليس قال لا يعلمون
ان الله تعالى خلق ابليس ثم قرأ رسول الله صلى الله
عليه وسلم ويخلق ما لا تعلمون وقال رسول
الله صلى الله عليه وسلم ان الله خلق ملكا
نصف اسفله نار ونصف اعلاه ثلج وهو
يقول سبحان من الف بين النار والثلج
اللهم فكما الفت بين الثلج والنار
فالف بين قلوب المؤمنين وقال رسول
الله صلى الله عليه وسلم ان الله تعالى خلق
ديكا تحت العرش وله جناحان اذا نشرهما
جاوزا المشرق والمغرب فاذا كان آخر
الليل نشر جناحيه وخفق بهما وصرخ
بالتسبيح سبحان الملك القدوس فاذا فعل ذلك
سبحت ديك الارض كلها وخفق باجنحتها

کہ الله تعالى نے ایک زمین کو سفید پیدا کیا دنیا سے تیس حصے
زیادہ آفتاب کے گردش اس پر تیس دن مین ہوتی ہے
اور وہ زمین بھری ہوئی ہے الله تعالے کی ایک مخلوق سے
سوائے اللہ کے کسیکو نہین جانتے اور اللہ کے حکم کی بیفرمانی یک
لحظہ بھی نہین کرتے لوگون نے کہا یا رسول اللہ کیا وہ بنی آدم ہین
آپ نے فرمایا کہ وہ نہین جانتے کہ اللہ تعالے نے آدم کو پیدا کیا تو صحابہ نے
عرض کی یا رسول اللہ تو ابلیس انسے کہان رہتا ہے فرمایا کہ وہ نہیں
جانتے کہ اللہ تعالے نے ابلیس کو پیدا کیا ہے پھر پڑھا آپ نے ویخلق
ما لا تعلمون یعنی پیدا کرتا ہے اللہ تعالے وہ چیزین جو تم نہین جانتے
ہو اور فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالے نے ایک فرشتہ کو
پیدا کیا ہے کہ نیچے کا دھڑ اسکا آگ ہے اور اوپر کا دھڑ برف ہے اور وہ
یہ پڑھتا ہے کہ پاکی ہے آفریدگار مطلق کو کہ جسنے اپنی قدرت کاملہ سے
آگ اور برف کے درمیان ترکیب دی یعنی ضدین کو جمع کیا یا اللہ جسطرح
تو نے برف اور آگ کو جمع کیا ایسا ہی مومنون کے دلونکو جمع کر یعنے
آپسمین اتفاق رہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے
نے ایک مرغ عرش کے تحت مین پیدا کیا ہے اور اسکے دو پر ہین کہ جب
انکو پھیلاتا ہے تو مشرق و مغرب سے بھی گذر جاتے ہین جب پچھلی رات
ہوتی ہے تو ہر دو پرونکو پھیلاتا ہے اور پھڑ پھڑاتا ہے اور ساتھ اس تسبیح کے
زور سے آواز کرتا ہے سبحان الملک القدوس یعنی پاکی بیان کرتا ہون

واخلاف في العراخر وروى عنه عليه الصلوة والسلام انه قال لا تسبوا الديك الابيض فانه يدعوا الى الصلوة وعن عبد الله بن الحارث قال دخل كعب على ابن عباس فقال له يا كعب حدثني عن البيت المعمور اين هو قال بيت المعمور في السماء يدخل فيه كل يوم سبعون الف ملك لم يدخلوه قط ولا يدخلونه حتى تقوم الساعة وعن علي انه سئل اي الخلق اشد قال اشد الخلق الجبال الرواسي والحديد اشد منها تنحت به الجبال والنار يغلب الحديد والماء يطفي النار والسحاب يحمل الماء والريح يحمل السحاب والانسان يغلب الريح بالبنيان والنوم يغلب الانسان والهم يغلب النوم فاشد خلق ربك الهم و يقال الموت اشد خلقا من خلق الله تعالى

باب بدأ خلق السموات والارض

روي عن ابن عباس رضي الله عنه انه قال اول شيء خلق الله تعالى القلم وكتب ما هو كائن الى يوم القيمة ثم خلق السمك فكبس وبسط

اور آواز بن کرتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ نہ گالی دو تم مرغ سفید کو اسلیے کہ وہ نماز کیطرف بلاتا ہے اور عبد اللہ بن حارث سے مروی ہے کہ کعب ابن عباس رض پر داخل ہوئے تو ابن عباس رض نے کہا کہ اے کعب مجھے بیان کر کہ بیت المعمور کہاں ہے تو کعب رض نے کہا کہ وہ آسمان میں ہے اسمیں ہر روز ستر ہزار فرشتے نئے داخل ہوتے ہیں کہ اس روز سے پہلے داخل نہ ہوئے تھے اور نہ کبھی داخل ہونگے قیامت تک اور روایت ہے کہ حضرت علی رض سے کسی نے پوچھا کہ کونسی چیز مخلوقات خدا سے سخت ہے تو انہوں نے کہا کہ بڑی سخت چیز پہاڑ محکم ہیں اور لوہا اس سے بھی سخت ہے کہ اس سے پہاڑ تراشے جاتے ہیں اور آگ لوہے پر غالب ہے اور پانی آگ کو بجھاتا ہے اور بادل پانی کو اٹھاتا ہے اور ہوا بادل کو اٹھاتی ہے اور انسان بسبب مکان بنانے کے ہوا پر غالب ہے اور نیند انسان پر اور غم نیند پر پس تیرے رب کی سب مخلوقات سے غم زیادہ تر سخت ہے اور بعض کہتے ہیں کہ سب مخلوقات خدا تعالی سے موت زیادہ سخت ہے

باب آسمان زمین کی ابتدا کے بیان میں ابن عباس رض سے مروی ہے کہ اللہ تعالی نے سب سے پہلے قلم پیدا کی اور جو کچھ قیامت تک ہونا تھا لکھا پھر مچھلی کو پیدا کیا اور بچھایا

الارض عليها ويقال قبل ان يخلق الارض كان
موضع الارض كله ماء فاجتمع الزبد في موضع
الكعبة فصارت ربوة حمراء كهيئة التل فكان
ذلك يوم الاحد ثم ارتفع بخار الماء كهيئة
الدخان حتى انتهى الى موضع السماء فجعل الله
درة خضراء وخلق منها السماء فلما كان يوم
الاثنين خلق الشمس والقمر والنجوم ثم بسط
الارض من تحت الربوة وذلك قوله تعالى
وهو الذي خلق الارض في يومين وقال
في موضع آخر أم السماء بناها رفع سمكها الاية
وخلق يوم الثلثاء دواب البحر والبر والطير
وفجر يوم الاربعاء الانهار وشجر البحار وانبت
الاشجار وقسم الارزاق وقدر الاقوات
فذلك قوله تعالى وقدر فيها اقواتها في اربعة
ايام ويقال كانت الارض تميل على الماء و
لا تستقر فخلق فيها الجبال الثوابت وجعلها
اوتادا للارض فاستقرت وخلق يوم الخميس
الجنة والنار ثم خلق آدم يوم الجمعة و
خلق في السماء اثني عشر بروجا وهو قوله تعالى

زمین کو اوسپر اور کہتے ہیں کہ زمین کے پیدا ہونے سے پہلے زمین کی
جگہہ سب پانی تہا سو ایک جہاگ کعبہ کی مقام پر اکٹہا ہو گیا
پہر ایک سرخ ڈہیر ہو گیا جیسے ایک ٹیلہ اور یہ اتوار کے دن ہوا
پہر پانی کا بخار اوپر چڑہا جیسے دہوان یہانتک کہ آسمان کی
جگہہ تک پہونچا پس اللہ تعالی نے سبز موتی بنا دیا اور اس سے
آسمان پیدا کیا پہر جب پیر کا دن ہوا سورج اور چاند اور
ستارے پیدا کیے پہر زمین کو ٹیلے کے نیچے سے پہیلایا
چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے (اللہ
وہ ہے کہ پیدا کیا زمین کو دو دن میں) اور جگہہ فرماتا ہے
جسکا ترجمہ یہ ہے (کیا آسمان کہ اوسکو بنایا اور اوسکی چہت کو اونچا کیا) پہر
منگل کے دن دریائی اور جنگلی چوپایے
اور پرندے پیدا کیے اور بدہ کے دن کی نہریں بہائیں
اور دریا بہائے اور درخت اوگائے اور رزقوں کو تقسیم
کیا اور غذاؤں کا اندازہ کیا جیسا کہ فرمایا اللہ تعالی نے
جسکا ترجمہ یہ ہے (اور اندازہ کیا روزیونکا زمین میں چار دن میں)
اور کہتے ہیں کہ زمین پانی پر ہلتی تہی اور ٹہیرتی نہ تہی تو اوسمین
پہاڑ پیدا کیے اور اونکو زمین کی میخین بنایا پس ٹہیر گئی اور
جمعرات کی دن بہشت اور دوزخ پیدا کیے پہر آدم کو جمعہ کے دن
پیدا کیا اور پیدا کیے آسمانمین بارہ برج جیسا اللہ تعالی فرماتا ہے

تبارك الذی جعل فی السماء بروجا و قال و
السماء ذات البروج والبروج الحمل والثور
والجوزا والسرطان والاسد والسنبله و
المیزان والعقرب والقوس والجدی و
الدلو والحوت وروی عن ابن عباس انه
قال القمر اربعون فرسخا فی اربعین فرسخا و
الشمس ستون فی ستین فرسخا وکل نجم مثل
جبل عظیم فی الدنیا وقال بعضهم الشمس مثل
عرض الدنیا ولولا ذلك لكانت لا تری من
جمیع الدنیا وکذلك القمر وروی عن ابن عباس
رضی الله انه قال النجوم معلقة بالسماء کهیئة
القنادیل وقال بعضهم هی مکوکبة فی السماء
بمنزلة الکواکب فی الابواب والصنادیق و
روی عن النبی علیه الصلوة والسلام انه قال
الرعد اسم ملك یزجر السحاب والصوت
الذی یسمع الناس هو صوت الملك ویقال
الصاعقة مخاریق فی اید الملائکة یزجرون
السحاب عن ابی بریدة عن ابیه قال ان
سماء الدنیا موج مکفوفة مجتمعة والثانی

در برکت والا ہے جسنے پیدا کیے آسمان مین برج اور فرمایا ہے
(قسم ہے آسمان برجون والے کی) اور برج یہ ہین حمل
ثور جوزا سرطان اسد سنبلہ میزان عقرب قوس
جدی دلو حوت اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے کہ وہ کہتے ہین کہ چاند چار ہزار آٹھ سو میل
مربع مین ہے اور ہر ایک تارہ جیسا بڑا پہاڑ دنیا
مین اور بعض کہتے ہین کہ سورج دنیا کے برابر
چوڑا ہے اور اگر ایسا نہو تو ساری دنیا کو نہ دکھائی
دیتا اور ایسا ہی چاند ہے اور ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہین کہ تارے آسمان
مین مثل قندیل کے لٹکے ہوے ہین اور بعضے کہتے ہین
کہ وہ آسمان مین ایسی چمکتی ہین جیسے میخین چمکنے والیون
دروازون اور صندوقون مین اور نبی صلے اللہ علیہ
وسلم سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا کہ رعد ایک
فرشتہ کا نام ہے کہ وہ بادلون کو جھڑکتا ہے اور
یہ آواز جو آدمی سنتے ہین اسی فرشتہ کی آواز ہے اور
کہتے ہین کہ بجلی فرشتون کے ہاتھ مین کوڑے ہین کہ بادلونکو جھڑکتے
ہین اور ابی بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتی ہین پہلا آسمان
ایک جاموا اکٹھا پانی ہے اور دوسرا آسمان

بیضاء والثالثة من حدید والرابعة صفر و
ذهب
الخامسة نحاس والسادسة فضة والسابعة
وما بین السماء السابعة الی الحجب بحار من نور وعن کعب الاحبار
مثله الا انه قال السابعة من یاقوت حمراء ویقال
ما بین السماء والارض مسیرة خمسمائة عام وما بین المشرق
والمغرب مسیرة خمسمائة عام اکثرها ماء
وجبال وبحار والقلیل منها عمران ثم اکثر
اهل العمران اهل الکفر وقلیل منها اهل الاسلام
وحول الدنیا ظلمة ثم وراء الظلمة جبل
قاف وهو جبل محیط بالدنیا وهو من زمردة
خضراء واطراف السماء ملتصقة به ویقال
ما من جبل فی الدنیا الا وعرق من عروقه
متصل بالقاف فاذا اراد الله تعالی هلاک
قوم یامر الملک فیحرک عرقا من عروقها
فانخسفت بهم ارضهم وهذا کله قول
اهل الحق حیث سمی اقاویل اهل النجوم
ویقال اسم الملک صلصائیل وهو الذی
یحرک والله اعلم

باب اسماء الجنان والنیران

سفید مرمر کا اور تیسرا لوہے کا، چوتھا کانسی کا اور پانچوان
تانبے کا اور چھٹا چاندی کا اور ساتوان سونے کا اور جو
کچھ درمیان ساتوین آسمان اور پردون کی ہے وہ ایک
نور کا بحار ہی اور ایسی ہے کعب بن احبار سے مروی ہے لیکن
وہ کہتے ہین کہ ساتوان آسمان سرخ یاقوت کا ہے اور کہا گیا
ہے کہ درمیان آسمان اور زمین کے پانسو برس کی راہ کا فاصلہ ہے
اور درمیان مشرق اور مغرب کے پانسو برس کی راہ ہے اکثر زمین
مین پانی ہین اور پہاڑ اور دریا ہین اور تھوڑی مین آبادی ہے
پھر اکثر آبادی مین کافر ہین اور تھوڑی مین مسلمان اور دنیا
کے گرد مین تاریکی ہے اور تاریکی کے پرلی طرف کوہ قاف ہے
اور وہ پہاڑ دنیا کو گھیرے ہوئے ہے اور وہ سبز زمرد کا ہے اور آسمان
کے کنارے اس سے ملے ہوئے ہین اور کہتے ہین کہ دنیا کے ہر پہاڑ
کی ایک ایک رگ اس پہاڑ کی رگون مین ملی ہوئی ہے اور
اللہ تعالی نے ایک فرشتہ کوہ قاف پر مقرر کر رکھا ہے جب وقت
اللہ تعالی کسی قوم کا ہلاک کرنا چاہتا ہے تو فرشتہ کو اس پہاڑ
کے ہلانے کا حکم دیتا ہے تو وہ اسکی رگون مین سے ایک رگ کو ہلا دیتا ہے
تو اس قوم کی زمین اندر دھس جاتی ہے اور یہ سب قول اہل اسلام
کے ہین نجومیون کے قول نہین اور کہتے ہین کہ ہلانے والے فرشتے
کا نام صلصائیل ہے واللہ اعلم باب بہشتون اور دوزخ کے نامون

قال الفقيه رحمه الله الجنان اربعة قال الله
تعالى ولمن خاف مقام ربه جنتان ثم قال
بعد ذلك ومن دونهما جنتان فتلك اربعة
جنات احدها جنة الخلد والاخرى
جنة الفردوس والثالثة جنة الماوى والرابعة
جنة عدن وابوابها ثمانية وانما عرف ان
ابوابها ثمانية بالخبر وليس في كتاب الله
تعالى دليل على ان ابوابها ثمانية الا انه
قال حتى اذا جاؤها وفتحت ابوابها وقال
في ذكر النار فتحت ابوابها فذكر بغير واو
ابواب النار وذكر في ابواب الجنة بالواو
دليل على انها ثمانية لان الواو يذكر عند
ذكر الثمانية الا ترى الى قوله تعالى سيقولون
ثلثة رابعهم كلبهم ويقولون خمسة سادسهم
كلبهم فلم يذكر في الرابع والخامس و
السادس الواو ثم قال ويقولون سبعة
وثامنهم كلبهم فذكر الواو عند ذكر
الثمانية وقال التائبون العابدون
الحامدون السائحون الراكعون الساجدون

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ بہشت چار ہین حقتعالی فرماتا ہے (اور
جو کوئی اپنے رب سے ڈر گیا اُسکے لئے دو جنتین ہین) پھر فرمایا
(اور سوا اُنکی دو جنتین ہین) تو یہ چار جنتین ہوئین
پہلی جنۃ الخلد اور دوسری جنت الفردوس اور تیسری جنت الماوی
اور چوتھی جنت العدن اور اُنکے آٹھہ دروازے ہین
اور اُسکے آٹھہ دروازے حدیث سے ثابت ہین اور
قرآن مین کوئی دلیل آٹھہ دروازون کے سوا اسکے نہین
کہ فرمایا ہے (یہان تک آوینگے جنت مین اور
کہولے جاوینگے اُسکے دروازے) اور دوزخ کے بیان
مین فرمایا (کہولے جاوینگے اُسکے دروازے) تو ذکر کیا بے واو
کے دوزخ کے دروازون کو تو دلیل ہے اسپر کہ وہ آٹھہ ہین
کیونکہ واو ذکر کی جاتی ہے آٹھہ کے ذکر کے وقت کیا تو نہین
دیکھتا ہے کہ حقتعالی فرماتا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے (قریب ہے کہ
کہینگے تین ہین چوتھا اُنکا کتا اور کہینگے پانچ ہین چھٹا اُنکا
کتا) تو چار اور پانچ اور چھہ مین واو نہ لائے پھر فرمایا
(اور کہینگے سات ہین آٹھوان اُنکا کتا ہے) تو واو کو
آٹھوین مین لائے اور فرمایا اللہ تعالی نے
(توبہ کرنیوالے بندگی کرنیوالے تعریف کرنے والے اللہ مین سیر کرنیوالے
رکوع کرنے والے سجدہ کرنے والے

الآمرون بالمعروف ثم قال عند الثامن والناهون
عن المنكر وقال الحفيظ مسكن مسلمات مؤمنات
الى قوله تعالى وابكارا فذكروا وعينا ثمانية من
والصبر ان يقال بانه انما خص ان ابوابها
ثمانية بالاخبار وروى عن ابن عباس انه
قال اسفل اهل الجنة منزلا الذي له من
الجنة مسيرة خمسمائة عام وله خمسمائة
حوراء يعانق الزوجة عمر الدنيا وتوضع
المائدة بين يديه فلا ينقضي شبعه عمر الدنيا
وفي الشرب كذلك ويقال كل شيء في الجنة
له نظير في الدنيا فاهل الجنة يأكلون و
لا يتغوطون ولا يبولون نظيره في الدنيا
الولد في بطن الام واهل الجنة لهم خدام اذا
تمنى الرجل شيئا جاؤا به قبل ان يأمرهم
فيعرفون حاجته قبل ان يتكلم نظيره في
الدنيا اعضاءه اذا احتاج الانسان الى شيء
عرف ذلك اعضاؤه ويفعلون ذلك من
غير ان يأمرهم ويكلمهم وفي الجنة شجرة يقال
لها طوبى اصلها في دار محمد عليه الصلوة و

اچھے کام کا حکم کرنیوالے پھر فرمایا آٹھوین مین اور برے کام
روکنے والے اور فرمایا ہے مسلمات مؤمنات قانتات تائبات
عابدات سائحات ثیبات وابکارا تو واو کو آٹھوین مین ذکر
کیا یعنی ابکارا مین اور صحیح یہ ہے کہ کہا جاوے کہ انکا آٹھ ہونا
نقل حدیثون سے ثابت ہی اور ابن عباس سے مروی ہے کہ وہ
کہتے ہین کہ ادنی بہشتی کا مرتبہ اسقدر ہوگا کہ اسکے پاس
پانسو برس کی راہ تک جنت ہوگی اور پانسو حورین ملینگے اور
معانقہ اسکا بی بی سے اتنا ہوگا جتنی اسکی عمر تھی دنیا
مین اور اسکے سامنے ایسا دسترخوان رکھا جاویگا کہ
اپنی دنیا کی عمر برابر کہاتا رہیگا تو سیر ہوگا یعنی نہایت
خوش ہضم اور لذیذ ہوگا اور ایسا ہی پینے کا حال ہوگا اور
کہتے ہین کہ جنت کی ہر چیز کی مثال دنیا مین ہے جو بہشتی
کہاوینگے اور پینگے اور پاخانہ پیشاب نکرینگے اسکی مثال ایسے
ہے جیسے بچہ ماں کے پیٹ مین اور بہشتیون کے لیے غلام ہین کہ
جس چیز کو انکا جی چاہیگا وہ انکے حکم سے پہلے حاضر کرینگے
اس حاجت کے کہنے سے پہلے پہچان لینگے اسکی مثال دنیا مین
آدمی کے اعضا جب کسی چیز کی آدمی کو ضرورت ہوتی ہی تو اسکی
اعضا پہچان لیتے ہین اور وہ کرنے لگتے ہین پہلے کہنے اسکے سے
اور جنت مین ایک درخت ہے کہ اسکو طوبی کہتے ہین اسکی جڑ نبی

[illegible]

والسلام وفي كل دار وفي كل موضع من الجنة
شمس من اغصانها نظيره في الدنيا الشمس وقد
وصل ضوءها في كل دار وفي كل موضع بل دخل
في كل شق وكوة وخرق وينتشر في جميع الدنيا
ولاهل الجنة لا يبدل طعامها وادامها ولا ينتقص
شيء منه نظيره في الدنيا تعلم القرآن يتعلمه الناس
ويعلمون ويبقى على حاله لا ينتقص منه شيء و
في الجنة ظل ممدود ونظيره في الدنيا قبل طلوع
الشمس ظلها دائم ورحمتها باسطة وبركتها
كثيرة وذلك قوله تعالى الم تر الى ربك كيف
مد الظل وروي عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه قال الا انبئكم بساعة هي اشبه بساعة اهل
الجنة قالوا بلى قال هي الساعة التي قبل طلوع
الشمس ظلها دائم ورحمتها باسطة وبركتها كثيرة
والنيران سبعة بعضها فوق بعض لها سبعة
ابواب لكل باب منهم جزء مقسوم فاولها جهنم
وهي اعلى الابواب وهي التي عليها ممر الخلق
يوم القيمة كما قال الله تعالى وان منكم الا واردها
والثانية اسمها لظى والثالثة اسمها الحطمة

اور بہشت کے ہر ایک گھر میں اسکی ایک شاخ ہے اسکی مثال
دنیا میں سورج ہے کہ اسکی روشنی دنیا کے ہر ایک گھر میں اور
ہر ایک جگہ پہونچتی ہے اور ہر ایک ذرہ اور روزن میں گھس گئی
اور تمام دنیا میں پھیل رہی ہے اور بہشتیوں کا کھانا انھیں ہرگز
اور اسکو کھا دینگے تو کچھ کم نہیں ہوگا نظیر اسکی دنیا میں
ختم قرآن ہے کہ لوگ پڑھتے پڑھاتے ہیں اور ویسا
کا ویسا ہی رہتا ہے کہ اسمیں سے کچھ کم نہیں ہوتا اور جنت
میں سایہ بہت دراز ہوگا اسکی مثال دنیا میں صبح کا وقت
ہے سورج نکلنے سے پہلے کہ اسکا سایہ برابر ہی اور اسکی رحمت
فراخ ہے اور اسکی برکت بہت ہے اسلیے اللہ تعالے فرماتا ہے
جسکا ترجمہ یہ ہے کیا تو نہیں دیکھتا اپنے پروردگار کی طرف
کہ کیسا سایہ کو پھیلایا ہے اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے
کہ آپنے فرمایا کیا میں تمکو ایسی گھڑی کی خبر دوں کہ بہشت کی
گھڑی سے بہت مشابہ ہے لوگوں نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول
اللہ آپنے فرمایا کہ وہ وقت سورج نکلنے سے پہلے کا ہے کہ اسکا
سایہ برابر ہے اور رحمت اسکی فراخ ہے اور برکت اسکی
بہت ہے اور دوزخ سات ہیں ایک دوسرے کے اوپر اسکی سات دروازے
ہیں اور ہر ایک دروازہ کیلئے ان میں سے حصہ ہے پہلا دروازہ جہنم
اور وہ سب دروازوں کے اوپر ہے اور اسی پر سے قیامت کے دن

والرابعة اسمها السعير والخامسة اسمها سقر والسادسة اسمها الجحيم والسابعة اسمها الهاوية وهي اسفل النيران وفيها اشد العذاب وهي عدت للزنادقة وهم المنافقون وخازن النار يقال له مالك قد البسه الله عليه الغضب والهيبة وخازن الجنان يقال له الرضوان قد البسه الله عليه الرافة والرحمة

باب نسب النبي عليه السلام واولاده وازواجه وذرياته

قال الفقيه رحمه الله روى عن النبي عليه الصلوة والسلام انه ذكر نسبة نفسه فقال محمد بن عبد الله بن عبد المطلب بن هاشم بن عبد مناف بن قصي بن كلاب بن مرة بن كعب بن لوي بن غالب بن فهر بن مالك بن نضر بن كنانة بن خزيمة بن مدركة بن الياس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان وكان لا يجاوز نسبه من عدنان وروى عن كعب الاحبار وعن غيره انه ذكر نسبة رسول الله عليه الصلوة والسلام الى آدم وانكر ذلك بعضهم

اور چھٹے کا نام سقر ہے اور پانچویں کا نام سعیر ہے اور چھٹے کا نام جحیم ہے اور ساتوین کا نام ہاویہ ہے اور یہ سب سے نیچے کی دوزخ ہے اور اسمین سخت عذاب ہے اور زندیقوں کیلئے طیار ہوئی ہے اور وہ منافق ہین اور دوزخ کے داروغہ کا نام مالک ہے تحقیق اللہ تعالے نے اُسکو غصہ اور ہیبت کا لباس پہنا دیا ہے اور بہشت کے مالک کو رضوان کہتے ہین تحقیق اللہ تعالے نے اُسکو نرمی اور مہربانی کا لباس پہنا دیا ہے

باب نبی علیہ السلام کے نسب اور اولاد اور بیبیون اور ذریات کے بیان مین

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپنے اپنے نسب کا ذکر کیا اور فرمایا محمد بیٹا عبد اللہ کا وہ عبد المطلب کا وہ ہاشم کا وہ عبد مناف کا وہ قصی کا وہ کلاب کا وہ مرہ کا وہ کعب کا وہ لوی کا وہ غالب کا وہ فہر کا وہ مالک کا وہ نضر کا وہ کنانہ کا وہ خزیمہ کا وہ مدرکہ کا وہ الیاس کا وہ مضر کا وہ نزار کا وہ معد کا وہ عدنان کا اور اپنے نسب کو عدنان سے آگے نہ بڑھاتے تھے اور کعب احبار وغیرہ سے مروی ہے کہ اُنھون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نسب کو آدم تک بیان کیا ہے اور بعضون نے اسکا انکار کیا ہے

وروی عن عبد الله بن مسعود انه قال کذب
النسابون لان الله تعالی قال وقرونا بین
ذلک کثیرا وقال فی موضع آخر والذین من
بعدهم لا یعلمهم الا الله واما الذین نسبوه
الی آدم قالوا عدنان بن اود بن الیسع
بن الهمیسع بن ثبت بن سلیمان بن حمل بن
قیدار بن اسمعیل بن ابراهیم خلیل الرحمن
بن آزر بن تارخ بن ناخور بن اشرع بن
ارعو ابن فالع بن عامر بن شالخ بن
ارفخشد بن سام بن نوح بن لمک بن متوشلخ
بن اخنوخ وهو ادریس النبی علیه السلام
بن برد بن مهلائیل بن قینان بن انوش
بن شیث بن آدم علیه السلام وتوفی
اب رسول الله علیه الصلوة والسلام و
امه حاملة به فکفله جده عبد المطلب
وتوفی عبد المطلب وهو ابن ثمان سنین
فکفله عمه ابو طالب وهو اب علی ابن ابی طالب
حتی کبر واسم امه آمنة بنت وهب فتوفیت
امه وهو ابن ست وظئره التی ارضعته

اور عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ جھوٹے
ہیں نسب بیان کرنیوالے اسلیئے کہ حق تعالی نے فرمایا ہے
(اور بہت گروہ انکے درمیان میں) اور اور جگہ فرمایا ہے
(اور وہ لوگ کہ انکے پیچھے ہیں کوئی نہیں جانتا انکو سوا
اللہ کے) اور لیکن جو لوگ کہ آپکے نسب حضرت آدم تک
بیان کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ عدنان اود کا بیٹا
وہ اود کا بیٹا وہ الیسع کا وہ ہمیسع کا وہ ثبت کا وہ سلیمان
کا وہ حمل کا وہ قیدار کا وہ اسمعیل کا وہ ابراہیم کا وہ
آزر کا وہ تارخ کا وہ ناخور کا وہ اشرع کا وہ ارعو
کا وہ فالع کا وہ عامر کا وہ شالخ کا وہ ارفخشد کا
وہ سام کا وہ نوح کا وہ لمک کا وہ متوشلخ کا وہ اخنوخ کا
یعنی ادریس کا وہ برد کا وہ مہلائیل کا وہ قینان کا وہ انوش کا
وہ شیث کا وہ آدم علیہ السلام کا اور تحقیق باپ پیغمبر صاحب کے
حضرت کی والدہ کو حاملہ چھوڑ کر مرے تھے تو آپکی کفالت
آپکے دادا عبد المطلب نے کی اور عبد المطلب حضرت
کو آٹھ برس کا چھوڑ کر مر گئے پھر آپ کی کفالت آپکے
چچا ابو طالب نے کی اور ابو طالب حضرت علی کے باپ تھے
یہانتک کہ آپ بڑے ہو گئے اور آپکی والدہ کا نام آمنہ بنت وہب
تھا سو وہ آپکو چھ برس کا چھوڑ کر مر گئیں اور آپکی دائی جسنے آپکو

من طائف يقال لها حليمة فاوحى الله تعالى
اليه وهو ابن اربعين سنة فاقام بعد الوحى
بمكة ثلث عشر سنين ثم هاجر الى المدينة فاقام
بها عشر سنين فتوفى ابن ثلثة وستين سنة
وقد مات عن تسع نسوة وجميع ما تزوج من
النساء اربع عشر نسوة اول امرأة تزوجها خديجة
بنت خويلد وهى سيدة النساء وكانت اسبق
النساء اسلاما ثم سودة بنت زمعة ثم عائشة
بنت ابى بكر تزوج هؤلاء الثلث بمكة و
تزوج بالمدينة حفصة بنت عمر بن خطاب
وام سلمة بنت ابى امية وام حبيبة بنت
ابى سفيان كانت هؤلاء الستة من قريش
وجويرية بنت الحارث من بنى المصطلق و
صفية بنت حيى بن اخطب وزينب بنت جحش
كانت امرأة زيد بن حارثة يقال لها ام المساكين
لسخاوتها وهى اول نسائه التى ماتت بعد
رسول الله صلى الله عليه وسلم وميمونة بنت
الحارث وهى خالة ابن عباس وزينب
بنت خزيمة وامرأة من بنى هلال وهى

ایک عورت طائف کی رہنی والی حلیمہ نام تہین اور چالیس برس
کی عمر مین آپ نبی ہوے اور بعد نبی ہونے کے آپ تیرہ برس
مکہ مین رہے پہر مدینہ کی طرف ہجرت کی اور وہان دس برس
رہے اور تریسٹہہ برس کی عمر مین انتقال فرمایا اور جب آپکا انتقال
ہوا تو نو بیبیان آپکے تہین اور سب بیبیان آپکی نکاح مین چودہ
تہین پہلے جس سے آپ نے نکاح کیا خدیجہ بنت خویلد سیدۃ النسا
تہین اور سب عورتون مین پہلے ایمان لائین پہر سودہ
بنت زمعہ پہر عائشہ ابوبکر کی بیٹی ان تینون سے آپ نے
مکہ مین نکاح کیا اور پہر مدینہ مین حفصہ عمر بن خطاب کی
بیٹی اور ام سلمہ ابو امیہ کی بیٹی اور ام حبیبہ ابو سفیان کی
بیٹی سے آپ نے نکاح کیا اور یہ چہہ بیبیان
آپکی قریش سے تہین اور مدینہ ہی مین نکاح کیا جویریہ
بنت حارث سے کہ بنی المصطلق میں سے تہین اور صفیہ
بنت حیی بن اخطب اور زینب بنت جحش سے کہ زید بن
حارثہ کی بی بی تہین بوجہ انکی سخاوت کے انکو ام المساکین
کہتے تہے اور بعد انتقال آنحضرت صلعم کی یہی سب بیبیون سے
پہلے مرین اور میمونہ بنت حارث سے اور یہ ابن عباس کی
خالہ تہین اور زینب بنت خزیمہ سے اور ایک عورت سے
کہ قبیلہ بنی ہلال سے تہین کہ اپنی

التی وھبت نفسھا للنبی علیہ الصلوة والسلام
وامرأة من کندة وھی التی استعاذت فطلقھا
وامرأة من کلیب وکان لہ ثلثة بنین واربع
بنات نادل اولادہ القاسم وکان رسول اللہ
علیہ الصلوة والسلام یکنی ابا القاسم ثم ابنتہ
زینب ثم ابنتہ طاھر ولد بعد نزول الوحی
ولذلک سمی طاھرا ثم ابنتہ ام کلثوم ثم ابنتہ
فاطمة ثم ابنتہ رقیة فھؤلاء کلھم ولدوا
بمکة من خدیجة ثم ولد بالمدینة ابنہ ابراھیم
من سریة یقال لھا ماریة القبطیة فزوج
فاطمة من علی بن ابی طالب وزوج رقیة من
عثمان بن عفان فماتت بعد ما خرج رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الی غزوة بدر فلما
رجع من بدر زوجہ ام کلثوم ولھذا سمی
عثمان ذا النورین وزوج زینب ابن ابی العاص
بن الربیع وماتت اولادہ کلھم قبلہ الا
الفاطمة فانھا عاشت بعدہ ستة اشھر
واللہ اعلم ویقال اربعة اشھر وکانت نسائہ
کلھن ثیبات الا عائشة فانھا کانت بکرا

اپنے نفس کو حضرت پر ہبہ کر دیا تھا اور ایک عورت قبیلہ کندہ
سے تھی کہ جس نے آنحضرت سے پناہ مانگی تھی آپنے اسکو طلاق
دیدی اور ایک عورت قبیلہ کلیب سے تھی اور آنحضرت کے تین بیٹے
اور چار بیٹیاں تھین پہلے قاسم اسیوجہ سے حضرت کی کنیت
ابو القاسم تھی پھر آپکی بیٹی زینب پھر آپکے بیٹے طاہر کہ
نبوت کی حالت مین پیدا ہوے اور اسیوجہ سے انکا نام طاہر ہوا
پھر آپ کی بیٹی ام کلثوم پھر آپکی بیٹی فاطمہ پھر رقیہ اور
یہ سب حضرت خدیجہ سے مکہ مین پیدا ہوے پھر آپکے
بیٹے ابراہیم ایک لونڈی سے جسکا نام ماریہ قبطیہ تھا مدینہ
مین پیدا ہوے پس حضرت فاطمہ کی شادی حضرت
علی رض سے کری اور حضرت رقیہ کی حضرت عثمان بن
عفان سے کی جب آنحضرت جنگ بدر مین تشریف لیگئے تو
رقیہ کا انتقال ہوا جب جنگ بدر سے لوٹے تو آپنے ام کلثوم
کا نکاح حضرت عثمان سے کر دیا اسیواسطے انکو ذی النورین
کہتے ہین اور حضرت زینب کا نکاح ابن ابی العاص بن الربیع سے
ہوا اور آنحضرت کی سب اولاد حضرت کے سامنے ہی مر گئی سوا
حضرت فاطمہ رض کے کہ وہ حضرت کے انتقال کے بعد چھ مہینے
زندہ رہین اور اللہ خوب جانتا ہے اور بعض کہتے ہین کہ چار مہینے زندہ
رہین اور آپکی سب بیبیان بیوہ تھین سوا حضرت عائشہ کے کہ وہ کنواری تھین

تزوجها وهي ابنة ست سنين وبنى بها وهي
ابنة تسع سنين وكانت عنده تسعا وغزا
رسول الله صلى الله عليه وسلم ستة وثلثين
غزوة ثمانية عشر من ذلك بعث جيشه و
ثمانية عشر هو خرج بنفسه فاول غزوة غزوة بدر
وآخره غزوة تبوك واعتمر رسول الله اربع
عمرات وحج حجة واحدة وهي حجة الوداع
وكان فتح خيبر بعد الهجرة بست سنين و
فتح مكة بعد الهجرة بثمان سنين وكانت
وفاته يوم الاثنين في شهر ربيع الاول
والتاريخ الذي تورخ به الكتب الى يومنا
هذا انما هو تاريخ الهجرة امر بها عمر بن الخطاب
رضي الله عنه بانه يجعل التاريخ من وقت
الهجرة بمشاورة اصحاب رسول الله عليه
الصلوة والسلام وكان من موالى رسول الله
عليه الصلوة والسلام زيد بن حارثة كان
لخديجة فوهبته من النبي عليه الصلوة
والسلام فاعتقه ومنهم ابو رافع وكان
لخديجة فوهبته من النبي عليه الصلوة

کہ آنحضرت نے جب آنسے نکاح کیا تھا تو انکی چھہ برس کی عمر تھی
اور جب ہم بستر ہوئے تو نو برس کی اور آپکے نکاح مین نو برس
رہین اور آپنے سب چھتیس لڑائیان کفار سے کین آنمین سے
اٹھارہ کیلیے آپنے اپنا لشکر بھیجا یعنی آپ بنفس نفیس تشریف
نہ لیگئے اُسکو محدثین کی اصطلاح مین سریہ کہتے
ہین اور اٹھارہ مین آپ خود تشریف لے گئے
اور سب سے پہلا غزوہ بدر اور سب سے پچھلا تبوک
ہے اور آنحضرت نے چار عمرے کیے اور ایک حج اور وہ
حجۃ الوداع تھا اور خیبر ہجرت سے چھہ برس بعد فتح ہوا اور مکہ
آٹھہ برس بعد فتح ہوا اور آپکا انتقال پیر کے دن ربیع الاول
کے مہینے مین ہوا اور آجکے دن تک کتابون مین ہجرت کی تاریخ
کہ لکھی جاتی ہے اس تاریخ لکھنے کا حکم حضرت عمر بن خطاب رضی
اللہ عنہ نے سب صحابہ کے مشورے سے دیا تھا کہ تاریخ ہجرت کے
وقت سے قرار دی جاوے اور آنحضرت کے غلامون مین زید بن
حارثہ ہین کہ وہ حضرت خدیجہ کے غلام تھے اور انہون نے
آنحضرت کے لیئے ہبہ کر دیا تھا اور حضرت نے انکو آزاد کر دیا
اور دوسرے ابو رافع تھے اور وہ
بھی حضرت خدیجہ کے غلام تھے پس انہون نے آپکو
یہ بھی ہبہ کر دیا

والسلام فلما اسلم العباس بشر ابو رافع للنبي
عليه الصلوة والسلام باسلامه فاعتقه
ومنهم سفينة مولى رسول الله صلى الله عليه
وسلم وكان اسمه مهران ويقال له رباح
وكان في بعض الاسفار فكل من اعطاه شيئا
من متاعه اخذه وهو حمله فمر به رسول
الله صلى الله عليه وسلم وقد حمل شيئا كثيرا
فقال له انت سفينة فسمي بذلك السفينة
ومن مواليه ثوبان ويسار وسقران وغيرهم
وجماعة غير هؤلاء كانوا ايضا مواليه فاعتقهم
جميعا

باب اسماء الخلفاء بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم

قال الفقيه رحمه الله اختلف الصحابة بعد
وفات رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت الانصار
منا امير ومنكم امير وقال بعضهم الخلافة
لعلى وقال بعضهم لابي عبيدة بن الجراح ثم اتفق
آراؤهم على ابي بكر الصديق فكانت خلافته
سنتين وكان اسمه عبد الله بن عثمان وكان اسمه
قبل الاسلام عبد الكعبة فسماه رسول الله

پھر جب ابو رافع نے حضرت عباس کے اسلام کی حضرت کو
خوشخبری دی تو حضرت نے انکو آزاد کر دیا اور ایک غلام کہ سفینہ
مولیٰ رسول اللہ صلعم کے لقب سے مشہور تھے اور انکا نام مہران تھا
اور انکو رباح بھی کہتے ہیں کہ بعض سفر میں جو کوئی کچھ چیز
دیتا تھا وہ لاد لیتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکی
طرف گذرے اور وہ بہت ساری چیزیں لادے ہوئے تھے
تو آپ نے انسے فرمایا کہ تو سفینہ ہے یعنی کشتی تو انکا نام سفینہ
پڑ گیا اور آپکے غلام ثوبان اور یسار اور سقران اور
سوائے انکے کئی اور اور سوائے انکے بہت غلام تھے
کہ آپ نے ان سبکو آزاد کر دیا

یہ باب ہے خلیفوں کے ناموں میں جو حضرت کے بعد ہوئے

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے پیغمبر صاحب کے انتقال کے بعد صحابہ
میں جھگڑا پڑا انصار نے کہا کہ ایک امیر ہم میں سے ہونا
چاہیے اور ایک تم میں سے یعنی مہاجرین میں سے اور
بعض نے کہا کہ خلافت حضرت علی کو ملنی چاہیے اور بعض
کہا کہ ابو عبیدہ بن جراح کو پھر سب کے رائیں ابو بکر صدیق کے
خلیفہ ہونے پر متفق ہوئیں سو انکی خلافت دو برس تک رہی
اور انکا نام عبد اللہ بن عثمان تھا اور اسلام سے پہلے انکا نام عبد الکعبہ

عليه الصلوة والسلام عبد الله وكان يقال
لخليفة رسول الله عليه الصلوة والسلام
ثم مات فولى عمر قال لهم كنتم تقولون لابي بكر
خليفة رسول الله صلى الله عليه الصلوة والسلام فكيف
تقولون لي فقال بعضهم تقول خليفة خليفة رسول
الله عليه الصلوة والسلام فقال هذا يطول
ويثقل ثم قال لستم انتم المؤمنون فقالوا
بلى نعم قال الست انا اميركم فقالوا نعم قال
قولوا امير المؤمنين فاول من سمي امير المؤمنين
عمر فكانت خلافته عشر سنين فقتله ابو لؤلؤ
غلام مغيرة بن شعبة ثم ولى بعده عثمان
بن عفان وكان خلافته اثنى عشر سنة
فقتله اهل الفتنة ثم ولى بعده علي بن
ابي طالب رضي الله عنه وكانت خلافته ست
سنين فقتله عبد الرحمن بن ملجم المرادي
ثم معاوية بن ابي سفيان وكانت ولايته
عشرين سنة ثم يزيد بن معاوية وكان
ولايته ثلث سنة فلما مات يزيد بن معاوية
وقعت الفتنة فاهل العراق بايعوا عبد الله

عبداللہ کہا اور انکو خلیفۃ الرسول ہی کہا کرتے تھے پھر انکا
انتقال ہوا تو پھر حضرت عمر والی ہوئے حضرت عمر نے لوگوں سے کہا
تم ابو بکر کو خلیفۃ الرسول اللہ کا کہا کرتے تھے مجھکو کیا کہوگے
بعض نے کہا کہ ہم رسول اللہ کے خلیفہ کا خلیفہ کہینگے تو کہا حضرت عمر
نے یہ لقب مجھکو دراز معلوم ہوتا ہے پھر کہا کیا تم مومن نہیں ہو
سب نے کہا ہاں ہم مومن ہیں حضرت عمر نے کہا کیا میں تمہارا امیر نہیں ہوں
کہا ہاں آپ ہمارے امیر ہیں تو کہا کہ مجھے امیر المومنین کہو سب سے پہلے جو امیر المومنین
کہلائے وہ حضرت عمر تھے سو انکی خلافت دس برس رہی
پھر انکو ابو لولو مجوسی مغیرہ بن شعبہ کے غلام نے شہید
کردیا پھر بعد انکے حضرت عثمان بن عفان خلیفہ ہوئے
اور انکی خلافت بارہ برس رہی انکو بلوائیوں نے شہید
کیا پھر انکے بعد حضرت علی بن ابیطالب خلیفہ ہوئے اور
انکی خلافت چھہ برس رہی اور انکو عبدالرحمن بن ملجم
مرادی نے شہید کیا پھر معاویہ بن ابی سفیان رض
والی ہوئے انکی حکومت بیس برس رہی پھر یزید
بن معاویہ حاکم ہوا اور اسکی حکومت تین
برس رہی پھر جب یزید بن معاویہ مرا
تو فتنہ وفساد پڑگیا اہل عراق
نے عبداللہ

بن الزبير واهل الشام بايعوا مروان بن الحكم
وكانت ولاية مروان مقدار تسعة اشهر ثم
ولي عبد الملك بن مروان فبعث عبد الملك حجاج بن
يوسف الى عبد الله بن الزبير وكان بمكة
فحاصره واخذه وصلبه فصارت الولاية
كلها لعبد الملك بن مروان وكانت ولايته
عشر سنين وكان عامة الفتوح في ولايته
الى فرغانة في ايامه ثم الوليد بن عبد الملك
ثم سليمان بن عبد الملك ثم العبد الصالح
عمر بن عبد العزيز ثم مروان بن محمد فهؤلاء
كلهم كانوا من بني امية من وقت معاوية
وكان مقامهم بالشام ثم نقلت الولاية الى
ولد العباس فصارت مقامهم بالعراق
وهم بنوا بغداد فولي ابو العباس واسمه
عبد الله بن محمد بن علي بن عبد الله بن
عباس ثم اخوه ابو جعفر الدوانقي يقال
له المنصور ثم ابنه محمد بن عبد الله الذي
يقال له المهدي ثم ابنه موسى بن محمد ثم ابنه الاخر
الذي يقال له هارون بن محمد الذي يقال له الرشيد

بن زبیر سے بیعت کر لی اور شامیون نے مروان بن حکم سے
اور مروان کے حکومت نو مہینے رہی پہر عبد الملک بن مروان
حاکم ہوا اُسنے حجاج بن یوسف کو عبد اللہ بن زبیر پر
چڑہایا اور عبد اللہ بن زبیر مکہ مین تہے سو اُنکو اُسنے گہیر لیا
اور پکڑ لیا اور سولی دیدیا پہر ساری حکومت عبد الملک
بن مروان کی ہوگئی اور اُسکی حکومت دس برس رہی
اور اُسنے فرغانہ تک ملک فتح کر لیا اور اُسکی فرغانہ تک
حکومت رہی پہر ولید بن عبد الملک پہر سلیمان بن
عبد الملک پہر بندۂ صالح عمر بن عبد العزیز پہر مروان بن
محمد اور یہ امرا معاویہ سے لیکر سب بنی امیہ تہے اور
اُنکا تختگاہ شام تہا پہر حکومت عباسیون مین آگئی
اور اُنکا تختگاہ عراق ہوا اور اُنہون نے شہر بغداد
بسایا پس حکومت ابو العباس پر آئی اور اُسکا نام
عبد اللہ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس تہا
پہر اُسکا بہائی ابو جعفر دوانقی ہوا کہ اُسکو منصور
کہتے تہے پہر اُسکا بیٹا محمد بن عبد اللہ جسکو مہدی
کہتے تہے پہر اُسکا بیٹا موسی بن محمد پہر اُسکا دوسرا
بیٹا ہارون بن محمد کہ جسکو ہارون
رشید کہتے ہین ہا

فلم يستقر عليه الامر ثم عبد الله بن هارون
الذي يقال له المامون **باب ما يستحب**
من الاسماء وروي عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال ما بعث الله تبارك وتعالى
رسولا الا كان حسن الوجه حسن الاسم حسن
الصوت وكان يكتب الى الافاق اذا ابردتم
الى بريدا فابردوا برجل حسن الوجه حسن
الاسم وروي عن علي ابن ابيطالب انه قال
كنت احب الحرب فلما ولد لي الحسن سميته
حربا فدخلت على رسول الله عليه الصلوة و
السلام اخبرته بذلك فقال بل هو الحسن
فلما ولد لي الحسين سميته حربا فدخلت على
رسول الله عليه الصلوة والسلام فاخبرته
بذلك فقال بل هو الحسين ثم قال سميتهما
باسم ابني هارون شبر وشبير وروي
سعيد بن المسيب ان جده حزن بن بشير
دخل على رسول الله عليه الصلوة والسلام
فقال ما اسمك فقال حزن فقال انت سهل
فقال لا اغير اسمي عما سمانيه ابواي ...

پھر اُسکی سلطنت قایم نرہی پھر عبداللہ بن ہارون ہوا
جسکو مامون کہتے ہین

باب اُس بیانمین کہ نام کیا رکھنا مستحب ہے

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ
آپنے فرمایا کہ اللہ تعالی نے سب رسول خوبصورت اچھے نام
والی خوش آواز بھیجے ہین اور آپ اطراف وجوانب مین
لکھہ بھیجتے کہ جب تم میرے پاس کوئی قاصد بھیجو تو خوبصورت
اچھی نام والا بھیجو اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے کہ اُنہون نے کہا کہ مین حرب یعنی لڑائی کو بہت
چاہتا تھا جب میرے ہان حسن پیدا ہوے مین نے اُنکا نام حرب رکھا
پھر میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائی تو مین نے
آپ سے یہ عرض کیا تو آپنے فرمایا بلکہ وہ حسن ہے پھر حسین پیدا
ہوے تو مین نے اُنکا نام بھی حرب کہا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم تشریف لائی اور مین نے آپسے یہ عرض کیا تو آپنے فرمایا بلکہ
وہ حسین ہے، پھر فرمایا کہ مین نے اُنکا نام ہارون کے دونون بیٹون کے
نام پر کہا ہے شبر اور شبیر اور سعید بن مسیب روایت کرتے
ہین کہ میرا دادا حزن بن بشیر آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوے آپنے
فرمایا تیرا کیا نام ہے اُسنی عرض کیا کہ حزن آپنے فرمایا تو سہل ہے
اُسنی عرض کیا مین اپنے نام کو جو میرے ماں باپ نے رکھا ہے نہین بدلونگا

لہ مترجم کہتا ہے یہ روایت نصاب الاحتساب مین ہے ۱۲

لہ مترجم کہتا ہے یہ روایت ابوداود مین ہے ۱۲

قال سعيد بن المسيب لم تزل تلك الحزونة
فينا الى اليوم وروى عن المهلب بن ابى صفرة
عن ابيه انه دخل على رسول الله صلى الله عليه
وسلم فسأله عن اسمه ونسبه فقال انا سارق بن
قاطع بن ظالم بن فلان حتى انتهى الى جلند
الملك الذى كان ياخذ كل سفينة غصبا قال
المهلب وكان على ابى ازار قد صبغه بالزعفران
فقال له رسول الله عليه الصلوة والسلام
دع السارق والقاطع فانت ابو الصفرة قال
يا رسول الله لم يكن احد ابغض الى منك و
الان ليس احد احب الى منك وانه قد ولدت
امس ابنة وقد سميتها صفرة حتى يكون كنيتى
موافقا لاسمها وكانت العرب اذا ولد لاحدهم
اول الولد كان يكنى به وامرأته ايضا يكنى به
فيقال للزوج ابو فلان ولامرأته ام فلان
كما قيل ابو سلمة وامرأته ام سلمة وابو الدرداء
وامرأته ام الدرداء وابو ذر وامرأته ام ذر
وكان الرجل لا يكنى ما لم يولد له وروى عن
معمر بن خيثم قال قال لى ابو جعفر محمد بن

توسعید بن مسیب کہتے ہین کہ ہمیشہ یہ حُزن یعنی غمگینی اور سختی
ہمارے گہر مین آجتک ہی اور مہلب بن ابی صفرہ اپنے باپ سے
روایت کرتے ہین کہ وہ یعنی اُنکا باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا آپنے اُسکا نام اور نسب پوچھا
اُسنے عرض کیا کہ مین سارق ابن قاطع بن ظالم بن فلان
ہون یہانتک کہ اُسنے اپنے نسب کو جلند بادشاہ تک
پہونچایا جو کہ کشتیون کو بیگار مین پکڑا کرتا تہا مہلب کہتے
ہین کہ میرا باپ زرد ازار پہنے ہوے تہا رسولخدا صلے اللہ علیہ
وسلم نے اُس سے فرمایا چہوڑدے سارق اور قاطع کو تو ابو صفرہ
ہے اُسنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ سے زیادہ میرے نزدیک
کوئی دشمن نہتا اور آپ سے زیادہ میرا کوئی دوست نہین اور میرے
یہان کل ایک لڑکی پیدا ہوئی ہے اُسکا نام مین نے صفرہ رکہا
کہ میری کنیت اُس لڑکی کے نام کے موافق ہوجاوے اور عرب مین
جب کسیکے اول بچہ پیدا ہوتا تہا اُس بچہ کے نام پر اُسکی کنیت ہوا
کرتی تہی اور اُسکی بی بی کی بہی کنیت ہوتی تو خاوند کو ابو فلان کہتے
تہے یعنی فلانے کا باپ اور بی بی کو ام فلان یعنی فلانی کی
ماں جیسے کہتے ہین ابو سلمہ اور اُنکی بی بی کو ام سلمہ اور ابو درداء
اور اُنکی بی بی کو ام درداء اور ابو ذر اور اُنکی بی بی کو ام ذر
اور آدمی کی جبتک اولاد نہوتی تہی اپنے کنیت نہ کہتا تہا

على بما اكنيتك يا معمر قلت ما اكتنيتُ بعدُ ولا ولد
لى قال وما يمنعك ان تكنى قلت حديث
بلغنى عن على انه قال من اكتنى ولم يولد له
فهو ابو جوز قال ليس هذا من حديث على
انا لنكنى اولادنا فى حال صغرهم مخافة التعيير
ان يلحق بهم وروى عن النبى عليه الصلوٰة
والسلام انه قال سموا باسمى ولا تكنوا بكنيتى
وروى اكتنوا بكنيتى ولا تسموا باسمى ولا تجمعوا
بين كنيتى واسمى فى واحد ويقال هذا منسوخ
لان على بن ابى طالب سمى ابنه محمدا وهو
ابن الحنفية وكناه بابى القاسم وقد كان
استاذن منه فاذن له وروى عن النبى
عليه الصلوٰة والسلام انه قال سموا اولادكم
باسماء الانبياء صلوات الله عليهم اجمعين
واحب الاسماء الى الله تعالى عبد الله و
عبد الرحمن قال الفقيه رحمه الله لا احب
للعجم ان يسموا عبد الرحمن وعبد الرحيم
لان العجم لا يعرفون تفسيره فيسمونه بالتصغير
فصار ذلك مستنكرا عند العقلاء فان كان

ای معمر تیری کیا کنیت ہے مینے کہا کہ میری کچہہ کنیت نہین اور نہ
میرے کوئی اولاد ابو جعفر نے کہا کنیت کہنے سے تجکو کون منع
کرتا ہے مین نے کہا کہ ایک حدیث مجکو حضرت علی سے پہنچی ہے کہ انہون نے
کہا کہ جسنے کنیت رکہہ لی اور اسکی کچہہ اولاد نہین تو وہ ابو جوز ہے
ابو جعفر نے کہا کہ یہ علی کی حدیث نہین ہم تو اپنی اولاد کی کنیت
ننگ کے خوف سے کہ انکو لگجائیگا بچپن مین رکہدیتے تہے اور نبی علیہ الصلوٰۃ
والسلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میرے نام پر نام رکہو اور میری
کنیت پر کنیت نہ رکہو اور روایت ہے کہ میری کنیت پر کنیت رکہو اور میرے
نام پر نام نہ رکہو یعنی نام اور کنیت کو ایک جا اکٹہا مت کرو اور کہتے ہین کہ یہ
حدیث منسوخ ہے اسلیئے کہ علی بن ابیطالب نے اپنے بیٹے کا نام جو
بی بی حنفیہ سے تہے محمد رکہا اور انکی کنیت ابو القاسم کہی اور تحقیق حضرت
علی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی تہی اور آپ نے انکو
اجازت دیدی تہی اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا
کہ اپنی اولاد کے نام انبیا علیہم السلام کے نام پر رکہو اور اللہ کو عبد اللہ اور
عبد الرحمن نام بہت پسند ہے کہا فقیہ رحمہ اللہ
نے کہ مین عجمیون کے لیے یہ پسند نہین کرتا کہ
وہ عبد الرحمن یا عبد الرحیم نام رکہین اسلیے کہ
عجمی لوگ اسکے معنی نہین جانتے اور حقارت سے گہٹا کر نام لینے لگینگے
تو یہ عقلمندون کے نزدیک بہت برا معلوم ہوگا سو اگر

كذلك لا ينبغي ان يسمى بمثل ذلك الاسم و
روى عن النبي عليه الصلوة والسلام انه
نهى ان يسمى المملوك نافعا او يسارا او بركة
قال الراوي انه لم يحب ان يقال ليس ههنا
بركة وليس ههنا نافع اذا طلبه انسان
وروى عن عمر بن الخطاب رضى الله عنه انه
قال لرجل ما اسمك قال جمرة قال ابن من
قال ابن شهاب قال ابن من قال ابن الحرقة
قال اين تسكن قال بالحرة قال عمر ويحك
ادرك اهلك فقد احترقوا فرجع الرجل
الى اهله فوجدهم قد احترقوا جميعا وروى
مالك بن انس عن يحيي بن سعيد ان رسول
الله صلى الله عليه وسلم قال من يحلب هذه
اللقحة يعنى الناقة فقام رجل فقال انا قال
له ما اسمك قال مرة قال اجلس ثم قال من
يحلب هذه اللقحة فقام رجل آخر فقال انا
قال ما اسمك قال حرب قال اجلس ثم قال
من يحلب هذه اللقحة فقام رجل قال انا
فقال ما اسمك فقال يعيش فقال له احلب

ایسے نام کہین تو اُسنے نام لینا نچاہیے یعنی کہنا کر حضرت
نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپنے
غلام کا نام نافع یا یسار یا برکت رکھنے کو منع فرمایا
ہے راوی کہتا ہے کہ اچھا نہین کہ جب کوئی آدمی اُسکو بلاوے
تو یون کہا جاوے کہ یہان برکت نہین یا یہان نافع نہین اور عمر
بن خطاب سے مروی ہے کہ اُنہون نے ایک شخص سے کہا کہ
تیرا کیا نام ہے اُسنے کہا جمرہ (یعنی آگ کے انگارا) اُنہون نے کہا
کسکا بیٹا اُسنے کہا شہاب کا (یعنی انگارے) اُنہون نے کہا وہ کسکا بیٹا
اُسنے کہا حرقہ کا (یعنی جلانا) اُنہون نے کہا تو کہان رہتا ہے اُسنے کہا
حرہ مین (یعنی تپش) حضرت عمر نے کہا کہ اُٹھ خرابی ہوئی تو اپنے
گھر جا وہ سب جل گئے وہ شخص اپنے گھر آیا تو اُن سب کو جلا پایا اور
انس بن مالک نے یحیے بن سعید سے روایت کی ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس اونٹنی کو کون دوہے گا
تو ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا کہ مین آپنے فرمایا تیرا کیا نام ہے
اُسنے عرض کیا کہ مرہ (یعنی تلخی) آپنے فرمایا بیٹھ جا پھر فرمایا
اس اونٹنی کو کون دوہے گا ایک دوسرا شخص کھڑا ہوا اور کہا کہ مین
آپنے فرمایا تیرا کیا نام ہے اُسنے عرض کیا کہ حرب (یعنی لڑائی) آپنے
فرمایا بیٹھ جا پھر فرمایا کہ اس اونٹنی کو کون دوہے گا ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا
کہ مین آپنے فرمایا تیرا کیا نام ہے اُسنے کہا یعیش (یعنی جیتا رہے) آپنے

باب ذكر الايام والشهور

قال الفقيه رحمه الله اعلم ان السنة اثنا عشر شهرا اولها المحرم وانما سمي محرما لان القتال فيه كان محرما بينهم في الجاهلية ثم صفر وانما سمي صفرا لان الناس قد اصابهم المرض فاصفرت وجوههم فيه فسموه صفرا لصفرة الوجوه ويقال ايضا انما سمي صفرا لانه صفر ابليس بجنوده حين خرج المحرم وحل لهم القتال ثم شهر ربيع الاول لانه صادف اول الخريف فسموه ربيع الاول ثم شهر ربيع الآخر وانما سموه ربيع الآخر لانه صادف آخر الخريف فسموه باسم ربيع الآخر ثم جمادى الاولى ثم جمادى الاخرى وانما سميا بذلك لانهما صادفا ايام الشتاء حين اشتد البرد وجمد الماء ثم رجب وانما سمي رجبا لان العرب ترجبه اي تعظمه وكانوا يسمونه اصم لانهم كانوا لا يسمعون فيه صوت الحرب والسلاح ثم الشعبان وانما سموه شعبان لان قبائل العرب كانت تتشعب فيه

اس باب مین دنون اور مہینونکا ذکر ہے* کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ جان تو کہ برس بارہ مہینے کا ہے پہلا مہینا محرم اور اسکا محرم اسلیے نام کہا گیا کہ عرب کے لوگ ایام جاہلیت مین تمام محرم آپس کی لڑائیکو حرام جانتے تھے پہر صفر اور صفر اسلیے اسکا نام ہوا کہ عرب والے اس مہینے مین بیمار ہوتے تہے اور انکے چہرے زرد ہوجاتے تہے تو انہون نے اسکا نام چہرہ زرد ہونیکی وجہ سے صفر رکہدیا اور کہتے ہین کہ صفر اسلیے یہی نام رکہا گیا کہ شیطان اپنے لشکر سمیت زرد ہوجاتا ہے جب محرم نکلتا ہے اور لڑائی حلال ہوجاتی ہے پہر ربیع الاول کا مہینا اور چونکہ یہ مہینا ابتدا خریف مین آیا تہا اسلیے اسکا نام ربیع الاول رکہدیا پہر ربیع الآخر کا مہینا اور اسکا نام ربیع الآخر اسلیے کہا کہ خریف کا آخر آیا تو اسکو ربیع الآخر کے نام سے نامزد کیا پہر جمادی الاولی لائے پہر جمادی الاخری اور ان دونونکا نام اسلیے ہوا کہ آتے ہین جاڑے کے دنون مین جب جاڑا سخت ہوجاتا ہے اور پانی جم جاتا ہے پہر رجب اور رجب اسلیے نام کہا کہ عرب کے لوگ اسکی ترحیب یعنے تعظیم کرتے تہے اور اسکا نام اصم بہی لیا کرتے تہے اسلیے کہ اس مہینے مین لڑائی اور ہتیار کی آواز نہ سنتے تہے پہر شعبان ہے اور اسکا شعبان نام اسلیے رکہا کہ اس مہینے مین عرب کے قبیلے منشعب یعنے

اى تتفرق ويقال ايضا انما سمى شعبان لانه تتشعب فيه خير كثير لرمضان ثم شهر رمضان وانما سموه رمضان لانه صادف ايام الحر والرمضاء الحر الشديد ويقال انما سمى رمضان لانه يرمض الذنوب اى يحرقها ثم شوال وانما سموه شوالا لان قبائل العرب كانت تشول فيه اى تبرح فيه عن مواضعها و يقال انما سموه شوالا لانهم كانوا يصيدون فيه نحو قولك اشال الكلب اذا ارسل للصيد ثم ذو القعدة وانما سموه ذا القعدة لانهم كانوا يقعدون فيه عن الحرب ثم ذو الحجة وانما سموه ذا الحجة لانهم كانوا يحجون فيه ويقال سموه ذا الحجة لان بانصرامه الحجة اى السنة فهذه اسماء الشهور بالعربية و هى الشهور القمرية التى يعرف حسابها بدوران القمر وهى حساب المسلمين لاجالهم وعباداتهم واما الشهور الشمسية التى يعرف حسابها بدوران الشمس بحساب الروم واسامى صية بلسان السريانية يجعلون ابتداءها من ايام

متفرق ہوجاتے تھے اور کہتے ہین کہ شعبان اسلیے بہی نام کہا گیا کہ اس مہینے مین خیر کثیر پہیلتی ہے بوجہ رمضان کے پہر رمضان کا مہینا ہے اور اسکا نام رمضان اسلیے ہوا کہ گرمیون مین آیا اور رمضاء کہتے ہین سخت گرمی کو اور کہتے ہین کہ رمضان اسلیے نام ہوا کہ گناہونکو رمضان جلادیتا ہے پہر شوال اور اسکا اسلیے شوال نام ہوا کہ قبائل عرب اس مہینے مین تشول کرتے تھے یعنی اپنی اپنی جگہ سے باہر چلے جاتے تھے یعنی نکل جاتے اور کہتے ہین کہ اسلیے بہی شوال نام ہوا کہ اس مہینے مین عرب شکار کرتے تھے پہر ذیقعد اور اسکا نام ذیقعد اسلیے کہا کہ اس مہینے مین عرب لڑائی سے قعود کرتے تھے یعنی بیٹھ رہتے تھے پہر ذی الحجہ اور اسکا ذی الحجہ اسوجہ سے نام رکہا گیا کہ اس مہینے مین عرب حج کیا کرتے تھے اور کہتے ہین کہ اسوجہ سے بہی اسکا نام ذی الحجہ رکہا کہ اسکے ختم ہونے سے حجہ یعنی سال ختم ہوجاتا ہے یہ نام ہین عربی مہینون کے اور یہی قمری مہینے ہین کہ جنکا حساب چاند کے حال سے پہچانا جاتا ہے اور وہ حساب مسلمانونکا ہے انکی اوقات اور عبادتون کے لیے اور شمسی مہینے وہ ہین کہ جنکا حساب سورج کے دوران سے پہچانا جاتا ہے رومی حساب سے سریانی زبان مین

آن مہینون کا شروع

مهرجان اولها تشرين الاول ثم تشرين
الآخر ثم كانون الاول ثم كانون الآخر
ثم شباط ثم آذر ثم نيسان ثم ايار ثم حزيران
ثم تموز ثم آب ثم ايلول واسماؤها بالفارسية
ابتداؤها من نيروز وا ولها فروردين ثم
اردي بهشت ثم خرداد ثم تير ثم مرداد
ثم شهريور ثم مهر ثم ابان ثم خمسة ايام
لا تعد من السنة يقال لها ايام مسترقة
ثم آذر ثم دي ثم بهمن ثم اسفندارمذ و
كلما مضى من شهر من شهور الفارسية
عشرة ايام دخل شهر من شهور الرومية
وفي كل سنة يتاخر النيروز بيوم واحد من
ايام الجمعة فان كان النيروز في هذه السنة
يوم الخميس يكون في السنة الثانية يوم
الجمعة وفي السنة الثالثة يوم السبت و
ما كان من شهور العربية ينتقص في كل سنة
عشرة ايام وربما ينقص احد عشر يوما فستة
منها بنقصان الشهور والخمسة هي ايام المسترقة
واليوم والليل اربعة وعشرون ساعة

مہرجان مہینے سے کرتے ہین یعنی خزان کا مہینا پہلا
مہینا تشرین اول ہے دوسرا تشرین آخر تیسرا کانون
اول چوتھا کانون آخر پانچوان شباط چھٹا آذر
ساتوان نیسان آٹھوان ایار نوان حزیران دسوان
تموز گیارھوان آب بارھوان ایلول اور اسکے نام فارسی مین
ابتدا اسکی نوروز سے ہے پہلا فروردین دوسرا اردی بہشت تیسرا
خرداد چوتھا تیر پانچوان مرداد چھٹا شہریور ساتوان مہر آٹھوان
ابان پھر پانچ دن برس مین شمار نہین کیے جاتے اور انکا نام
خمسہ مسترقہ ہے نوان آذر دسوان دی گیارھوان بہمن بارھوان
اسفندارمذ اور جب دس دن فارسی مہینے کے گذر جاتے ہین
تو رومی مہینا شروع ہوتا ہے اور ہر سال مین نوروز
ایکدن پیچھے رہتا ہے ہفتہ کے دنو نمین جیسے اس سال مین
نوروز جمعرات کو ہے تو دوسرے سال مین جمعہ کا ہوگا اور
اور تیسرے سال مین سنیچر کا اور جو مہینے عربی
ہین ہر سال مین دس دن کم ہوتے ہین اور
کبھی گیارہ دن یعنی عرب کا سال رومی سال
سے اسقدر کم ہوتا ہے سوا نمین سے چھ دن
تو مہینے کی کمی کے اور چار دن مسترقہ کے
اور دن رات چوبیس گھنٹے کے ہوتے ہین

لا يزيد ولا ينقص منها وكلما ينقص من
النهار ازداد ذلك في الليل وكلما ينقص
من الليل ازداد في النهار واطول ما يكون
من النهار في نصف حزيران فيكون النهار
خمسة عشر ساعة والليل تسع ساعة وهو
اقصر ما يكون ثم يأخذ النهار في النقصان
وازداد الليل حتى اذا كانت ايام مهرجان
استوى الليل والنهار فصار كل واحد منهما
اثني عشر ساعة حتى اذا كانت بعد سبعة
عشر من كانون الاول صار الليل خمسة
عشر ساعة وهو اطول ما يكون والنهار
تسع ساعات وذلك اقصر ما يكون ثم يأخذ
الليل في النقصان حتى اذا كانت قبل النيروز
تسع عشر واقل استوى الليل والنهار ثم
يزداد النهار الى النصف من حزيران فذلك
قول الله تعالى وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا
ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ وقال تعالى
يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ الآية **باب صفة
طبائع الانسان** قال الفقيه رحمه الله

نہ زیادہ نہ کم جسقدر دن گھٹتا ہے اسیقدر رات بڑہتی
ہے اور جتنی رات گھٹتی ہے اتنا ہی دن بڑہتا ہے اور
سب سے بڑا دن حزیران مہینے کے نصف مین ہوتا ہے پس دن پندرہ
گھنٹے کا ہو جاتا ہے اور رات نو گھنٹے کی اور وہ چھوٹی سی
چھوٹی رات ہے پھر دن گھٹنے لگتا ہے اور رات بڑہتی
ہے یہان تک کہ مہرجان مہینا آتا ہے تو رات دن
برابر ہو جاتے ہین اور دونون بارہ بارہ گھنٹے کے ہو جاتے
ہین یہان تک کہ کانون کی سترہوین تاریخ رات
پندرہ گھنٹے کی ہو جاتی ہے اور وہ بڑی سے
بڑی رات ہے اور دن نو گھنٹے کا اور یہ
چھوٹے سے چھوٹا دن ہے پھر رات گھٹنے لگتی
ہے یہان تک کہ جب نوروز کو انیس دن یا کچھ کم
رہتے ہین تو رات دن برابر ہو جاتے ہین
پھر نصف حزیران تک دن بڑہتا ہے ایسے
ہی حق تعالی نے فرمایا ہے کہ جسکا ترجمہ یہ ہے
(اور سورج چلتا ہے اپنے ٹھیراؤ پر یہ اندازہ زبردست جاننے والے کا
ہے) اور حق تعالی فرماتا ہے (لے آتا ہے رات کو دن مین اور
دن کو رات مین) اس باب مین انسان کی
طبیعتون کا بیان ہے کہا فقیہ رحمہ اللہ نے

ان الله تبارك وتعالى خلق الخلق وركب فيه
اربعة من الطبائع اليبس والرطوبة والحرارة والبرودة وخلق
في النفس اربعة اشياء لصلاح الجسد فلا يقوم الجسد
الا بهن المرة السوداء والمرة الصفراء والدم والبلغم فجعل
مسكن اليبوسة في المرة السوداء ومسكن الرطوبة في المرة الصفراء
ومسكن الحرارة في الدم ومسكن البرودة في
البلغم فايما جسد اعتدلت فيه هؤلاء
الاربعة كملت صحته فاذا غلب واحد منها
على غيره دخل عليه السقم من ناحية فان
قل فقد دخل الضعف من جهته ثم قد
تصير هذه الطبائع فطرة في الاخلاق
فمن اليبوسة العزم ومن الرطوبة اللين و
من الحرارة الحدة ومن البرودة الاناة
فاذا زاد احد منها او قل دخل الفساد
من قبله وقد جعل الله تعالى من علة في
مواضع من الراس في كل شيء نوعا من
المنفعة النظر في العين والسمع في الاذنين
والشم في الانف والكلام في اللسان فكذلك
في الجوف فقد جعل لكل شيء معدنا فمعدن

تحقیق اللہ تعالی نے خلقت کو پیدا کیا اور اسمین چار طبیعتون کو
ترکیب دیا ایک یبوست دوسری رطوبت تیسری حرارت چوتھی
برودت اور نفس کے اندر چار چیزونکو رکہا تاکہ بدن کی اصلاح
اور قیام اُس سے ہے سودا اور صفرا اور خون اور بلغم خشکی کا
مقام مرہ سودا یعنی تلی مین اور رطوبت کا مقام مرہ صفرا
یعنی پتہ مین اور حرارت کا مقام خون مین اور برودت کا مقام
بلغم مین سو جس بدن مین یہ چارون برابر رہینگے تو اسکو صحت
کامل ہیگی اور جب انمین سے ایک دوسری پر غالب ہوا تو بیماری
اسمین آجاتی ہے پس انمین سے جو تہوڑا ہوا تو اسی کی طرف سے
ضعف آگیا پہر کبہی یہ طبیعتین عادت کے اندر سرشت ہو جاتی
ہین سو یبوست سے ارادہ اور رطوبت سے نرمی
اور حرارت سے تیزی اور برودت سے آہستگی
ہوتی ہے پس جب انمین سے ایک زیادہ یا کم
ہوتی ہے اُسی کی طرف سے فساد آجاتا ہے اور
تحقیق اللہ تعالی نے سر مین سے چند جگہ مین ہر چیز
کی ایک طرح کی منفعت رکہی ہے آنکہہ مین نگاہ
کان مین سماعت ناک مین سونگہنا زبان مین
بولنا اور ایسے ہی پیٹ کے اندر ہر چیز
کے لیے ایک کہان ہے

الضحك والسرور الطحال وموضع الخوف في
والهيبة الرية وموضع الغضب الكبد و
معدن العلم والفهم القلب ومعدن العقل
الدماغ ومعدن الحزن والفرح الكلية
ويقال الصدر وخلق في الجسد ثلثمائة و
ستين عرقا للشد والوصل وخلق فيها مائتين
وثمانية واربعين عظما لمصلحة البدن
فذلك قوله تعالى وفي الارض آيات للموقنين
وفي انفسكم افلا تبصرون وقال علي ابن
ابي طالب رضي الله عنه العقل في القلب
والرحمة في الكبد والرأفة في الطحال والنفس
في الرية وقال ينتهي طول الغلام لاحد و
عشرين سنة وينتهي عقله لثمان وعشرين
فلا يزيد بعد ذلك عقل الا التجارب و
قال بعض الحكماء موضع العقل في الدماغ
وموضع الحق في العينين وموضع الباطل
في الاذنين وموضع الحياء في الوجه وطريق
الروح في الانف وموضع الحيوة في الفم و
موضع الهموم في الصدور وموضع الضحك

سو ہنسی اور خوشی کا خزانہ تلی ہے اور خوف اور ہیبت
کا خزانہ پھیپھڑا ہے اور غصہ کی جگہ کلیجا اور علم اور فہم کی
جگہ دل اور عقل کی جگہ دماغ اور غم اور خوشی کی
جگہ گردہ اور بعض کہتے ہیں کہ چھاتی ہے اور اللہ نے
بدن کے اندر تین سو ساٹھ رگیں پیدا کریں بدن کے جکڑنے
اور ملانے کے لیے اور دو سو اڑتالیس ہڈیاں پیدا کریں
بدن کی صلاح کے لیے چنانکہ حق تعالی نے فرمایا
ہے کہ جسکا ترجمہ یہ ہے (اور زمین میں یقین کرنیوالوں کے
لیے بہت سے نشان ہیں اور تمہارے جانوں میں کیا تم دیکھتے
نہیں) اور علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے عقل تو
دل میں ہے اور رحمت کلیجہ میں اور شفقت تلی میں اور سانس
پھیپھڑے میں اور فرمایا حضرت علی نے کہ آدمی کی لمبائی اکیس برس
تک بڑھتی ہے اور اٹھائیس برس تک اسکی عقل کی
انتہا ہے پھر اسکے بعد عقل نہیں بڑھتی مگر تجربہ اور بعض
حکما نے کہا ہے کہ عقل کی جگہ دماغ میں ہے اور حق کی جگہ
دونوں آنکھوں میں اور باطل کی جگہ دونوں کانوں میں اور حیا
کی جگہ چہرہ میں اور روح کا رستہ ناک میں کو
اور زندگی منہ میں اور غم کی جگہ سینوں
میں اور ہنسی کی جگہ

في الطحال وموضع الرحمة والغضب في الكبد
وموضع الفرح والحزن في القلب وموضع
الكسب في اليد وموضع النصب في الرجلين

باب الفروسية والرمي

روى عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه انه قال علموا اولادكم
السباحة والفروسية والرمي وامروهم
بالاحتفاء بين الاغراض وروى ابن عمر
عن النبي عليه الصلوة والسلام علموا اولادكم
السباحة والرمي وللمرأة الغزل وروى عن
عقبة بن عامر عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه قال ارموا واركبوا وان ترموا احب الي
من ان تركبوا وكل شيء يلهو به الرجل باطل
الا ثلثة رميه بقوسه وتاديبه فرسه
وملاعبته مع اهله فانهن من الحق

باب النهي عن اقتناء الكلب

وروى سالم عن ابيه عن النبي عليه الصلوة والسلام
قال من اقتنى كلبا الا للماشية او الصيد
نقص من اجره كل يوم قيراط وروى عطية عن
ابن عمر عن النبي عليه الصلوة والسلام

تلی میں اور رحمت اور غصہ کی جگہ جگر میں اور خوشی
اور غم کی جگہ دل میں اور کمانے کی جگہ ہاتھ میں
اور کھڑے ہونے کی جگہ دونوں پاؤں میں ٭

باب ہے بیان میں گھوڑی پر چڑھنے اور تیر پھینکنے کے

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اپنی اولاد
کو تیرنا اور گھوڑے پر چڑھنا اور تیر پھینکنا سکھاؤ اور انکو
نشانوں کے درمیان مشق کرنیکا حکم دو اور ابن عمر نے نبی علیہ الصلوۃ
والسلام سے روایت کی ہے کہ اپنی اولاد کو تیرنا اور تیر پھینکنا
اور عورتوں کو کاتنا سکھاؤ اور عقبہ بن عامر سے مروی ہے
کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا تیر پھینکو اور
گھوڑے پر چڑھو اور اگر تم تیر پھینکو گے تو میرے
نزدیک گھوڑے پر چڑھنے سے بہتر ہے اور ہر شے جس سے آدمی
کھیلتا ہو باطل ہے مگر تین چیزیں اپنی کمان سے تیر پھینکنا
یا گھوڑے کو سکھانا یا اپنی بی بی کے ساتھ بازی کرنا یہ حق میں

باب ہے کتے کے پالنے کی ممانعت میں ٭

سالم اپنے باپ
اور وہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں جو کوئی
سوائے چرواہے کے حفاظت یا شکار کے اور طرح کتا پالے تو اسکے
ثواب میں سے ہر روز ایک قیراط کم ہوجاتا ہے یعنی جو عبادت کرتا ہے اسکا
ثواب کم ہوتا رہتا ہے اور روایت کی عطیہ نے ابن عمر سے وہ نبی علیہ الصلوۃ

انه قال من اقتنى كلباً الا لماشية او لصيد
نقص من اجره كل يوم قيراطان قيل يا ابا عبد الرحمن
انا كنا نقول قيراطاً فقال سمعت اذناى ووعاه
قلبى والذى لا اله الا هو يقول كل يوم
قيراطان وروى ابو هريرة عن النبى عليه الصلوٰة
والسلام انه قال من اقتنى كلباً الا لماشية
او لصيد او لزرع نقص من اجره كل يوم قيراط
قال الفقيه رحمه الله فى الخبر دليل على انه اذا
امسك الكلب لحاجة فلا بأس به واذا امسك
للاغراء فهو مكروه وروى ابراهيم النخعى
ان النبى عليه الصلوٰة والسلام رخص لاهل
البيت القاصى يعنى البعيد باقتناء الكلب
وروى عن وهب بن منبه انه قال ان آدم
عليه السلام لما اهبط الى الارض قال ابليس
للسباع ان هذا عدو لكم فاهلكوه واجتمعوا
وولوا امرهم الى الكلب وقالوا انت اشجعنا
فجلوا ابيا فلما راى ذلك آدم عليه السلام
تحير فى ذلك فجاءه جبرئيل قال امسح يدك
على راس الكلب ففعل ذلك فالفه فلما رأت

کہ آپ نے فرمایا جو کوئی سوائے چوپایون کی حفاظت اور شکار کے کتا
پالیگا اسکا ثواب ہر روز دو قیراط کم ہوگا تو لوگون نے کہا اے ابا عبد الرحمن
ہم تو ایک قیراط سنتے ہین تو انھون نے کہا میرے دونون کانون
نے سنا ہے اور میرے دل نے اسکو یاد کرلیا ہے قسم ہے کہ کوئی معبود
نہین سوا اسکے کہ آنحضرت دو قیراط فرماتے تھے اور ابو ہریرہ نے نبی
علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو کوئی چوپایون کی
حفاظت یا شکار کیلئے یا کھیتی کی حفاظت کے سوا کتا پالیگا
تو اسکے ثواب مین ایک قیراط ہر روز گھٹیگا تو فقیہ رحمۃ اللہ علیہ نے
کہا کہ اس حدیث مین دلیل ہے اسکی کہ اگر کوئی کسی ضرورت کے لیے کتا پالے تو کچھ ڈر نہین
اور اگر کسی پر چھوڑنے کے لیے کتا پالیگا تو مکروہ ہے اور ابراہیم نخعی نے
روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو جنکا گھر دور ہے
کتا پالنے کی رخصت دی ہے اور وہب بن منبہ سے مروی
ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تحقیق آدم علیہ السلام جب زمین پر
اترے تو ابلیس نے درندون سے کہا کہ یہ تمہارا دشمن ہے سو اسکو تم
مار ڈالو اور سب درندون نے اتفاق کیا اور اپنے کام کا کتے کو مختار
کیا اور سب نے کہا کہ تو ہم سب سے زیادہ مردانہ ہے اور کتے کو سردار بنایا
جب حضرت آدم علیہ السلام نے یہ حال دیکھا تو اسمین حیران ہوئے
پس حضرت جبرئیل آئے اور کہا اپنا ہاتھ کتے کے سر پر پھیر
حضرت آدم نے یہی کیا تو کتا آپ سے الفت کرنے لگا جب درندون نے

السباع انا لكلب قد الف آدم علیه السلام
تفرقوا فاستأمن الكلب فأمنه آدم علیه السلام
فبقي معه ومع اولاده الى هذا اليوم

باب الكلام في امر المسخ

قال الفقيه رحمه الله اختلف الناس في الخلق مسخهم الله تعالى
قال بعضهم ان القردة والخنازير من نسل
قوم قد مسخهم الله تبارك وتعالى وكذلك
الفارة والدعموص وغيرها من الاشياء
التي جاءت فيها الآثار انهم مسخوا وقال
عامة اهل العلم ان هذا لم يصح بل كانت
القردة وغيرها قد خلقوا قبل ذلك فالذين
مسخهم الله تعالى قد هلكوا ولم يبق لهم نسل
لانه قد اصابهم السخط والعذاب فلم يكن
لهم قرار في الدنيا بعد ثلثة ايام وروى
المستورد بن الاحنف قال قيل لعبد الله بن
مسعود رضي الله عنه ارأيت القردة والخنازير من
نسل قردة وخنازير مسخت قبل ذلك
فقال عبد الله بن مسعود لم يمسخ الله امة
بان يجعل لها نسلا ولكنها من نسل قردة

کر کتا حضرت آدمؑ سے الفت کرنے لگا سب متفرق ہو گئے
کتے نے حضرت آدم سے امن چاہا حضرت آدمؑ نے کتے کو
امن دیا سو الفت کتے اور بنی آدم مین آج کے دن تک باقی ہے

باب مسخ یعنی شکل بندر وغیرہ ہو جانے کے بیان مین

کہا فقیہ جعفر نے
کہ لوگون کو اختلاف ہے اس مخلوق مین جنکی صورت حق تعالیٰ نے
مسخ کر دی ہے بعض نے کہا ہے کہ بندر اور سور انہین کے قوم سے ہین
جو صورتین مسخ ہو گئی تھین ایسے ہی چوہا اور چھپکلی اور سوائے
انکے وہ چیزین کہ حدیث مین آئی ہین کہ وہ مسخ شدہ ہین
اور اکثر علما کہتے ہین کہ یہ صحیح نہین بلکہ بندر وغیرہ
مسخ سے پہلے پیدا ہوئے ہین اور وہ لوگ جنکو اللہ تعالیٰ نے
نے مسخ کیا سب مر گئے اور انسے نسل باقی نہین
رہی اس لیے کہ انکو غصہ اور عذاب اللہ کا پہنچا
ہے سو وہ دنیا مین بعد تین دن کے نہ ٹھیرے
اور مستورد بن احنف نے روایت کی ہے
کہ عبد اللہ بن مسعود سے لوگون نے کہا کیا تم نے
ان بندرون اور سورون کو دیکھا ہے جو
مسخ کیے گئے تھے تو انہون نے کہا کہ
اللہ نے کسی گروہ مسخ شدہ کی نسل
باقی نہین رکھی اور یہ سب ان بندرون

وخنازير كانت قبل ذلك قال ابو الليث و
تكلموا في امر الزهرة وسهيل وهما نجمان
قال بعضهم هما ممسوخان فقد روى ذلك
عن ابن عباس وروى عطاء ان ابن عمر كان
اذا راى سهيلا شتمه واذا راى الزهرة
شتمها قال ان سهيلا كان عشارا باليمن
يظلم الناس وقال ان الزهرة كانت صاحبة
هاروت وماروت فمسخهما الله شهابا فقال
مجاهد كان ابن عمر اذا قيل له طلعت الحمراء
قال لا مرحبا بها ولا اهلا يعني الزهرة
وقال بعضهم هذا لا يصح لان هذه النجوم
خلقت حين خلقت السماء لانه روى في
الخبر انه لما خلقت السماء خلقت فيها سبعة
دوارة زحل ومشتري وبهرام وعطارد
وزهرة والشمس والقمر وهذا معنى قوله
تعالى وهو الذي خلق الليل والنهار والشمس
والقمر كل في فلك يسبحون وجعل مصلحة
الدنيا بهذه الدوارة السبعة ولكل واحد
منها سلطان في نوع من المصلحة فجعل

اور سوروں کی نسل سے ہیں کہ اس مسخ سے پہلے
تھی ابو لیث کہتے ہیں کہ زہرہ اور سہیل کے باب
میں لوگوں نے بہت کلام کیا ہے اور وہ دو تارے
ہیں بعض کہتے ہیں کہ وہ دونوں ممسوخ شدہ ہیں اور یہی ابن عباس
سے مروی ہے اور عطا نے روایت کی ہے کہ ابن عمر جب
سہیل کو دیکھتے تھے اسکو گالی دیتے تھے اور جب زہرہ کو
دیکھتے تھے تو اسکو گالی دیتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ تحقیق
سہیل یمن میں عشر لینے والا تھا کہ لوگوں پر ظلم کرتا تھا۔
اور کہا کہ تحقیق زہرہ ہاروت ماروت کے یار تھے سو اللہ تعالی
نے اسکو مسخ کر کے ایک شعلہ بنا دیا مجاہد نے کہا کہ جب ابن عمر
سے کہا جاتا تھا کہ انگارا نکلا کہتے تھے کہ بھلائی اور بہتری
مت ہو جیو اسکو یعنی زہرہ کو اور بعض نے کہا ہے کہ یہ صحیح نہیں ہے
اسلیے کہ یہ تارے تو جب آسمان پیدا ہوا ہے پیدا ہوئے ہیں کیونکہ
حدیث میں مروی ہے کہ جب آسمان پیدا کیا گیا تو اس میں سات تارے
چکر مارنیوالے پیدا کیے گئے زحل و مشتری و بہرام اور عطارد
اور زہرہ اور سورج اور چاند اور یہی معنی ہیں اللہ تعالی کے قول کے
جسکا ترجمہ یہ ہے اور وہ ایسا ہے جسنے پیدا کیا رات و دن اور سورج
اور چاند کو سب آسمان میں تیر رہے ہیں۔ اور دنیا کی مصلحت انہیں سات
تاروں پر رکھی ہے اور ہر ایک انمیں سے ایک مصلحت کا بادشاہ ہے

سلطان الزهرة الرطوبة فثبت بهذا ان قول من قال انهما ممسوخان لا يصح وان الزهرة وسهيلاً قد كانا قبل خلق آدم والذي روى عن ابن عمرو غيره ان سهيلاً كان عشارا باليمن وان الزهرة فتنت هاروت وماروت فمسخهما الله تبارك وتعالى شهابا فهو كما قالوا ان رجلا اسمه سهيل وامراة اسمها زهرة فمسخهما الله تبارك وتعالى شهابا ولكنهما لم يبقيا وقد هلكا بالوان العذاب وصارا الى النار واما الذي روى انه كان يشتم سهيلا يحتمل انه لم يشتم الكواكب وانما شتم سهيلا الذي كان عشارا باليمن وكذلك في الزهرة انما شتم المراة التي كانت اسمها زهرة ولم يشتم الكواكب باب

معاريض الكلام

قال الفقيه رح وروى عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه انه قال في معاريض الكلام مندوحة عن الكذب ومعاريض الكلام ان يتكلم الرجل بكلمة يظهر من نفسه شيئا واراد به شيئا

سو زہرہ کو سلطان رطوبت بنایا یس ثابت ہوا کہ قول اس شخص کا کہ جو ان دونون کو مسخ شدہ کہتا ہے صحیح نہین ہے اور تحقیق زہرہ اور سہیل دونون آدم کے پیدایش سے پہلے ہین اور جو ابن عمر وغیرہ سے مروی ہے کہ سہیل ایک عشر لینے والا یمن مین تہا یعنی ظلم سے اور زہرہ ہاروت اور ماروت کو فتنہ مین ڈالنے والی تہی سو ان دونون کو اللہ تعالے نے مسخ کر کے تارہ بنا دیا سو وہ محمول ہے اسپر جو لوگ نقل کرتے ہین کہ تحقیق ایک آدمی کہ اسکا نام سہیل تہا اور ایک عورت کہ اسکا نام زہرہ تہا ان دونونکو اللہ تعالے نے تارے کی صورت مین مسخ کر دیا تہا لیکن وہ دونو باقی نہین ہے اور تحقیق وہ دونو ہلاک ہو گئے ساتہہ طرح طرح کے عذاب کے اور دونون آگ کیطرف چلے گئے اور جو ابن عمر سے روایت ہے کہ ابن عمر سہیل کو گالی دیا کرتے تہے تو وہ محمول ہے اسپر کہ وہ گالی تارونکو دیتے تہے بلکہ اس سہیل کو گالی دیتے تہے کہ یمن مین عشر لینے والا تہا اور ایسے ہی زہرہ مین کہ اس عورت کو گالی دیتے تہے جسکا نام زہرہ تہا اور تارونکو گالی نہ دیتے تہے

باب ہے کلام کنایہ کے بیان مین کہا فقیہ نے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہون نے کہا کہ کلام کو توریہ کرنے مین جہوٹ سے بچاؤ ہے اور کلام مین توریہ کرنا یہ ہے کہ آدمی ایسی بات کہے کہ اس سے ظاہر کچہہ ہو اور ارادہ اسکا اور کچہہ ہو

اخر وروی عن ابن عباس رضی الله عنه فی
قوله تعالی فی قصة موسی مع الخضر قال لا
تؤاخذنی بما نسیت قال لم ینس موسی ع لکنها
هو من معاریض الکلام وروی عن النبی
علیه الصلوة والسلام انه کان اذا اراد سفرا
وری بغیره یعنی یظهر من نفسه انه یرید
الخروج الی ناحیة اخری فکان یقول کیف
الطریق الی موضع کذا وکذا ثم یخرج الی
موضع اخر وروی عن النبی علیه الصلوة و
السلام انه قال استعینوا علی قضاء حوائجکم
بکتمان اسرارکم فان کل ذی نعمة محسود
علیها وروی عن علی ابن ابی طالب کرم
الله وجهه انه اذا امر قومه بشیء فخالفوه
فی ذلک کان یرفع راسه الی السماء ویقول
اللهم ما کذبت فظنوا انه سمع فی ذلک شیئا
من رسول الله علیه الصلوة والسلام وروی
عن النبی علیه الصلوة والسلام انه رخص
فی الکذب فی ثلثة اشیاء فی الاصلاح بین
الاثنین وفی الحرب وان یرضی الرجل زوجته

اور ابن عباس رض سے مروی ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں
کہ موسیٰ کا قصہ خضر کے ساتھ تھا جسکا ترجمہ یہ ہے کہا
موسیٰ نے مت مواخذہ کر مجھسے اس چیز کا کہ میں بھول گیا
کہا ابن عباس نے کہ موسیٰ بھولے نہیں لیکن وہ ایک توریہ تھا اور نبی
علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ جب ارادہ سفر کا کرتے تھے
تو اور طرح پر دکھاتے تھے یعنی اس سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ آپ
اور کسی طرف سفر کرنا چاہتے ہیں تو آپ فرمایا کرتے تھے کہ فلان
فلان گاؤں کیطرف کیسا رستہ ہے پھر نکلتے تھے اور گاؤں کیطرف
اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تم مدد
کرو اپنی حاجتیں کرنے میں ساتھ پوشیدہ رکھنے بھیدوں کے بیشک تحقیق
ہر ایک نعمت والے پر حسد کیا جاتا ہے اور علی بن ابی طالب
کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ جب اپنی قوم کو کسی چیز کا
حکم دیتے تھے اور وہ اسکے برخلاف کرتے تھے تو آپ اپنا سر
آسمان کیطرف اٹھاتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ یا اللہ
میں نے جھوٹ نہیں بولا پس اس سے لوگ جان لیتے کہ انہوں نے
اس باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے اور نبی
علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپ نے تین چیزوں میں جھوٹ
بولنے کی رخصت دی ہے دو شخصوں میں صلح کرا دینے
میں اور لڑائی اور اپنی بی بی کو رضامند کرنے میں

باب الاستثناء والایمان قال الفقیہ رحمہ اللہ کرہ بعض الناس ان یقول الرجل لنفسہ انا مؤمن الا ان یستثنی فیہ فیقول انا مؤمن ان شاء اللہ تعالیٰ قالوا لان هذا اللفظ مدح ولا یجوز لاحد ان یمدح نفسہ فکما لا یجوز ان یقول انا زاهد وانا عابد فکذلک لا یجوز ان یقول انا مؤمن ولان اللہ تعالیٰ وصف المؤمنین بعلامات فما لم یوجد تلک العلامات فلا یجوز ان یسمی نفسہ مؤمنا وهو قول اللہ تعالیٰ انما المؤمنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبهم الی قولہ تعالیٰ اولئک هم المؤمنون حقا ولان اللہ تعالیٰ قال قالت الاعراب اٰمنا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا فنهاهم ان یسموا انفسهم مؤمنین وامرهم ان یسموا انفسهم مسلمین وقال غیرهم لا بأس بہ وبہ ناخذ لما روی عن عطاء انہ قال ادرکت اصحاب رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وهم یقولون نحن المؤمنون المسلمون وروی

باب تسلیم و انشاء اللہ کہنے مین کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ بعض لوگون نے مکروہ رکہا ہے کہ آدمی اپنے آپ کو کہے کہ مین مومن ہون مگر جب انشاء اللہ کہے تو درست ہے یعنی کہے کہ مین مومن ہون انشاء اللہ دلیل انکی یہ ہے کہ تحقیق یہ لفظ تعریف کا ہے اور نہین جائز ہے کسیکو کہ اپنی تعریف کرے پس جیسے کہ نہین جائز ہے کہ مین زاہد ہون اور مین عابد ہون سو ایسے ہی یہ کہنا جائز نہین کہ مین مومن ہون اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے مومنون کی توصیف بہت نشانیون کے ساتھ کی ہے سو جبتک نشانیان نہ پائی جاوینگی تو جائز نہین ہے کہ اپنا نام مومن کہے اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا جسکا ترجمہ یہ ہے (مومن وہ لوگ ہین جبوقت اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو انکے دل ڈر جاتے ہین اللہ تعالیٰ کے اس قول تک وہی لوگ ہین تحقیق مومن) اور اسلیے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جسکا ترجمہ یہ ہے (کہتے ہین گنوار لوگ کہ ہم ایمان لائے ہین تو کہدے اے محمد کہ تم ایمان نہین لائے اور لیکن تم کہو کہ ہم اسلام لائے) سو منع کیا انکو کہ اپنا مومن نام رکہین اور حکم کیا انکو کہ اپنا مسلم نام رکہین اور دوسرے عالمون نے کہا ہے کہ اسکا کچہہ ڈر نہین اور اسیکو ہم لیتے ہین پس عطا سے مروی ہے کہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت اصحاب کو پایا سو وہ کہتے تہے کہ ہم مومن مسلم ہین

نمیر بن زیاد بن علاقة عن عبد الله بن یزید
الانصاری قال اذا سئل احدکم عن ایمانه
فلا یشکن فیه وروی عن ابراهیم النخعی
قال ما یکره احدکم ان یقول انی مؤمن فان
کان صادقا لیوجرن علی صدقه وان کاذبا
فما دخل علیه من کفره اشد من کذبه ولان
الله تعالی قال یا ایها الذین امنوا کتب علیکم
الصیام الایة وقال فی موضع اخر یا ایها
الذین امنوا اذا قمتم الی الصلوة الایة فمن
شك انه مؤمن ینبغی ان لا یلزمه الصیام
والصلوة لان الله تعالی انما اوجبهما علی
المؤمنین خاصة قال الفقیه رحمه الله لو
قال انا اموت مؤمنا ان شاء الله یجوز ولو
قال انا مؤمن ان شاء الله تعالی لا یجوز لان
الاستثناء یستعمل للمستقبل ولا یستعمل
للماضی ولا للحال لانه لا یصلح فی الکلام
ان یقال هذا ثوب ان شاء الله وهذه اسطوانة
ان شاء الله تعالی فکذلك لا یصلح ان یقال
انا مؤمن ان شاء الله تعالی وروی عن حسن

اور نمیر بن زیاد بن علاقہ عبد اللہ بن یزید انصاری سے روایت
کرتے ہین کہ انہون نے کہا کہ جب کوئی تمہارے ایمان کو پوچھے
تو اسمین شک مت کرو اور ابراہیم نخعی سے مروی ہے کہ وہ کہتے
ہین کہ کوئی تم مین یہ کہنا مکروہ نجانے کہ مین مومن ہون اگر
وہ سچا ہے تو اپنے سچ پر البتہ ثواب پاویگا اور اگر جھوٹا ہے تو
اُسکے دلمین جو کفر داخل ہے وہ اس جھوٹ سے زیادہ سخت ہے
اور اسلیے کہ حق تعالے نے فرمایا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے (اے ایمان والو
فرض کی گئی تمپر روزہ کی آخر آیت تک) اور اور جگہ فرمایا ہے
(اے ایمان والو جب کھڑے ہو تم نماز پڑھنے کو آخر آیت تک
اور جس نے شک کیا کہ وہ مومن ہے تو لایق ہے کہ اُسپر روزہ اور نماز
لازم نہو اسلیے کہ تحقیق اللہ تعالی نے اُن دونوں کو یعنی نماز روزہ کو
خاص مومنون پر واجب کیا ہے کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ اگر کسی نے کہا
کہ مین انشاء اللہ مومن مرونگا تو جائز ہے اور اگر کہا کہ مین
مومن ہون انشاء اللہ تو جائز نہین اسلیے کہ انشاء اللہ
کہنا محاورہ مین زمانہ آیندہ کے لیے بولا جاتا ہے اور ماضی اور حال
کے لیے نہین بولا جاتا اسلیے کہ کلام مین یہ کہنا صلاحیت نہین
رکھتا کہ یہ کپڑا ہے انشاء اللہ اور یہ ستون ہے انشاء اللہ
سو ایسے ہی یہ کہنا صلاحیت نہین رکھتا کہ مین مومن ہون
انشاء اللہ اور حسن بصری سے مروی ہے

البصری انه قال ان من عقل الرجل ان یقول
افعل کذا ان شاء الله ومن حمقه ان یقول قد فعلت کذا ان شاء الله
ولانه لو استثنی فی الطلاق والعتاق لا یقع الطلاق و
العتاق فاذا استثنی فی ایمانه یخاف علیه فی ایمانه
الخلل والقصور وقال القائل شعرا ؛ وما الدهر
الا لیله ونهار ؛ وما الناس الا مؤمن و
مکذب ؛ اذا انت لم تؤمن ولم تک کافرا ؛
فاین اذا یا احمق الناس تذهب ؛

باب اخر فی الایمان

قال الفقیه رحمه الله
اختلف الناس فی الایمان قال بعضهم یزید
وینقص وقال بعضهم یزید ولا ینقص وقال
بعضهم لا یزید ولا ینقص وبه ناخذ اما
حجة من قال یزید وینقص فقوله تعالی
لیزدادوا ایمانا مع ایمانهم وقال فاما الذین
امنوا فزادتهم ایمانا وروی عن النبی علیه
الصلوة والسلام انه قال اشفع یوم القیمة
فیخرج من النار کل من کان فی قلبه مثقال
حبة من الایمان ثم اشفع فیخرج من النار
من کان فی قلبه مثقال خردلة من الایمان

کہا انہون نے کہا کہ یہ کہنا آدمی کی عقلمندی ہے کہ مین ایسا کرونگا
انشاء اللہ اور یہ کہنا اسکی حماقت ہے کہ ایسا کیا مینے انشاء اللہ
اور اسلیے کہ اگر طلاق اور غلام آزاد کرنیمین انشاء اللہ کہا تو طلاق
واقع نہین ہوتی اور غلام آزاد نہو ہے سو جب انشاء اللہ کہا تو اسکی ایمان
مین خلل اور قصور کا خوف ہے اور ایک شاعر نے کہا ہے ؛ اور نہین زمانہ
مگر رات اسکی اور دن اسکا ؛ اور نہین لوگ مگر مومن ہین اور جھٹلانے والے
؛ سو اگر تو نہ مومن ہے نہ کافر ہے ؛ سو اے احمق الناس تو اب
کہان جائیگا ؛

باب ایمان کے گھٹنے بڑہنے کے بیان مین

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ لوگون نے ایمان کے باب مین بہت
اختلاف کیا ہے بعض کہتے ہین کہ بڑہتا گھٹتا ہے اور بعض کہتے
ہین کہ بڑہتا گھٹتا نہین اور بعض کہتے ہین نہ بڑہتا ہے نہ گھٹتا
ہے اور اسیکو ہم لیتے ہین اور لیکن اس شخص کی حجت
جو کہتا ہے بڑہتا گھٹتا ہے سو حق تعالی کا قول ہے کہ ان مومنون کے
دلونمین اطمینان ڈالا اسلیے کہ بڑہین ایمان مین ساتھ اپنے ایمان کے
اور فرمایا ہے لیکن جو لوگ کہ ایمان والے ہین سو یہ قرآن انکا ایمان بڑہاتا ہے
اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا اللہ عت شفاعت
کرونگا مین قیامت کے دن سو نکلیگا آگ سے جس شخص کے دلمین
ایک دانہ بہی ایمان ہوگا پھر مین شفاعت کرونگا سو نکلیگا آگ سے
جس شخص کے دلمین رائی بھر ایمان ہوگا

ثم اشفع تخرج من كان في قلبه مثقال ذرة
من الايمان واما حجة من قال انه يزيد ولا
ينقص فما روى عن معاذ بن جبل انه قال يورث
المسلم من الكافر ولا يورث الكافر من المسلم
وقال سمعت رسول الله عليه الصلوة والسلام
يقول الاسلام يزيد ولا ينقص وفي رواية
اخرى الايمان يزيد ولا ينقص واما حجة
من قال لا يزيد ولا ينقص فما روى ابو مطيع
عن حماد بن سلمة عن ابي المهزم عن ابي هريرة
رضي الله عنه انه قال قد جاء وفد بني ثقيف
الى رسول الله عليه الصلوة والسلام فقالوا
يا نبي الله الايمان يزيد وينقص قال الايمان
مكمل في القلب وزيادته ونقصانه كفر تام
وروى عن عوف بن عبد الله انه قال سمعت عمر
بن عبد العزيز يقول على المنبر لو كان الامر
على ما يقول هؤلاء الشكاك الضلال ان الذنوب
تنقص الايمان لا مسى احدنا وكان لا يدري
ما ذهب من ايمانه اكثر ام ما بقي منه و
معنى قوله تعالى ليزدادوا ايمانا مع ايمانهم

اور اُس شخص کی حجت جو کہتا ہے کہ بڑہتا ہے گہٹتا نہین
یہ ہے جو معاذ بن جبل سے مروی ہے کہ وہ مسلمان کو کافر سے
ترکہ دلواتے تھے اور مسلمان سے کافر کو نہ دلواتے تھے اور کہتے تھے
کہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے
کہ اسلام بڑہتا ہے گہٹتا نہین اور ایک روایت مین ہے
کہ ایمان بڑہتا ہے گہٹتا نہین۔ حجت اُس شخص کی جو کہتا ہے کہ
نہ بڑہتا ہے نہ گہٹتا ہے یہ جو روایت کی ابو مطیع نے
حماد بن سلمہ سے اُسنے ابی المہزم سے اُسنے
ابو ہریرہ رضی سے کہ ایک گروہ بنی ثقیف کا طرف
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے آیا اور
اُنہون نے عرض کیا اسے نبی اللہ کیا ایمان بڑہتا
گہٹتا ہے فرمایا ایمان کامل ہے دل کے اندر اور
اُسکا بڑہنا گہٹنا پورا کفر ہے اور عوف بن عبد اللہ
سے مروی ہے کہ اُنہون نے کہا کہ مینے عمر بن عبد العزیز
سے سنا ہے کہ وہ منبر پر کہہ رہے تھے اگر یہ امر یون ہوتا
جیسے یہ لوگ شک کرنیوالے اور گمراہ کہتے ہین کہ تحقیق گناہ
ایمان کو گہٹاتے ہین تو شام کیوقت ایک ہم مین کا نجاتا ہوتا کہ
جسقدر ایمان چلا گیا ہے یعنی گہٹ گیا ہے وہ زیادہ ہے یا جو کچہ کہ باقی
رہا۔ اور اللہ تعالے کا یہ قول کہ (مومن بڑہتے ہین ایمان مین جو ایمان کے

قال اهل التفسير ليزدادوا يقيناً مع يقينهم
وقد ذكر الله الايمان فى كتابه على وجوه
وانما يعرف معانيه اهل التفسير وقال ابو مطيع
ايمان اهل السماء وايمان اهل الارض واحد
ليس فيه زيادة ولا نقصان وروى هشام
عن ابى يوسف رضا انه قال انا مؤمن حقا و
انا مؤمن عند الله ولا اقول ايمانى كايمان
جابرئيل عليه السلام وميكائيل وكان محمد
بن سفيان الثورى يقول انا مؤمن انشاء الله
ثم رجع وقال انا مؤمن وترك الاستثناء و
قال محمد بن الحسن اكره ان يقول الرجل ايمانى
كايمان جابرئيل وميكائيل ولا يقول ايمانى
كايمان ابى بكر وقال محمد بن الفضل سمعنا ابا
اسامة يقول الناس يقولون الايمان يزيد
وينقص كم يزيد وكم ينقص ده يازده دوازده
ايش هذا

باب اخر فى الايمان

قال الفقيه رحمه الله تكلم الناس فى الايمان
قال بعضهم الايمان قول وعمل وهو قول احمد
بن حنبل واسحق بن راهويه ومن تابعهما

اسکے معنی یہ کہ اہل تفسیر نے یہ کہے ہین کہ بڑہتے مین یقین مین
تحقیق ذکر کیا ہے اللہ نے ایمان کو اپنی کتاب مین بہت طرح سے اور
اسکے معانی کو اہل تفسیر سے بخوبی پہچانتے ہین اور کہا ابو مطیع نے
ایمان آسمان والونکا اور زمین والونکا ایک ہے اسمین کچھ زیادتی
کمی نہین ہے اور ہشام نے ابو یوسف سے روایت کی ہے
کہ انہون نے کہا کہ تحقیق مین مومن ہون اور مین مومن ہون
نزدیک اللہ کے اور مین نہین کہتا کہ میرا ایمان مثل ایمان جبرئیل
اور میکائیل کے ہے اور محمد بن سفیان ثوری کہتے تھے
کہ مین مومن ہون انشاء اللہ پہر رجوع کیا اور کہا کہ مین
مومن ہون اور انشاء اللہ کہنا چھوڑ دیا اور کہا محمد بن حسن نے
کہ مین ناپسند کرتا ہون یہ کہ آدمی کہے کہ میرا ایمان مثل ایمان
جبرئیل و میکائیل کے ہے اور نہ کہے کہ ایمان میرا مثل ایمان
ابوبکر کے ہے اور کہا محمد بن فضل نے کہ مینے ابو اسامہ سے سنا ہے
کہ وہ کہتے تہے کہ لوگ کہتے ہین کہ ایمان بڑہتا گھٹتا ہے بہلا کتنا بڑہیگا
اور کتنا گھٹیگا دس حصہ یا گیارہ یا بارہ یہ کیسی بات ہے
باب ہے بیچ اسکے عمل ایمان مین داخل ہین یا نہین کہا فقیہ رحمہ اللہ نے
کہ لوگ ایمان مین کلام کرتے ہین بعض کہتے ہین کہ ایمان
قول اور عمل ہے اور یہ قول احمد بن حنبل اور
اسحاق بن راہویہ اور انکے تابعین کا ہے

وقال بعضهم الايمان اقرار باللسان وهو
قول كرامية ابي عبد الله بن الكرام ومن تبعه
وقال بعضهم الايمان هو المعرفة بالقلب وهو
قول جهم بن صفوان ومن تابعه وقال بعضهم
هو اقرار باللسان وتصديق بالقلب والعمل
من شرايعه وهو قول ابي حنيفة واصحابه رحمهم
الله فاما من قال ان الايمان قول وعمل
فلان الله تعالى سمى الصلوة ايمانا وهو قول
الله تعالى وما كان الله ليضيع ايمانكم يعني
صلوتكم الى البيت المقدس فسمى الصلوة ايمانا
واما من قال الايمان قول فلان الله تعالى
قال فاثابهم الله بما قالوا جنت الاية ولان
النبي عليه الصلوة والسلام قال امرت ان
اقاتل الناس حتى يقولوا لا اله الا الله فاذا
قالوا عصموا مني دماءهم واموالهم الا
بحقها واما من قال ان الايمان المعرفة بالقلب
فلانه لو اعتقد بالكفر ولم يتكلم به فانه يصير
كافرا وكذلك اذا اعتقد الايمان ولم يتكلم
يصير مؤمنا واما من قال هو الاقرار باللسان

[illegible]

اور بعض کہتے ہیں کہ ایمان زبان سے اقرار کرنا ہے اور یہ قول
کرامیہ یعنی ابی عبد اللہ بن کرام اور اسکے تابعین کا ہے اور بعض
کہتے ہیں کہ ایمان دل کے ساتھ پہچاننا ہے اور یہ قول جہم بن صفوان
اور اسکے تابعین کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ایمان زبان سے
اقرار کرنا اور دل سے سچ جاننا ہے اور عمل شرائع
ایمان سے ہے اور یہ قول ابو حنیفہ اور انکے اصحاب رحمہم اللہ کا
ہے پس جس شخص نے کہا کہ تحقیق ایمان قول و عمل
ہے حجت اسکی یہ کہ حق تعالی نے نام رکھا نماز کا ایمان
تعبیر کیا ہے اس قول کا ترجمہ ہے اور نہیں ہے اللہ کہ ضائع کرے
ضائع کرے یعنی تمہاری نماز کو بیت المقدس کی طرف تو نماز کو
ایمان کہا اور جو شخص کہتا ہے کہ ایمان قول ہے تو اسکی یہ دلیل ہے
کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے پس بدلہ دیا انکو اللہ نے سبب انکے کہنے کے
بہشت اور اسلئے کہ تحقیق نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا مجھکو
حکم کیا گیا ہے کہ لڑوں میں لوگوں سے یہانتک کہ کہیں لا الہ الا اللہ پس جب
کہیں انہوں نے تو بچا لیا مجھ سے جانوں اور مالوں اپنے کو مگر حق کے
اور جو کہتا ہے کہ ایمان دل سے پہچاننا ہے تو اسلئے کہ اگر کوئی
اگر اعتقاد رکھے کفر کا اور زبان سے نہیں کہتا ہے تو کافر
ہو جاتا ہے اسی طرح جب ایمان کا اعتقاد رکھا تو مومن ہو جاتا
اور جو کہتا ہے کہ ایمان زبان سے اقرار کرنا

والتصديق بالقلب فلان جبرئیل علیه السلام
دخل علی النبی علیه السلام فسأله عن الایمان
فقال النبی علیه الصلوة والسلام الایمان
ان تؤمن بالله وملائکته وکتبه ورسله و
الیوم الآخر والقدر خیره وشره من الله
تعالی فقال له جبرئیل علیه السلام صدقت
وکان السائل جبرئیل علیه السلام والمجیب
النبی علیه السلام بمحضر من الصحابة واراد
به تعلیمهم واظهار الدین والشریعة ولان
الله تعالی قال قل یا اهل الکتاب تعالوا الی
کلمة سواء بیننا وبینکم فثبت انه یصیر مؤمنا
بالقول ثم القول لا یصح الا بتصدیق القلب
لان الله تعالی ذکر فی قصة المنافقین فقال
ومن الناس من یقول آمنا بالله وبالیوم
الآخر وما هم بمؤمنین فنفی عنهم الایمان
لانه لم یکن منهم مع القول تصدیق فاذا
وجد القول مع التصدیق صار مؤمنا وقال
محمد بن الفضل سمعت یحیی بن عیسی قال سمعت
سلم بن سالم یقول ما یسرنی ان القی الله تعالی

اور دل سے سچ جاننا ہے تو دلیل اسکی یہ ہے کہ جبرئیل علیہ السلام حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوے اور آپسے ایمان کو پوچھا
تو آپنے جواب دیا کہ ایمان یہ ہے کہ ایمان لاوے تو اللہ پر اور اسکے فرشتون
اور کتابون اور رسولون اور قیامت پر اور بھلائی بری
تقدیر پر کہ سب اللہ کیطرف سے ہے تو کہا جبرئیل علیہ السلام
نے سچ کہا تو نے اے محمد اور جبرئیل علیہ السلام سائل تھے
اور آپ جواب سب صحابہ کے سامنے دیتے جاتے تھے
اور آپکا ارادہ صحابہ کا سکھانا اور دین اور شریعت کا
ظاہر کرنا تھا اور اسلیے کہ تحقیق اللہ تعالی نے فرمایا ہے
جسکا ترجمہ یہ ہے (کہہ تو اے محمد اے اہل کتاب آؤ ایسی بات
کیطرف کہ ہمارے تمہارے درمیان برابر ہے) تو ثابت ہوا تحقیق کہ
وہ مومن ہوجاتا ہے کہنے سے پھر قول نہین صحیح ہوتا ہے مگر ساتھ
تصدیق دل کے اسلیے کہ اللہ تعالے نے منافقون کے قصہ مین فرمایا ہے
(اور بعض لوگو مین سے وہ ہین کہ کہتے ہین ایمان لائے ہم اللہ پر اور قیامت پر
اور وہ مومن نہین ہین) سو ایمان انمین نپایا گیا اسلیے کہ
انمین قول کے ساتھ تصدیق نہ تھی سو جب قول تصدیق کے ساتھ
پایا گیا تو مومن ہوگیا اور محمد بن فضل نے کہا کہ مینے یحیی
بن عیسے سے انہون نے سلم بن سالم سے سنا ہے کہ وہ
کہتے تھے کہ نہین خوش کرتا ہے مجھکو کہ ملون مین اللہ تعالی سے

وتعالى بعمل من مضى وعمل من بقى وانا اقول الايمان يزيد وينقص او قول وعمل

باب آخر فى الايمان

قال الفقيه رحمه الله اختلف الناس فى الايمان قال بعضهم هو مخلوق وقال بعضهم هو غير مخلوق فاما من قال بانه مخلوق فقد احتج بان الايمان هو الاقرار باللسان والتصديق بالقلب و الاقرار والتصديق من افعال العبد لان الاقرار فعل اللسان والتصديق فعل القلب والعبد مع جميع افعاله مخلوق لان الله تعالے قال والله خلقكم وما تعملون واما من قال انه غير مخلوق فقد احتج بان الايمان هو شهادة ان لا اله الا الله وقول لا اله الا الله كلام الله تعالى وكلام الله غير مخلوق فمن زعم ان الايمان مخلوق زعم ان القرآن مخلوق قال الفقيه رضى الله عنه والحاصل ان الاختلاف فى هذه المسئلة لا اختلاف فى الحاصل فى هذه المسئلة لان من قال انه مخلوق انما اراد به فعل العبد ولفظ لسانه

سارے عملوں اگلے اور پچھلے لوگوں کے اعمال میں کہ تو میں کہتا ہوں یہ بات کہ ایمان بڑھتا گھٹتا ہے یہ بات کہ ایمان قول اور عمل ہے باب

ایمان کے مخلوق اور قدیم ہونیکے بیان میں

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ اختلاف کیا ہے لوگوں نے ایمان کے باب میں بعض کہتے ہیں کہ وہ مخلوق ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ قدیم ہے تو جو کہتا ہے کہ مخلوق ہے تو وہ حجت پکڑتا ہے اسکی کہ ایمان زبان سے اقرار کرنا اور دل سے سچ جاننا ہے اور اقرار اور سچ جاننا بندہ کے فعل میں اسلیے کہ اقرار زبان کا فعل ہے اور سچ جاننا دل کا فعل ہے اور بندہ اور اسکے فعل سب مخلوق ہیں کیونکہ حق تعالی فرماتا ہے (اور اللہ نے تمکو پیدا کیا اور جو تم کرتے ہو) اور جو کہتا ہے کہ وہ قدیم ہے تو اسکی حجت یہ ہے کہ ایمان اس بات کی گواہی دینا ہے کہ کوئی معبود نہیں سوا اللہ کے اور قول لا الہ الا اللہ اللہ کا کلام ہے اور اللہ کا کلام قدیم ہے سو جس نے کہا کہ ایمان مخلوق ہے تو اسنے قرآن کو بھی مخلوق کہا کہا فقیہ رضی اللہ عنہ نے کہ حاصل اختلاف کا اس مسئلہ میں یہ ہے کہ جس نے کہا کہ وہ مخلوق ہے تو اس نے بندہ کا فعل اور اس کی زبان کا تحرک مراد لی ہے

وفعل العبد لا شك انه مخلوق عندهم جميعًا
ومن قال بانه غير مخلوق فانما اراد كلمة الشهادة
وكلمة الشهادة غير مخلوقة عندهم جميعا و
لا يصح هذا التاويل لان الايمان بالله و
بانبيائه وبكلمة الشهادة وما اشبه ذلك هو
الايمان فاذا كان هكذا فكيف يكون كلمة
الشهادة ايمانا هذا قول باطل لان كلمة الشهادة
كلام الله وكلام الله لا يكون ايمانا لانه هو
المؤمن به لا الايمان

باب القول في القرآن

قال الفقيه رحمه الله تكلم الناس
في القرآن قال بعضهم هو مخلوق وهو مكتوب
في المصاحف وهو قول البشر المريسي والحسن
البخاري ومن تابعهما وقال بعضهم هو غير
مخلوق وهو غير مكتوب في المصاحف وهو
قول محمد بن كرام وعبد الله بن سعيد الكلابي
ومن تابعهما وقال بعضهم هو وحيه وتنزيله
ولا نقول هو مخلوق ولا غير مخلوق وهو
قول جهم بن صفوان ومن تابعه وقال بعضهم
هو مكتوب في المصاحف محفوظ في القلب

اور قول بندہ کا بیشک سب کے نزدیک مخلوق ہے اور جسنے کہا
کہ وہ قدیم ہے تو اُسنے کلمہ شہادت مراد لی اور کلمہ
شہادت کا سب کے نزدیک قدیم ہے اور یہ تاویل صحیح
نہین ہے اسلیے کہ ایمان اللہ پر اور پیغمبرون پر اور
کلمہ شہادت پر اور مثل اسکے پر یہی ایمان ہے پس جبکہ
یہ ہوا تو کیسے ہوگا کہ کلمہ شہادت ایمان ہو جاوے
یہ قول باطل ہے کیونکہ کلمہ شہادت اللہ کا کلام ہے
اور اللہ کا کلام ایمان نہین ہوسکتا اسلیے کہ اُسپر یعنی کلمہ
ایمان لایا جاتا ہے کہ وہ ایمان ہے **باب قرآن کے مخلوق اور غیر مخلوق
ہونیکے بیان مین** کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ قرآن مین لوگون
نے کلام کیا ہے بعض کہتے ہین کہ وہ مخلوق ہے اور ورقون مین
لکھا ہوا ہے اور اسکے بشر مریسی اور حسن بخاری اور
اُنکے پیرو قایل ہین اور بعض کہتے ہین کہ وہ قدیم ہے
اور ورقون مین لکھا ہوا نہین اور اسکے قایل محمد بن کرام
اور عبد اللہ بن سعید کلابی اور اُنکے پیرو ہین اور
بعض کہتے ہین کہ وہ اللہ کی وحی اور اُسکا اُتارا ہوا
ہے اور نہین کہتے ہین کہ وہ مخلوق ہے یا غیر مخلوق ہے اور یہ
جہم بن صفوان اور اُسکے تابعین کا قول ہے اور بعض کہتے ہین
کہ ورقون مین لکھا ہوا دل مین یاد ہے

وهو غير مخلوق وهو قول ابراهيم بن يوسف
وشقيق الزاهد ومن تابعهما وهو قول
اهل السنة والجماعة وبه ناخذ فاما من قال
انه مخلوق ولان الله تعالى قال الله خالق
كل شئ وقال انا جعلناه قرآنا عربيا وقال
ما يأتيهم من ذكر من ربهم محدث واما
من قال انه غير مخلوق وهو غير مكتوب
فقد ذهب الى ما روى عن ابن عباس في
قوله تعالى قرآنا عربيا غير ذي عوج يعني
غير مخلوق وروى عن سفيان بن عيينة
انه قال في قول الله تعالى الا له الخلق والامر
قال الخلق هو الخلق والامر هو القرآن وهو
غير مخلوق ولا باين منه وروى محمد بن
ابي بكر المدايني عن عبد الله بن محمد بن جعفر
بن احمد بن الازهر قال سمعت ابا بكر محمد بن
عسكر ببغداد قال القرآن كلام الله غير مخلوق
فمن قال القرآن مخلوق فهو كافر بالله ومن
قال باللفظ ووقف فهو جهمي ومن وقف
فهو شر الثلثة وروى عن سفيان الثوري

اور قدیم ہے اور اسکے قائل ابراہیم بن یوسف اور شقیق زاہد
اور اُنکے پیرو ہیں اور یہی قول اہل سنت جماعت
کا ہے اور اسیکو ہم لیتے ہیں سو جو کوئی کہتا ہے کہ
قرآن مخلوق ہے اسکی یہ حجت ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے (اللہ پیدا کرنیوالا
ہے سب چیز کا) اور فرمایا ہے (تحقیق کیا ہمنے اسکو یعنی قرآن کو
قرآن عربی) اور فرمایا ہے (اور نہیں آتا ہے اُنکے پاس کوئی نیا ذکر انکے
پروردگار کیطرف سے) اور جو شخص کہتا ہے کہ وہ قدیم اور غیر مکتوب ہے
تو وہ اُس قول کیطرف گیا ہے جو ابن عباس سے اس آیت کے
معنوں میں مروی ہے (قرآن عربی بے کجی کا) یعنی قدیم اور
سفیان بن عیینہ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کے
اس قول کے معنی (الا له الخلق والامر) یہ بیان کیے ہیں کہ خلق سے مراد
مخلوق ہے اور امر سے قرآن اور وہ قدیم ہے اور محمد بن
ابی بکر مداینی عبد اللہ بن محمد بن جعفر بن احمد بن
ازہر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابوبکر بن
محمد بن عسکر سے بغداد میں سنا ہے کہ اُنہوں نے کہا
کہ قرآن کلام اللہ کا قدیم ہے سو جسنے کہا کہ قرآن مخلوق
ہے وہ کافر ہے اور جو کہتا ہے کہ لفظ ہے اور توقف
کیا تو وہ جہمی ہے اور جسنے توقف کیا تو وہ
بدتر ہے پہلے دو سے اور سفیان ثوری سے مروی ہے

انه قال من قال ان القرآن مخلوق فهو كافر
وروى عن عبد الله بن المبارك انه قال من
قال القرآن مخلوق فهو كافر وروى عن مالك
بن انس ان رجلا سأله عمن قال القرآن
مخلوق فقال هو كافر فاقتلوه وروى عن
النبي عليه الصلوة والسلام انه كان يقول
اعوذ بكلمات الله التامات كلها وقد نهى
عن الاستعاذة بغير الله فلما استعاذ
بكلام الله تعالى ثبت انه غير مخلوق ولان
الاستعاذة بغير الله لا يغني عن شئ وروى
عن ابن عباس انه قال ان الله تبارك وتعالى
اول شئ خلق القلم قبل كل شئ فلو كان كلامه
مخلوقا لقال ابن عباس اول شئ خلق القرآن
لانه خلق الاشياء بقوله كن قال الفقيه رضي
الله عنه ترك المنازعة والخوض في هذه
المسئلة ونحوها افضل من غير ان يقول
بالخلق وبالوقف فان الجدال والخصومة في
امره صعب فالسكوت عنه اسلم للدنيا
والامر الآخرة +

کہ وہ کہتے ہین جو کہتا ہے کہ قرآن مخلوق ہے وہ کافر ہے اور
عبد اللہ بن مبارک سے مروی ہے کہ انہون نے کہا کہ جو قرآن کو
مخلوق کہتا ہے وہ کافر ہے اور مالک بن انس سے مروی ہے کہ
اُنسے ایک شخص نے اُسکا حال پوچھا جو قرآن کو مخلوق کہتا ہے تو
انہون نے کہا وہ کافر ہے اُسکو قتل کرو اور نبی علیہ السلام سے مروی ہے کہ
آپ فرماتے تھے پناہ مانگتا ہون مین ساتھ جمیع کلمات اللہ کے
جو کامل ہین اور تحقیق سوائے اللہ کے اور سے استعاذہ کرنا منع ہے
سو جب آپنے استعاذہ کلام اللہ کے ساتھ کیا تو ثابت ہوا
کہ وہ قدیم ہے اور اسلیے کہ سوائے اللہ کے اور کے ساتھ پناہ
مانگنا کچھ کام نہین آتا اور ابن عباس سے مروی ہے کہ وہ کہتے
ہین کہ سب سے پہلے اللہ تعالے نے قلم پیدا کیا سو اگر اللہ کا کلام
مخلوق ہوتا تو ابن عباس یہ کہتے کہ سب چیزون سے پہلے
خدا نے قرآن کو پیدا کیا اسلیے کہ حق تعالے نے سب چیزون
کو کن کے کلمہ سے پیدا کیا ہے کہا فقیہ رضی اللہ عنہ نے اس مسئلہ
اور مثل اسکے مین جھگڑا اور بحث نکرنا افضل ہے نہ یہ کہ کہے
مخلوق ہے یا توقف کرے تحقیق لڑنا جھگڑنا اس امر مین
بہت سخت ہے تو چپ رہنا اُس مین بہت عمدہ ہے
دنیا اور آخرت مین

+

باب الكلام في الرؤية

قال الفقيه رضي الله عنه تكلم الناس في الرؤية
قال بعضهم لا يرى الباري سبحانه لا في الدنيا
ولا في الآخرة وقال بعضهم يراه اهل الجنة
في الآخرة بغير كيف ولا تشبيه كما انهم عرفوه
في الدنيا بغير تشبيه وكيف فكذلك اهل الجنة
يرونه بغير تشبيه ولا كيف كما يشاء سبحانه
فاما من قال انه لا يرى ذهب الى قوله
تعالى لا تدركه الابصار وقال الله تعالى
لموسى عليه السلام حيث قال رب ارني انظر
اليك قال لن تراني ولفظة لن يقتضي الابد
اما من قال بالرؤية احتج بقوله تعالى وجوه
يومئذ ناضرة الى ربها ناظرة وقال في موضع
آخر للذين احسنوا الحسنى وزيادة قال ابن
عباس رضي الله عنه الزيادة النظر الى وجه
الله تعالى وقال في آية اخرى كلا انهم عن
ربهم يومئذ لمحجوبون وروى جرير بن عبد الله
البجلي عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال
انكم سترون ربكم كما ترون القمر ليلة البدر

باب اللہ کے دیدار کے بیان مین

کہا فقیہ رضی اللہ عنہ نے کہ لوگون نے دیدار کے باب مین کلام کیا ہے
بعض کہتے ہین کہ اللہ پاک کو نہ دنیا مین دیکھہ سکتے ہین نہ آخرت مین
اور بعض کہتے ہین کہ اسکو بہشتی قیامت کے دن بے کیف اور بے
تشبیہ کے دیکھینگے جیسے وہ دنیا مین بے کیف و تشبیہ پہچانتے
ہین سو ایسے ہی اہل جنت خدا کو بے کیف و تشبیہ دیکھینگے
جیسے اللہ پاک چاہیگا اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ خدا کا دیدار
نہ ہوگا تو وہ اللہ کے اس قول کی حجت پکڑتا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے
(اسکو آنکھین نہین دیکھہ سکتین) اور حقتعالی نے حضرت موسی
کو فرمایا جبکہ موسی نے کہا (ای رب مجھکو دکھا کہ مین تجھکو دیکھون)
تو کہا تو مجھکو نہ دیکھہ سکیگا) اور لن کا لفظ ہمیشہ کو مقتضی ہے
اور جو شخص دیدار کا قائل ہے تو اسکی حجت اللہ تعالے کا یہ قول ہے
(بہت منہ اسدن تروتازہ ہونگے اپنے رب کے طرف دیکھتے ہونگے)
اور اور جگہہ فرمایا ہے (جن لوگون نے اچھے کام کئے انکے لئے نیکی ہے
اور زیادتی) ابن عباس کہتے ہین کہ زیادتی سے مراد اللہ تعالے کا
دیکھنا ہے اور ایک اور آیت مین فرمایا ہے (قسم حق کی تحقیق وہ
کفار اپنے پروردگار سے اسدن پردہ مین رہینگے) اور جریر بن عبداللہ
بجلی نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا
تحقیق تم اپنے رب کو ایسا دیکھوگے جیسے چودھوین رات کے چاند کو دیکھتے ہو

لا تماروُن ولا تضامون فی رویته فان استطعتم
ان لا تغلبوا عن صلوٰة قبل طلوع الشمس وقبل
غروبها فافعلوا ثم تلا قوله تعالی فسبح بحمد
ربك قبل طلوع الشمس وقبل غروبها قال
الفقیه رحمه الله سمعت محمد بن الفضل یقول
سمعت فارس بن مردویة قال علی بن عاصم
اجتمع اهل السنة والجماعة ان الله تعالی لم یره
احد من خلقه فی الدنیا وان اهل الجنة یرونه
فی الاخرة اللهم ارزقنا **باب القول فی**
الصحابة قال الفقیه رحمه الله ینبغی للعاقل
ان یحسن القول فی الصحابة ولا یذکر احدا
منهم لسوءٍ لیسلم دینه وروی عبد الله بن مغفل
عن رسول الله علیه الصلوٰة والسلام انه قال
اتقوا الله فی اصحابی لا تتخذوهم غرضا فمن
احبهم فبحبی احبهم ومن ابغضهم فببغضی
ابغضهم ومن اذاهم فقد اذانی ومن اذانی
فقد اذی الله فیوشك ان یاخذه وعن
ابن مسعود عن النبی علیه الصلوٰة والسلام
انه قال اذا ذکروا القدر فامسکوا واذا ذکروا

اور تمکو کچھہ شک نہین ہوتا اور نہ کوئی آڑ ہے اُسکی یعنی چاند
کے دیکھنے مین فرمایا اگر تمسے ہوسکے کہ صبح شام کی نماز مین
غفلت نکرو تو یہ کام ضرور کرو پھر آپنے یہ آیت پڑھی جسکا ترجمہ
یہہ ہے پس پاکی بیان کر اپنے رب کی تعریف کے ساتھہ سورج نکلنے
اور ڈوبنے سے پہلے کہا فقیہ رحمہ اللہ نے مین نے محمد بن فضل سے اور
اُنہوننے فارس بن مردویہ سے سُنا ہے کہ علی بن عاصم نے کہا
کہ اہل سُنت وجماعت کا اِس امر مین اتفاق ہے کہ اللہ تعالے کو
دنیا مین کوئی نہین دیکھیگا اور بیشک بہشتی اُسکو قیامت مین
دیکھینگے یا اللہ ہمکو نصیب کر **باب صحابہ رضی اللہ**
عنہم کے بیان مین کہا فقیہ رحمہ اللہ نے عقلمند کو چاہیے کہ
صحابہ کرام کے حق مین اچھی بات کہے اور اُنمین سے کسیکا ذکر
برائی کے ساتھہ نکرے تاکہ اُسکا دین بچا رہے اور عبد اللہ بن
مغفل آنحضرت صلعم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا ہے
کہ میرے صحابہ کے باب مین اللہ سے ڈرو اور نہ بناؤ اُنکو نشانہ برائی کا
اور جو اُنکو دوست رکھیگا تو مجھے بھی دوست رکھیگا اور جو اُنسے
اُنکو دشمن جانیگا مجھی بھی دشمن جانیگا اور جسنے اُنکو ستایا مجھکو
ستایا اور جسنے مجھکو ستایا اُسنے خدا کو ستایا اور جسنے خدا کو ستایا
تو قریب ہے کہ خدا اُسکو پکڑے اور ابن مسعود نبی صلعم سے روایت کرتے
ہین کہ آپنے فرمایا کہ جب تقدیر کا ذکر آوے تو چپ ہو اور جب راوُن کا

النجوم فامسكوا واذا ذكروا اصحابي فامسكوا
وروی عن علی بن ابی طالب انه قال علی
المنبر خیر هذه الامة بعد نبینا ابو بکر
وخیرها بعد ابی بکر عمر ثم قال والله لو شاء
لسمیت الثالث قال انما عنی به عثمان وقال
بعضهم انما عنی به نفسه وقال محمد بن الفضل
اجمعوا علی ان خیر هذه الامة بعد نبینا
ابو بکر ثم عمر واختلفوا فی عثمان وعلی فنحن
نقول عثمان ثم علی ثم اصحاب النبی علیه
السلام کلهم خیار صالحون لا نذکر احدا
منهم الا بخیر وروی عن ابراهیم النخعی انه
سئل عن القتال الذی وقع بین الصحابة فقال
ابراهیم تلک دماء قد سلمت اید ینا منها
فلا نلطخ بها السنتنا وروی ابو هریرة عن النبی
علیه الصلوة والسلام انه قال لا یجتمع حب
هؤلاء الاربعة الا فی قلب مؤمن ابی بکر و
عمر وعثمان وعلی رضوان الله علیهم اجمعین
وروی ابو اسحاق الهمدانی عن رفیع عن علی قال
سمعت رسول الله علیه الصلوة والسلام

ذکر آدمی تو چپکے رہو اور جب میرے یارونکا ذکر آدمی تو چپ رہو یعنی
اُن سب کے حقیقت اور ماہیت مین نہ پڑو اور علی بن ابیطالب سے مروی
ہے کہ اُنہون نے منبر پر فرمایا کہ بعد نبی صاحب کے اس امت مین ابوبکر
سب سے بہتر ہے اور بعد ابوبکر کے ساری امت مین عمر بہتر ہے پھر
فرمایا قسم ہے اللہ کے اگر چاہون تو تیسرے کا نام بھی بتا سکتا ہون
بعض کہتے ہین کہ اُس تیسرے سے مُراد حضرت عثمان ہے اور بعض کہتے
ہین کہ حضرت علی اپنی ذات سے مراد رکھتے تھے اور محمد بن فضل کہتے
ہین کہ اسپر سبکا اتفاق ہے کہ اس امت مین بعد آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کے ابوبکر رض بہتر ہین پھر عمرؓ اور درباره عثمان اور علی کے
اختلاف ہے سو ہم کہتے ہین کہ پھر عثمان پھر علی اور پیغمبر صاحب کے
سب اصحاب اچھے اور نیک ہین اور ہم سبکو اچھا کہتے ہین اور ابراہیم
نخعی سے مروی ہے کہ اُنسے لوگون نے صحابہ کی لڑائیون کے باب مین
پوچھا تو اُنہون نے جواب دیا کہ اِن خونون سے ہمارا ہاتھ بچ رہا ہے
اب ہم اپنی زبانونکو نہین آلودہ کرتے اور ابوہریرہ نبی علیہ
الصلوة والسلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا کہ اِن چارونکی محبت
سوا مومن کے کسی کے دل مین جمع نہین ہوتی یعنی ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی کی
رضی اللہ عنہم اجمعین کے اور روایت کی ابو اسحاق ہمدانی نے رفیع
سے اُسنے حضرت علی رض سے کہا کہ سُنا مین نے رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے

انه قال ان الله امرنی ان اتخذ ابابکر ولیا و
عمر مشیرا و عثمان مسندا و علیا ظهیرا و
قال هم اربعة اخذ الله میثاقهم فی ام الکتاب
الاول لا یحبهم الا مؤمن تقی ولا یبغضهم الا
فاجر فهم خلائف نبوتی وعقد دینی وعصمة
امتی ومعدن حکمتی فلا تقاطعوا ولا تحاسدوا
وروی ابو الزبیر عن جابر بن عبد الله عن
النبی علیه الصلوٰة والسلام انه قال ابو بکر
وزیری والقائم فی امتی من بعدی وعمر حبیبی
وعثمان ختنی وعلی اخی وصاحب لوائی وروی
محمد بن جبیر عن ابیه جبیر بن مطعم ان امرأة
اتت رسول الله صلی الله علیه وسلم وامرها بامر
فقالت ارأیت ان لم اجدک فقال ان لم
تجدینی فاتی ابابکر وروی عن ابی عصمة نوح
بن ابی مریم قال سالت اباحنیفة رضی الله
عنه فقلت من اهل السنة والجماعة فقال
من فضل ابابکر وعمر واحب عثمان وعلیا و
رای المسح علی الخفین ولا یکفر احدا بذنب ولا
ینطق بشیء فی الله ولا یحرم نبیذ التمر +

کہ آپ نے فرمایا کہ مجھکو اللہ نے حکم دیا ہے کہ ابو بکر کو دوست اور عمر کو
مشیر اور عثمان کو تکیہ گاہ اور علی کو اپنا پشت پناہ بناؤن اور فرمایا
کہ یہی چار ہین کہ جنسے حقتعالی نے ام الکتاب مین اقرار لیا ہے سو جو
مؤمن متقی ہے تو انکو دوست رکھیگا اور جو بدکار بدبخت ہی انکو
دشمن رکھیگا اور میری نبوت کے خلیفہ ہین اور میرے دین کے قوت بازو
ہین اور میری امت کے لیے بچاؤ ہین اور میری حکمت کے معدن ہین
سو انسی مت قطع کرو اور انسی مت حسد کرو اور ابو زبیر جابر بن
عبد اللہ سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے
فرمایا کہ ابو بکر میرا وزیر اور میرے بعد میری امت کا سنبھالنے والا ہے
اور عمر میرا دوست ہے اور عثمان میرا داماد ہے اور علی میرا بھائی ہے
اور جھنڈے کا مالک ہے اور محمد بن جبیر اپنے باپ جبیر بن مطعم سے
روایت کرتے ہین کہ ایک عورت آپکی خدمت مین حاضر ہوئی اور
آپنے کسی امر مین اسکو حکم فرمایا تو اس عورت نے عرض کیا اگر
آپکو مین نپاؤن تو آپنے فرمایا کہ اگر تو مجھکو نپاوے تو ابو بکر کے
پاس آئیو اور نوح ابن مریم سی مروی ہے کہ مینے ابو حنیفہ رضی اللہ
عنہ سے پوچھا کہ اہل سنت وجماعت کون ہین تو انہون نے جواب
دیا کہ جو ابو بکر اور عمر کو افضل جانے اور عثمان اور علی کو دوست رکھے
اور موزون پر مسح کو جایز رکھے اور کسیکو بوجہ گناہ کے کافر نکہے اور
امور الٰہی مین کچھ نبولے اور نبیذ تمر کو حرام نکہے +

باب الكلام في القدر

قال الفقيه رضي الله عنه ان استطعت ان لا تخاصم في مسئلة القدر فافعل فانه نهى عن الخوض فيها وروى عبد الله بن مسعود عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال اذا ذكر القدر فامسكوا واذا ذكر النجوم فامسكوا واذا ذكر اصحابي فامسكوا وذكر في الخبر ان عزيرا النبي عليه الصلوة والسلام سال ربه عن القدر فقال يارب انك قدرت الخير والشر وتعاقبهم على الشر ان فعلوا فاوحى الله تعالى اليه يا عزير لا تسالني عن هذه المسئلة فانك ان تسالني عنها بعد ما نهيتك عن ذلك لمحوت اسمك عن ديوان الانبياء وقد جاءت الآثار عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال ان القدر خيره وشره من الله تعالى وروى عبد الله بن عمر ان النبي عليه السلام حين ساله جبرئيل عليه السلام عن الايمان فقال ان تؤمن بالله وملائكته وكتبه ورسله واليوم الآخر والقدر خيره وشره من الله تعالى والبعث بعد الموت

باب تقدیر کے بیان مین

کہا فقیہ رحمہ الله نے اگر تجھسے ہوسکے تو تقدیر کے مسئلہ مین مت جھگڑ کیونکہ اسمین بحث کرنا منع ہے اور عبد الله بن مسعود نبی علیہ الصلوة والسلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا ہے کہ جب تقدیر کا کوئی ذکر کرے تو چپ ہو رہو اور جب کوئی تارون کا ذکر کرے تو چپ ہو رہو اور جب کوئی یارونکا ذکر کرے تو چپ ہو رہو یعنی ان تینون چیزونمین بحث نکرو اور حدیث مین آیا ہے کہ حضرت عزیر علیہ السلام نے جناب باری سے تقدیر کے باب مین سوال کی اور عرض کیا کہ ای پروردگار میرے نیکی اور بدی کا اندازہ تو نے کیا ہے اور بدی پر جو لوگ کرتے ہین تو عذاب کریگا تو حق تعالی نے عزیر کی طرف وحی بھیجی کہ ای عزیر اس مسئلہ مین تو مجھسے مت پوچھ سو اگر اس بارہ مین بعد منع کرنیکی مجھسے پوچھیگا تو مین تیرا نام نبیون کے دفتر مین سے مٹا دونگا اور بہت روایتین نبی علیہ الصلوة والسلام سے آئی ہین کہ آپنے فرمایا ہے کہ بیشک نیکی اور بدی کا اندازہ الله کی طرف سے ہے اور عبد الله ابن عمر روایت کرتے ہین کہ تحقیق نبی علیہ الصلوة والسلام سے جب جبرئیل نے ایمان کی نسبت سوال کیا تو آپنے فرمایا کہ ایمان لایا مین الله پر اور اُسکے فرشتون اور کتابون اور رسولون اور قیامت پر اور بھلے برے تقدیر پر کہ الله کیطرف سے ہے اور مرنیکے بعد اُٹھنا ہے

وروی عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده قال بینما
نحن جلوس عند رسول الله علیه الصلوة والسلام
اذا اقبل ابو بکر وعمر فی قوم من الناس فلما دنوا سلموا علی رسول الله
صلعم فقال بعض القوم یا رسول الله قال ابو بکر الحسنات من الله
والسیئات منا وقال عمر الحسنات والسیئات کلها من الله
تعالی فتابع بعض القوم ابا بکر وبعض القوم عمر فقال النبی
علیه الصلوة والسلام سأقضی بینکما بما قضی به اسرافیل بین
جبرئیل ومیکائیل اما جبرئیل فقال مثل
مقالتک یا عمر واما میکائیل فقال مثل مقالتک
یا ابا بکر فقال جبرئیل علیه السلام مختلفا اهل السماء
واذا اختلف اهل السماء اختلف اهل الارض
فهلم نتحاکم الی اسرافیل فقصا علیه القصة
فقضی بینهما ان القدر خیره وشره من الله
تعالی فقال رسول الله علیه الصلوة والسلام
هذا قضائی بینکما ثم قال رسول الله علیه
الصلوة والسلام یا ابا بکر لو شاء الله تعالی
ان لا یعصی فی ارضه لم یخلق ابلیس لعنه الله

باب الرفض

قال ابو اللیث رحمه الله
روی عن علی بن ابی طالب رضی الله عنه انه

اور عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہین
کہ ہم آنحضرت صلعم کی خدمت مین بیٹھے تھے سو ابوبکر اور عمر کچھ لوگون
کے ساتھ آئے اور جب پاس آئے تو سب نے آنحضرت صلعم پر سلام کیا تو
بعض لوگون نے کہا یا رسول اللہ کہا ابوبکر نے نیکیان اللہ کی طرف
سے ہین اور برائیان ہماری طرف سے اور عمر نے کہا کہ بھلائیان
اور برائیان سب اللہ کی طرف سے ہین سو بعض لوگون نے تو حضرت
ابوبکرؓ کی پیروی کی اور بعض لوگون نے حضرت عمر کی تو آپ نے
فرمایا کہ مین تمہارا فیصلہ کرونگا جیسے اسرافیل نے جبرئیل اور
میکائیل کا فیصلہ کیا سو جبرئیل نے تو ایسا کہا جیسا تو نے ای عمر
اور میکائیل نے ایسا کہا جیسا تو نے ای ابوبکر تو جبرئیل نے کہا کہ
آسمان والے اختلاف مین پڑے ہوے ہین اور جب آسمان والون نے
اختلاف کیا تو زمین والے بھی اختلاف کرینگے تو آؤ فیصلہ اسرافیل
کے پاس لیچلین اور جبرئیل اور میکائیل نے اسرافیل سے سارا قصہ
بیان کیا تو اسرافیل نے اُن دونون کا یہ فیصلہ کیا کہ بھلائی اور
برائی کا اندازہ اللہ کی طرف سے ہے پھر آنحضرت صلعم نے فرمایا یہی
فیصلہ میرا ہے تم دونون کے درمیان پھر رسول اللہ صلعم نے فرمایا
کہ ای ابوبکر اگر اللہ چاہتا کہ کوئی زمین پر نافرمانی نکرے تو
ابلیس ملعون کو نہ پیدا کرتا

باب رافضیون کے بیان مین

کہا فقیہ ابو اللیث رحمہ نے حضرت علی رضہ سے مروی ہے کہ

قال يهلك فيّ اثنان محب مفرط ومبغض مفرط
وقال علي ابن ابي طالب كرم الله وجهه يخرج في
آخر الزمان قوم ينتحلون شيعتنا وليسوا من
شيعتنا لهم اسم يقال لهم الرافضة فاذا لقيتموهم
فاقتلوهم فانهم مشركون وروى ميمون بن
مهران عن ابن عباس عن النبي عليه الصلوٰة و
السلام انه قال يكون في آخر الزمان قوم يسمون
الرافضة يرفضون الاسلام ويلفظونه فاقتلوهم
فانهم مشركون ويقال ان هارون الرشيد
قتلهم بهذا الحديث وقال عامر الشعبي الرفضة
سلم الزنادقة فما رأيت رافضيا الا ورأيته
زنديقا وقال ايضا ان من شتم هؤلاء فهو
كافر ومن ابغضهم فهو رافضي

باب من حضر العشاء واقيمت الصلوٰة

قال الفقيه رحمه الله اذا وضع الرجل بين يدي
الطعام فاقيمت الصلوٰة فلا بأس بان يفرغ
من الطعام ثم يصلي اذا كان لا يخاف فوت
الوقت لانه لو قام الى الصلوٰة بعد ما اخذ
الى الطعام قبل ان يأكل يكون قلبه مشغولا

دو شخص ہلاک ہونگے مین دوست حد سے بڑہنے والا اور دشمن حد سے
بڑہنے والا اور کہا حضرت علی نے کہ آخر زمانہ مین ایک قوم نکلیگی
اور وہ منسوب ہونگی طرف شیعہ یعنی گروہ ہمارے کے اور وہ ہمارے
گروہ مین نہین انکا ایک نام ہے کہ انکو رافضی کہینگے سو جب انکو
دیکہو تو مار ڈالیو بیشک وہ مشرک ہین اور میمون بن مہران
ابن عباس رضی سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روایت کرتے
ہین کہ آپنے فرمایا کہ آخر زمانہ مین ایک قوم ہوگی کہ انکا نام رافضی
ہوگا اسلام کو وہ چھوڑ دینگے اور اسکو پہینکدینگے سو انکو مار ڈالیو
بیشک وہ مشرک ہین اور کہتے ہین کہ ہارون رشید نے اس حدیث
کے موافق انکو قتل کیا اور عامر شعبی کہتے ہین کہ رافضی لوگ
زندقہ کی سیڑہی ہین سو مینے جس رافضی کو دیکہا زندیق دیکہا
اور یہ بھی کہا ہے کہ جسنے گالی دی ان لوگونکو یعنی صحابہ کو وہ
کافر ہے اور جسنے انسے بغض رکہا وہ رافضی ہے

باب اس بیان مین کہ نماز عشا کے وقت اگر کہانا حاضر ہو تو کیا کرے

کہا فقیہ رحمہ نے کہ جب آدمی کے سامنے کہانا رکہا جاوے اور نماز
کی تکبیر ہو جاوے تو کہانے سے فارغ ہونے مین کچہ ڈر نہین پہر
نماز پڑہ لے جبکہ وقت جاتے رہنے کا خوف نہو اسلئے کہ اگر نماز کے
لیے کہڑا ہوا بعد کہانا شروع کرنیکے پہلے اس کے کہ کہاوے تو اسکا
دل کہانے مین مشغول رہیگا

فلو كان في الطعام وقلبه مشغولا في الصلوة
خير من ان يكون في الصلوة وقلبه في الطعام
وروى عن ابن عباس رضي الله عنه انه حضرته الصلوة
واحضر العشاء فقال نبدأ بالنفس اللوامة
وروى نافع عن ابن عمر عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال اذا كان احدكم على طعام
فلا يعجلن حتى يقضي حاجته منها وان اقيمت
الصلوة وروى عن عبد الله بن الارقم
عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال اذا
حضرت احدكم الصلوة وحضر الغائط فابدأوا بالغائط
وروى عن النبي عليه الصلوة والسلام انه
قال لا يصلي احدكم وهو ناشب وزنا يعني
به بولا والمعنى في ذلك ان قلبه يكون مشغولا
في الصلوة

باب كراهة الدخول على اهله من السفر

قال الفقيه
رضي الله عنه واذا رجع الرجل من سفره
فانه يستحب له ان يدخل على اهله النهار
ولا ينبغي ان ياتيهم ليلا في حال غفلتهم
وروى جابر بن عبد الله عن النبي عليه الصلوة

سو اگر کہانی مین ہو اور دل اُسکا نماز کیطرف مشغول ہے تو بہتر ہے اس سے
کہ نماز مین ہو اور دل اُسکا کہانے مین ہو اور ابن عباس رضی
سے مروی ہے کہ نماز کا وقت بہی موجود تہا اور کہانا بہی تو انہون نے
کہا کہ نفس کی طرف سے شروع کیا جاوے یعنی اول کہانا کہالین
اور نافع ابن عمر سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے
ہین کہ آپنے فرمایا ہے کہ جب تم مین سے کوئی کہانے پر ہو تو جلدی
نکرے تبتک کہ اُس سے فارغ نہولے اور اگرچہ نماز کی تکبیر ہوجاوے
اور عبد اللہ ابن ارقم نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کرتے
ہین کہ آپنے فرمایا کہ جب تمکو نماز کا وقت بہی آجاوے اور پاخانہ
کی حاجت بہی ہو تو پہلے پاخانہ جاؤ اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام
سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا ہے کہ تم مین سے کوئی نماز نہ پڑہے
جب پیشاب کا بہت زور ہو اور مقصود ان سب حدیثون سے یہ ہے کہ
دل نماز ہی کیطرف مشغول رہے

باب سفر سے اپنے گہر مین رات کو نہ آنے کا

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے
کہ جسوقت آدمی سفر سے لوٹے تو اُسکو مستحب ہے کہ اپنے
گہر مین دن کے وقت آوے اور رات کے وقت آنا نچاہیے
کہ گہر والے غفلت مین ہون اور جابر بن عبد اللہ نبی
علیہ الصلوۃ والسلام سے
روایت کرتے ہین

والسلام انه قال اذا جاء احدكم من الغيبة فلا يطرق اهله ليلا وروى في خبر آخر ان النبي عليه الصلوة والسلام رجع من غزاة له فقال لاصحابه لا يطرق احدكم على اهله ليلا فطرق اثنان فوجد كل رجل مع امراته رجلا والنهي نهي استحباب دون نهي التحريم فالافضل ان يعلم اهله حتى يتهيأ له وان لم يعلمهم ودخل بغير علمهم فقد ترك السنة ولا يكون حراما

باب الصلوة في رحله عند المطر

قال الفقيه رحمه الله اذا كان الرجل منزله بعيدا من المسجد فخاف على نفسه عند انتشار المطر ومجيئه الى المسجد ويخاف على ثيابه الفساد فلا بأس ان يصلي في بيته وقد جاء في ذلك رخصة وهو ما روي عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال اذا ابتلت النعال فالصلوة في الرحال وانما رخصوا في ذلك لان نعالهم كانت عربية فلو خرجوا بالمطر لفسدت نعالهم وكانت ثيابهم قليلة فربما يؤذيهم البرد

آپ نے فرمایا کہ جس وقت تم میں سے کوئی سفر سے آوے تو رات کو اپنے گھر میں نہ آوے اور دوسری حدیث میں ہے کہ آپ ایک غزوہ سے لوٹے ہوئے آتے تھے تو آپ نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ رات کو اپنے گھر میں نہ داخل ہو سو دو شخص رات کو چلے آئے تو ہر دو نے اپنی بی بی کے پاس ایک شخص کو پایا اور یہ نہی استحبابی ہے حرام نہیں ہے سو افضل یہ ہے کہ اپنے گھر میں خبر کر دے تو سب درست ہو رہیں اور اگر بے خبر کئے اور اُنکی بے خبری میں آ گیا تو تحقیق اُس نے سنت کو ترک کیا اور حرام نہیں ہے

باب مینہ کے وقت گھر میں نماز پڑھ لینے کا

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے جبکہ کسی شخص کا گھر مسجد سے دور ہو اور مینہ برستے وقت مسجد کی طرف جانے سے اپنی جان پر ضرر پہونچنے کا خوف ہے سو اسے گھر میں نماز پڑھ لینے میں کچھ ڈر نہیں اور تحقیق اِس بارہ میں رخصت آئی ہے جو نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا جب جوتیاں تر ہو جائیں تو نماز گھر میں پڑھ لے اور اسمیں اُنکو رخصت اس واسطے ملی کہ اُنکی جوتیاں عربی تھیں اگر وہ مینہ میں نکلتے تو اُنکی جوتیاں بگڑ جاتیں اور اُنکے پاس کپڑے تھوڑے تھے تو بسا اوقات اُنکو سردی ستاتی

رخص لهم الصلوة في البيوت وروى عن ابن
عباس رضى الله عنه ان مؤذنه كان يؤذن
في يوم مطر فقال له قل في اذانك الصلوة في
الرحال ففعل فجعل الناس ينظرون اليه فقال
هكذا فعل رسول الله صلى الله عليه وسلم و
روى نافع عن ابن عمر ان رسول الله عليه الصلوة
والسلام كان اذا وجد البرد الشديد في
السفر او المطر صلى في رحله وامر المؤذنين ان يؤذنوا
بالصلوة ويقولوا في آخر ذلك الصلوة في
الرحال في الليلة المطيرة **باب كراهة
الجرس** روى ابن عمر عن ام حبيبة عن
النبي عليه الصلوة والسلام قال العير التي
فيها الجرس لا تصحبها الملائكة وروى خالد
بن معدان ان النبي عليه الصلوة والسلام
راى راحلة عليها جرس فقال تلك مطية
الشيطان وروى عن عائشة ان امرأة دخلت
عليها ومعها صبي على رجليه جلاجل فقالت
اخرجوا منفر الملائكة فاخرجت وروى عامر
بن عبد الله عن امرأة يقال لها ريحانة قالت

انکو اپنی اپنی گہر مین نماز پڑھ لینے کی رخصت دی گئی اور ابن
عباس رض سے مروی ہے کہ انکا مؤذن مینہ برسنے مین ایکدن
اذان کہہ رہا تہا تو آپنے فرمایا کہ اذان مین کہدے کہ گہرون
مین نماز پڑہ لو سو مؤذن نے ایسا ہی کیا لوگ انکی طرف دیکہنے لگے
انہون نے کہا پیغمبر صاحب کا حکم ایسا ہی ہے، اور نافع ابن عمر رض
سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سردی
سخت دیکہتے تہے یا مینہ برستا ہوتا تہا تو اپنے گہر مین نماز
پڑہ لیا کرتے تہے اور مؤذنونکو حکم دیتے تہے کہ نماز کیلیے
اذانین کہین اور آخر اذان مین یہ بات کہدین کہ نماز گہر مین
پڑہ لو مینہ برستی راتمین **باب** گہونگرو وغیرہ کی کراہت
مین ابن عمر بواسطہ ام حبیبہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا جس قافلہ مین گہنٹہ ہے
اُسکے ساتہہ فرشتے نہین ہوتے اور خالد بن معدان بہی روایت
کرتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک سواری کو
دیکہا کہ اُسپر گہنٹہ ہے تو آپنے فرمایا کہ یہ شیطان کی سواری ہے
اور حضرت عائشہ رض سے مروی ہے کہ ایک عورت انکی پاس آئی
اور اُسکے ساتہہ ایک بچہ پانو مین گہونگرو پہنے ہوئے تہا
تو حضرت عائشہ نے کہا کہ اسکو نکالو فرشتون کو نفرت آتی ہے
سو اُسکو نکالدیا اور عامر بن عبد اللہ ایک عورت سے کہ اسکو ریحانہ

دخلت على عمر ومعى صبى فى رجليه اجراس
فقال عمر اخبرى مولاك ان هذا يكون للشيطان
قال الفقيه رضى الله عنه وقد اجاز العلماء
الجرس للدواب اذا كانت فيه منفعة للناس
والخبر انما ورد فى الذى هو للهو واما اذا
كانت فيه منفعة او مصلحة فلا بأس به

باب التعزية

قال الفقيه رحمه الله التعزية لصاحب المصيبة
حسن وهو ماجور فى ذلك وقد جاء الاثر
عن النبى عليه الصلوة والسلام انه قال حق
المسلم على المسلم ان يعزيه اذا اصابته مصيبة
وروى معاوية بن قرة عن ابيه عن النبى
عليه الصلوة والسلام ان رجلا من اصحابه
غاب عنه فسأل عنه فقالوا انه قد مات ابن
له فقال قوموا بنا نعزيه فقمنا فعزيناه ولا
بأس لاهل المصيبة ان يجلسوا فى بيت او
فى المسجد ثلثة ايام والناس يأتونهم ويعزونهم
وروى عن النبى عليه الصلوة والسلام انه
لما بلغه خبر قتل جعفر بن ابى طالب وزيد

کہ مین حضرت عمر کے پاس حاضر ہوئی اور میرے پاس ایک بچہ پانوٴن
گہونگرو پہنے ہوے تہا تو حضرت عمر نے فرمایا کہ اپنے مالک سے
کہدے کہ یہ شیطان کے کام ہین کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ علما نے جو ترکیا
ہے چوپایوٴنکو گہونگرو پہنانا جبکہ اُنمین لوگون کی کوئی منفعت
ہو اور حدیث کہیل کود کی بارہ مین وارد ہوئی ہے اور لیکن جب
اُسمین کوئی نفع یا مصلحت ہو تو کچہہ اُسکا ڈر نہین ہے

باب ماتم پُرسے کے بیان مین کہا فقیہ

رحمہ اللہ نے کہ مصیبت والی کی ماتم پُرسی کرنا اچہا ہے اور
اُسکو اسمین ثواب ہے اور تحقیق نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت
آئی ہے کہ آپنے فرمایا کہ مسلمانکا مسلمان پر حق ہے کہ جب اُسکو
کوئی مصیبت پہونچے تو اُسکی ماتم پرسی کرے اور معاویہ بن قرہ
اپنے باپ سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ
آپکے یارون مین ایک شخص آپ سے غائب ہوگیا تو آپنے اُسکا
حال دریافت کیا تو لوگون نے کہا کہ اُسکا ایک بیٹا مرگیا ہے تو
آپنے فرمایا کہ اُٹھو ہمارے ساتھ اُسکی ماتم پرسی کرین سو ہم اُٹھے
اور اُسکی ماتم پرسی کی اور مصیبت والے اگر گہر مین یا مسجد مین تین
دن تک بیٹھین تو کچہہ مضائقہ نہین اور لوگ اُنکی ماتم پرسی کرین
اور نبی علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب آپکو پاس جعفر
ابن ابی طالب اور زید بن حارثہ اور عبد اللہ بن

بن حارث وعبد الله بن رواحة جلس فی
المسجد والناس یأتونه ویعزونه ویکره
الجلوس علی باب الدار فان ذلك عمل الجاهلیة
ونهی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن ذلك

باب المسابقة

قال الفقیه رضی الله عنه لا بأس بالمسابقة والمسابقة
ان یجری الخیل لینظر ایهما یسبق صاحبه فان
کان ذلك بغیر عوض فلا بأس وان استبقا
علی شرط العوض فهو علی وجهین ان قالا اینا
سبق فعلیه کذا فهذا لا یجوز وهو قمار وان
قالا ان سبق فرسی فلی علیك کذا وان سبق
فرسك فلا شیٔ فهذا جائز واذا کان العوض
فی احد الجانبین جاز وان کان فی الجانبین
لا یجوز واذا ارادا ان یجوز العوض فی الجانبین
فلیدخلا بینهما محللا فیقولا ان سبق فرسی
فلی علیك کذا وان سبق فرسك فلك علی کذا
وان سبق هذا الثالث فلا شیٔ علیه فهذا
جائز اذا کان الثالث بعد فرسهما وله قوة
وقد روی مجاهد عن النبی علیه الصلوة و

رہا صرف ان تینوں کے شہید ہونیکی خبر آئی تو آپ مسجد مین بیٹھے
یعنے غمگین ہوکر اور لوگ انکے پاس آتے جاتے تہے اور ماتم پرسی کرتے
تہے اور گہر کے دروازہ پر بیٹھنا مکروہ ہے بیشک یہ طریقہ جاہلیت
کا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے باب
گہوڑ دوڑ کے بیان مین کہا فقیہ رحمہ اللہ نے
باہم گہوڑ دوڑ کرنے مین کچہہ ڈر نہین اور گہوڑ دوڑ یہ ہے
گہوڑے چہوڑے جاوین اور دیکہین کہ ان دونوں مین سے کونسا
آگے نکلتا ہے اور اگر بے بدلی کے ہے یعنی شرط نہ بدی تو کچہہ
اسکا ڈر نہین اور اگر کسی شرط پر دوڑائی گئی تو اسکی دو صورتین
ہین اگر ان دونوں نے کہا کہ جو ہم مین سے آگے نکلیگا تو اسکو
یہ دینا ہوگا سو یہ جایز نہین اور یہ جوا ہے اور اگر دونوں نے
کہا اگر میرا گہوڑا نکل گیا تو مین تجہسے یہ لونگا اور اگر تیرا گہوڑا
آگے نکل گیا تو کچہہ نہین تو جایز ہے اور اگر دونوں طرف مین
سے ایک طرف ہو تو جایز ہے اور اگر دونوں طرف عوض ہو
تو جایز نہین اور جب چاہین کہ دونوں طرف سے عوض جایز
ہو جاوے تو چاہیے کہ کوئی حلال کرنیوالا یعنی تیسرا شخص داخل
کرلین اور یہ کہین کہ اگر میرا گہوڑا آگے نکل جاوے تو مین تجہسے
یہ لونگا اور اگر تیرا گہوڑا آگے نکل گیا تو مین تجہکو یہ دونگا اور
اگر یہ تیسرا گہوڑا آگے نکل گیا تو کچہہ اسپر نہین سو یہ جایز ہے جبکہ

تیسرا گہوڑا ان دونوں کے بعد ہو اور اسمین قوت ہو اور مجاہد نے آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کی ہے

السلام انه قال لا تحضر الملائكة شيئا من لهوكم الا النضال والرهان يعني الرمي وسبق الخيل وروى الزهري قال كانوا يستبقون على عهد رسول الله عليه الصلوة والسلام على الخيل والركاب ويستبق الرجال على ارجلهم وروي عن انس بن مالك قال كانت للنبي عليه الصلوة والسلام ناقة تسمى العضباء لا تسبق فجاء اعرابي على قعود له فسبقها واشتد ذلك على المسلمين فقال النبي عليه الصلوة والسلام حق على الله ان لا يرفع شيئا من الدنيا الا وضعه وروى هشام بن عروة عن ابيه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم يسابق عائشة فسبقته فلما اخذها اللحم سابقها فسبقها فقال النبي عليه الصلوة والسلام يا عائشة هذه بتلك وروى مالك عن يحيى بن سعيد عن سعيد بن المسيب انه قال ليس برهان الخيل باس اذا دخل فيه المحلل قال الفقيه رحمه الله الفائدة في المسابقة ان القوم كانوا محتاجين الى الغزو فكان في المسابقة اظهار الجلادة و

کہ آپنے فرمایا کہ فرشتے تمہارے کسی کھیل مین نہین موجود ہوتے مگر نضال اور رہان مین یعنی تیر پھینکنے اور گھوڑا دوڑانے مین اور زہری روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین گھوڑے اور اونٹ دوڑایا کرتے تھے اور آدمی اپنے پیرون سے دوڑتے تھے اور انس بن مالک سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اونٹنی تھی کہ اسکو عضباء کہتے تھے سو وہ پیچھے نہ رہتی تھی سو ایک اعرابی اپنے جوان اونٹنی پر سوار آیا تو آگے بڑھ گیا مسلمانون پر یہ گران گذرا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ضرور ہے کہ اللہ جس چیز کو اونچا کرتا ہے اسکو نیچا بھی کرتا ہے اور ہشام ابن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے مسابقت کی تو حضرت عائشہ آگے نکل گئین اور جبکہ وہ موٹی ہو گئین اور حضرت نے انسے مسابقت کری تو حضرت آگے نکل گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ یہ بدلہ ہے (تنبیہ یہ مسابقت پاؤن سے دوڑنے مین تھی جیسا کہ الفاظ حدیث کے دلالت کرتے ہین انتہی) اور امام مالک یحیی بن سعید سے وہ سعید ابن مسیب سے روایت کرتے ہین کہ انہون نے کہا کہ گھوڑے کے دوڑانے مین کچھ ڈر نہین جب اسمین کوئی محلل ہو جاوے یعنی تیسرا شخص کہا فقیہ رحمہ اللہ نے

[illegible]

رياضة النفس والاستعداد لامر القتال وروي
عن النبي عليه الصلوة والسلام انه سابق ابابكر
وعمر فسبق رسول الله صلعم وصلا ابوبكر ومكث عمر
ومعنى قوله صلا ابوبكر يعني كان راسه عند صلوي
فرس رسول الله صلى الله عليه وسلم والصلو موضع العجز باب
نثر السكر في العرس وغيره قال الفقيه رضي الله
عنه اذا نثر السكر في العرس او نثر على الامراء او العساكر
قال بعضهم لا بأس بان ينتهب وقال بعضهم لا
يجوز وقال بعضهم يجوز ذلك في العرس و
لا يجوز في نثر الامراء فاما من كره ذلك
فاحتج بما روى عن حميد عن انس بن مالك
عن رسول الله عليه الصلوة والسلام انه نهى
عن النهبة والانتهاب وقال من انتهب فليس
منا وروى عن عدي بن ثابت عن عبد الله
بن يزيد الخطمي قال نهى النبي عليه الصلوة
والسلام عن المثلة والنهبة وروى عن ابن
مسعود رضي الله عنه انه كان اذا نثر على الصبيان
يمنع صبيانه عن النهبة وانثر لهم شيئا اخر
واما من قال لا بأس به فلان صاحبه قد اباح

اور نفس محنت کا عادی ہوتا ہے اور لڑنے کی لیاقت پیدا ہوتی
ہے اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپ نے حضرت ابوبکر
اور حضرت عمر سے مسابقت کی تو آپ آگے نکل گئے ابوبکر کا گھوڑا
بالکل قریب رہا اور حضرت عمر کا ٹھہر گیا اور اسکے معنی یہ ہیں کہ
ابوبکر کے گھوڑے کا سر حضرت کے گھوڑے کے دم کے پیچھے تھا اور سلو
چوتڑ کی جگہہ کو کہتے ہیں باب شکر کے لٹانے کا شادی
وغیرہ میں کہا فقیہ رح نے شکر بکھیرنا نکاح میں یا امیروں
اور لشکروں پر بعض نے کہا جایز ہے لوٹنا اسکا اور بعض نے کہا
کہ نہیں جایز ہے اور بعض نے کہا جایز ہے شادی وغیرہ میں اور
امیروں پر جو بکھیرا جاتا ہے وہ لوٹنا جایز نہیں سو جسنے اسکو
مکروہ کہا ہے تو اسکی حجت وہ روایت ہے کہ حمید بواسطہ انس
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپنے لٹانے اور لوٹنے
سے منع فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ جو کوئی لوٹیگا وہ ہم میں سے
نہیں ہے اور عدی بن ثابت عبداللہ بن یزید خطمی سے روایت کرتے
ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مثلہ کرنے سے اور لوٹنے سے
منع فرمایا ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب
شکر لڑکوں پر بکھیری جاتی تو وہ اپنے بچوں کو لوٹنے
سے منع کیا کرتے اور انکے اوپر اور کوئی چیز بکھیر دیتے
اور جسنے کہا ہے کہ کچھہ ڈر نہیں تو اسلیے کہ شکر کا مالک نے لوٹنے

مباح کر دیا

ذالك ولما روی عن الحسن و عكرمة انهما قالا لا باس بنهبة السكر فی العرس وروی عن عبد الله بن قرط قال اتی رسول الله صلی الله علیه وسلم بخمس او ست بدنات فجعل البدنات یزدلفن بایهن یبدأ بنحورهن فلما وجبت جنوبها قال رسول الله علیه الصلوٰة والسلام كلمة لم افهمها فسألت من یجنبی قال من شاء فلیقطع یعنی اباح لهم اللحم فاذن لهم بالنهب وروی عن الحسن و عكرمة انهما كانا لا یریان باسا بنهب السكر فی العرس وقال الشعبی انما كره من النهبة ما اخذ بغیر طیبة نفس صاحبه فاما من اخذ بطیب نفس صاحبه فلا باس بها فاما اجازه فی العرس وكره فی نثار الامراء ذهب الی ما روی خالد بن معدان عن معاذ بن جبل قال شهد رسول الله صلی الله علیه وسلم عرس شاب من الانصار فلما زوجوه جاءت الجواری باطباق علیها اللوز والسكر فامسك القوم فقال لهم الا تنتهبون فقالوا یا رسول الله انك نهیت عن النهبة فقال تلك نهبة العساكر واما العرسات فلا قال الفقیه رحمه

اور اسلیئے کہ حسن اور عکرمہ سے مروی ہے کہ اُن دونون نے کہا ہے کہ نکاح مین سکر لوٹنے کا کچھہ ڈر نہین اور عبد اللہ بن قرط سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پانچ یا چھہ اونٹ قربانی کے آئے تو ہر ایک آپکے نزدیک ہونے لگا اس سبب سے کہ پہلے مین ذبح کیا جاؤن جب ذبح ہو چکے تو آپنے ایسا کلمہ فرمایا کہ مین نہ سمجھا تو مین نے پاس والے سے پوچھا تو اُنہون نے کہا کہ یہ فرمایا ہے جو چاہے سو کاٹ لے یعنے اُنکے لئے گوشت مباح کر دیا اور اُنکو لوٹ لینے کو اجازت دیدی اور حسن اور عکرمہ سے مروی ہے کہ وہ دونون نکاح کے وقت سکر لوٹنے مین کچھہ ڈر نجانتے تھے اور شعبی کہتے ہین کہ لوٹ اسلیے مکروہ ہے کہ مالک کے بی رضامندی اور دلخوشی کے لیوے اور جب مالک کے خوشی سے لی تو کچھہ ڈر نہین اور جسنے نکاح مین اجازت دی ہے اور امراء کے لیے مکروہ کہا ہے تو وہ اُس روایت کے طرف گیا ہے کہ خالد بن معدان نے معاذ بن جبل سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک جوان انصار کے نکاح مین تشریف لائے جب اُسکا نکاح ہو گیا تو باندیان کئے طباق بادام اور سکر کے لائین کہ لوگون نے توقف کیا تو آپنے اُنسے فرمایا کیون نہین لوٹتے تو لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے لوٹنے کو منع فرمایا ہے تو آپنے فرمایا کہ لشکر کی لوٹ منع ہے اور نکاح مین لوٹ منع

فلهذا نأخذ اذا كان النثر في العرس او في وليمة
او في رجل نحر جزورا واباح النهبة للناس او
قدم رجل من سفر فينثر عليه شيء فلا بأس
بان ينتهب منه واذا كان النثر على الامراء
فلا يجوز ان ينتهب لان النثر عليهم بمعنى الرشوة
الا ترى ان هدية الامراء مكروهة وقد جاء
عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال هدايا
الامراء غلول وكذلك النثر عليهم وكذلك
اذا ذبح البقر لاجل الامير فانه يكره اخذ
ذلك اللحم الا لاهل السجن

باب الهدية

قال الفقيه رضي الله عنه اذا اهدى اليك
انسان فان لم يكن الذي اهدى اليك ظالم
ولا يكون من حرام فالافضل ان تقبل الهدية
وتكافيه بافضل منه او مثله وان عجزت
عن المكافات بالمال فبالدعاء وحسن الثناء
وقد روي عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه قال من لا يشكر الناس لا يشكر الله وروى
ابن عمر رضي الله عنه عن النبي عليه الصلوة و
السلام انه قال من اهدى اليكم معروفا

اور اسی کو ہم لیتے ہیں جو اگر یہ چھوہر نکاح میں یا ولیمہ میں ہو یا
کوئی شخص اونٹ کو ذبح کرے اور لوگوں کو لوٹ مباح کر دے
یا کوئی شخص سفر سے آوے اور اسپر کوئی چیز نچھاور کیجاوے اور پہلے
لوٹ لیں تو کچھ ڈر نہیں اور جبکہ نچھاور امیروں پر ہو تو اسکا لوٹنا
جایز نہیں کیونکہ اُنکے اوپر کی نچھاور تو رشوت کا حکم رکھتی ہے
کیا تو نہیں دیکھتا کہ امیر کا تحفہ مکروہ ہے اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام
سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا ہے کہ امیروں کے تحفے خیانت میں اور
ایسے ہی اُنکے اوپر کی نچھاور اور ایسے ہی جب کوئی گاے کسی امیر
کے لیے ذبح کی جاوے تو اُسکا گوشت لینا مکروہ ہے مگر قیدیوں
کو مکروہ نہیں ❊

باب تحفہ لینے دینے کے بیان

میں کہا فقیہ رحمہ اللہ نے جب کوئی شخص تیرے پاس تحفہ بھیجے
پس اگر وہ ظالم نہیں ہے اور نہ وہ تحفہ حرام کے مال میں سے ہے تو
یہ قبول کر لینا افضل ہے اور تجھکو اُسکا بدلا اُس سے بہتر یا
مثل اُسکے دینا بہتر ہے اور اگر مال کا بدلا دینے میں عاجز ہے تو دعا
اور اُسکی اچھی تعریف کرنی چاہیے اور نبی علیہ الصلوۃ
والسلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا جسنے آدمیوں کا شکر
نکیا وہ خدا کا شکر بھی نہیں کریگا اور حضرت عمر رضی اللہ
عنہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ
آپنے فرمایا ہے کہ جو کوئی تمکو تحفہ بھیجے بدستور معروف

نكافوه فان لم تجدوا فادعوا له حتى يعلم انكم
قد كافيتموه وعن النبي عليه الصلوة والسلام
انه قال اجيبوا الداعي ولا تردوا الهدية وروى
انس بن مالك رضي الله عنه عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال الهدية تذهب بالسمع والبصر
والقلب وروى عطاء الخراساني عن النبي
عليه الصلوة والسلام انه قال تصافحوا فانه
يذهب الغل وتهادوا وتحابوا فانه يذهب
الشحناء وروى عن جابر عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال اشكر الناس لله اشكرهم
لعباده فمن لم يشكر القليل لم يشكر الكثير
وقال النبي عليه الصلوة والسلام من اهدى
اليه خيرا فليجزه وان عجز عن جزائه فليثن
عليه ثناء احسنا فان لم يثن فقد كفر النعمة
وقال النبي عليه الصلوة والسلام من زاده الله
نعمة فليشكر والا فليثن بها وروى ابن عباس
عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال من
اهديت اليه هدية وعنده قوم فهم شركاؤه
فيها قال الفقيه رحمه الله تكلم الناس في دليل

سو تم اُسکا بدلا دو اور اگر تم بدلا نہ دے سکو تو اُسکے لیے دعا کرو
تاکہ وہ جانے کہ تم نے بدلا دیا اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی
ہے کہ آپنے فرمایا دعوت اور تحفہ کو قبول کرو اور انس بن مالک
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا کہ
تحفہ کان اور آنکھہ اور دل کو لیجاتا ہے اور عطا خراسانی
نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا
کہ مصافحہ آپسمین کرو کیونکہ وہ کدورت کو دور کرتا ہے اور
آپسمین تحفہ دو لو اور دوستی رکھو کہ وہ کینہ دور کرتا ہے
اور جابر نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے
فرمایا کہ زیادہ شکر کرنیوالا اللہ کا وہ ہے جو زیادہ شکر کرے
اُسکے بندونکا جسنے تھوڑے کا شکر نکیا وہ بہت کا بھی شکر نکریگا
اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا جو کوئی کسیکے پاس اچھی چیز لاوے
تو اُسکا بدلا دے اور اگر بدلا نہ دے سکے تو اُسکی اچھی تعریف
کرے سو اگر نہ کیا تو اُسنے کفران نعمت کیا اور نبی علیہ
الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالے اگر کسیکو کچھہ
نعمت دے تو چاہیے کہ اُسکا شکر کرے اور نہین تو
اُسکی تعریف کرے اور ابن عباس نبی علیہ الصلوۃ و
السلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا کہ جس شخص
کے پاس کچھہ تحفہ آوے اور اُسکے پاس اور لوگ بیٹھے ہین تو وے سب

هذا الحديث فقال بعضهم الخبر على ظاهره و
كل من اهدى اليه هدية فجلساءه شركاءه
وقال اهل الفقه رحمهم الله الخبر على وجه الاستحباب
يستحب له ان يشاركهم على وجه الكرم والمروة
فان لم يفعل ذلك فلا يجبر عليه وروى عن
ابی یوسف القاضی انه اهدى اليه شئ فروى
بعض اصحابه هذا الحديث فقال ابو يوسف ان
الحديث فى الفاكهة ونحوها لا فى الخبز و
البر وذكر الفقيه ابو جعفر عن ابى القاسم احمد
بن حمزة انه اهدى اليه هدية فذكر له الحديث
فقال انهم شركاء فى السرور لا فى الهدية
والله اعلم

باب تشميت العاطس

قال ابو الليث رضى الله عنه روى فى بعض الاخبار
عن النبى عليه الصلوة والسلام انه قال من
عطس ثلث عطسات متواليات استقر الايمان
فى قلبه وروى انس بن مالك رض قال عطس رجلان
عند رسول الله عليه الصلوة والسلام فشمت
لاحدهما ولم يشمت الاخر فقيل يا رسول الله
شمت هذا ولم تشمت هذا فقال ان هذا حمد

بعض نے تو یہ کہا ہے کہ حدیث اپنی ظاہر پر ہے اور جسکے پاس
کچھ تحفہ آوے تو اسکے ہمنشین اسکے شریک ہین اور فقیہ رح
نے کہا ہے کہ یہ حدیث استحباب کے طور پر ہے یعنی اس شخص کو انکا
شریک کر لینا مستحب ہے بطور مروت کے اور شرم کے اور اگر یہ نکریگا
تو اسپر کوئی جبر نہین اور ابو یوسف قاضی سے مروی ہے کہ
کہ کوئی چیز انکے پاس تحفہ آئی تو انکے بعض یارون نے یہ حدیث
روایت کی تو ابو یوسف نے جواب دیا کہ یہ حدیث میوون مین
اور مثل اسکے ہے نہ کہ روٹیون اور گیہون وغیرہ مین اور ابو جعفر
فقیہ ابو القاسم احمد بن حمزہ سے ذکر کرتے ہین کہ انکے پاس کہین
سے تحفہ آیا تو یہ حدیث انکے سامنے پڑہی گئی تو انہون نے
کہا کہ وہ لوگ اسکی خوشی مین شریک ہین نہ تحفہ مین

باب چھینک کے جواب دینے مین

کہا فقیہ ابو اللیث رضی
اللہ عنہ نے بعض حدیث مین نبی علیہ الصلوۃ والسلام
سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا کہ جس نے پے در پے
تین بار چھینکا تو ایمان اسکے دل مین ٹھہر گیا اور انس
بن مالک روایت کرتے ہین کہ دو شخصون نے آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کے پاس چھینکا تو آپ نے ایک کو جواب
دیا اور دوسرے کو نہ دیا تو لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپنے
اسکو جواب دیا اور اسکو نہین دیا آپنے فرمایا کہ اسنے تو الحمد للہ کہا

الله وهذا لم يحمد الله و قال الفقيه رضي الله عنه يستحب
للعاطس ان يخفض صوته بالعطاس ويرفع
صوته بالتحميد ليسمع الناس لان التشميت
انما يجب عليهم بعد ما حمد الله وروي عن ابن
عمر انه سمع رجلا عطس فقال له ابن عمر يرحمك
الله ان كنت حمدت الله وروى مالك عن
عبد الله ابن ابي بكر بن عمرو بن حزم عن ابيه
عن رسول الله عليه الصلوة والسلام انه قال
ان عطس رجل فشمته ثم ان عطس رجل فشمته
ثم ان عطس فقل له انك مضنوك يعني مزكوم
قال عبد الله لا ادري بعد الثالثة او الرابعة
وقال ابو هريرة تشميت العاطس ثلثا فاذا زاد
فهو مزكوم قال الشعبي تشميت العاطس مرة
كسجدة يسجدها مرة فان عاد لم يسجد لها و
روى عن النبي عليه الصلوة والسلام انه اذا
كان عطس نكس راسه وخمر وجهه وخفض
صوته فاذا عطس رجل فحمد غيره فهو حسن و
قد روى عن النبي عليه الصلوة والسلام انه
قال من سبق العاطس بالحمد امن من الشوص

اور اُسنے نہین کہا اور کہا فقیہ رحمۃ اللہ نے کہ چہینکنے والے کو
مستحب ہے کہ چہینکتے وقت اپنی آواز کو پست کرے اور الحمد للہ
کہتے وقت اونچی کرے تاکہ سب لوگ سنین اسلیے کہ چہینک کا
جواب دینا اُنپر واجب ہے جبکہ چہینکنے والا الحمد للہ کہے اور ابن عمر
سے مروی ہے کہ اُنہون نے ایک شخص کو چہینکتے سنا تو اُنہون نے
کہا کہ اللہ تجہپر رحم کرے اگر تو نے الحمد للہ کہا ہے اور امام مالک عبد اللہ بن ابی بکر
بن عمرو بن حزم سے وہ اپنے باپ سے وہ رسول اللہ صلعم سے روایت کرتے
ہین کہ آپنے فرمایا کہ اگر کوئی شخص چہینکے اور اُسکو یہہ
جواب دے پہر اگر اُس نے چہینکا پہر اُسکو جواب دے پہر
اگر چہینکا پہر اُسکو جواب دے اور اُس سے کہہ کہ تجہکو زکام
ہوا ہے عبد اللہ راوی کہتے ہین کہ مین نہین جانتا کہ تیسرے
چہینک کے بعد یا چوتہی کے بعد اور کہا ابو ہریرہ نے کہ جواب
چہینک کا تین بار ہے اور جب زیادہ ہوا تو اُسکو زکام ہے
کہا شعبی نے کہ چہینک کا جواب ایک بار ہے جیسے کہ سجدہ ایک بار
کیا جاتا ہے پہر اگر دوبارہ کیا تو سجدہ نہ آویگا اور نبی علیہ الصلوۃ
والسلام سے مروی ہے کہ جسوقت آپ چہینکتے تہے تو سر جہکا لیتے
تہے اور اپنا چہرہ چہپا لیتے تہے اور آواز کو پست کرتے تہے
پس جسوقت کسی نے چہینکا اور کسی دوسرے نے الحمد للہ کہا تو وہ اچہا ہے
اور تحقیق نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا کہ جو سبقت کرے

واللوص والعلوص قال اهل اللغة الشوص وجع الضرس واللوص وجع الاذن والعلوص وجع البطن

باب مداراة الناس

قال الفقيه رضي الله عنه يستحب للرجل ان يداري مع الناس ويترك المنازعة والخصومة ما امكنه وروي عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال اول ما نهاني ربي بعد عبادة الاوثان عن شرب الخمر وعن ملاحات الرجال وروي جابر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال مداراة الناس صدقة وروي سعيد بن المسيب عن رسول الله عليه الصلوة والسلام انه قال راس العقل بعد الايمان بالله تعالى مداراة الناس قال بعض الحكماء من عصى والديه لم ير السرور من ولده ومن لم يستشر في الامور لم يصل الى حاجته ومن لم يدار مع اهله ذهبت لذة عيشه ويستحب للرجل اذا دخل منزله ان يسلم على اهله ولا يتكلم حتى يستكمل الجلوس واذا تكلم تكلم بالتؤدة والرفق لان النبي عليه

اور لوص اور علوص سے امن مین رہا لغت والے کہتے ہین کہ شوص ڈاڑھ کا درد اور لوص کان کا درد اور علوص پیٹ کا درد

باب آدمیون کے ساتھ آشتی اور صلح رکھنے کے بیان مین

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے مستحب ہے کہ آدمی لوگون کے ساتھ خوش خلقی سے پیش آوے اور جہانتک ہو سکے جھگڑا اور خصومت چھوڑ دے اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا اول اُس چیز کا جو منع کیا مجھکو میرے رب نے بعد عبادت بتون کے یہ بچون مین شراب سے اور دل لگی کی باتون سے اور روایت کے جابر نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کہ آپنے فرمایا آدمیون کے ساتھ مدارات کرنا صدقہ دینا ہے اور سعید بن مسیب نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا کہ ایمان کے بعد بڑی عقلمندی لوگون کے ساتھ مدارا کرنا ہے بعض حکما کہتے ہین جسنے اپنی ماں باپ کے نافرمانی کی وہ اپنی اولاد سے خوشی نہ دیکھیگا اور جسنے کامون مین مشورت نہ لی اُسکی حاجت پوری نہوگی اور جسنے گھر والون سے مدارات نکی اُسکے عیش کا مزا جاتا رہیگا اور مستحب ہے کہ جسوقت آدمی اپنے گھر مین جاوے تو گھر والون پر سلام کرے اور باتین نہ کرے جب تک اچھی طرح نہ بیٹھ لے اور جب باتین کرے تو آہستگی اور نرمی سے کرے اسلیے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا

الصلوة والسلام قال خيركم خيركم لاهله

وقال الله تعالى وعاشروهن بالمعروف

وروى عن سفيان الثورى انه قال اذا [غضبت]

امرأتك وحملت عليك فاضرب كفك بين

كتفيها وقل يا ايها الرجس النجس الخبيث [الخبث]

اخرج عن جسد طيب فيخرج باذن الله تعالى

وقال عمر بن ميمون ثلثة من الفواقرة و

ثلثة لا يستجاب لهم دعاءهم وثلثة لا يدخلون

الجنة فاما الفواقر فرفيق لو احسنت اليه لم

يشكر وان اسأت لم يعف وجار ان راى

منك حسنة لم يفشها [دفنها] وان راى سيئة لم يزيد

وزوجة سيئة ان شهدت لها لم تقر عينك

بها وان غبت عنها لم تطمئن قلبك اليها واما

الذين لا يستجاب لهم فرجل دعا على كل ذى

رحم محرم ورجل دائن يدين الى اجل ولم

يشهد عليه ورجل يقول لزوجته اللهم

ارحنى منها يقول الله تعالى ايها العبد فلذ بيدك

امرها فان شئت فطلقها وان شئت فامسكها

واما الذين لا يدخلون الجنة فعاق والديه

ہے تم مین بہتر وہ ہے کہ اپنے گہر والون کے ساتھہ بہتر ہو

اور حق تعالی فرماتا ہے اور بسر کرو انکے ساتھہ اچھی طرح اور

سفیان ثوری سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہین جب تیری بی بی تجپر

اور غصہ ہو اور تجہپر اُٹھے تو اپنے ہاتھہ اُسکے مونڈہے پر مار

اور کہہ ای پلید خبیث نکل پاک بدن سے سو اللہ کے حکم سے نکل

جاویگا یعنی اُسکا غصہ جاتا رہیگا اور عمر بن میمون کہتے ہین کہ

تین چیزین کمر توڑنے والی ہین اور تین ہین کہ انکی دعا قبول

نہین ہوتی اور تین ہین کہ جنت مین نجاوینگے سو کمر توڑنے

والی چیزون مین سے ایک وہ رفیق ہے کہ تو نے اُسکے ساتہ

احسان کیا اور اُسنے تیرا شکر نکیا اور اگر تجہسے کوئی برائی ہوئی

معاف نکرے اور دوسرا ہمسایہ کہ اگر کوئی نیکی دیکہے تو اُسکو

ظاہر نکرے اور اگر کوئی برائی دیکہے تو اُسکو نہ چہپاوے تیسرے

تیری بی بی اگر تو اُسکے سامنے اوے تو اُس سے تیری آنکہین

ٹہنڈی نہون اور اگر تو اُس سے غائب رہے تو اُسکی طرف سے تیرے

دلکو اطمینان نہو اور جنکی دعا قبول نہوگی ایک ایسا آدمی کہ اپنے

تمام اقربا پر بد دعا کرے اور دوسرا وہ شخص کہ ایک مدت پر قرض

دیا اور کوئی گواہ اُسپر نہوا اور وہ شخص کہ اپنے بی بی کی نسبت

کہے یا اللہ مجہکو راحت دے اس سے حق تعالے فرماتا ہے ای بندہ تیرے

پاس اسکا معاملہ ہے چاہے تو اسکو طلاق دے چاہے بندہ رکہہ اور جو لوگ

ومدمن خمر ومنان

باب الامثال

قال الفقيه رحمه روى عن ابن عباس رضي الله
عنه عن النبي عليه الصلوة والسلام قال ما
تكلم رسول الله صلى الله عليه وسلم بكلام الا صار
مثلا لم يسبقه اليه احد ومن ذلك قوله عليه
الصلوة والسلام لا يلدغ المؤمن من جحر واحد
مرتين وقوله لا يجني على المرء الا يده وقوله
الشديد من غلب نفسه القوي من ملك غضبه
وهونه وقوله الان حمي الوطيس كان في حرب
حنين معناه اي اشتد الحرب وهاج وقعه
وقوله عليه الصلوة والسلام ليس الخبر كالمعاينة
وقوله الشاهد يرى ما لا يرى الغائب وقوله
ساقي القوم آخرهم شربا وقوله لو بغى جبل على
جبل لدكه الله وقوله الحرب خدعة و
قوله ابدأ بنفسك ثم بمن تعول وقوله المسلم
مرآة المسلم وقوله البلاء موكل بالمنطق
وقوله الناس كاسنان المشط وقوله الناس
كابل مائة لا تكاد تجد فيها راحلة وقوله
الغنى غنى النفس وقوله ترك الشر صدقة

اور دائم الخمر اور احسان جتانے والا

باب مثالین بیان

کرنے مین ابن عباس رضہ سے مروی ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے جو کلام کیا ہے وہ ایک ایسی مثال ہوگئی ہے کہ
ایسے آپ سے پہلے کسی نے بیان نہین کیا اور ان مثالون مین سے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا یہ قول ہے کہ مؤمن ایک سوراخ سے دو بار نہین
کاٹا جاتا یعنی جب ایک کام مین آدمی کو نقصان پہونچتا ہے پہر
اسکو نہین کرتا اور ایک قول یہ ہے کہ آدمی کو اسکا ہاتہ گنہگار
کرتا ہے اور ایک قول یہ ہے سخت وہ کہ جو اپنے نفس پر غالب آیا
اور مضبوط وہ جسکا غصہ اور خواہش اسکے اختیار مین ہو اور ایک
قول یہ ہے کہ گرم ہوا وطیس کہ جنگ حنین مین آپنے فرمایا تہا اسکے
معنی یہ ہوئے کہ لڑائی سخت ہوئی اور اسکے ہونے کا غلبہ ہوا اور ایک
قول کہ سنا ہوا دیکہے کے برابر نہین اور ایک قول یہ ہے کہ
حاضر وہ دیکہتا ہے جو غائب نہین دیکہتا اور ایک قول یہ ہے کہ جو لوگون
کو پلاتا ہے وہ آخر مین پئے گا اور ایک قول یہ ہے کہ اگر ایک پہاڑ
دوسرے پہاڑ پر بغاوت کرے تو اللہ تعالے اسکو کوٹ ڈالے اور ایک
قول یہ ہے کہ لڑائی دہوکے کا نام ہے اور ایک قول یہ ہے کہ مقدم رکہہ
اپنے نفس کو پہر جسکا ذمہ دار ہوا اور ایک قول کہ ایک مسلمان دوسرے
مسلمان کا آئینہ ہے اور ایک قول یہ ہے کہ بولنے سے بلا مین پڑ جاتا
ہے اور ایک قول یہ ہے آدمی آپسمین کنگہے کی دندانون کے طرح مین

وقوله سيد القوم خادمهم وقوله عدة
المؤمن اخذ الكف وقوله ان من الشعر لحكمة
وقوله وان من البيان لسحرا وقوله نية المؤمن
خير من عمله وقوله ارحم من في الارض يرحمك
من في السماء وقوله استعينوا على الحوائج بالكتمان
وبرواية اخرى وهو قوله استعينوا على حوائجكم
بكتمان اسراركم فان كل ذي نعمة محسود و
قوله المستشار مؤتمن فلا يخون فلينصح وقوله
من لا يرحم لا يرحم وقوله العائد في هبته كالعائد
في قيئه وقوله الدال على الخير كفاعله وقوله
حبك الشيء يعمي ويصم وقوله كل معروف
صدقة وقوله لا ياوي الضالة الا الضال و
قوله مطل الغني ظلم وقوله السفر قطعة من
العذاب وقوله المسلمون عند شروطهم و
قوله الناس معادن كمعادن الذهب والفضة
وقوله الظلم ظلمات يوم القيمة وقوله جبلت
القلوب على حب من احسن اليها وبغض من اساء
اليها وقوله لا يشكر الله من لا يشكر الناس و
قوله عفو الملوك ابقاء للملك هذه الامثال

اور ایک قول یہ ہے کہ قوم کا سردار انکا خدمتگار ہے یعنی انکی خبرگیری
میں رہتا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ مومن کا وعدہ کرنا ہاتھ پکڑ لینا ہے
اور ایک قول یہ ہے کہ بیشک بعض شعر میں حکمت ہے اور ایک قول یہ ہے
کہ بعض بیان تو نرا جادو ہے اور ایک قول یہ ہے کہ مومن کی نیت
اسکے عمل سے بہتر ہے اور ایک قول یہ ہے کہ جو زمین میں ہیں انپر تو رحم کر
پس جو آسمان میں ہیں وہ تجھپر رحم کرینگے اور ایک قول یہ ہے کہ حاجتوں کو
حاجتوں کو خاموشی میں اور ایک روایت میں ہے کہ مدد کرو اپنی
حاجت اپنی گفتگو کو چھپا کر بیشک جسکے پاس نعمت ہوتی ہے اسکے
لوگ حسد کرتے ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ جس سے مشورت لیجاوے
امانت داری شرط ہے چاہیے کہ خیانت نکرے اور خیرخواہی کرے
اور ایک قول یہ ہے کہ جو شخص رحم نکرے اسپر بھی رحم نہوگا اور ایک
قول یہ ہے اپنی دی ہوئی چیز کا پھیرنا اپنی قے کی ہوئی کو کھا لینا ہے
اور ایک قول یہ ہے کہ نیکی کا بتانے والا جیسا اسکا کرنیوالا اور ایک قول
یہ ہے کسی چیز کی دوستی آدمیکو اندھا بہرا کر دیتی ہے اور ایک قول یہ ہے
کہ ہر اچھا کام صدقہ کا ثواب رکھتا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ گم شدہ چیز
کھونے والے ہی کو ملے اور ایک قول یہ ہے کہ قرضدار جب مقدور رکھے تو
اسکو دیر کرنی ظلم ہے اور ایک قول یہ ہے سفر بھی ایک عذاب کا ٹکڑا ہے
ایک قول یہ ہے کہ مومن اپنے شرطوں کے پاس رہتے ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ
آدمی ایسے ہیں جیسے سونے چاندی کی کھان اور ایک قول یہ ہے کہ ظلم

كلها عن النبي عليه الصلوة والسلام وقال منصور
بن عمار في الحكمة من ابصر عيب نفسه اشتغل
عن عيب غيره ومن تعرى عن لباس التقوى
لم يستتر بشئ ومن رضى برزق الله لا يحزن
على ما في يد غيره ومن سل السيف لغيره
قتل به ومن حفر بئرا لاخيه وقع فيه ومن
هتك حجاب غيره انكشفت عورته ومن نسي
زلة نفسه استعظم زلة غيره ومن كابر
الامور عطب ومن استغنى بعقل نفسه ذل و
من تكبر على الناس ذل ومن تعمق في العمل مل
ومن فخر على الناس فضح ومن تسفه عليهم
شتم ومن صاحب الارذال حقر ومن جالس
العلماء وقر ومن دخل مداخل السوء اتهم و
من تهاون بالدين ارتطم ومن اغتنم اموال
الناس افتقر ومن انتظر العاقبة اصطبر
ويقال العافية بالفاء ومن جهل موضع قدمه
مشت في ندامة ومن خشي الله فاز
ومن لم يجرب الامور خدع ومن صارع
اهل الحق صرع ومن احتمل ما لا يطيقه عجز و

نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے اور منصور بن عمار حکمت کے باب مین
کہتے ہین جو اپنے عیب کو دیکھیگا اور کے عیب سے بیخبر رہیگا اور
جو شخص پرہیزگاری کے لباس سے ننگا ہے وہ کسی چیز سے ڈہکا
نجائیگا اور جو شخص اپنے رزق پر خوش رہیگا اُسکو کسیکے پاس
کچھہ دیکھنے سے رنج نہوگا اور جو کسی پر تلوار کہینچیگا آپ اُس
سے کاٹا جاویگا جو شخص اپنے بہائی کے لیے کنوان کہودیگا
آپ اُسمین گریگا جو کسی کی پردہ دری کریگا اُسکا فضیحتا آپ ہوگا
جو اپنی خطا بہول جائیگا اور کی خطا کو برا سمجھیگا جو بہاری
سمجھیگا کامون کو ہلاک ہوگا جو اپنی عقل پر بے پروا رہیگا
خطا کہائیگا جو لوگون سے تکبر کریگا ذلیل ہوگا جو اعمال مین
حد سے زیادہ مشقت کریگا وہ تہکیگا جو لوگون پر اپنا فخر کریگا
رسوا ہوگا جو اُنکے ساتھ نادانی برتیگا گالی دیا جاویگا اور
جو رذیلون مین بیٹھیگا حقیر ہوگا جو عالمون کے پاس بیٹھیگا
اُسکا وقر ہوگا جو کوئی کسی بُری جگہہ جاویگا اُسپر تہمت لگیگی
جو کوئی دین مین سُستی اختیار کریگا مصیبت مین پڑ جاویگا جو کوئی
لوگونکا مال لوٹیگا محتاج ہو جائیگا اور جو انتظار نیک انجام کے
ہی صبر کریگا اور یہ بہی آیا ہے جو آرام کا انتظار کریگا صبر کریگا اور
جو بے موقع قدم رکھیگا ندامت مین پڑیگا اور جو اللہ سے ڈریگا مراد کو
پہنچیگا اور جسنے کامون کو نہ آزمایا ہوگا دہوکے مین آجائیگا جسنے اہل حق کو

ومن عرف اجله قصر امله ومن استفاد الجهل
ترك طريق العدل ولا حول ولا قوة الا بالله
العلي العظيم ويقال جزية المسلم كراء بيته و
ذل رقبته دينه وعذابه سوء خلق امرأته و
قال بعض الحكماء لقاء العلماء والاخوان تلقيح
العقول وروى الاشعري عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال مثل المؤمن الذي يقرأ القرآن
كمثل الاترجة ريحها طيبة وطعمها طيب وقال
الفقيه رضي الله عنه انما اراد بالاترج اترج
اهل الحجاز لانه يكون ريحها طيبا وطعمها
حلوا واما الاترج الذي في بلادنا لا يكون
له طعم طيب وان كانت ريحها طيبة ومثل المؤمن
الذي لا يقرأ القرآن كمثل التمرة طعمها طيب
ولا ريح لها ومثل الفاجر الذي يقرأ القرآن
كمثل الريحانة ريحها طيب وطعمها مر ومثل
الفاجر الذي لا يقرأ القرآن كمثل الحنظلة طعمها
مر وريحها منتن **باب العمارة و**
والبناء قال الفقيه رضي الله عنه كره
بعض الناس ان ينفق الرجل ماله في البناء

جسنے اپنی موت کو پہچانا اپنی امید کم کردیگا جسنے جہالت کے ساتھہ استفادت کیے تو اسنے اپنی سیدھے رستہ کو چھوڑا اور نہیں ہے زور بچنا گناہ سے اور نہیں ہے قوت طاعت کی مگر اللہ بزرگ کی مدد سے اور کہتے ہیں مسلمان کا جزیہ اسکی گھر کا کرایہ ہے اور اسکا قرض اسکے گردن کا جھکنا ہے اور اسکا عذاب اسکی بی بی کی بدخلقی ہے اور بعض حکما کہتے ہیں عالموں اور بھائیوں سے ملاقات کرنا عقل کا پیوند کرنا ہے اور ابو موسی اشعری نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا مومن قرآن پڑہنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے ایک اترج اسکی خوشبو بہی اچھی اور اسکا مزہ بہی اچھا اور کہا فقیہ رحمہ اللہ نے اترج سے مراد اہل حجاز کا اترج ہے اسلیے کہ اسکی خوشبو اچھی ہوتی ہے اور اسکا مزہ میٹھا ہوتا ہے اور ہمارے ملک کے اترج کا مزہ اچھا نہیں ہوتا اگرچہ اسکی خوشبو اچھی ہوتی ہے اور جو مومن کہ قرآن نہیں پڑہتا اسکی مثال ایسی ہے جیسے چھوہارا اسکا مزہ اچھا ہے اور کچھ اسمین خوشبو نہیں اور جو بدکار قرآن پڑہتا ہے اسکی مثال جیسے ناز بو اسکی خوشبو اچھی اور مزہ کڑوا اور جو فاجر کہ قرآن نہیں پڑہتا جیسے پہلے ہیندوا کہ اسمین نہ کوئی مزا ہے نہ خوشبو ہے **باب مکان بنانے کے بیان مین** کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ بعض علما کے نزدیک آدمی کو مکانات بنانے مین مال خرچ کرنا مکروہ ہے

واحتجوا بما روى ابو هريرة عن النبي عليه
الصلوة والسلام انه قال اذا اراد الله بعبد
شرا اهلك ماله في اللبن والطين وفي خبر آخر
عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال من
بنى فوق ما يكفيه جاء به يوم القيمة حاملا
على عنقه وروى عن الحسن البصري ان رجلا
قال له اني بنيت دارا فادخلها ادع لي بالبركة
فدخل الحسن مع اصحابه ونظر في الدار فقال
خربت دار نفسك وعمرت دار غيرك غرك
من في الارض ومقتك من في السماء وقال
بعضهم لا بأس به لان الله تبارك وتعالى
قال تتخذون من سهولها قصورا وتنحتون
الجبال بيوتا فاذكروا الاء الله الاية فاخبر
ان القصور من نعماء الله وقال في اية اخرى
قل من حرم زينة الله التي اخرج لعباده
الاية وذكر ان ابنا لمحمد بن سيرين بنى دارا
فانفق عليها مالا كثيرا فذكر ذلك لمحمد بن
سيرين قال ما ارى باسا بان يبني الرجل
من ماله ما ينفعه وروى عن النبي عليه

اور انکی حجت وہ ہے جو ابو ہریرہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے
روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا جبکہ اللہ تعالیٰ کسی بندہ کے حق مین
برائی چاہتا ہے تو اُسکے مال کو اینٹون اور مٹی مین تلف کرتا ہے
اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے دوسری حدیث مین ہے کہ آپنے فرمایا
کہ جو کوئی مکان حاجت سے زیادہ بنائیگا قیامت کے دن اپنی گردن پر
لادکر لائیگا اور حسن بصریؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے اُن سے
اگر کہا کہ مینے ایک مکان بنایا ہے سو آپ چلیے اور میرے لیے برکت کی دعا
کیجیے پس حسن بصری اپنے یارون سمیت آئے اور مکان کو دیکھا اور کہا
کہ تونے اپنے نفس کا گھر اُجاڑ دیا اور اَور کا گھر آباد کیا اور عزت
کی تیری زمین والون نے اور غصے ہوے تجھسے آسمان والے اور بعض کہتے
ہین کہ اسکا کچھ ڈر نہین اسلیے کہ حقتعالیٰ فرماتا ہے (بناتے ہو نرم زمین
مین اور کھودتے ہو پہاڑونمین گھر سو اللہ کے نعمتین یاد کرو) سو اللہ
نے خبر دی کہ محل ومکان اللہ کی نعمتین ہین اور اور آیت
مین فرمایا ہے (کہہ تو اے محمد کسنے حرام کردی اللہ کے
زینتین جو نکالی ہین اپنے بندون کے واسطے) اور مروی ہے
کہ محمد بن سیرین کے بیٹے نے گھر بنایا اور بہت مال اُسمین
خرچ کیا اسکا محمد بن سیرینؓ سے ذکر کیا گیا تو اُنہون نے کہا کہ میرے
نزدیک کچھ ڈر نہین اگر مکانات کے بنانے مین کوئی آدمی
خرچ کرے + اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام....

الصلوة والسلام انه قال اذا انعم الله تعالى
على عبده نعمة احب ان يرى اثر النعمة فيه
ثم من اثر النعمة البناء الحسن والثياب الحسنة
الا ترى انه لو اشترى جارية جميلة بمال عظيم
فانه يجوز ولا يلام عليه ولا ياثم وان كان
يكفيه دون ذلك فكذلك البناء قال الفقيه
رحمه الله الافضل له ان يصرف ماله الى امر
آخرته فان انفقها فى امر دنياه فى البناء او
فى الثياب الحسنة فهو غير حرام بعد ان
يجتنب من ثلثة اشياء اولها ان لا يكتسب
المال من حرام او شبهة والثانى ان لا يظلم
مسلما ولا معاهدا والثالث ان لا يضيع فرائض
الله تعالى من وقتها وسنة رسول الله تعالى

باب المعاملة مع اهل الكفر

قال الفقيه رضى الله عنه لا بأس للمسلم ان
يكون بينه وبين اهل الذمة معاملة اذا
كان مما لا بد منه ولا بأس بان يعوده و
هو مريض ويلقنه كلمة التوحيد وقد عاد
النبى عليه السلام يهوديا وعرض عليه الاسلام

سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالی اپنے بندہ پر انعام کرتا ہے تو
پسند کرتا ہے کہ اُسکی نعمت کا اثر اسمین ظاہر ہو پھر نعمت کے اثر مین
سے اچھا مکان بنانا اور اچھا کپڑا ہے کیا تو نہین دیکھتا ہے کہ اگر
کوئی باندی خوبصورت بہت مال کے عوض مین خریدے تو
جایز ہے اور اُسکو کوئی بُرا نہین کہتا اور اگرچہ اُسکو اور حاجت
نہو تو ایسے ہی مکان ہے کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ بہتر یہ ہے
کہ اپنا مال آخرت کے کام مین صرف کرے اور اگر اُسکو
دنیا کے کامون مین صرف کرے تو مکان یا اچھے کپڑے
بنا دے تو حرام نہین ہے جبکہ تین چیزون سے بچا رہے ایک تو
یہ ہے کہ حرام کا مال یا مشتبہ نہو دوسرے یہ کہ کسی
مسلمان یا معاہد پر ظلم نکرے تیسرے یہ کہ اللہ کے فرضون کو
ضایع نکرے وقت اُنکے سے اور سنت رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم سے

باب کافرون سے معاملات کرنے کے بیان مین

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ کچھ ڈر نہین کہ مسلمان اور ذمی کے
درمیان مین کوئی ضروری معاملہ رہا کرے اور کچھ ڈر نہین
کہ بیمار ہو تو اُسکی عیادت کرے اور کلمۂ توحید اُسکو
سکھا وے اور بیشک نبی علیہ الصلوۃ والسلام
نے ایک یہودی کی عیادت کی اور اُسپر اسلام پیش کیا ؛

ناسلم فمات فلما خرج قال الحمد لله الذی اعتق
بی نسمة من النار ولا باس للمسلم اذا کانت
له قرابة اهل الذمة ان یهدی الیهم الدراهم
وقد اهدی رسول الله صلی الله علیه وسلم
الی خاله حارثة وهو کافر بمکة وروی عن صفیة
زوجة رسول الله صلی الله علیه وسلم انها
لما ماتت اوصت بثلث مالها لاخوتها من
الیهود وروی عن میمون بن مهران انه
قال من الناس من احبه فی الله واحبه لنفسی
ومن الناس من ابغضه فی الله وابغضه لنفسی
ومن الناس من ابغضه فی الله واحبه لنفسی و
من الناس من احبه فی الله وابغضه لنفسی
فاما الذی احبه فی الله وابغضه لنفسی فهو
مؤمن یؤذینی فاما الذی احبه فی الله واحبه
لنفسی فهو مؤمن ینفعنی واما الذی ابغضه
فی الله وابغضه لنفسی فهو کافر یؤذینی واما
الذی ابغضه فی الله واحبه لنفسی فهو کافر
ینفعنی یعنی ابغضه لاجل کفره واحبه لاجل
منفعته لی والله اعلم **باب ما قیل فی**

پس وہ اسلام لایا پھر مر گیا تو جب آپ نکلے تو کہا کہ اللہ کا شکر ہے کہ
میرے سبب سے ایک جی آگ سے آزاد ہوا اور کچھ ڈر نہیں ہے اگر مسلمان
اور ذمی کے درمیان کوئی قرابت ہو اور اسکو کچھ روپیہ تحفہ دے اور
تحقیق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے خالہ حارثہ کو مکہ میں تحفہ بھیجا
اور وہ کافر تھی اور صفیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی سے
مروی ہے کہ جب وہ مرین تو اپنے تہائی مال کی وصیت اپنے بھائی
یہودیوں کو کی اور میمون بن مہران سے مروی ہے کہ
اُنہوں نے کہا بعض آدمیکو اپنے اور اللہ کے لیے دوست
رکھتا ہوں اور بعض آدمی کو اپنے اور اللہ کے لیے دشمن
جانتا ہوں اور بعض آدمی کو اللہ کے لیے دشمن اور اپنے
لیے دوست اور بعض آدمی کو اللہ کے لیے دوست
اور اپنے لیے دشمن جانتا ہوں سو جسکو میں اللہ کے لیے
دوست رکھتا ہوں اور اپنے لیے دشمن تو وہ مؤمن ہے
کہ مجھکو تکلیف دیتا ہے اور جسکو اپنے اور اللہ کے لیے دوست رکھتا ہوں
تو وہ مؤمن ہے کہ مجھکو نفع پہونچاتا ہے اور جسکو میں اپنے
اور اللہ کے لیے دشمن رکھتا ہوں تو وہ کافر ہے کہ مجھکو تکلیف
دیتا ہے اور جسکو میں اللہ کے لیے دشمن اور اپنے لیے دوست رکھتا ہوں تو وہ کافر
ہے کہ مجھکو نفع دیتا ہے یعنی بسبب اُسکے کفر کے میں دشمن رکھتا ہوں اور بسبب اُسکے
نفع کے دوست رکھتا ہوں واللہ اعلم **باب ہے صبح سویرے**

مباکرة الغداء قال الفقیه رضی الله عنه
روی عن ابی هریرة انه قال فی مباکرة الغداء ثلث
خصال یطیب النکهة ویطفئ المرة ویزید فی
المروة قیل کیف یزید فی المروة قال اذا تغدیت
فی منزلی لم تطمع نفسی فی طعام غیری و
ذکر ان رجلا دخل علی معاویة بن ابی سفیان
وهو یتغدی باکرا فدعاه الی طعام فقال
قد فعلت فقال له معاویة انك انهم اکلا
اذا فعلت قبل هذا الوقت قال لا ولکن فعلت
ذلك لاربع خلال اولها الخلوف الفم والثانی
ان عطشت شربت الماء والثالث ان اردت
حاجة لبثت فیها وانا فارغ القلب والرابع
ان رایت طعاما رایته ومعی عرضی ویقال
الندامة اربعة ندامة یوم وندامة سنة
وندامة ابد فندامة الیوم ان یخرج الرجل
قبل ان یتغدی ثم عرض له عارض فلم یقدر
علی الرجوع الی منزله فبقی نادما فی یومه کله
واما ندامة السنة فهو ان الزارع اذا ترك
الزراعة فبقی نادما الی اخر السنة فاما ندامة

کہانا کہاتے میں کہا فقیہ رضی اللہ عنہ نے ابو ہریرہ سے
مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ صبح سویرے کہانے میں تین فائدے ہیں
منہہ اچھا رہتا ہے اور صفرا بجھتا ہے اور مروت بڑہتی ہے
اُسنے لوگوں نے کہا کیونکر مروت بڑہتی ہے تو انہوں نے جواب دیا
کہ جب تو نے اپنے گہر میں کہانا کہالیا تو اور کے کہانے کی طرف
نہیں للچاویگا اور مروی ہے کہ ایک شخص معاویہ بن سفیان کے
پاس آیا اور وہ صبح سویرے کہانا کہا رہے تہے تو انہوں نے کہانے کی
تواضع کی اُس شخص نے کہا کہ میں کہا چکا ہوں تو معاویہ نے اُس سے
کہا کہ تو بہت حریص ہے کہانیکا جب تو نے اس وقت سے پہلے کہالیا
اُسنے کہا نہیں لیکن میں نے یہ کام چار خصلتوں کے وجہ سے کیا پہلے
منہہ میں خوشبو رہنا دوسرے اگر مجھکو پیاس لگے تو پانی پیونگا
تیسرے جب مجھی کو کوئی کام ہوگا اور اسمیں ٹھہرونگا تو دل میرا
نچنت رہیگا چوتہے جب میں کہانا دیکہونگا تو اُسکو بے غرضی سے
دیکہونگا اور کہتے ہیں کہ ندامت چار ہیں ندامت دن بہر کے
ندامت سال بہر کی ندامت عمر بہر کے ندامت ہمیشہ کی دن
بہر کے ندامت یہ ہے کہ آدمی گہر سے بے کہانا کہائے نکلے پہر اگر اُسکو
کوئی معاملہ پیش آوے اور لوٹ کر گہر کو نہ لوٹ سکے تو دن بہر شرمندہ
رہیگا اور سال بہر کے ندامت یہ ہے کہ کسان جب کہیتی چہوڑ دیتا ہے
تو سال بہر تک شرمندہ رہتا ہے آور عمر بہر کے ندامت

العمران يتزوج امرأة غير موافقة فبقى فى الندامة
الى آخر العمر واما ندامة الابد فهو ان يترك امر
الله تبارك وتعالى ويعصيه فهو ابدا فى الندامة
فى الآخرة وقال على بن ابى طالب كرم الله وجهه
من اراد البقاء ولا بقاء فليباكر الغداء وليخفف
الرداء وليلزم الحذاء وليقل غشيان النساء
قيل له وما خفة الرداء قال قضاء الدين و
ليلزم الحذا يعنى لا يمشى حافيا **باب كلام
الحكماء** قال يزيد الرقاشى خمسة لا يحسن من
خمسة الكذب من الامراء والحرص من الزهاد
والسفه من ذوى الاحساب والبخل من ذوى
الاموال والاستطالة من الفقراء قال الفقيه
رحمه الله هذه الاشياء لا يحسن من جميع الناس
ولكن عن هؤلاء اقبح ويقال عشرة اشياء
قبيحة فى عشرة اصناف من الناس الحدة
فى السلطان والبخل فى الاغنياء والطمع
فى العلماء والحرص فى الفقراء وقلة الحياء فى
ذوى الاحساب واتيان الزهاد ابواب
اهل الدنيا والفتنة فى الشيوخ والجهل فى

یہ ہے کہ ناموافق عورت سے نکاح کریگا تو عمر بھر شرمندہ
رہیگا اور ہمیشہ کے ندامت یہ ہے کہ جو اللہ تعالی کی حکم کو نمانیگا اور اسکی
نافرمانی کریگا تو آخرت میں ابدالآباد تک شرمندہ رہیگا اور علی
بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے جو شخص کہ ہمیشگی اور اپنکو ہمیشہ
رکھنا چاہتا ہے تو صبح سویرے کھانا کھایا کرے اور چادر چھوٹے
بنادے اور ہمیشہ جوتیاں پہنے اور عورت کے پاس کم جاوے لوگوں نے
عرض کیا کہ چھوٹا ہونا چادر کا کیا معنے فرمایا قرض ادا کرنا اور جوتیاں
لازم پکڑنا یعنی ننگے پاؤں نہ پھرنا **باب حکما کی کلام میں**
کہا یزید رقاشی رحمہ نے کہ پانچ چیزیں پانچ شخص سے اچھی نہیں
ہوتیں امیروں کا جھوٹ بولنا اور زاہدوں کا حرص کرنا ذی نسب
آدمیکا نادانی کرنا اور مالداروں کا بخیل ہونا اور فقیروں کا سوال میں
زیادتی کرنا کہا فقیہ رحمہ اللہ نے یہ چیزیں سب آدمیوں سے اچھی نہیں
معلوم ہوتیں لیکن ان لوگوں سے بہت بری ہیں اور کہتے ہیں کہ دس
آدمیوں میں دس چیزیں بری معلوم ہوتی ہیں بادشاہ
میں تیزی امیروں میں بخل حاکموں میں طمع فقیروں
میں حرص اور صاحب حسب میں بیحیائی زاہدوں میں
دنیاداروں کے دروازوں پر آنا بوڑھوں میں فتنہ
اور عابدوں میں
جہالت

التباد والجبن في الغزاة وتشبه الرجال
بالنساء والنساء بالرجال وقال بعض الحكماء
التفكر نور والغفلة ظلمة والجهالة ضلالة و
انقص الناس عقلا من ظلم على من هو دونه
قال ابراهيم بن زياد العدوي ثلث تفرح
القلب وتجم العقل ويروي تحيي العقل الزوجة
الجميلة والكفاف من الرزق والاخ المونس
وقال بعض الحكماء وجدت العلم في الطلب
والحكمة في البطن الجائع ونور الاسلام في
صلوة الليل وهيبة الخلق في هيبة الخالق
وروي عن جعفر بن محمد انه قال تكلم علي
ابن ابي طالب كرم الله وجهه بست كلمات
لم يسبقها احد في الجاهلية والاسلام اولها
من لانت كلمته وجبت محبته والثاني ما هلك
امرأ قط عرف قدره والثالث ان لكل شيء
قيمة وقيمة المرء ما يحسنه والرابع سل من
شئت تكن اسيره وفي رواية فانت ذليله
والخامس اعط من شئت تكن اميره والسادس
استغن عن من شئت تكن نظيره ويقال

اور غازیوں مین نامردی اور مردون کو عورتون کی صورت بنانا
اور عورتونکو مردونکی صورت بنانا اور بعض حکیم کہتے ہین کہ فکر کرنا
نور ہے اور غافل رہنا تاریکی ہے اور جہالت گمراہی ہے اور سب سے
زیادہ کم عقل وہ ہے کہ اپنے سے چھوٹے پر ظلم کرے اور ابراہیم
بن زیاد عدوی کہتے ہین کہ تین چیزین دلکو خوش کرتی ہین
اور عقل کو بڑہاتی ہین خوبصورت بی بی اور رزق کی فراغت
اور رفیق بہائی غمخوار اور بعض حکمانے کہا کہ مین نے
علم کو طلب کے اندر پایا اور حکمت کو خالی پیٹ مین اور
اسلام کا نور رات کی نماز مین اور مخلوق کی ہیبت خالق
سے ڈرنے مین اور جعفر بن محمد سے مروی ہے کہ انہون
نے کہا کہ علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے چھہ باتین
ایسی فرمائی ہین کہ نہ کسینے پہلے زمانہ جاہلیت مین
کہین نہ اسلام مین پہلے یہہ کہ جسکا کلام نرم ہوگا
اسکی محبت ضرور ہوگی دوسرے یہ کہ وہ آدمی کبہی
نہ ہلاک ہوگا جسنے اپنی قدر پہچانی تیسرے یہ کہ ہر چیز کی
قیمت ہے اور آدمی کی قیمت جو وہ نیکی کری چوتہی یہہ کہ
جس سے تو سوال کریگا اسکا تو قیدی ہوجاویگا اور ایک روایت مین ہے
کہ تو اسکا خوار ہوگا پانچوین یہ کہ جسکو تو کچہہ دیگا تو اسکا سردار ہوجاویگا چہٹے یہ کہ
جس سے تو بے پروائی کریگا تو اس جیسا ہی ہوجاویگا اور کہتی ہین کہ

مكتوب في بعض الكتب الكفالة مذمومة
فيها ست خصال الكفران والخسران والغرم
والعدم والملامة والندامة ويقال مكتوب
على باب ملك الروم ان الكفالة اولها ندامة
واوسطها ملامة واخرها غرامة ويقال
من لم يصدق فليجرب حتى يعرف البلية من
السلامة وقال وهب بن منبه نظرت
في التورية والانجيل والزبور والفرقان فاخذت
من كل واحد كلمة وكتبت في دق وعلقتها
في عنقي وانظر في كل يوم مرة فكتبت من
التورية لا تامن على السلطان وان كان
اباك هو نار حريق ومن الزبور لا تامن
على المرأة وان طال مكثها في بيتك و
من الانجيل لا تامن على صحيح ولا تمسن على
مريض فان الله تعالى يحدث ما يشاء
من الفرقان ومن يتوكل على الله فهو حسبه
ويقال اربعة اشياء اذا فرط الرجل هلكته
واستوهنته اولها النساء والثاني العبد
والثالث القمار والرابع الخمر قال بعض الحكماء

کہ بعض کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ کسیکا ضامن بننا برا ہے
اسمین چھ باتین ہیں ناشکری اور گھاٹا اور تاوان اور
تنگی دستی اور ملامت اور ندامت اور کہتے ہیں کہ
شاہ روم کے دروازہ پر لکھا ہے کہ ضامن ہونے میں
اول میں ندامت ہے درمیان میں ملامت ہے آخر میں تاوان ہے
اور کہتے ہیں کہ جو بات کو سچا نہ جانے تو آزما لے یہانتک کہ
پہچان لے مصیبت کو سلامتی سے اور وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ میں نے
توریت اور انجیل اور زبور اور فرقان سب دیکھین تو میں نے
ہر ایک میں سے ایک بات لے لی اور ایک ورق میں لکھکر اپنے
گلے میں لٹکا لین اور ہر روز ایکبار اسکو دیکھ لیتا ہون
توریت میں سے تو میں نے یہ لکھ لیا کہ بادشاہ پر تحنیت مت رہ
اگرچہ تیرا باپ کیوں نہو وہ تو جلانیوالی آگ ہے اور زبور میں سے
یہ کہ عورت پر تحنیت مت رہ اگرچہ تیرے پاس بہت دنوں سے
ہے اور انجیل میں سے یہ کہ تندرست پر ہرگز تحنیت مت رہ اور
بیمار سے ناامید مت ہو کہ بیشک اللہ تعالے جو چاہتا ہے وہی بات
کر دیتا ہے اور قرآن میں سے یہ کہ جو شخص اللہ پر بھروسا کرتا ہے تو وہ
اسکو کافی ہے اور کہتے ہیں کہ چار چیزیں ہیں کہ جب آدمی انمین
زیادتی کریگا تو اسکو وہ ہلاک اور ذلیل کر دینگی پہلی تو عورت
دوسرے شکار تیسرے جوا چوتھے شراب اور بعض حکیم کہتے ہیں

من صحب ضالا لم يصلح له دينه ومن بلج
فاسقا ذهب بهاء وجهه ومن طمع مال
غيره نزعت البركة من ماله ومن تواضع
لغني ذهب ثلثا دينه وقال بعض الحكماء
من استعمل ثلثا سلم دينه من قنع لما اعطى
استغنى عما لم يعط ومن عمل بما علم وقف
بما لم يعلم ومن ترك ما لا يعنيه تفرغ لما لا
يعنيه ومن ذكر ما امامه لم يخاطر بنفسه
وقال بعض الحكماء اياك والمزاح فان فيه سبع
خصال مذمومة اولها ذهابه بالورع والثاني
ذهاب الهيبة والثالث قساوة القلب والرابع
خيانة الجليس والخامس يهدم الصداقة
ويجلب العداوة والسادس بذمة العقلاء
ويستهزء به السفهاء والسابع ان عليه وزر
من اقتدى به ويقال اضيع الاشياء عشرة
عالم لا يسئل وعلم لا يعمل به ورأي صواب
لا يقبل وسلاح في بيت من لا يستعمله ومسجد
بين قوم لا يصلون فيه ومصحف في بيت من
لا يقرأ فيه ومال في يد من لا ينفق وخيل

کہ جو گمراہ کی صحبت میں بیٹھیگا اُسکا دین درست نہوگا اور
جو فاسق کی تعریف کریگا اُسکے چہرہ کی رونق جاتی رہیگی
اور جو کوئی کسی غیر کے مال میں نیت ڈالیگا تو اُسکے مال کی برکت
چھن جاویگی اور جو کوئی مالدار کے سامنے جھکیگا اُسکا دو حصہ دین
جاتا رہیگا اور بعض حکما کہتے ہیں جو شخص تین چیزونکو برتیگا اُسکا
دین سلامت رہیگا جو کہ دی ہوئے پر قناعت کرے جو اُسکو ملے اس سے بے پروا
رہے اور جسنے پڑھ کر عمل کیا بے پڑھے پر واقف ہوگا اور جو
بیفایدہ بات کو ترک کریگا جو بیفایدہ بات ہوگی اس سے فارغ
ہوگا اور جسنے آیندہ کو یاد رکھا اُسکو وسوسہ نہوگا اور بعض حکما
کہتے ہیں خوش طبعی سے بچ کہ اسمین سات خصلتیں بری ہیں پہلے تو
پرہیزگاری جاتا رہنا دوسرے ہیبت کا جاتا رہنا تیسرے دل کا
سخت ہوجانا چوتھے پاس بیٹھنے والے کی خیانت پانچویں سچائی دوستی کو
گرا دیتی ہے اور دشمنی کو کھینچتی ہے چھٹے عقلمند اُسکو برا کہتے
ہیں اور نادان ہنسی کرتے ہیں ساتویں جو کوئی اُسکی پیروی
کرے گا اُسکا گناہ اُسپر رہا اور کہتے ہیں کہ دس چیزیں زیادہ
ضائع ہوتی ہیں جس عالم سے کوئی نہ پوچھے اور جس علم پر
عمل نہو اور اچھی رائے کہ قبول نکیجاے اور گھر میں ہتیار رکھا ہو اور
برتے نہیں اور ایسی مسجد ہے اور وہ اُسمین نماز نہیں پڑھتے اور
گھر میں قرآن رکھا ہے اور نہیں پڑھتے اور ہاتھ میں مال ہے اور

عند من لا يركب وعلم الزهد عند من يريد
الدنيا وعمر طويل لمن لا يتزود منه لسفر يوم
القيمة وقال رجل لابن عباس يا ابن عباس
ما راس العقل قال ان يعفو الرجل عمن ظلمه
وان يتواضع لمن دونه وان يتدبر ثم يتكلم
قال فما راس الجهل قال عجب المرء بنفسه وكثرة
الكلام فيما لا يعنيه وان يعيب على الناس في
الشيء الذي ياتي هو بمثله قال فما زين الرجل
قال حلم من غير ضعف وجود بغير اسراف
واجتهاد في العبادة بغير طلب الدنيا وقيل
لبعض الحكماء من العاقل قال من تمسك بثلثة
في ثلثة اشياء فهو العاقل حقا من تمسك بالصدق
والاخلاص فيما بينه وبين الله في الطاعات
وتمسك بالبر والمروة فيما بينه وبين الخلق
في المعاملة وتمسك بالصبر والقناعة فيما بينه
وبين نفسه بالنوائب والبليات وقال بعض
الحكماء الناس اربعة اصناف جواد وبخيل ومسرف
ومقتصد فالجواد الذي يجعل نصيب اخرته لدنياه و
الذي يجعل نصيب اخرته لدنياه والبخيل الذي لا يعطي واحدا

پاس ہے اور اسپر نہین چڑھتا اور علم زہد اُسکے پاس جو دنیا کا طالب
ہے اور عمر دراز ہے اور آخرت کے سفر کا توشہ تیار نہین کرتا
اور ایک شخص نے ابن عباس سے کہا کہ اے ابن عباس عقل کا سر
کیا ہے اُنہون نے کہا کہ جو کوئی اُسپر ظلم کرے اُسکو معاف
کرے اور اپنے سے کمتر کی تواضع کرے اور سوچکر بات کہے
اُس شخص نے کہا نادانی کا سر کیا ہے اُنہون نے جواب دیا آدمی کی
خودبینی اور بہت باتین کرنا جو بیفائدہ ہون اور لوگونکا عیب نکالنا
اُن چیزمین کہ اُسکو آپ بھی کرتا ہو اُس شخص نے کہا آدمی کی
زینت کیا ہے جواب دیا کہ باوجود قوت کے بردباری کرنا اور بخشش کرنی بغیر اسراف
کے اور عبادت مین بے دنیا کی طلب کے محنت کرنا اور بعض حکما سے
کہا گیا کہ عقلمند کون ہے اُنہے جواب دیا کہ جسنے تین چیزمین تین
چیزکو اختیار کیا تو وہ اصل عقلمند ہے جسنے صدق اور خلاص
اختیار کیا اللہ کی تابعداری مین اور جسنے نیکی اور مروت
مخلوق کے ساتھہ معاملات مین اختیار کری اور صبر اور
قناعت نفس کے ساتھہ سختی اور بلا مین اختیار کیا اور
بعض حکما نے کہا ہے کہ آدمی چار قسم کے ہین
بخشش کرنیوالا بخیل فضول خرچ میانہ رو بخشش کرنیوالا بہت سخی
کرنیوالا وہ کہ اپنا دنیا کا حصہ آخرت کے لیے کرے اور فضول خرچ وہ کہ
اپنا آخرت کا حصہ دنیا کے لیے کرے اور بخیل وہ کہ دنیا اور آخرت مین

منهما نصيبه والمقتصد الذي يعطي كل واحد
منهما نصيبه وقال عيسى بن مريم عليه السلام
يا معشر الحواريين ارضوا بالدون من الدنيا
مع الدين كما رضي اهل الدنيا بالدون من الدين
مع الدنيا ولهذا المعنى قال الشاعر ارى رجالا
بدون الدين قد قنعوا ولا اراهم رضوا بالعيش
بالدون + فاستغن بالدين عن دنيا الملوك
كما استغنى الملوك بدنياهم عن الدين +

باب البول في حال القيام

قال الفقيه رضي الله عنه قد رخص بعض الناس
ان يبول الرجل قائما وكره بعض الناس الا
من عذر وبه نقول فاما من اباحه فقد ذهب
الى ما روي عن حذيفة ان النبي عليه الصلوة
والسلام اتى سباطة قوم فبال قائما ثم توضأ
ومسح على ناصيته وخفيه واما من كره فقد
ذهب الى ما روي عن عائشة رضي الله عنها
انها قالت ما بال رسول الله عليه الصلوة و
السلام قائما بعد ما انزل عليه القرآن فمن
اخبرك ان النبي عليه الصلوة والسلام بال

حصہ نہ دے اور درمیانہ وہ کہ دنیا اور
آخرت مین بہرہ ور ہے اور حضرت عیسے
علیہ السلام کہتے ہین کہ اے گروہ حواریون کے راضی ہو دین کے
ساتھ دنیا کو کمینہ سمجھکر جیسے دنیادار دنیا کے ساتھ راضی ہو کر
دین کو کمینہ سمجھکر اور اسی معنی مین ایک شاعر کہتا ہے کہ مین لوگون کو
دیکھتا ہون کہ تھوڑے سے دین پر قناعت کر لی + اور نہ دیکھا کہ
راضی ہو جاوین عیش دنیا پر ساتھ تھوڑی سی دین کے + سو بے پروا
ہو جا بادشاہون کی دنیا سے بسبب دین کے + جیسے بے پروا ہو بادشاہ
بسبب دنیا کے دین سے باب کہڑے ہوکر پیشاب کرنیکے بیان مین
کہا فقیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ تحقیق بعض لوگ رخصت دیتے ہین
کہڑے ہوکر پیشاب کرنے مین اور بعض لوگون نے مکروہ کہا ہے
اگر کوئی عذر نہو اور یہی ہم کہتے ہین سو جو لوگ اسکو مباح کہتے
ہین وہ اس روایت کیطرف گئے ہین جو حذیفہ سے مروی ہے کہ تحقیق
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کے کوڑی پر آئے اور کہڑے
ہوکر پیشاب کیا پہر وضو کیا اور پیشانی کے بالون پر مسح کیا
اور دونون موزون پر اور جو اسکو مکروہ کہتا ہے تو وہ اس روایت
کیطرف گیا ہے جو حضرت عایشہ سے مروی ہے کہ انہون نے کہا کہ آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے جب سے قرآن نازل ہوا ہے کبہی پیشاب کہڑے ہوکر نہین
کیا اور اگر کوئی تجکو خبر دے کہ آنحضرت کہڑے ہوکر

قائما فكذبه وروى نافع عن ابن عمر انه قال ما بلت قائما منذ اسلمت وروى ابن بريدة عن ابيه عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال اربع خصال من الجفاء ان يبول الرجل وهو قائم وان يمسح جبهته قبل ان يفرغ من الصلوة وان يسمع النداء فلا يشهد مثل ما يشهد وان ذكر عنده فلم يصل عليّ واما الذي رواه حذيفة فاحتمل انه فعل ذلك للعذر لاجل نجاسة المكان او غير ذلك فاذا احتمل هذا فالاخذ بالاخبار المشهورة اولى

باب خصاء الحيوان

قال الفقيه رحمه الله كره بعض الناس خصاء الحيوان كلها واحتج بما روى عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال لا خصاء في الاسلام ولا كنيسة يعني لا تحدث كنيسة في دار الاسلام سوى ما كان في القديم وذكر في قوله تعالى ولآمرنهم فليغيرن خلق الله يعني الخصاء وروى ابن عمر عن النبي عليه الصلوة والسلام انه نهى عن خصاء الابل

پیشاب کیا ہے تو اسکو تو جھٹلا دے اور نافع ابن عمر سے روایت کرتے ہین کہ انہون نے کہا کہ مینے کبھی کھڑے ہو کر پیشاب نہین کیا جب سے مین مسلمان ہوا ہون اور ابن بریدہ اپنے باپ سے اور وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا ہے کہ چار خصلتین ظلم کی ہین ایک یہ کہ آدمی کھڑے ہو کر پیشاب کرے دوسرے یہ کہ اپنی جبہہ نماز سے فارغ ہونے سے پہلے پونچھے تیسرے یہ کہ اذان سنے اور اسکا جواب نہ دے چوتھے یہ کہ مین اسکے پاس ذکر کیا جاوے پہر میرے اوپر درود نہ بھیجے اور جو حذیفہ نے روایت کی ہے اسکا کرنا شاید کسی عذر سے ہو بوجہ نجاست مکان تھا یا سوا اسکے اور جبکہ یہ احتمال ہے تو مشہور حدیثین مین انکا اختیار کرنا اولیٰ ہے

باب حیوانون کو خصی کرنیکے بیان مین کہا فقیہ رحمہ اللہ نے بعض لوگون نے ہر ایک حیوان کا خصی کرنا مکروہ کہا ہے اور اس روایت کو حجت پکڑا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا ہے کہ اسلام مین خصی کرنا نہین ہے اور نہ کوئی کنیسہ اسلام مین نیا بنانا ہے دار الاسلام مین گرجا نہ بنایا جاوے مگر جو پہلے بن چکے اللہ تعالیٰ نے شیطان کے قول کی حکایت کی ہے جسکا یہ ترجمہ ہے (اور البتہ حکم دونگا مین انکو سو بدلینگے اللہ کی پیدائش کو) یعنے خصی کرینگے اور ابن عمر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ

والبقر والغنم والخيل وكان ابن عمر يقول
منها نسل الخلق ولا يصلح الاناث الا بالذكور
يعني ان الله تعالى خلق الذكور والاناث
للنسل وفي الخصاء قطع النسل وقال بعضهم
يجوز خصاء الانعام كلها الا الخيل لما روي
عن ابن عمر رضي الله عنه انه نهى عن خصاء
الفرس وقال بعضهم يجوز خصاء البهائم سوى
بني آدم وبه نأخذ لان في ذلك منفعة للناس
للحاجة والناس قد احتاجوا الى ذلك وكما
يجوز ذبح الحيوان للحاجة الى لحمها فكذلك
يجوز الخصاء له اذا كان في ذلك منفعة
للناس وقد روي عن النبي عليه الصلوة و
السلام انه ضحى بكبشين املحين خصيين فلولا
ان في الخصاء من المنفعة ما لم يكن في غيره
لما اختار رسول الله عليه الصلوة والسلام
للاضحية الكبشة الخصي فلما اختار الخصي لما
ان الخصي اطيب لحما واكثر شحما ثبت ان الخصاء
جائز وكذلك سائر الحيوان واما الخبر الذي
روي قال لا خصاء في الاسلام فالمراد عنه

اور بیل اور بکری اور گهوڑے کے خصی کرنے سے منع فرمایا کرتے
اور ابن عمر کہا کرتے تہے کہ مخلوق کی نسل اسی سے ہے کیونکہ بے مادہ اور نر کے
نسل کی درستی نہین ہو سکتی یعنی اللہ تعالی نے نر اور مادہ کو نسل کے
لیے پیدا کیا ہے اور خصی کرنے مین نسل قطع ہوتی ہی اور بعض کہتے
ہین کہ سب چوپایوں کا خصی کرنا جائز ہے سوا گهوڑے کے اسلیے کہ ابن عمر
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے گهوڑے کو خصی کرنے سے
منع کیا ہی اور بعض کہتے ہین کہ سب چوپایونکو سوا آدمی کے خصی کرنا
جائز ہے اور اسیکو ہم لیتے ہین اسلیے کہ اسمین آدمیونکی ضرورت
کے لیے منفعت ہے اور آدمیونکو اسکی احتیاج پڑتی ہی اور جیسکہ حیوان کا
ذبح کرنا گوشت کی ضرورت کے لیے جائز ہوا سو اسیطرح خصی کرنا بہی
ضرورت کے لیے جائز ہے جبکہ اسمین آدمیونکی منفعت ہو اور تحقیق نبی
علیہ الصلوة والسلام سے مروی ہے کہ آپنے دو مینڈہے چتکبرے اچہے
خصی کی قربانی کری سو اگر اس خصی کرنے مین منفعت نہوتی جو
غیر مین نہین ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قربانے کے
لیے خصی مینڈہا کیون اختیار کرتے سو جب خصی اختیار کیا
اسلیے کہ تحقیق خصی کا گوشت بہت عمده ہوتا ہے اور
اسمین چربی بہت ہوتی ہی تو ثابت ہوا کہ خصی کرنا جائز ہی
اور ایسے ہی سب حیوانو مین اور وہ حدیث کہ روایت کی گئی ہے
کہ اسلام مین خصی کرنا نہین ہے تو اس سے مراد

اكثر اهل العلم خصاء بني آدم وقال بعضهم معناه ان يخصي الرجل نفسه فالنهي انصرف اليه كما روى عثمان بن مظعون انه هم بذلك حتى نهاه النبي عليه السلام فالنهي انصرف اليه فان قيل لم لا يجوز خصاء بني آدم وفيه منفعة ايضا قيل له لا منفعة فيه لانه لم يجز للخصي ان ينظر الى النساء كما لا يجوز للفحل وهكذا روي عن عائشة رضي الله عنها وغيرها انه لا يجوز نظر الخصي الى النساء كما لا يجوز للفحل وقد كره بعض الناس سمة البهائم لان فيه تعذيب البهيمة بغير فائدة وقال بعضهم لا بأس به اذا كان في ذلك منفعة لان في ذلك علامة وقد روي عن رسول الله عليه الصلوة والسلام انه اشعر بدنته في صفحة سنامها الايمن فلما اشعرها لاجل العلامة فكذلك السمة وقد روي عن رسول الله عليه الصلوة والسلام انه نهي عن كي الحيوان على الوجه فيه دليل على ان في غير الوجه جائز والله اعلم

باب السمر بعد العشاء

قال الفقيه رحمه الله

اکثر اہل علم کے نزدیک آدمی کا خصی کرنا نہی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اسکے معنی یہ ہیں کہ آدمی اپنے آپکو خصی کر ڈالے سو یہ نہی اسکی طرف پھرتی ہے جیسے کہ روایت ہے عثمان بن مظعون سے کہ انہوں نے خصی ہونیکا قصد کیا تھا یہانتک کہ منع کیا انکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پس نہی اسی طرف رجوع ہوتی ہے پس اگر کوئی کہے کہ آدمی کا خصی کرنا کیوں جائز نہیں اور اسمیں بھی منفعت ہے تو کہا جاویگا کہ کوئی منفعت اسمیں نہیں کیونکہ خصی کو عورتوں کی طرف دیکھنا جائز نہیں جیسے نر کو اور ایسے ہی حضرت عائشہ وغیرہ سے روایت ہے کہ خصی کو نظر کرنا عورتوں کی طرف جائز نہیں جیسے نر کو اور بعض لوگوں نے چوپایوں کے نشان کرنیکو مکروہ جانا ہے اسلیے کہ اسمیں چوپایونکو بیفائدہ عذاب ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اسکا کچھ مضائقہ نہیں ہے جبکہ اسمیں منفعت ہو کیونکہ اسمیں ایک نشان ہے اور تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے اونٹ کی کوہان کے اوپر کے بال مونڈ دیے تھے داہنی طرف سے جبکہ وہ بال مونڈے علامت کے لیے تو ایسے ہی نشان کرنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے حیوانوں کے منہ پر داغ دینے سے منع فرمایا ہے اسمیں دلیل ہے کہ سوا چہرہ کے اور جگہ جائز ہے واللہ اعلم

باب عشا کے بعد باتیں کرنیکے بیان میں

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے

كره بعض الناس السمر بعد العشاء واجاز
بعضهم فامامن كرهه فقد احتج بما روى
عن النبي عليه الصلوة والسلام انه نهى عن النوم
قبل العشاء والحديث بعدها وروى عن
عمر انه كان لا يدع سامرا بعد العشاء فيقول
ارجعوا فلعل الله يرزقكم صلوة وتهجدا واما
من اباحه فقد ذهب الى ما روى علقمة عن
عبد الله بن مسعود انه قال ربما سمر رسول
الله عليه الصلوة والسلام بعد العشاء في
بيت ابي بكر رضي الله عنه ليلة في امر الذي
يكون من امر المسلمين وروى عن ابن عباس
ومسور بن مخرمة انهما سمرا الى طلوع الثريا
قال الفقيه رضي الله عنه السمر على ثلثة اوجه
احدها ان يكون في مذاكرة العلم فهو افضل
من النوم والثاني ان يكون السمر في اساطير
الاولين والاحاديث الكذبة والسخرية و
الضحك فهو مكروه والثالث ان يتكلموا
للموانسة ويجتنبوا الكذب وقول الباطل
فلا باس به والكف عنه افضل للنهي الوارد

بعض لوگ عشا کے بعد باتین کرنیکو مکروہ کہتے ہیں اور بعض نے
جائز کہا ہے سو جسنے اسکو مکروہ کہا ہے تو حجت پکڑی ہے
ساتھ اسکے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپنے عشا سے
پہلے سونیکو اور باتین کرنیکو منع فرمایا ہے اور حضرت عمر سے مروی ہے
کہ وہ کسی باتین کرنیوالیکو بعد عشا کے نہ چھوڑتے تھے اور کہتے تھے کہ
لوٹ جاؤ یعنی اپنے گھر شاید اللہ تمکو نماز اور تہجد نصیب کرے
اور جسنے اسکو مباح کہا ہے تو وہ گیا ہے اس روایت کیطرف کہ علقمہ
عبد اللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ کبھی کبھی آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے بعد عشا کے حضرت ابوبکر صدیق کے گھر میں
بعد عشا کے مسلمانوں کے کسی کام میں باتین کیا کرتے تھے
اور ابن عباس اور مسور بن مخرمہ سے مروی ہے کہ ان دونون نے
ثریا تارے کے نکلنے تک باتین کرین کہا فقیہ رضی اللہ عنہ
نے کہ باتین کرنا تین قسم پر ہے پہلے تو علم کی باب میں
کچھ ذکر کرنا سو وہ سونے سے افضل ہے اور دوسرے کہ پہلے
داستانون اور جھوٹی باتون اور ہنسی ٹھٹھے کی باتین
ہون تو وہ مکروہ ہے اور تیسرے یہ کہ دل لگانے
کی باتین کرین اور جھوٹ اور باطل باتون
سے بچین تو اسکا کچھہ ڈر نہین اور
بچنا اس سے افضل ہے بوجہ منع آنیکے

فيه فاذا فعلوا ذلك ينبغي لهم ان يكون رجوعهم الى المنازل على ذكر الله او التسبيح او الاستغفار حتى يكون ختمه بالخير وروى عن عائشة رضي الله عنها انها قالت لا سمر الا المسافر والمصلي ومعنى ذلك ان المسافر يحتاج الى ما يدفع عنه النوم للمسير فابيح له ذلك وان لم يكن له قربة وطاعة و المصلي اذا سمر ثم يصلي فهو افضل ليكون نومه على الصلوة وختم سمره بالطاعة

باب بيان عدد سور القرآن

قال الفقيه رح قال عبد الله بن مسعود جميع سور القرآن مائة واثنا عشرة سورة قال الفقيه رح انما قال انها مائة واثنا عشر سورة لانه كان لا يعد المعوذتين من القرآن يعني قل اعوذ برب الفلق وقل اعوذ برب الناس وكان لا يكتب هاتين السورتين في المصحف وكان مقرا بانهما منزلتان من السماء وهما من كلام رب العالمين ولكن النبي عليه السلام كان يرقي بهما

سو ایسا کریں تو انکو لایق ہے کہ اپنے گہروں کی طرف اللہ کا ذکر اور تسبیح اور استغفار کرتے ہوے لوٹیں کہ ان باتوں کا خاتمہ بخیر ہو اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ بعد عشا کی باتیں مسافر کرے یا نمازی اور اسکی معنی یہ ہوئے کہ مسافر کو ایسی چیز کی حاجت ہوتی ہے جو اسکے چلنے میں نیند کے غلبہ کو دفع کرے اسکے لیے مباح ہوا یعنی بات کرنا اگرچہ اسمیں اسکے لیے قربت اور بندگی نہیں اور نمازی جب باتیں کریگا پہر نماز پڑہیگا تو وہ افضل ہے کہ اسکی نیند نماز پر ہو اور باتیں اسکی بندگی پر ختم ہوں باب قرآن کی سورتوں کی گنتی میں کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ سب سورتیں قرآن میں ایکسو بارہ ہیں فقیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود نے جو کہا کہ وہ ایکسو بارہ سورتیں ہیں تو اسواسطے کہ وہ معوذتین یعنی سورہ فلق اور سورہ الناس کو قرآن میں نہ شمار کرتے تہے اور ان دونوکو قرآن میں نہ لکہتے تہے اور اقرار کرتے تہے کہ وہ دونوں آسمان سے نازل ہوئی ہیں اور دونوں اللہ کے کلام میں اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام اسکو منتر کے طور پر پڑہا کرتے تہے ....

ويعوذ بهما واشتبه عليه ايضا من القرآن

او ليسا من القرآن فلم يكتبهما في المصحف و

قال مجاهد جميع سور القرآن مائة وثلث

عشر سورة وانما قال ذلك لانه كان يعد

سورة الانفال والتوبة سورة واحدة

قال ابي بن كعب جميع سور القرآن مائة و

ست عشرة سورة وانما قال ذلك لانه

كان يعد القنوت سورتين احدهما اللهم

انا نستعينك الى قوله من يفجرك والاخر

من قوله اللهم اياك نعبد الى قوله ملحق

وقال زيد بن ثابت جميع سور القرآن مائة

واربعة عشر فهذا قول عامة اصحاب رسول

الله عليه الصلوة والسلام وهكذا في مصحف

الامام عثمان بن عفان وفي مصحف الامصار

باب عدد آيات القرآن وكلماتها

قال الفقيه رحمه اختلف القراء في عدد آيات

القرآن وكلماته والمختار من الاقاويل هو

عدد الكوفيين وهو عدد المنسوب الى

علي بن ابي طالب رضي الله عنه وهي ستة

اور ان دونوں سے پناہ مانگا کرتے تھے سو شبہ ہوا ہے ان کو یہ

شبہ ہوا کہ وہ دونوں قرآن میں سے ہیں یا نہیں سو انکو قرآن میں نہ لکھا

لیکن مجاہد کہتے ہیں سب سورتیں قرآن کی ایکسو تیرہ[١١٣] ہیں

اور مجاہد نے اسلیے یہ کہا کہ وہ سورہ انفال اور توبہ

کو ایک گنتے تھے . ابی بن کعب کہتے ہیں

کہ کل سورتیں قرآن کی ایکسو سولہ[١١٦] ہیں اور انہوں نے

یہ اسلیے کہا کہ وہ قنوت کو قرآن کی دو سورتیں

شمار کرتے ہیں ایک اللہم انا نستعینک سے من یفجرک

تک اور دوسری اللہم ایاک نعبد سے ملحق تک

اور زید بن ثابت کہتے ہیں کہ ساری سورتیں

قرآن میں ایک سو چودہ[١١٤] ہیں اور یہی قول

اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم کا ہے اور ایسے ہی

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قرآن میں اور

سب شہروں کے قرآن میں ہے ، باب قرآن کی

آیتوں اور اسکے کلموں کی گنتی میں کہا فقیہ

نے کہ قاریوں نے قرآن شریف کی آیتوں اور کلموں کے

گنتی میں اختلاف کیا ہے اور سب قولوں میں مختار قول

کوفیوں کی شمار ہے اور وہ شمار حضرت علی بن ابی طالب

کی طرف نسبت کی گئی ہے اور وہ چھ ہزار[٦٢٣٦]

الالف ومائتان وستة وثلثون اية وقد
قالوا غير هذا وروى عن عبد الله بن مسعود
انه قال جميع آيات القرآن ستة الالف
ومائتان وثمان عشر ايات وروى عن ابن
عباس رضي الله عنه انه قال جميع ايات
القرآن ستة الالف ومائتان وست عشرة
اية وفي عدد اسمعيل بن جعفر المدني
ستة الالف ومائتان واربع عشرة اية و
في عدد المكيين ستة الالف ومائتان و
اثنا عشر اية وفي عدد اهل الشام ستة
الالف ومائتان وستة وعشرون اية
وروى عن ابراهيم التيمي انه قال ستة الاف
ومائة وتسع وتسعون اية وفي عدد البصريين
ستة الالف ومائتان واربع ايات وفي
عدد اهل الشام ستة الالف ومائتان و
خمسون اية وفي قوله العامة ستة الاف
وستمائة وست وستون اية واختلفوا في
عدد كلمات القرآن قال حميد الاعرج كلمات
القرآن سبعون الفا وستة الالف واربعمائة

دو سو ترسٹھ آیتیں ہیں اور سوائے اسکے بھی علماء نے کہا
ہے اور عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ سب
آیتیں قرآن کی چھ ہزار دو سو اٹھارہ (۶۲۱۸) ہیں اور ابن عباس
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ سب آیتیں
قرآن کی چھ ہزار دو سو سولہ (۶۲۱۶) ہیں اور اسمعیل بن جعفر
مدنی کے شمار میں چھ ہزار اور دو سو چودہ (۶۲۱۴)
ہیں اور مکہ والوں کے شمار میں چھ ہزار
دو سو بارہ (۶۲۱۲) ہیں اور شام والوں کی
گنتی میں چھ ہزار دو سو چھبیس (۶۲۲۶) ہیں
اور ابراہیم تیمی سے مروی ہے
کہ انہوں نے کہا کہ چھ ہزار
ایک سو ننانویں (۶۱۹۹) آیتیں ہیں اور بصریوں
کے شمار میں چھ ہزار دو سو چار (۶۲۰۴) آیتیں
ہیں اور شامیوں کی گنتی میں چھ ہزار
دو سو پچاس آیتیں ہیں اور اکثر
کا قول یہ ہے کہ چھ ہزار چھ سو
چھیاسٹھ آیتیں ہیں اور قرآن کے کلموں کے
شمار میں بھی اختلاف ہے کہا حمید اعرج نے کلمات
قرآن کے چھہتر ہزار (۶۴۲۳) چار سو

وثلثون كلمة وقال الفقيه رضي الله عنه وقد
قالوا فيه الاقاويل وقالوا ايضا غير هذا وقال
المجاهد بل هي سبعون الفا ومائتان وخمسون
كلمة وقال ابراهيم التيمي بل هي سبعة و
سبعون الفا واربع مائة وتسع وثلثون
كلمة وقال عطاء الخراساني هي سبعة وسبعون
الفا واربع مائة وتسع وثلثون كلمة وعن
عبد العزيز بن عبد الله قال عدد كلمة القرآن
سبعة وسبعون الفا واربع مائة وست
وثلثون كلمة وقد زادوا على هذا ونقصوا
والله اعلم **باب عدد حروف القرآن**
قال الفقيه رحمه الله قال عبد الله بن مسعود
رضي الله عنه عدد حروف القرآن ثلثمائة الالف
واثنان وعشرون الفا وستمائة وتسعون
حرفا والتالي القرآن بكل حرف عشر حسنات
وقال ابن عباس رض جميع حروف القرآن
ثلثمائة الالف وثلث وعشرون الفا وستمائة
واحدى وسبعون حرفا وقال مجاهد هو
ثلثمائة الف واحد وعشرون حرفا قال

تئیس ہین اور کہا فقیہ رضی اللہ عنہ نے
کہ اسمین بہت قول ہے کئے ہین اور سوا اسکے
بہی کہا ہے اور کہا مجاہد نے کہ ستر ہزار دو سو
پچاس کلمہ ہین اور ابراہیم تیمی کہتے ہین کہ
ستتر ہزار چار سو انتالیس کلمہ ہین اور
عطاء خراسانی نے کہا ہے کہ ستتر ہزار
چار سو انتالیس کلمہ ہین اور عبد العزیز
بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ انہون نے کہا
کہ ستتر ہزار چار سو چھتیس کلمہ ہین اور
اس کم زیادہ سے بیان کہتے ہین واللہ اعلم
باب قرآن کے حرفون کی گنتی مین کہا
فقیہ رحمہ اللہ نے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
کہتے ہین کہ قرآن کے حرفون کی گنتی تین لاکہہ
بائیس ہزار چہہ سو نوے حرف ہین اور قرآن کے
پڑہنے والون کے لیے ہر حرف کی عوض مین دس نیکیان
ہین اور ابن عباس کہتے ہین کہ سب حرف قرآن
کے تین لاکہہ تئیس ہزار چہہ سو اکہتر ہین
اور مجاہد نے کہا ہے کہ تین لاکہہ
اکیس حرف ہین اور . . . . .

ابراهيم التيمي هو ثلثمائة الف وثلث وعشرون
الفا وخمس عشر حرفا وعن عبد العزيز بن
عبد الله قال حروف القرآن ثلثمائة الف واحد
عشر الفا ومائتا حرف وعدد ما في القرآن
من الالف ثمانية واربعون الفا وثمان مائة
واثنان وسبعون الفا ومن الباء احد
عشر الفا واربعمائة وثمانية وعشرون حرفا
وعدد التاء عشرة الاف ومائة وتسعة و
تسعون حرفا وعدد الثاء عشرة الاف و
مائتان وسبعة وسبعون حرفا وعدد الجيم
ثلثة الاف ومائتان وثلثة وسبعون حرفا
وعدد الحاء ثلثة الاف وتسعمائة وثلثة
وتسعون حرفا وعدد الخ الف واربعمائة
وستة عشر حرفا وعدد د خمسة الاف وست
مائة واثنان واربعون حرفا وعدد ذ اربعة
الاف وستمائة وتسع وتسعون حرفا وعدد
ر احد عشر الفا وسبعمائة وتسع وتسعون
حرفا وعدد ز الف وخمسمائة وتسعون حرفا
وعدد س خمسة الاف وثمانمائة واحد

اور ابراہیم تیمی نے کہا ہے کہ تین لاکھ
۳۲۳۰۱۵
تیئیس ہزار پندرہ حرف ہین اور عبد العزیز
بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہین
۳۱۱۲۰۰
کہ قرآن کے حرف تین لاکھ گیارہ ہزار دوسو
ہین اور کل الف قرآن مین اڑتالیس ہزار
۴۸۸۷۲
آٹھ سو بہتر ہین اور ب گیارہ ہزار
۱۱۴۲۸
چار سو اٹھائیس اور ت دس
ہزار ایک سو ننانوے اور
ث دس ہزار
۱۰۲۷۷
دو سو ستتر اور ج تین ہزار
۳۲۷۳
دو سو تہتر اور ح تین ہزار
نو سو ترانوے اور خ
۱۴۱۶
ایک ہزار چار سو سولہ اور
۵۶۴۲
د پانچ ہزار چھہ سو بیالیس
اور ذ چار ہزار
۴۶۹۹
چھہ سو ننانوے اور ر
۱۱۷۹۹
گیارہ ہزار سات سو ننانوے
۱۵۹۰
اور ز ایک ہزار پانسو نوے
۵۸۹۱
اور س پانچ ہزار آٹھ سو اکیانوے

وتسعون حرفا وعدد ش الفان ومائتان و
ثلثه وخمسون حرفا وعدد ص الفان وثلثة
عشر حرفا وعدد ض الف وستمائة وسبعة احرف
وعدد ط الف ومائتان واربعة وسبعون حرفا
وعدد ظ ثمانمائة واثنان واربعون حرفا و
عدد ع تسعة الاف ومائتان وعشرون
حرفا وعدد غ الفان ومائتان وثمانية احرف
وعدد ف ثمان الاف واربعمائة وتسعة وتسعون
حرفا وعدد ق ستة الاف وثمانمائة وثلثة
عشر حرفا وعدد ك تسعة الاف وخمسمائة
وعدد ل ثلثون الفا واربعمائة واثنان و
ثلثون حرفا وعدد م ستة وعشرون الفا
ومائة وخمس وثلثون حرفا وعدد ن ستة وعشرون الفا
وخمسمائة وستون حرفا وعدد و خمسة وعشرون الفا
وخمسمائة وستة وثلثون حرفا وعدد ه تسعة عشر الفا و
خمسمائة وسبعون حرفا وعدد لا اربعة الاف وسبعمائة و
عشرون حرفا وعدد ى خمسة وعشرون الفا
وتسعمائة وتسعة عشر حرفا قال الفقيه رحمه الله في
هذا اختلاف كثير الا ان جماعة من القراء ذكروا

۲۲۵۳
اور ش دو ہزار دو سو
۲۰۱۳
ترپن اور ص دو ہزار تیرہ
۱۶۰۷
اور ض ایک ہزار چھ سو سات
۱۲۷۴
اور ط ایک ہزار دو سو چوہتر
۸۴۲
اور ظ آٹھ سو بیالیس اور
۹۲۲۰
ع نو ہزار دو سو بیس
۲۲۰۸
اور غ دو ہزار دو سو آٹھ
۸۴۹۹
اور ف آٹھ ہزار چار سو ننانوے
۶۸۱۳
اور ق چھ ہزار آٹھ سو
۹۵۰۰
تیرہ اور ک نو ہزار پانسو
۳۰۴۳۲
اور ل تیس ہزار چار سو
۲۶۱۳۵
تیس اور م چھبیس ہزار ایکسو پینتیس
۲۶۵۶۰
اور ن چھبیس ہزار پانسو ساٹھ
۲۵۵۳۶
اور و پچیس ہزار پانسو چھتیس
۱۹۵۷۰
اور ہ انیس ہزار پانسو ستر
۴۷۲۰
اور لا چار ہزار سات سو
۲۵۹۱۹
بیس اور ی پچیس ہزار نوسو
انیس کہا فقیہ رحمہ اللہ نے اسمیں اختلاف بہت
ہے لیکن قاریوں کی ایک جماعت نے بیان کیا ہے

هذا التفسير والله اعلم باب ذكر ثلث

القرآن وانصافه وارباعه

روى عن حميد الاعرج انه قال حسبت القرآن
بالحروف فوجدت النصف عند قوله تعالى
فى سورة الكهف بما لم تحط به خبرا وقال غيره
وجدت النصف عند قوله انك لن تستطيع
معى صبرا وقد تم النصف وصارت صبرا
فى النصف الآخر وقال بعض المتقدمين حسبت
القرآن بالحروف فوجدت النصف عند
قوله تعالى فى سورة الكهف وليتلطف فاللام
فى النصف الاول والطاء والفاء فى النصف
الآخر وقال بعضهم النصف عند قوله تعالى
هل نجعل لك خرجا وقال جماعة من القراء
النصف عند قوله تعالى لقد جئت شيئا نكرا
وعند العامة النصف الاول ينتهى عند
آخر السورة وروى عن بعض المتقدمين انه
قال الثلث الاول ينتهى عند قوله تعالى
فى سورة التوبة وقعد الذين كذبوا الله و
رسوله سيصيب والثلث الثانى عند قوله

جیسا کہ نہیں بیان کیا اور اللہ خوب جانتا ہے باب ہی
اس بیان میں کہ ثلث قرآن کا کس جگہ پر ہے
اور نصف کس جگہ اور ربع کس جگہ حمید اعرج سے روایت
ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حساب کیا تو نصف قرآن
از روی حروف کے سورہ کہف میں اس مقام پر ہوا
(ولیتلطف) سے لام تا فی تو نصف اول میں
اور ط اور ف نصف ثانی میں
اور بعض کہتے ہیں کہ نصف قرآن
اللہ تعالے کے اس قول پر
ہے (فهل نجعل لک خرجا) اور قاریوں
کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ نصف
قرآن اللہ تعالے کے اس قول
پر ہے (لقد جئت شیئا نکرا) اور
اکثر کے نزدیک نصف پورا
ہوتا قریب آخر سورہ کے
اور بعض متقدمین سے مروی ہے کہ پہلا ثلث سورہ
توبہ میں اللہ تعالی کے اس قول پر ہے
(وقعد الذین کذبوا اللہ ورسولہ سیصیب)
اور دوسرا ثلث

فی سورۃ العنکبوت الا بالتی ھی احسن وعند
العامۃ الثلث الاول عند قولہ تعالی وطبع
اللہ علی قلوبھم فھم لا یعلمون والثلث الثانی
عند قولہ تعالی فی سورۃ العنکبوت وما یعقلھا
الا العالمون والثلث الثالث الی اخرہ وقال
بعض المتقدمین ان الربع الاول ینتھی عند
راس ثلث آیات من سورۃ الاعراف والربع
الثانی فی موضع النصف والربع الثالث عند
قولہ تعالی فی سورۃ والصافات فامنوا فمتعناھم
الی حین والرابع الربع الی اخرہ وعند العامۃ
الربع الاول الی اخر سورۃ الانعام والثانی
الی اخر سورۃ الکھف والثالث عند اخر سورۃ
الزمر والرابع الی اخرہ

باب فضل المعلمین

قال الفقیہ رحمہ اللہ وروی زید بن اسلم عن
ابیہ عن بعض اصحاب النبی علیہ الصلوۃ
والسلام انہ قال احب العباد الی اللہ تعالی
بعد الانبیاء والشھداء المعلمون وما فی
الارض بقعۃ احب الی اللہ تعالی بعد
المساجد من البقعۃ التی فیہ الکتاب

سورہ عنکبوت میں اس قول تک ہے (الا بالتی ہی احسن)
اور اکثر کے نزدیک ثلث اول اللہ تعالی کے اس قول تک ہے
(وطبع اللہ علی قلوبہم فہم لا یعلمون) اور دوسرا سورہ عنکبوت میں
اس قول پر (وما یعقلہا الا العالمون) اور
تیسرا آخر قرآن تک ہے اور بعض متقدمین
کہتے ہیں کہ پہلا ربع سورہ اعراف
میں شروع کی تین آیتوں پر پورا
ہوتا ہے اور دوسرا جہاں نصف قرآن ہے
اور تیسرا سورہ صافات میں اس آیت پر
(فآمنوا فمتعناہم الی حین) اور چوتھا آخر قرآن تک
اور اکثر کے نزدیک پہلا ربع سورہ انعام کے آخر تک اور
دوسرا سورہ کہف کے آخر تک اور تیسرا سورہ زمر کے آخر تک
اور چوتھا آخر قرآن تک

باب پڑھانیوالوں کی فضیلت کے بیان میں

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ روایت کی زید بن اسلم نے
اپنے باپ سے انہوں نے کسی صحابی سے کہ تحقیق آپ نے کہا کہ زیادہ
محبوب بندہ نزدیک اللہ کے بعد نبیوں اور شہیدوں کے علم
پڑھانیوالے ہیں اور سب سے زیادہ پیاری جگہ
نزدیک اللہ کے بعد مسجدوں کے وہ جگہ
ہے جس میں کتاب ہو یعنے مکتب

وعن ابراهيم النخعي انه قال معلم الصبيان يستغفر له الملائكة في السماء والدواب في الارض والطيور في الهواء والحيتان في البحار ويقال ان الصبي اذا دخل الكتاب و تعلم بسم الله الرحمن الرحيم غفر الله له بذلك ثلثة انفس للاب والام والمعلم وقال ابو سعيد الخدري من علم ابنه او ابنته القرآن فله بكل درهم اعطاه للمعلم وزن احد فاذا خرج الصبي من بيته الى الكتاب يكثر الخير في بيت والديه ويقل الشر فيه ويهرب الشيطان منه وقال الحسن البصري من علم ولده القرآن كسي يوم القيمة بثلث حلل من حلل الجنة كل حلة منها خير من الدنيا وما فيها والناس كلهم عراة وله بكل حرف من كتاب الله تعالى درجة وروى ابو عبد الرحمن السلمي عن عثمان بن عفان عن النبي عليه الصلوة و السلام انه قال افضلكم من تعلم ثم علمه قال ابو عبد الرحمن وهذا الحديث اجلسني في هذا المجلس وكان يعلم الناس وكان معلما

اور ابراہیم نخعی سے مروی ہے کہ تحقیق اُنہون نے کہا کہ پڑہانیوالے لڑکون کے لیے فرشتے آسمانونمین بخشش مانگتے ہین اور چارپایے زمین مین اور پرندے ہوا مین اور مچھلیان دریاؤنمین اور کہتے ہین کہ تحقیق لڑکا جب داخل ہوتا ہے مکتب مین اور سیکہتا ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم کو تو بخشتا ہے اللہ تعالے بسبب اُسکے تین شخصون کو اُسکے باپ کو اور اُسکی مان کو اور پڑہانیوالیکو اور ابو سعید خدری صحابی فرماتے ہین کہ جو شخص اپنے بیٹے یا بیٹی کو قرآن پڑہاویگا تو اُسکے لیے ہر ایک درہم کے عوض کہ معلم کو تنخواہ مین دیگا اُحد پہاڑ کے برابر ثواب ملیگا پس جسوقت لڑکا اپنے گہر سے مکتب کو نکلتا ہے تو اُسکے ماباپ کے گہر مین نیکی کی کثرت ہوتی ہے اور برائی اُسمین سے کم ہوتی ہے اور اُس سے شیطان بہاگ جاتا ہے اور حسن بصری کہتے ہین جو کوئی اپنی اولاد کو قرآن سکہا دیگا تو قیامت کے دن بہشت کے حلونمین سے تین حلے اُسکو پہنائے جائینگے کہ ہر ایک حلہ تمام دنیا سے اور جو کچھ اُسمین ہے بہتر ہوگا اور سب لوگ ننگے ہونگے اور اُسکو قرآن کے ہر ایک حرف کے عوض ایک درجہ ملیگا اور روایت کی ابو عبد الرحمن سلمی نے حضرت عثمان سے اُنہون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ تحقیق آپنے فرمایا تم سب سے بہتر وہ ہے جسنے قرآن پڑہا پہر پڑہایا اور عبد الرحمن کہتے ہین کہ مجھکو اسی حدیث نے اس مجلس مین بٹھایا اور وہ لوگون کو پڑہاتے تھے ......

للحسن والحسين وروى الضحاك عن ابن عباس رضي الله عنه
عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال في
حجة الوداع اللهم اغفر للمعلمين واطل اعمارهم
وبارك لهم في كسبهم وروى في خبر انس
عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال
اللهم اغفر العلماء وافقر المعلمين قال الفقيه
رضي الله عنه فالذي قال بارك لهم في
كسبهم يعني قوت يوم بيوم والذي قال
افقرهم يعني لا تكثر اموالهم لانه لو كثرت
اموالهم تركوا التعليم قال ابو الليث رحمه الله
اذا اراد المعلم ان ينال الثواب ويكون عمله
كعمل الانبياء فعليه ان يحفظ نفسه خمسة
اشياء اولها ان لا يشارط الاجر على احد
ولا يستغني عنه فكل من اعطاه شيئا تركه
وان شارطه على تعليم الهجاء وحفظ الصبيان
جاز والثاني ان يكون ابدا على الوضوء
لانه يمس المصحف في كل وقت وفي كل ساعة
والثالث ان يكون ناصحا في تعليمه مقبلا
على ذلك العمل والرابع ان يعدل بين الصبيان

اور امام حسن اور حسین رضی کے معلم تھے اور ضحاک ابن عباس سے روایت
کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں دعا
کی کہ یا اللہ پڑھانیوالونکو بخش اور اُنکی عمر زیادہ کر اور اُنکے
کسب میں برکت دے اور انس کی حدیث میں ہے کہ آپ نے دعا
کی کہ یا اللہ بخش علماؤں کو اور محتاج رکھہ سکھانیوالونکو
کہا فقیہ رحمہ اللہ نے بیچ تطبیق ان دونوں حدیثوں کے کہ یہ جو آپ نے
دعا کی کہ برکت دے اُنکے کسب میں تو اس سے مراد یہ ہے کہ اُنکے
قوت ہر روز کے میں برکت دے اور یہ جو دعا کی کہ اُنکو محتاج
رکھہ تو مراد اس سے یہ ہے کہ اُنکو غنی نکر اسلیے کہ جب غنی ہو جاوینگے
تو پڑہانا چھوڑ دینگے کہا ابو اللیث رحمہ اللہ نے کہ جبکہ معلم چاہے
کہ ثواب پاوے اور عمل اُسکے مثل عمل انبیاء کے ہو جاوین تو
اُسکو لازم ہے کہ ان پانچ چیزوں سے اپنے نفس کو بچا رکھے اول یہ
کہ کسیکے ساتھ شرط تنخواہ وغیرہ کی نہ کرے اور نہ اس سے بے پروا
رہے جسنے جو دیدیا لے لیا اور جسنے کچھہ نہ دیا اسے چھوڑ دیا
اگر ہجے سکھانے اور لڑکوں کی حفاظت پر کچھہ شرط تنخواہ
وغیرہ کی بھی کی تو جائز ہے اور دوسرے یہ کہ ہمیشہ وضو سے رہے اسلیے
کہ ہر وقت اور ہر گھڑی قرآن شریف چھونے کی حاجت پڑتی
ہے اور تیسرے یہ کہ تعلیم میں خیر خواہی کرے اور اس کام پر مقید رہے
چوتھے یہ کہ جب لڑکے کسی بات میں آپس میں تنازع کریں تو اُنمیں عدل کرے

اذا تنازعوا و ينصف بعضهم من بعض ولا
يميل الى اولاد الاغنياء دون الفقراء والخامس
ان لا يضرب الصبيان ضربًا مبرحًا ولا يجاوز
الحد فيه فانه يحاسب يوم القيمة وروى عن
حبيب بن ابى ثابت قال المعلمون ولدوا بنجم
الملوك ويحاسبون كما يحاسب الملوك وروى
عن بعض التابعين ان ابنه اتاه وهو يبكي
فقال مالك يا بنى قال ضربنى المعلم قال حدثني
عكرمة عن ابن عباس انه قال معلم صبيانكم
شراركم عند الله اقلهم رحمة لليتيم واغلظهم
على المسكين وروى عن بعض الصحابة رضى
الله عنه انه قال ثلث لا ينظر الله اليهم يوم
القيمة معلم الكتاب يكلف اليتيم ما لا يطيق
ورجل يجلس عند السلطان ويتكلم بهوائه
ورجل يسأل وهو مستغنى عن السوال وقال
على ابن ابى طالب كرم الله وجهه ما من رجل
حفظ القرأن الا كان حقه فى بيت المال
كل سنة مائتى دينارا والفى درهم....
. . . . وان حفظ نصف

اور ایک دوسرے کا انصاف کرادے اور غریبونکو چھوڑکر امیرونکی
اولاد کیطرف نہ جھکے پانچوین یہ کہ لڑکونکو سخت ماری
اور حد سے زیادہ نہ بڑھے کیونکہ قیامت کے دن اسکا حساب
ہوگا اور حبیب بن ابی ثابت سے مروی ہے کہ معلمین بادشاہوں
کے ستارون کیوقت پیدا ہوئے ہین اور اونسے حساب لیا جائیگا
جیسا بادشاہون سے اور ایک تابعی سے مروی ہے کہ اُنکا
بیٹا اُسکے پاس روتا ہوا آیا تو پوچھا کہ اے بیٹے تجھے کیا
ہوا اُسنے کہا کہ مجھے اُستادجی نے مارا ہے اُنہوں نے کہا کہ حدیث
کی مجھکو عکرمہ نے ابن عباس سے کہ تحقیق اُنہوں نے کہا کہ بہت برا ہے
وہ معلم کہ یتیمون پر رحم نہ کرے اور مسکینون پر سختی کرے
اور ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تین شخص ہین کہ
کہ اللہ تعالے قیامت کے دن اُنکی طرف نظر رحمت نہ کریگا ایک
معلم جو تکلیف دے یتیم کو اُس چیز کی کہ وہ طاقت نہ رکھے دوسرا
وہ آدمی جو بادشاہونکی مجلس کیسے اور اُنکی خواہش کے موافق
کلام کرے تیسرا وہ آدمی جو سوال کرے بغیر حاجت کے
اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ جو شخص قرآن
یاد کریگا تو اُسکا حق بیت المال مین سے ہر سال دو سو
دینار یا ایک ہزار درہم ہین اور
جو کوئی آدھا قرآن یاد کریگا

القرآن فانه دینارا والف درهم یوخذ بها لو
یوم القیمة فان کانت له حسنات اخذ من حسناته
فان لم یکن له حسنات اخذ من اوزار هذا
العبد ویحمل علی الوالی

باب قلة الاکل

قال الفقیه رح ینبغی للرجل ان لا یکثر الاکل و
لا یاکل فوق الشبع لان ذلك مذموم عند
الله وعند الناس وهی مضر بالبدن وروی
عن بعض الاطباء انه قیل له هل تجد الطب
فی کتاب الله تعالی قال نعم قد جمع الله الطب
کله فی هذه الآیة کلوا واشربوا ولا تسرفوا
یعنی ان الاسراف فی الاکل یتولد منه الامراض
وقال الحسن البصری رضی الله عنه خلیة الرجل
اربعة اشیاء ان یکون قادرا علی
خلقه ویتکلم بالوزن ویقابله براس ماله
ویحفظ المدخل والمخرج وقال عمر بن الخطاب
رضی الله عنه ان من السرف ان یاکل الرجل
کل ما یشتهی وروی عن سمرة بن جندب ان
ابنا له اکل حتی اتخم فتقیأ فقال سمرة لو مت
علی هذا ما صلیت علیك وعن النبی علیه

تو ایکسو دینار یا ایکہزار درہم - اگر دنیا مین اپنے حق سے محروم
رہا تو قیامت کے دن لایا جائیگا - والی بیت المال قیامت کے
دن پکڑا جائیگا اگر اسکی نیکیاں ہونگی تو وہ حافظ کو دلائی جاوینگی
ورنہ حافظ کے گناہ اتار کر والی پر رکہی جاوینگے

باب تہوڑے کہانا کہانیکے بیان مین

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے آدمی کو لائق ہے کہ زیادہ نہ کہاوے
اور بہت سیر ہو کر نہ کہائے اسلیے کہ یہ اللہ کے نزدیک مذموم ہے
اور نزدیک لوگون کے بہی اور بدن کو بہی مضر ہے اور بعض طبیبوں سے
مروی ہے کہ کسی نے اُس سے پوچہا کہ کیا کہیں قرآن شریف مین
بہی طب کا ذکر ہے تو اُسنے کہا کہ تحقیق اللہ تعالی نے تمام طب کو اس
آیت مین جمع کیا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے کہ کہاؤ اور پیو اور زیادتی
نہ کرو یعنی اسلیے کہ کہانے مین زیادتی کرنے سے بہت مرضین پیدا ہوتی ہین
اور حسن بصری رض کہتے ہین کہ آدمی کو چار باتین چاہیئین اپنی ہمت
کو قابو مین رکہے اور بات تول کی کہے اور اپنی جمع کا مقابلہ کرتا
رہے آمدنی اور خرچ کی محافظت رکہے - عمر
بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ یہ بہی اسراف ہے
کہ جو آدمی کا نفس چاہے وہ کہائے اور سمرہ بن جندب سے
مروی ہے کہ اُنکے ایک بیٹے نے اسقدر کہایا کہ بدہضمی ہو
گئی پہر قے کری تو سمرہ نے کہا کہ اگر تو ایسی حالت مین مر جاتا
تو مین تکبیر نماز نہ پڑہتا اور نبی علیہ

الصلوٰة والسلام انه قال ما ملأ ابن آدم وعاءً شرًا من بطن حسب آدم اكلات يقمن صلبه فان كان لا محالة فثلث لطعامه و ثلث لشرابه وثلث لنفسه ويقال فى كثرة الاكل ست خصال مذمومة اولها ان يذهب خوف الله عن قلبه والثانى ان يذهب رحمة الخلق من قلبه لانه يظن انهم كلهم شبعان والثالث ان يثقل فى الطاعة والرابع انه اذا سمع كلام الحكمة لا يجد له الرقة والخامس اذا تكلم بالحكمة والموعظة لا يقع فى قلوب الناس ولا يؤثر فيهم والسادس يهيج منه الامراض ويقال اربع خصال فى الطعام فريضة واربع سنة واربع ادب واثنان دواء واثنان مكروه فاما الاربع التى هى فريضة اولها ان لا ياكل الا من الحلال و الثانى ان يعلم انه من رزق الله والثالث ان يكون راضيًا بقسم الله والرابع ان لا يعصى الله ما دامت قوة ذلك فيه واما الاربع التى هى سنة اولها ان يسمى الله

الصلوٰة والسلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ آدمی کے بھرے پیٹ سے زیادہ برا کوئی برتن نہین کافی ہے آدمی کو چند لقمے کہ جن سے اسکی پیٹھ سیدھی ہے اگر نہ رہ سکے تو تین حصے کرے ایک حصہ کہانیکا دوسرا حصہ پینے کا تیسرا حصہ سانس کا اور کہتے ہین کہ بہت کہانے مین چھ خصلتین بری ہین اول یہ کہ اسکے دل سے خوف اللہ کا جاتا رہتا ہے دوسرے یہ کہ اسکے دل سے رحم جاتا رہتا ہے کیونکہ وہ یہی گمان کرتا ہے کہ سب میری طرح پیٹ بھرے ہین تیسرے یہ کہ عبادت مین کاہل رہتا ہے چوتھے یہ کہ جب کلام حکمت کے سنے تو اسے رقت نہین ہوتی - پانچوین یہ کہ دانائی اور نصیحت کے کلام کرے تو لوگونکو اسکی تاثیر نہین ہوتی چھٹے یہ کہ اس سے مرضین پیدا ہوتی ہین اور کہتے ہین کہ چار باتین کہانے مین فرض ہین اور چار سنت ہین اور چار ادب ہین اور دو دوا ہین اور دو مکروہ ہین پس جو چار کہ فرض ہین پہلے اسمین سے یہ ہے کہ حلال کہانا کہاوے دوسرے یہ کہ اسکو اللہ کے رزق مین سے جانے تیسرے یہ کہ جو اللہ نے قسمت مین دیا اسپر راضی رہے چوتھے یہ کہ اللہ کی بیفرمانی نہ کرے جبتک کہ اسکی قوت رہے اور جو چار کہ سنت ہین پہلے ان مین سے یہ ہے کہ بسم اللہ کرکے

تعالى في الابتداء والثاني ان يحمد الله في
الانتهاء والثالث ان يغسل يديه قبل الطعام
وبعده والرابع ان يثني رجله اليسرى وينصب
اليمنى عند الجلوس واما الاربع التي هي ادب
اولها ان ياكل مما يليه والثاني ان يصغر اللقمة
والثالث ان يمضغه مضغا ناعما والرابع
ان لا ينظر الى لقمة غيره واما اللذان فيهما
دواء احدهما ان ياكل مما يسقط من المائدة
والثاني ان يلعق الاصابع والقصعة حتى
ينقيها واما اللذان نهي عنهما ان لا يشم الطعام
وان لا ينفخ فيه ولا ياكله حتى يبرد والله
اعلم **باب التحية** قال الفقيه رضي الله
عنه تحية المسلمين فيما بينهم التسليم وهي
تحية اهل الجنة فيما بينهم في الجنة فينبغي
للمسلم ان يفشي السلام على جميع المسلمين
فان ذلك من اخلاق المسلمين وروي عن
رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال لانس
بن مالك اذا خرجت من منزلك ولا تقعن
بصرك على احد من اهل قبلتك الا سلمت عليه

کھانا شروع کرے دوسرے یہ کہ جب کھا چکے الحمد للہ کہے
تیسرے یہ کہ کھانے سے پہلے اور پیچھے دونوں ہاتھ دہوئے
چوتھے یہ کہ بایان پاؤن موڑے اور دہنا کھڑا کر کے بیٹھے
اور جو چار ادب ہین پہلا یہ کہ اپنے آگے سے کھاوے دوسرا یہ کہ
لقمہ چھوٹا لے تیسرا یہ کہ اسکو اچھی طرح چباوے چوتھا یہ کہ
دوسرے کے لقمہ کیطرف نہ دیکھے اور وہ دو جو دوا ہین
پہلا اُنمین سے یہ ہے کہ دسترخوان مین جو لقمہ یا ریزہ گرے
تو اُٹھا کر کھالے دوسرا یہ کہ انگلیاں اور پیالہ چاٹے یہانتک
صاف کر دے اور وہ دو جو منع یعنی مکروہ ہین پہلا اُنمین سے یہ ہے
کہ سونگھے نہیں اور نہ اسمین پھونکے دوسرا یہ کہ جب تک ٹھنڈا
نہو نہ کھاوے اور اللہ خوب جانتا ہے باب سلام کرنیکے
بیان مین کہا فقیہ رضی اللہ عنہ نے کہ مسلمانوں کی دعا
آپسمین سلام ہے اور وہی بہشتیوں کی دعا ہے جو بہشت مین
ایک دوسرے کو کرینگے تو مسلمان کو چاہیے کہ سلام کو مسلمانوں
مین خوب پہیلاوے پس تحقیق یہ مسلمانوں کے اخلاق
ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے
کہ آپ نے انس بن مالک سے فرمایا کہ جب تو اپنے گھر سے
نکلے تو تیری آنکھ جس اہل قبلہ تیرے پر (یعنی مسلمان پر)
پڑے تو اُس کو سلام کر ...

ذالك انا سلمت عليه يدخل حلاوة الايمان
فى قلبك قال واذا دخلت بيتك فسلم يكثر
بركتك وبركة بيتك وذكر عن بعض الصالحين
ان رجلا من اصدقاء الصالح استقبله و
قال كيف اصبحت فقال له الرجل الصالح ويحك
ما هذا فهل لا قلت السلام عليكم يكون لك عشر
حسنات فارد عليك فيكون لى عشر حسنات
فاذا اجتمعت عشرون حسنة يرجى عند ذلك
نزول الرحمة وسئل عن بعض الصالحين عن
قول الرجل لصاحبه اطال الله بقاءك قال
هذا تحية الدهرية وتحية المسلمين السلام
عليكم وروى عن ابن عمر رضى الله عنه انه كان
يخرج الى السوق فقيل له ايش تصنع فى السوق
وانت لا تبيع ولا تشترى قال انما اخرج لاجل
السلام وكان لا يمر على احد الا سلم عليه و
قال لقمان لابنه يا بنى اذا اتيت نادى قوم
فارمهم بسهم الاسلام يعنى سلم عليهم ثم
اجلس ولا تنطق معهم ما لم ترهم قد نطقوا
فان افاضوا فى خير فافض معهم وان افاضوا

پس جب تونے اُسپر سلام کیا تو ایمان کی حلاوت تیرے دل مین داخل
ہو گی اور فرمایا آپ نے جب تو گہر مین داخل ہووے تو سلام کر کہ تحقیق
اور تیرے گہر مین برکت زیادہ ہوگی اور بعض صالحین کا ذکر ہے
کہ ایک شخص اُسکے یارون مین سے اُسکے پاس آیا تو صالح پوچہا
کہ کیا حال ہے تو اُسکو صالح نے کہا کہ خرابی ہو تجہکو یہ
تو نے کیا کہا سلام علیکم کیون نہین کہا کہ تیرے لیے دس
نیکیان ہوتین اور پہر مین جواب دیتا تو مجہے بہی دس نیکیان
ملتین جب بیس نیکیان اکہٹی ہو جاتین تو نزول رحمت کے واسطے امید
ہوتی اور کسی صالح سے پوچہا گیا کہ جب آدمی اپنے رفیق سے ملے
اور یہ کہے اللہ تیری عمر دراز کرے یہ کہنا کیسا ہے تو اُس صالح
نے جواب دیا کہ یہ دہریون کی دعا ہے اور دعا مسلمانون کی السلام علیکم
ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ بازار مین جایا کرتے
کسی نے پوچہا کہ آپ بازار مین کیون جایا کرتے ہین نہ آپ کچہ
بیچتے ہین اور نہ کچہ خریدتے ہین تو اُنہون نے کہا کہ فقط
سلام علیکم کہنے کو جاتا ہون اور یہی عادت تہی کہ جب کسی پر
گذرتے تو السلام علیکم کہتے ۔ اور لقمان حکیم نے اپنے بیٹے سے کہا
ای میرے پیارے بیٹے جب تو کسی قوم کی مجلس مین آوے تو اُنکی طرف
اسلام کا تیر پہینک یعنی اُنپر سلام کر پہر بیٹہ اور نہ بول جبتک کہ اُنکو
تو بولتے نہ دیکہ لے پس اگر وہ بہلی بات بولین تو تو بہی شریک ہو جا

في غير ذلك فتحول عنهم الى غيرهم باب

ما قيل في النكاح

قال الشيخ الفقيه رحمه الله روى عن رسول الله عليه الصلوة والسلام انه قال أعظم النكاح بركة ايسره مؤنة وروى ان رجلا جاء الى الحسن البصري يستشيره في تزويج ابنته فقال زوجها من رجل تقي فانه ان احبها اكرمها وان ابغضها لم يظلمها وقال الحسن جهد البلاء اربعة كثرة العيال وقلة المال وجار السوء وزوجة تخون ذلك وقيل لمالك بن دينار حين ماتت امرأته ام يحيى يا ابا يحيى لم لا تزوجت قال لو استطعت لطلقت نفسي وقال بعض الاعراب التزوج فرح شهر وغم دهر ودق ظهر ووزن مهر وذل عمر وروى ابو هريرة عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال ثلثة لهم حق على الله تعالى وعونهم واجب المجاهد في سبيل الله والناكح المستعفف يستعف بها والمكاتب يريد الاداء فروى في الخبر ان رجلا من بني اسرائيل قال لا اتزوج حتى استامر

ورنہ اُسے کنارہ کرکے اور کسی پاس جا۔ باب ہے نکاح کے بیان میں کہا شیخ فقیہ رحمہ اللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ بڑی برکت والا نکاح وہ ہے کہ جس میں زیادہ خرچ اور تکلیف نہ ہو اور مروی ہے کہ ایک شخص حسن بصری کے پاس آیا اور اپنی بیٹی کے نکاح کرنے میں اُسے مشورہ پوچھا تو انہوں نے کہا کہ کسی آدمی متقی سے نکاح کر دے اسلئے کہ متقی کی اگر اس سے محبت پڑ گئی تو اُسکی عزت کریگا اور اگر دل نہ لگا اور اُس سے بری لگی تو ظلم نہیں کریگا اور کہا حسن نے کہ سخت بلا چار چیزیں ہیں عیال کی کثرت اور مال کی قلت برا ہمسایہ اور جورو بری خیانت کرنیوالی اور مالک بن دینار کی جورو ام یحیی جب فوت ہو گئیں تو کسی نے اُس سے کہا کہ اے ابا یحیی آپ نکاح کیوں نہیں کر لیتے تو انہوں نے کہا کہ اگر مجھ سے ہو سکتا تو میں اپنے نفس کو بھی طلاق دے دیتا اور بعض اعراب کا مقولہ ہے کہ نکاح کرنا ایک مہینہ کی خوشی ہے اور ہمیشہ کا غم اور کمر کا ٹوٹنا اور مہر کا بوجھ اور عمر بھر کی ذلت اور ابو ہریرہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ تین ہیں کہ ان کا اللہ پر حق ہے اور ان کی مدد کرنا واجب اللہ کی راہ میں جہاد کرنیوالا اور نکاح کرنیوالا پارسا کہ اسکے سبب سے حرام سے بچے اور مکاتب کہ ادا کرنا چاہتا ہے یعنی وہ غلام کہ کچھ روپیہ کے عوض اپنی آزادی مالک سے کہو لیتا ہے وہ دینا چاہتا ہے کہ جلد ادا ہووے اور

مائة انسان فشاور تسعا وتسعين وبقى واحد
نفرمان اول من لقيه غدا يشاوره فيعمل
برأيه فلما اصبح وخرج من منزله لقى مجنونا
راكبا على قصب فاغتم بذلك ولم يجد بدا
من الخروج من عهده فيقدم اليه فقال
له المجنون احذر فرسى هذا كيلا يضربك
فقال له الرجل احبس فرسك حتى اسالك
عن شئ فوقف فقال انى كنت عاهدت ان
استشير اول من استقبلنى وانت اول من
استقبلنى وانى اريد ان اتزوج فكيف اتزوج فقال
له المجنون النساء ثلثة واحدة عليك وواحدة لك
وواحدة لك وعليك ثم قال احذر الفرس
كيلا يضربك ومضى فقال الرجل انى لم اسأله
عن تفسيره فلحقه وقال يا هذا احبس فرسك
حتى اسالك عن شئ فحبسه ودنا منه وقال
فسره فانى لم افهم مقالتك فقال اما التى هى لك
فهى المرأة البكر فقلبها وحبها لك ولا تالف
احدا غيرك واما التى عليك فهى المرأة التى
ذات ولد تاكل مالك وتبكى على الزوج الاول

سو آدميوں سے صلاح نہ ليلونگا سو ننانوے آدمی سے تو اسنے
صلاح لی باقی ايک آدمی تہيا سو نے يہ ارادہ کيا کہ جو صبح
پہلے ملونگا اسکی صلاح ليلونگا اور اسکی رائے پر عمل کرونگا جب
صبح ہوئی تو وہ اپنے گہر ميں سے نکلا ايک ديوانہ ايک نے پر سوار
اسکو ملا سو اسکو ديکہہ کر اس شخص کو فکر ہوا اور اپنے اقرار سے
نہ نکل سکا تو وہ شخص اس ديوانہ کے سامنے آيا ديوانے نے کہا
کہ ميرے گہوڑے کے سامنے سی ہٹ جا کہ تجہے مارے نہيں اس شخص
نے اس سے کہا کہ اپنے گہوڑيکو روک ميں تجہسے کچہہ پوچہونگا وہ
ٹہير گيا اس شخص نے کہا کہ مينے يہ عہد کيا تہا کہ ميں صلاح لونگا
اس سے جو مجہکو پہلی ملےگا سو تو ہی پہلی ملا ہے ميں نکاح کرنا چاہتا ہوں
سو کسطرح کروں ديوانے نے اس سے کہا کہ عورتيں تين قسم کی ہيں ايک ميں
تو تيرا فائدہ ہے دوسری ميں نقصان تيسری ميں فائدہ اور نقصان بہی
کہا بچ ميرے گہوڑے سے تجکو مارے نہيں اور چل ديا اس شخص نے کہا
ميں اسکا مفصل بيان تو اس سے پوچہوں پہر اسکو جا ملا اور
کہا کہ ذرا اپنا گہوڑا تو روک تاکہ ميں تجہسے ايک بات پوچہوں اسنے
روک ليا وہ شخص اسکے پاس آيا اور اس سے کہا کہ اسکو مفصل بيان
کر ميں تيری بات نہيں سمجہا اس ديوانے نے کہا کہ وہ عورت کہ جسميں
تيرا فائدہ ہے تو وہ باکرہ ہے اور اسکا دل ورسکی طبيعت تيرے ساتھ
رہيگی اور کے ساتہ الفت نکريگی اور جسميں تيرا نقصان ہے تو وہ

واما التي لك وعليك فالزوجة التي لا ولد
لها فان كنت خيرا لها من الاول فهي لك
والا فهي عليك ثم مضى فلحقه الرجل فقال
له ويحك تكلمت بكلام الحكماء وعملت عمل
المجانين فقال يا هذا ان بني اسرائيل ارادوا
ان يجعلوني قاضيا فابيت فالحوا علي فجعلت
نفسي مجنونا حتى نجوت منهم وروي في
الخبر ان رجلا جاء الى داود عليه السلام
فقال اني اريد ان اتزوج فقال اذهب الى
سليمان عليه السلام واسأله وكان سليمان
عليه السلام يومئذ ابن سبع سنين فخرج
الرجل الى سليمان فوجده يلعب مع الصبيان
وهو راكب على قصبة فاتاه فقال اني اريد
ان اتزوج فكيف اتزوج فقال سليمان عليه
السلام عليك بالذهب الاحمر والفضة
البيضاء واحذر الفرس كيلا يضربك فلم يفهم
جوابه وقد كان داود عليه السلام امر الرجل
بان يرجع اليه ويخبره بجوابه فرجع اليه واخبره
بمقالة سليمان عليه السلام فقال له داود

اور جس میں تیرا فائدہ اور نقصان ہے وہ عورت ہے کہ جسکی کچھ اولاد نہیں
یعنی پہلے خاوند سے اگر تو اسکے لیے پہلے خاوند سے اچھا ہے تو تو وہ
تیرے لیے اچھی ہے اور نہیں تو وہ تیرے لیے مضر ہے پھر چلدیا پھر اسکو
وہ شخص ملا تو اس شخص نے اس سے کہا کہ خرابی ہو تجھکو تو باتین تو
حکیموں کیسی کرتا ہے اور کام دیوانوں کے اسنے کہا اے یار مجھکو بنی اسرائیل
قاضی کرنا چاہتے تھے مینے انکار کیا انہوں نے مجھسے اصرار کیا سو مینے
آپکو دیوانہ بنایا یہانتک کہ مینے انسے نجات پائی اور حدیث میں
مروی ہے کہ ایک شخص حضرت داود علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا کہ
مین نکاح کرنا چاہتا ہوں انہوں نے فرمایا کہ سلیمان ع کے پاس جا
اور انسے پوچھ اور حضرت سلیمان کی عمر ان دنوں سات برس کی
تھی وہ شخص حضرت سلیمان کے پاس آیا تو انکو ایک نے پر سوار لڑکوں
کے ساتھ کھیلتا ہوا پایا اسنے انسے کہا کہ مین نکاح کرنا چاہتا
ہوں تو کس طرح کروں حضرت سلیمان ع نے کہا کہ تو
زر سرخ اور چاندی سفید کو لے اور گھوڑے سے
بچ کہ مارے نہین سو وہ شخص انکے جواب کو نہ سمجھا اور اس
شخص سے داود علیہ السلام نے فرمادیا تھا کہ میرے پاس لوٹکے
آنا اور جو وہ کہے مجھسے کہنا تو وہ شخص حضرت داود کے پاس
آیا اور حضرت سلیمان کی باتوں کی انکو خبر دی حضرت
داود علیہ السلام نے فرمایا

علیه السلام اما الذهب الاحمر فالمرأة البکر واما الفضة البیضاء فالثیب الشابة وقوله احذر الفرس کیلا یضربك ای ایاك والعجائز وذوات الاولاد وروی انس بن مالك عن النبی علیه الصلوٰة والسلام انه کان یأمر بالنکاح وینهی عن التبتل نهیا شدیدا ویقول تزوجوا الودود والولود فانی مکاثر بکم الامم یوم القیمة وروی عن عبد الله بن عبد الرحمن بن عمرو بن العاص عن النبی علیه الصلوٰة والسلام انه قال ان الله لعن اربعة ولعنت علیهم الملائکة رجل یحصر ولم یجعل الله حصورا وامرأة تذکر والله عز وجل جعلها انثی ورجل تخنث والله خلقه ذکرا والذی یضل الاعمی عن الطریق وقال ابو القاسم الحکیم هر کرا زن نی اورا مروت نی وهر کرا فرزند نی اورا شادی نی وهر که را این هر دو نی اورا هیچ غم نی والله اعلم باب ابتداء امر رسول الله صلی الله علیه وسلم قال الفقیه رضی الله عنه بلغنا ان رسول الله علیه

کہ زر سرخ تو باکرہ عورت ہے اور چاندی سفید بیوہ جوان اور یہ جو انہوں نے کہا کہ بچو گھوڑے سے تجکو مار نہیں تو مراد اس سے یہ ہے کہ بوڑھی عورتوں اور اولاد والیوں سے بچو اور انس بن مالک نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نکاح کرنیکا حکم دیا کرتے تھے اور مجرد رہنے سے سخت منع فرمایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے کہ محبت والیوں اور بہت جننے والیوں سے نکاح کرو تحقیق میں بہت چاہتا ہوں کہ بسبب کثرت تمہاری کے قیامت کے دن اور امتوں پر فوق لیجاؤں اور عبد اللہ بن عبد الرحمن بن عمرو بن العاص نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا کہ اللہ تعالی اور اسکے فرشتے چار شخصوں پر لعنت کرتے ہیں ایک وہ شخص کہ نکاح نہ کرے اور خدانے اسکو نہیں روکا اور وہ عورت کہ اپنے آپکو مرد بناوے اور خدانے اسکو عورت بنایا اور وہ مرد کہ مخنث بنے اور خدانے اسکو مرد بنایا اور وہ شخص کہ اندھے کو رستہ سے بہکاوے اور ابو القاسم حکیم کہتے ہیں کہ جسکی عورت نہیں اسے مروت نہیں اور جسکے اولاد نہیں اسکو خوشی نہیں اور جسکے دونو نہیں اسکو کچھ غم نہیں اور اللہ خوب جانتا ہے

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابتدائے حال میں

کہا فقیہ رضی اللہ عنہ نے ہمکو روایت پہنچی ہے کہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

الصلوة والسلام لما بلغ خمسا وعشرين سنة
فقال له عمه ابو طالب يا ابن اخي والله ليس لي
مال كثير فازوجك من مالي ولا ترك ابوك
مالا فهل لك ان تاتي خديجة بنت خويلد
فتواجر نفسك منها فانها تعطي من يتجر لها
بكرين فلعلها تزيدك بكرا آخر فجاء به الى
خديجة فاحسنت الاجابة فقالت نعمة وكرامة
وسازيدك بكرا مع بكرين فخرج النبي مع
غلامها يقال له ميسرة الى ناحية الشام
في تجارة فاصاب ربحا كثيرا فالقى الله تعالى
محبته في قلب ميسرة فلما رجعا من سفرهما
ونزلا بمر الظهران قال ميسرة للنبي عليه الصلوة
والسلام تقدم وبشر لخديجة بما ربحنا ولعلها
ان تزيد بكرا آخر ففعله فزادته بكرا آخر
ثم ان ميسرة اخبر لخديجة بانه راى من
محمد عليه الصلوة والسلام في الطريق من العجائب
وانواع الكرامات فوقعت المحبة في قلب خديجة
ورغبت فيه وصنعت خديجة طعاما ودعت
رؤساء قريش فطلبت من ابيها ان يزوجها

جب پچیس برس کے ہوئے تو آپکے چچا ابو طالب نے آپ سے
کہا کہ اے میرے بھتیجے میرے پاس بہت مال نہیں کہ تیرا نکاح
کر دوں اور نہ تیرے باپ نے کچھ مال چھوڑا سو تو خدیجہ بنت خویلد
کے پاس جا اور اسکی نوکری کر لے جو کوئی اسکی نوکری کرتا ہے
تو وہ دو جوان اونٹنیاں دیا کرتی ہے شاید تجھے ایک اور زیادہ
دیدے تو ابو طالب آپکو خدیجہ کے پاس لے آئے حضرت خدیجہ
نے پسند کیا اور کہا سر آنکھوں پر اور میں ایک اور اونٹنی
دو اونٹنیوں کے ساتھ بڑھا دونگی سو آنحضرت مع خدیجہ کے
ایک غلام کے کہ میسرہ نام تھا شام کیطرف تجارت کے لیے
تشریف لے گئے تو وہاں بہت نفع ہوا سو اللہ تعالی نے آپکی
محبت میسرہ کے دل میں ڈالدی جب دونوں اپنے سفر سے پھرے
اور بمر الظہران میں کہ ایک جگہ کا نام ہے اترے تو میسرہ نے
آپ سے کہا کہ آپ آگے جا کر خدیجہ کو اپنے منافع کی خوشخبری
دیں شاید وہ ایک اور اونٹنی زیادہ دیدے تو آپ نے ایسا ہی کیا
حضرت خدیجہ نے اس خوشخبری کی ایک اور اونٹنی زیادہ دی
پھر میسرہ نے حضرت خدیجہ کو ان باتوں کی خبر دی کہ میں نے محمد
علیہ الصلوۃ والسلام سے کیسی عجائبات اور طرح طرح کی نشانیاں
دیکھی ہیں تو آنحضرت کی محبت حضرت خدیجہ کے دل میں پڑی اور آپکی
طرف راغب ہوگئیں اور کھانا پکوایا اور قریش کے رئیسوں کو بلایا

فاخبرته بذلك فبينما هو جالس مع خديجة
يوما فرأى شخصا بين السماء والارض فقال يا
خديجة انى ارى شخصا بين السماء والارض
فقال له ادن منى فدنا منها وكشفت راسها و
جعلت راسه فى بطنها فقالت هل تراه قال لا
قد اعرض عنى فقالت له ابشر فانه ملك
ولو كان شيطانا لما استحيى فبينما رسول الله
صلى الله عليه وسلم يوما من الايام على جبل حراء
اذ ظهر له جبرئيل وبسط له بسطا كريما ثم
بحث من الارض فنبع الماء فعلمه الوضوء ثم
صلى ركعتين وبشره بالنبوة وقرأ عليه اقرأ
باسم ربك الذى خلق الى قوله ما لم يعلم فرجع
الى خديجة واخبرها بذلك فامنت به وعلمها
الوضوء ثم اسلم ابو بكر ثم على وقال بعضهم
اسلم على ثم ابو بكر ثم بلال ثم اسلم رفقاء ابى بكر
ثم عثمان وعبد الرحمن بن عوف وطلحة و
الزبير وسعد وسعيد وغيرهم فلما اسلم عمر تم
به اربعون رجلا والله اعلم

باب
هجرة النبى عليه الصلوة والسلام

اور اس بات کی خبر دی پس ایکدن آپ حضرت خدیجہ کے پاس
بیٹھے تھے تو ایک شخص آسمان و زمین کے درمیان دیکھا حضرت خدیجہ نے
آپ سے کہا کہ میرے پاس آجاؤ تو آپ قریب ہو گئے حضرت خدیجہ نے
اپنا سر کھولا اور آپکا سر اپنے پیٹ کیطرف کر لیا پھر پوچھا کہ اب اسکو تم
دیکھتے ہو۔ آپ نے کہا نہیں تحقیق اسنے مجھسے منہ پھیر لیا حضرت
خدیجہ نے کہا میں تمکو خوشخبری دیتی ہوں کہ تحقیق وہ فرشتہ ہے
اگر شیطان ہوتا تو نہ شرماتا اسی اثنا میں ایکدن آپ کسی
ایکدن کوہ حرا پر تھے کہ یکایک آپکو حضرت جبرئیل معلوم ہوئے
اور ایک اچھا بچھونا آپکے لیے بچھایا پھر زمین کھودی اس سے
ایک چشمہ نکلا حضرت جبرئیل نے آپکو وضو سکھایا پھر دو رکعت
نماز پڑھی اور آپکو نبوت کی بشارت دی اور آپکو اقرء باسم ربک
الذی خلق ما لم یعلم تک پڑھایا تو آپ حضرت خدیجہ کے پاس
آئے اور اسکی خبر دی تو آپ پر ایمان لائیں اور آپ نے انکو
وضو سکھایا بعد اسکے حضرت ابوبکر رض ایمان لائے پھر حضرت علی رض
اور بعض نے کہا کہ اول حضرت علی ایمان لائے پھر حضرت ابوبکر پھر بلال پھر
حضرت ابوبکر کے رفیق پھر حضرت عثمان اور عبد الرحمن بن عوف اور
طلحہ اور زبیر اور سعد اور سعید اور سوا انکے پس جب حضرت عمر اسلام
لائے تو چالیس آدمی پورے ہو گئے اور اللہ خوب جانتا ہے باب بیچ

آنحضرت کی ہجرت کے بیان میں

قال الفقيه رضی الله عنه وقد كان النبی عليه الصلوٰة
والسلام يخرج الی منا ويعرض علی اهل الموسم
الاسلام فمر علی نفر من اهل المدينة فعرض عليهم
الاسلام فاسلم معوذ بن عفراء واسلم القوم
كلهم فقال لهم رسول الله عليه الصلوٰة والسلام
هل لكم ان تنصرونی حتی ابلغ رسالات ربی قالوا
يا رسول الله كان بيننا قتال فی العام الاول وهو
يوم من ايامهم اقتتل فيه الاوس والخزرج
ونحن مباغضون ولكن موعدك الموسم من العام
الثانی فرضی رسول الله عليه الصلوٰة والسلام
فرجعوا الی المدينة فدعوا الناس فی السر فلم
يا تهم سنة ولم يرجع النبی اليهم فی السنة الثانية
حتی اسلم اهل بيت كثير فی المدينة فلما حضر
الموسم خرج من اهل المدينة ناس كثير ونزلوا
بمنا فخرج منهم سبعون رجلا من الانصار و
امرأة فنزلوا بعقبة منا عن يمين الجمرة فجاءهم
رسول الله عليه الصلوٰة والسلام فی رحالهم
ومعه عباس بن عبد المطلب فقاموا اليه فحيوا
بالسلام وسلم عليهم رسول الله عليه الصلوٰة والسلام

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منا کی
طرف جایا کرتے تھے اور اور جو لوگ کہ حج کرنیکو آتے انپر
اسلام پیش کرتے یعنی دعوت اسلام کیا کرتے سو آپ چند شخصوں
مدینے والونپر گذری اور انپر اسلام پیش کیا تو معوذ بن عفرا اور
وہ سب قوم اسلام لی آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انسے
فرمایا کہ کیا تم میری مدد کروگے تا کہ میں اللہ کا پیغام پہنچاؤں
انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ پہلی سال میں ہم لوگوں میں لڑائی
ہوئی تہی اور وہ انکی ایک دنوں میں سے ایکدن تہا کہ جسمیں قبیلہ
اوس اور خزرج لڑے تہے اور فی الحال ہمارے آپسمیں بغض ہے لیکن ہم
آپسے حج آیندہ کا وعدہ کرتے ہیں تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسپر
راضی ہوگئے اور وہ لوگ جب مدینہ میں گئے تو لوگونکو پوشیدہ دعوت اسلام
کرتے یہانتک ابہی حج آیندہ نہ آیا تہا کہ گہروں کے گہر مدینہ میں اسلام
لے آئے پہر جب حج کا موسم آیا تو مدینہ والونمیں سے بہت لوگ
نکلے اور منا میں آکر اترے پہر انمیں سے ستر مرد اور عورت نکلے
اور منا کی گہاٹی پر جمرہ کے دہنی طرف اترے یعنی جس جگہ
کنکریاں پہینکتے ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع حضرت
عباس کے انکے پاس انکے ڈیرونپر آئے تو سب
حضرت کی تعظیم کو کہڑے ہوگئے اور سلام کیا اور
آنحضرت نے بہی انپر سلام کیا . . .

وقال اخذ من بنی اسرائیل اثنا عشر نقیبا و
انا اخذ منکم النقباء کما اخذ موسی علیه السلام
من قومه فبایعوه فقالوا یا رسول الله اشترط
لربك ولنفسك وقال اشترط لربی ان تعبدوه
ولا تشرکوا به شیئا واشترط لنفسی ان لا تمنعونی
عما تمنعون منه انفسکم واهلیکم قالوا فان
فعلنا فماذا لنا قال فلکم الجنة قالوا ربح کثیر
فصاح ابلیس ثلثا فقال یا معشر قریش هذا
محمد علیه الصلوة والسلام یحالف اهل یثرب
علیکم فجاؤا یطلبونهم فلم یجدوهم فلما رجع
النقباء الی المدینة بعث معهم مصعب بن عمیر
یعلمهم القرآن ویفقههم فی الدین فلما علم اهل
مکة ان النبی علیه الصلوة والسلام وجد انصارا
ومهاجرا مکروا به وارادوا قتله فامره الله
بالهجرة الی المدینة فاتی رسول الله صلعم منزل
ابی بکر فقام الیه ابو بکر فقبل راسه فقال النبی
علیه الصلوة والسلام ما لك ان ترنیا قد ارادوا
قتلی فقال ابو بکر دمی دون دمك ونفسی
دون نفسك فقال رسول الله صلی الله علیه

اور فرمایا کہ میرے بہائی موسیٰ نے بنی اسرائیل میں سے بارہ سردار لیے تہی
میں بہی تم سے سردار ونکو لیتا ہون جیسے موسیٰؑ نے اپنی قوم سے پہر انہون نے
حضرتؐ سے بیعت کی اور کہا یا رسول اللہ آپ اپنے رب کے اور اپنے لیے
شرط کر لیجیے آپ نے فرمایا کہ مین اپنے رب کے لیے شرط کرتا ہون کہ اسکو تم پوجو
اور کوئی چیز اسکے شریک مت ٹہیراؤ اور اپنے لیے یہ شرط کرتا ہون
کہ جو چیز تم اپنے لیے اور اپنے گہر والونکے لیے چاہو میرے لیے بہی
مت چاہو تو وہ بولے کہ اگر ہمنے یہ کیا تو ہمارے لیے کیا چیز ہے آپ نے
فرمایا کہ تمہارے لیے جنت ہے سب نے کہا اسمین تو بہت نفع ہے تو حضرت
شیطان تین بار چلایا اور کہا ای گروہ قریش کے محمد ؐ مدینہ والونسے
تم ا... تو قریش انکو ڈہونڈہنے آئی تو انکو نہ پایا پہر جب وہ سردار جو
ایمان لائی تہے مدینے کیطرف پہرے تو آنحضرت صلعم نے انکے ساتھ مصعب بن عمیر
کو کر دیا کہ انکو قرآن سکہلاوی اور دین کی باتین سمجہاوی پہر جب مکے والونکو
خبر ہوئی کہ آپ نے انصار اور مہاجرین کو پالیا یعنی اپنا متبع کر لیا
تو ان لوگون نے آپ کے مار ڈالنے کا ارادہ کیا تو اللہ نے آپکو مدینہ کیطرف
ہجرت کرنیکا حکم دیا پہر آنحضرتؐ ابو بکر صدیق رضؓ کے گہر تشریف
لائے تو ابو بکر صدیقؓ آپکی تعظیم کو کہڑے ہوے اور آپکا سر مبارک
چوما تو آنحضرتؐ نے فرمایا کیا تجہے معلوم نہین کہ قریش نے میرے
قتل کا ارادہ کیا ہے ابو بکر صدیق نے عرض کی کہ میرا خون آپکے خون کے ساتہ ہے
اور میری جان آپکی جان کے ساتہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

وسلم قد اذن الله لی بالهجرة فقال ابو بکر و
الصحبة یا رسول الله قال بلی فقال ابو بکر عندی
بعیران قد حبستهما للخروج فخذ احدهما
فقال لا آخذه الا بثمن فاشتری منه احدهما
فلما امسی خرج هو وابو بکر راجلین فسار الی
جبل یقال له ثور وانتهیا الی الغار وامر ابو بکر
عامر بن عبد الله بن فهیرة ان یرعی غنمه بثور
وتخلف تلک اللیلة علی بن ابی طالب ونام
علی فراش رسول الله صلی الله علیه وسلم فجاء
قریش فدخلوا علیه فوجدوا علی بن ابی طالب
فقالوا این محمد قال لا ادری فخرجوا علی اثره
حتی اتوا ثورا ورسول الله صلی الله علیه وسلم
مع ابی بکر فی الغار فخفی علیهم مکانهما فارسلوا
فی کل مکان یطلبونه فلم یقدروا علیه فرجعوا
وکان عبد الله بن ابی بکر یاتیهما باخبار اهل مکة
کل لیلة وکان عامر بن عبد الله بن فهیرة یاتیهما
بالغنم ویحلبون لهما ما ارادوا ویذبحون ما
ارادوا فمکث فیه ثلث لیال ویقال اکثر من ذلک
حتی سکن اهل مکة ثم خرجا من الغار واستاجرا

کہ حق تعالیٰ نے مجھکو ہجرت کا حکم دیا ہے تو ابو بکر صدیق نے عرض کیا کہ میں
بھی آپکے ساتھ جانا چاہتا ہوں تب آپ نے فرمایا کیوں نہیں لیکن ابو بکر صدیق
نے عرض کیا کہ میرے پاس دو اونٹ ہیں جنکو اسی لیے روک رکھا ہے تو
ایک انمیں سے آپ لیجیے تو آپ نے فرمایا کہ میں تو بلا قیمت نہیں لیتا
تو آپ نے ایک کو خرید لیا اور جب رات ہوئی تو آپ اور ابو بکر صدیق
پیادہ پا نکلے اور کوہ ثور کیطرف چلے اور ایک غار میں جا پہنچے اور
ابو بکر صدیق نے عامر بن عبد اللہ بن فہیرہ کو حکم دیا تھا کہ اپنی بکریاں
ثور کے پاس چرایا کرے اور حضرت علی اس رات میں آپکے قایم مقام ہو کر آپکے
بستر پر سو رہے اور قریش آپکے گہر میں داخل ہوئے تو وہاں حضرت علی
کو پایا تو قریش نے حضرت علی سے پوچھا کہ محمد کہاں ہیں حضرت علی نے
کہا کہ میں نہیں جانتا تو لوگوں نے آپکا پیچھا کیا اور ساتھ کہوج کے
کوہ ثور تک آگئے اور آپ مع ابو بکر صدیق کے غار میں تھے
قریش پر آپکا مکان چھپا رہا انہوں نے ہر طرف آدمی ڈہونڈنے
کو بھیجے تو آپ پر قابو نہ پا سکے پھر سب لوٹ آئے اور عبد اللہ حضرت
ابو بکر کے بیٹے آپ اور ابو بکر صدیق کے پاس ہر رات میں مکہ والوں کی
خبر لاتے تھے اور عامر بن عبد اللہ بن فہیرہ رات کو وہاں ہی بکریاں
لے آتا تھا جتنا چاہتے دودہ دوہ لیتے اور جو چاہتے ذبح کر لیتے تو
اسمیں تین رات ٹھیرے بعض کہتے ہیں کچھ دنوں سے زیادہ رہا یہاں تک کہ مکہ
والوں کو تسکین ہو گئی یعنی سب جان گئے کہ یہاں سے نکل گئے پھر دونو غار میں سے نکلے

رجلا يدلهما على الطريق يقال له عبد الله بن اريقط حتى قدموا المدينة يوم الاثنين لليلتين مضى من شهر ربيع الاول

باب مغازى رسول الله صلى الله عليه وسلم

قال الفقيه رضى الله عنه روى فى الخبر ان النبى عليه الصلوة والسلام غزا ستة وثلثين غزوة ثمانية عشر منها خرج بنفسه وثمانية عشر بعث سرية ولم يخرج بنفسه وروى فى بعض الاخبار انه غزا اربعين غزوة وروى ايضا اكثر من ذلك وكان اول غزوة انه بلغه ان جمعا من قريش خرجوا من مكة فخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم مع جميع اصحابه فى صفر بعد هجرته باثنى عشر شهرا فساروا حتى نزلوا فى موضع يقال له ودّان فبعث منها عبيدة بن الحارث مع جماعة من المهاجرين فالتقوا جماعة من قريش وكان بينهم ترام بالنبال ثم رجعوا ولم يكن بينهم قتال غير ذلك ومن غزواته غزوة النخلة وذلك ان النبى عليه الصلوة والسلام بعث عبد الله بن جحش بعد هجرته بستة عشر شهرا مع احد عشر

اور ایک آدمی کو رستہ بتانیکے لیے نوکر رکہا تہا اسکا نام عبد اللہ بن اریقط تہا یہانتک کہ پیر کے دن ربیع الاول کی دوسری تاریخ مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے باب حضرت کی لڑائیونکی بیان مین کہا فقیہ رحمہ اللہ نے حدیث مین مروی ہے کہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار سے چہتیس لڑائیاں کرین اٹہارہ مین حضرت بذات خود تشریف لیگئے تہے اور باقی اٹہارہ مین لشکر مین سے کسیکو سردار بناکر بہیجدیا اور آپ تشریف نہین لیگئے اور بعض حدیثونمین ہے کہ آپنے چالیس لڑائیاں کین اور اس سے زیادہ بہی مروی ہے پہلی لڑائی اسطور تہی کہ آپکو خبر پہنچی کہ قریش کی ایک جماعت مکہ سے چڑہ آئی ہے۔ آپ مع سب یارون نکلے صفر کا مہینہ تہا اور ہجرت کو ایک سال گذرا تہا جب چلتے چلتے ایک گاؤنمین پہنچے کہ اسکو ودّان کہتے ہین تو وہان سے عبیدہ بن حارث کو ایک جماعت مہاجرین کے ساتہ کرکے مقابل مین کفار کے بہیجا تو ایک جماعت قریش کے مقابل ہوئے اور آپس مین تیر چلنے لگے آخرکو ہر دو فریق واپس گئے اور سوا اسکے اور کچہ نہ ہوا اور آپ کے غزوات مین سے ایک غزوہ نخلہ ہے اور یون تہا کہ آنحضرت نے ہجرت سے سولہ مہینے بعد عبد اللہ بن جحش کو مع گیارہ

من المهاجرين الى عمرو بن عبد الحضرمي مع اصحابه
من قريش في عيرهم قد حملوا اديما وزبيبا ومتاعا
نزلوا تحت نخلة فلما مر بهم عير قريش خرجوا اليهم
فاقتتلوا وقتلوا عمرو بن عبد الحضرمي واسروا
اثنين منهم وهرب الباقون منهم واخذوا
ما معهم من المال في آخر جمادى الآخر وجاؤا به
الى المدينة وكان من غزواته غزوة بدر الكبرى
وبدر اسم موضع وكان القتال في ذلك الموضع
في شهر رمضان في السنة الثانية بعد الهجرة وذلك
ان النبي عليه الصلوة والسلام بلغه ان عيرا من
قريش خرجت الى الشام فيهم ابو سفيان بن حرب
مع اربعين رجلا من تجار قريش ويقال سبعين
رجلا فخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم مع
ثلثمائة وثلثة عشر رجلا من اصحابه من المهاجرين
والانصار فبلغ الخبر الى مكة فخرج منها الف
ومائتان وخمسون رجلا فلما وصل العير سالما
رجع مع العير ثلثمائة رجل وبقي تسعمائة وخمسون
رجلا فالتقى الجمعان فهزم الله تعالى المشركين ونصر
المسلمين فقتلوا من المشركين سبعين رجلا واسروا

مہاجرین کے عمرو بن عبد حضرمی اور اسکے یاروں قریشیوں کی طرف
بھیجا اور وہ ایک قافلہ مین چھوہارا ور روغن اور دیگر اسباب لیے ہوئے
آتے تھے تو یہ یعنی عبد اللہ بن جحش وغیرہ ایک نخلہ یعنے کھجور کے درخت کے
نیچے اُترے جب قافلہ گذرا تو یہ سب اُنکے طرف نکلے اور آپس میں لڑے اور
عمرو بن عبد حضرمی کو قتل کیا اور دو شخصوں کو انمیں سے پکڑ کر قید کر لیا
اور باقی سب بھاگ گئے اور جو اُنکے پاس مال تھا سب لوٹ لیا اور مدینہ میں
لے آئے اور یہ معرکہ جمادی الاولیٰ کے آخر میں ہوا۔ اور آپکے غزوات میں سے
ایک غزوہ بدر کبریٰ ہے اور بدر نام ایک جگہ کا ہے اور یہ لڑائی رمضان کے
مہینے میں ہجرت سے دو برس بعد ہوئی تھی اور یہ یوں تھا کہ آپکو خبر
پہنچی کہ ایک قافلہ قریش کا شام کیطرف گیا ہے اور اسمیں ابو سفیان
بن حرب بھی مع چالیس سوداگروں قریش کے ہے اور بعض کہتے ہیں
کہ اُسکے ساتھ ستر سوداگر تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع تین سو
تیرہ ۳۱۳ آدمیوں کے مہاجرین اور انصار بدر کیطرف تشریف فرما ہوئے
اور مکہ میں بھی اسکی خبر پہنچی تو وہاں سے ساڑھے بارہ سو ۱۲۵۰ آدمی قافلہ
کے امداد کو چڑھ آئے جب قافلہ ایک جگہ سے سلامت نکل گیا تو
تین سو آدمی مکہ والوں میں سے اُس قافلہ کے ساتھ واپس گئے باقی رہ گئے
ساڑھے نو سو ۹۵۰ رہے۔ تو ہر دو فریق یعنی مسلمانوں اور کفاروں کا مقابلہ
ہوا اللہ تعالیٰ نے کفاروں کو شکست دی اور وہ بھاگ گئے اور
مسلمانوں کو فتح دی مسلمانوں نے ستر مشرکین کو قتل کیا

سنين سبعين ولم يكن في الدنيا واقعة اعظم
من واقعة البدر وذلك ان ابليس جاء بنفسه و
حضرت الشياطين وحضر كفار الجن كلهم وحضر
تسعمائة وخمسون رجلا من صناديد قريش و
حضر ثلثمائة وثلثة عشر من المؤمنين وهم جميع
اهل الاسلام وهم افضل الخلق وسبعون من
مؤمني الجن والف من الملائكة وروى عن الحسن
البصري انه كان اذا قرأ سورة الانفال كان يقول
طوبى لجيش قائدهم رسول الله صلى الله عليه
وسلم وجاسوسهم امين الله ومبارزهم اسد الله
وجهادهم طاعة الله ومددهم ملائكة الله
وثوابهم رضوان الله ومن غزواته غزوة ذات
السويق وذلك ان ابا سفيان خرج مع جماعة
من اصحابه بعد بدر الى المدينة وحلف ان
لا يرجع حتى يقتل بعض اصحاب النبي عليه السلام
فجاء الى بعض نواحي المدينة سرا ونزل في بيت
يهودي ثم خرج واحرق بيتين وقتل رجلين
من اصحابه فخرج رسول الله عليه الصلوة والسلام
مع جماعة من اصحابه في طلبه فخشي ابو سفيان

اور ستر کو قید کر لیا اور کوئی لڑائی بڑی دنیا میں لڑائی بدر سے
نہیں ہوئی ورنہ اسلئے کہ ابلیس خود اور جنگی سب اولاد اور جن جتنے
تھے سب اس میں حاضر تھے اور ساڑھے نو سو سردار کفار قریش کے
اور مسلمان فقط تین سو تیرہ کہ لشکر اہل اسلام تھے اور وہ سب
مخلوق سے افضل تھے اور ستر مسلمان جن اور ہزار فرشتے تھے اور
حسن بصری سے روایت ہے کہ وہ جسوقت سورہ انفال پڑھتے تھے
تو کہا کرتے تھے کہ ہے نصیب میں اس لشکر کے کہ جسکے
پیشوا لشکر رسول اللہ ہوں اور جاسوس انکے امین اللہ
(یعنی جبرئیل) ہوں اور مبارز (یعنی بہادر میدان جنگ کرنیوالا)
ہو شیر اللہ کا ہو (یعنی حضرت علی) اور جنکا جہاد طاعت اللہ
کے ہو اور جنکی مدد فرشتے ہوں اور جنکو ثواب اللہ کی رضامندی
ہو یعنی سب صحابیین بدریوں میں ہیں اور آپکے غزوات میں سے
ایک غزوہ ذات سویق ہے اور یہ سوجہ ہوا کہ ابو سفیان بعد بدر کے
ایک جماعت لیکر مدینہ کو نکلا اور قسم کھائی کہ بغیر قتل کیے بعض اصحاب
رسول اللہ کے پھر نگا تو مدینہ کے گرد پوشیدہ آپہنچا اور ایک
یہودی کے گھر میں اترا پھر نکلا اور دو گھروں کو جلا دیا اور دو
صحابیوں کو شہید کر ڈالا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم اپنے یاروں کو لیکر ابو سفیان کی
تلاش کو نکلے ابو سفیان ڈرا کہ..

بأن يدركه رسول الله عليه الصلوة والسلام
فالقى ما كان معه في الطريق من الزاد و
هرب مع اصحابه وكان اكثرة القوا من الزاد
السويق فسميت غزوة ذات السويق فرجعا
ولم يكن بينهم قتال ومنها غزوة بنى قينقاع
ويقال قيقاع وهي من بعض نواحي المدينة
حاصرهم رسول الله صلى الله عليه وسلم فتشفع
اليه عبد الله ابن ابى المنافق مع جماعة من اهل
المدينة فتركهم ومنها غزوة احد وذلك ان
قريشا لما رجعوا من بدر جمعوا جمعا كثيرا وذلك
في السنة الثانية وخرجوا الى المدينة واستنفروا
العرب وانفقوا المال وخرج اليهم رسول الله
صلى الله عليه وسلم وكان القتال عند جبل
احد فكانت الهزيمة على الكفار حتى نزل الرماة
امر رسول الله صلى الله عليه وسلم واشتغلوا
بالغارة فرجعت الكفرة عليهم وقتل من المسلمين
يومئذ سبعون رجلا وجرح كثير منهم وانهزم
الباقون ثم صرف الله عنهم الكفار فرجعوا فذلك
قوله تعالى ولقد صدقكم الله وعده الى قوله

پہر آنحضرت کے ہاتہ نہ آیا اون توزاد یعنی توشہ راہ رستہ
مین پہینک کے اپنی جماعت کے بہاگ گیا اور جو زاد کہ پہینک گیا
تہا اکثر اسمین سویق یعنی ستو تہے اسیواسطے اسکا نام ذات السویق
ہوا پس واپس چلے گئے اور لڑائی نہوئی اور آپکے غزوات سے
ایک غزوہ قینقاع ہے اور بعض اسکو قیقاع کہتے ہین اور یہ
غزوہ گرد نواح مدینہ کے ہوا آپنے انکا محاصرہ کیا تو عبد اللہ بن
ابی منافق نے ایک جماعت اہل مدینہ کے ساتہ ملکر آپ سے
انکی سفارش کی تو آپنے انکا محاصرہ چہوڑ دیا اور آپکے غزوات
مین سے ایک غزوہ احد ہے اور یہ یون تہا کہ جب قریش بدر سے
واپس آئے تو بہت لشکر جمع کیا اور یہ واقعہ دوسرے سال ہجری
مین تہا تو کفار جمع ہوکر مدینہ کو نکلے اور تمام عرب سے نصرت چاہی اور
بہت مال خرچ کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہی انکیطرف
نکلے تو کوہ احد کے پاس لڑائی شروع ہوئی تو اول ہی
مین کفار بہاگ گئے جب ایک قوم نے تیر پہینکنے والونمین
سے جو پہاڑ کی ایک بلند جگہ پہ مورچہ لگائے ہوئے تہے بحکم
آنحضرت صلعم کہڑے تہے غنیمت پہ للچا کر اور حکم آنحضرت صلعم پس پشت
ڈالکر اسکو لوٹنے لگے تو کفار ونکو وہ مورچہ ہاتہ آگیا اور غالب آگئے
تو ستر مسلمان شہید ہوے اور بہت سے زخمی ہوگئے اور باقی کی بہاگ گئے
تو پہر اللہ تعالی نے کفار ونکو مسلمانون سے پہیرا اور مسلمان جمع ہوگئے

تعالى ثم صرفكم عنهم يعني نجى الا ... كم ومن
غزواته غزوة بدر الصغرى وذلك ان ابا سفيان
لما رجع من احد قال لرسول الله صلى الله عليه
وسلم ان الموعد بيننا وبينكم بدر الصغرى
وكان هنالك سوق فخرج رسول الله صلى الله
عليه وسلم مع سبعين نفرا من اصحابه واتى
الى ذلك الموضع ولم يخرج احد من الكفار
فرجعوا سالمين وربحوا في تجارتهم وذلك
قوله تعالى الذين استجابوا لله والرسول الى قوله
فانقلبوا الاية ومن غزواته غزوة بطن الرجيع
وذلك انه عليه الصلوة والسلام بعث مرثد
بن ابي مرثد مع سبعة نفر فيهم عاصم بن ثابت
بن الافلح فساروا حتى نزلوا بطن الرجيع فخرج
اليهم جمع من المشركين فقتلوهم واسروا خبيبا
ورجلا اخر وحملوهما الى مكة وقتلوهما هنالك
ولم ينج منهم الا رجل واحد جريح حسبوا انه
مات فتركوه فنجا ومنها الغزوة التي بعث محمد
بن مسلمة مع جماعة من اصحابه فخرج اليهم
المشركون وقتلوهم جميعا الا محمد بن مسلمة

ترجمہ ... بیان کیا ہے اور آپ کے غزوات میں سے ایک غزوہ
بدر صغریٰ ہے اور یہ یوں ہوا کہ جب ابوسفیان جنگ احد
سے پھرنے لگا تو آپ سے کہا کہ ہمارا تمہارا مقابلہ بدر صغریٰ میں ہوگا
اور وہاں ایک بازار تھا تو آپ مع ستر صحابیوں کے تشریف
لے گئے اور اس مقام پر پہنچے اور کفار میں سے کوئی مقابلہ کو
نہ آیا تو مسلمان صحیح وسالم واپس آئے اور مال تجارت جو
ساتھ لیگئے تھے بازار میں بیچکر نفع کثیر اٹھایا جیسا کہ اللہ
فرماتا ہے اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اِلٰی قَوْلِہٖ فَانْقَلَبُوْا
الآیۃ حاصل ترجمہ اسکا یہ ہے جو لوگ حکم اللہ و رسول میں حاضر ہوئے
باوجودیکہ جنگ احد میں انکو تکلیف پہنچی تھی تو انکو
دین دنیا ہاتھ آئی یعنی اللہ کی رضامندی اور تجارت میں نفع
کثیر اور آپ کے غزوات میں سے ایک غزوہ بطن الرجیع ہے اور
یہ یوں ہوا کہ آپ نے مرثد بن ابی مرثد کو مع سات آدمیوں کے
کہ جنمیں عاصم بن ثابت بھی تھا واسطے مقابلہ کفار کے بھیجا تو وہ
چلتے چلتے بطن الرجیع پر نازل ہوئے تو ایک جماعت مشرکین کی
مقابلہ کو نکلی تو سب مسلمان شہید ہوئے مگر تین آدمی کہ دو کو کہ ایک
انکا خبیب تھا قید کرکے مکہ لیگئے اور انکو وہاں شہید کیا اور ایک کو
مرا ہوا جانکر چھوڑ گئے تھے لیکن زندگی باقی تھی کہ بچ رہا اور نام اسکا
جریح رضی اللہ عنہ تھا اور آپ کے غزوات میں سے ایک غزوہ تھا کہ جسمیں

ظنوا انه مات فنجا من بين القتلى ومنها غزوة
بئر معونة وذلك ان عامر بن مالك كان فارسا
من فرسان العرب وكان ملاعب الاسنة
كتب الى رسول الله عليه الصلوة والسلام ان
ابعث الى رجالا يعلمونا ويفقهونا في الدين
ثم في ذمتي وجواري فبعث رسول الله عامر
بن مالك الساعدي في اربعة عشر رجلا من
المهاجرين والانصار فلما ساروا ليلة بلغهم ان
عامر بن مالك قد مات فكتبوا الى رسول الله
عليه الصلوة والسلام فامدهم رسول الله
عليه الصلوة والسلام باربعة نفر فساروا كلهم
حتى انتهوا الى بئر معونة فخرج اليهم عامر بن الطفيل
مع بعض قبائل العرب منهم رعل وذكوان
وبني لحيان وعصية فقاتلوهم فقتلوهم كلهم
عند بئر معونة الا عامر بن امية الضمري و
سعد بن ابي وقاص ورجلا اخر قد كانوا تخلفوا
عن القوم فلما علموا بقتلهم رجعوا الى المدينة
فقنت رسول الله اربعين يوما على تلك القبائل
بقتلهم ومنها مقتل كعب بن الاشرف بعث

کر انکو مردہ جانکر چھوڑ گئے تھے تو وہ بچ رہے اور آپکے غزوات
مین سے ایک بیر معونہ ہے اور یہ یون ہوا کہ عامر بن مالک نے جو عرب کے
سوارون مین ایک سوار تھا اور وہ نیزہ بازی کیا کرتا تھا آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف لکھا کہ کچھ آدمی ہماری طرف ارسال
کرین تا کہ ہمین تعلیم دین کی کرین اور وہ سب میرے ذمہ اور
امان مین ہین تو عامر بن مالک ساعدی کو مع چودہ شخصون کے
مہاجرین اور انصار سے بھیجا جب ایک رات کی مسافت طے کر چکے
تو انکو یہ خبر پہنچی کہ عامر بن مالک مر گیا تو انہون نے آنحضرت کو لکھا
تو آپنے چار آدمی واسطے امداد کے اور بھیجے تو سب ملکر چلے
یہانتک کہ بیر معونہ پر پہنچے تو عامر بن طفیل قبیلہ ہای رعل
ذکوان بنی لحیان عصیہ کو ساتھ لیکر مقابلہ کو آیا تو لڑائی ہوئی
اور سب مسلمان شہید ہوئے مگر تین آدمی عامر بن امیہ ضمری اور سعد
بن ابی وقاص اور ایک اور آدمی کہ یہ پیچھے رہ گئے تھے اور لڑائی
مین موجود نہ تھے جب انکو انکی شہادت معلوم
ہوئی تو پیچھے کو مدینہ مین آئے تو آنحضرت صلعم نے
چالیس دن ان قبائل کی ہلاکت کیلیے
قنوت پڑھی یعنے نماز مین ان پر بددعا کی
اور آپ کے غزوات مین سے ایک غزوہ
قتل ہونا کعب بن اشرف کا ہے ..

رسول الله عليه الصلوٰة والسلام محمد بن مسلمة
مع ثلثة نفر فقتلوه في داره ومنها غزوة بني نضير
وكان سببه ان عمرو بن امية الضمري لما رجع
من بئر معونة ودنا الى المدينة خرج رجلان
من بني كلاب قد كساهما رسول الله عليه الصلوٰة
والسلام وآمنهما فقتلهما ولم يعلم انهما كانا
مستأمنين فجاء بنو كلاب الى رسول الله صلعم
وطلبوا ديتهما فخرج النبي عليه الصلوٰة والسلام
الى بني نضير مع ابي بكر وعمر وعثمان وعلي ليستعين
على دية الكلابيين وقد كان بينهم عهد ان
يعينوا على معاقلهم فهمت بنو النضير بقتل
النبي عليه الصلوٰة والسلام فاتاه جبرئيل عليه
السلام فاخبره فخرج من بين ظهرانيهم و
اتى المدينة وجمع العساكر فاتاهم وحاصرهم و
قطع نخيلهم وخرب بنيانهم حتى اصطلحوا على
ان يتركهم ليخرجوا ويتركوا اموالهم وحمل كل رجل
مقدار ما يحمل على بعير واحد واجلاهم الى الشام
وذلك قوله تعالى هو الذي اخرج الذين كفروا
من اهل الكتاب الى آخر السورة ومنها غزوة

کہ آپ نے محمد بن مسلمہ کو تین آدمیوں کے ساتھ بھیجا تو انہوں نے
اسکو ایک شب بیچ اسکے گھر میں جا قتل کیا اور آپکے غزوات میں
سے ایک غزوۂ بنی نضیر ہے اور سبب اسکا یہ تھا کہ جب عمرو بن
امیہ ضمری رضہ بیر معونہ سے واپس آئے اور قریب مدینہ کے آئے دو آدمی
قبیلہ بنی کلاب سے نمودار ہوئے کہ آنحضرت صلعم نے انکو کپڑے پہنائے
تھے اور امان دی تھی تو اسنے انکو کافر حربی جانکر قتل کیا اور
یہ معلوم نہ تھا کہ یہ ذمی ہیں آپنے انکو پناہ دی ہوئی ہے تو
بنو کلاب آئے اور دیت ان دونوں کی مانگی تو آپ مع چاریاروں
حضرت ابوبکر رض و حضرت عمر رض و حضرت عثمان رض و حضرت علی رض کے
یہود بنی نضیر کیطرف تشریف لیگئے تاکہ وہ اس دیت میں آپکی
امداد کریں اور یہ انکا عہد تھا کہ ہم دیت میں امداد دیا کرینگے یعنی
ادائے دیت میں شریک ہونگے تو بنی نضیر نے آپکو شہید کرنیکا ارادہ
کیا تو آپکے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور اسبات کی خبر دی تو آپ وہانسے نکلکر مدینہ
میں آئے اور لشکر جمع کرکے انپر یعنی یہود بنی نضیر پر چڑہ آئے اور
محاصرہ کیا اور انکی کہجوروں کو کاٹ ڈالا اور گہروں کو خراب کیا
یہانتک کہ اسبات پر راضی ہوگئے کہ اب ہمکو چہوڑدیں ہم سب مال
ذخیرہ چہوڑ کر چلے گئے فقط ایک ایک اونٹ کی سواری زاد لیکر روانہ
ہوئے اور آپنے انکو شام کیطرف جلاوطن کیا جیسا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے
جسکا ترجمہ یہ ہے (اللہ وہی ہے کہ جسنے نکالا اہل کتاب کو) آخر سورت تک

بنی المصطلق و ذلك ان رسول الله صلی الله علیه
وسلم خرج مع العسکر وحمل عائشة رضی الله عنها
وتکلم فیها اهل الافك بما قالوا فنزل فی شانها
ان الذین جاؤا بالافك عصبة منکم الی
قوله الطیبات للطیبین وهی سبع عشرة
آیة نزلت فی براءة عائشة رضی الله عنها و
منها غزوة ذی قرد وذلك ان ناسا من
الاعراب قدموا وساقوا الابل من بعض
نواحی المدینة فخرج الیهم رسول الله علیه الصلوة
والسلام وقدم علی اثر السراق ابا قتادة الانصاری
مع جماعة من اصحابه فاسترد الابل منهم و
رجع ومنها غزوة الحدیبیة خرج الی العمرة
فنزلوا بعسفان ثم نزلوا بالحدیبیة وهو اسم
البئر فسمی ذلك المحل بذلك الاسم وقد کان
بینهم وبین المشرکین الرمی بالحجارة وغیرها
ومنها غزوة الخندق وذلك ان اهل مکة
وجمیع الاعراب اتوا المدینة مقدار ثمانیة
عشر الف رجل وهم الاحزاب وحاصروا المدینة
سبعة عشر یوما فامر رسول الله علیه الصلوة

بنی مصطلق ہے اور یہہ یون ہوا کہ تحقیق رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم مع لشکر کے تشریف لیے چلے اور حضرت عائشہ کو بھی اونٹ
پر بٹھا لیا اور بہتان باندہنے والون نے کہا جو کہا حضرت
عائشہ کی شان میں یہہ آیت نازل ہوئی (بیشک وہ لوگ
کہ بہتان لائے ایک فرقہ ہے تم میں سے) الطیبات للطیبین تک
یعنے پاک عورتین واسطے پاک مردون کے ہین اور یہہ سترہ آیتین
ہین کہ حضرت عائشہ رض کے پاکیزگی مین نازل ہوئین
اور آپکے غزوات مین سے ایک غزوہ ذی قرد ہی اور یہہ یون ہوا
کہ کچہہ آدمی گنوارون مین سے آئے اور مدینہ کے گرد نواح سے
چند اونٹ ہانک کر لیگئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انپر
چڑہائی کی اور ابو قتادہ کو مع ایک جماعت صحابہ کے اون چورون
کے پیچھے دوڑایا تو اونسے سب اونٹونکو اونسے پہیر لیا اور واپس
آئے اور آپکے غزوات مین سے ایک غزوہ حدیبیہ ہے کہ آپ عمرہ کے
لئے نکلے تہے اور عسفان مین آکر ٹہہرے پہر حدیبیہ مین آکر اوترے
اور حدیبیہ ایک کوئے کا نام ہے اسجگہ کا نام اوسکے
نام سے پڑگیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکین کے درمیان
پتھر وغیرہ کے پہینکا پہینکی ہوئی اور آپکے غزوات مین سے ایک غزوہ
خندق ہے اور یہہ یون ہوا کہ اہل مکہ اور سب گنوار بمقدار
اٹھارہ ہزار آدمیون کے مدینہ پر چڑھ آئی اور یہی احزاب مین

والسلام بحفر الخندق كيلا يدخلها المشركون
في حال غفلتهم فمكثوا هناك خمسة عشر يوما
او اكثر فارسل الله عليهم ريحا عاصفا فانهزموا
وذلك قوله تعالى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا
نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ الى قوله تعالى وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِينَ
كَفَرُوا الآية ومنها غزوة بني قريظة وكانت
بقرب المدينة وكان بينهم وبين النبي عليه
الصلوة والسلام عهد فنقضوا العهد بقدوم
الاحزاب فلما هزم الله تعالى الاحزاب اتاهم
رسول الله عليه الصلوة والسلام فحاصرهم
حتى نزلوا على حكم سعد بن معاذ فحكم ان يقتل
مقاتلتهم ويسبى ذراريهم ونساؤهم فقتل رسول
الله عليه الصلوة والسلام مقاتلتهم وهم كانوا
اربعمائة وخمسين رجلا ويقال اكثر وفيهم حيي
بن اخطب وكعب بن اسد وذلك قوله تعالى وَ
أَنْزَلَ الَّذِينَ ظَاهَرُوهُمْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ يعني
حاربوهم من اهل الكتاب مِنْ صَيَاصِيهِمْ يعني
من حصونهم وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ الآية
ومنها غزوة ذات الرقاع فقد صلى في تلك

تا کہ مشرکین غفلت کیوقت نہ آجاوین تو مشرکین وہان پندرہ
دن رہے یا اس سے زیادہ پہر اللہ تعالیٰ نے ایک سخت تیز ہوا
بہیجی تو وہ بہاگ گئے جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے (ای ایمان
والو اللہ کی نعمت اپنے اوپر یاد کرو) اللہ تعالیٰ کے اس قول تک
اور پہیر اللہ نے کافرون کو) آخر آیت تک اور آپکے غزوات سے
ایک غزوہ بنی قریظہ ہے اور وہ مدینہ کے پاس ہی تہا
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکے یعنے یہود بنی قریظہ
کے درمیان عہد تہا تو اونہون نے احزاب کیآنے سے دغا
توڑدیا جب حق تعالیٰ نے احزاب کو بہگا دیا تو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اونکو (یعنے یہود کو کہ جنہون نے عہد توڑا تہا) جاگہیرا
یہانتک کہ سعد کے حکم پر (قلعہ سے) اوترے یعنی جو سعد بن معاذ
ہمارے حق مین حکم کردین ہمکو منظور ہے تو سعد بن معاذ نے حکم دیا
کہ لڑنیوالے جوان قتل کرادئے جاوین اور بال بچے قید کئے
جاوین۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑنے والے
جوانون کو قتل کرا دیا کہ ساڑہے چار سو تہے اور بعض کہتے
ہین کہ اس سے زیادہ تہے اور اونہین مین حیی بن اخطب
اور کعب بن اسد تہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اللہ
اور اوتارا اللہ تعالیٰ نے اون لوگون کو جو اونسے لڑائی کرتے تہے
اونکے قلعون سے اور اونکے دلون مین رعب ڈالا) اور آپکے

الغزوة صلوة الخوف وكان اصحاب الصفة حفاة
وكانوا يلفقون الخرقة على اقدامهم من شدة الطريق
وكان يسقط تلك الرقاع والخرق عنهم فسميت غزوة
ذات الرقاع وقيل انما سميت ذات الرقاع لان
الموضع الذي انتهوا اليه جبل فيه خطوط حمر و
صفر وبيض كانها رقاع فسمي ذلك ومنها غزوة
مؤتة بعث رسول الله عليه الصلوة والسلام
رجالا من المهاجرين والانصار وامر عليهم زيد
بن حارث فقتل في تلك الغزوة زيد بن حارث
وجعفر الطيار وعبد الله بن رواحة وغيرهم
رضي الله عنهم ومنها غزوة خيبر وكانت في
سنة ست بعد الهجرة حتى فتحها واستولى عليها
ومنها غزوة انمار خرج رسول الله صلى الله
عليه وسلم مع اصحابه ولم يكن بينهم قتال و
منها غزوة فتح مكة خرج رسول الله عليه الصلوة
والسلام ومعه عشرة آلاف من المهاجرين و
الانصار وذلك بعد ثمان سنين من وقت
الهجرة ففتحها واظهر فيها الاسلام ومنها
غزوة بني خزيمة بعث رسول الله عليه الصلوة

غزوہ ہین آپ نے صلوۃ الخوف
اسیمین پڑھی ہے سبب اسکا یہہ ہے کہ اصحاب صفہ ننگے پاؤن تھے
اور اپنے پاؤن پر بوجہ شدت رستہ کے چیتھڑی لپیٹتے تھے اور یہہ
چیتھڑی گر گر جاتے تھے اسیواسطے اسغزوہ کا نام ذات الرقاع ہوا
یعنے چیتھڑون والا اور بعض کہتے ہین اسکا نام ذات الرقاع
اسوجہہ سے ہے کہ اوسجگہ جہان پہونچے ایک پہاڑ تہا کہ اوسمین
سرخ اور زرد اور سفید لکیرین تھین جیسا کہ گودڑی مین
رقاع یعنے چیتھڑی کئی رنگ کے ہوتے ہین تو اسکا یہہ نام پڑگیا
اور آپ کے غزوات مین سے ایک غزوہ موتہ ہے
کہ اوسمین آنحضرت صلعم نے چند مہاجرین اور انصار
زید ابن حارثہ کو سردار بنا کر بھیجا تو اوس غزوہ مین زید
بن حارثہ اور جعفر طیار اور عبد اللہ بن رواحہ وغیرہ رض شہید ہوئے
اور آپکے غزوات مین سے ایک غزوہ خیبر ہے اور یہہ چھہ
برس بعد ہجرت کے ہوا تو آپنے فتح پائی اور سب قبضہ کر لیا اور
آپکے غزوات مین سے ایک غزوہ انمار ہے کہ آنحضرت صلعم مع اصحاب کے
اوسمین تشریف لیگئے لیکن آپسمین لڑائی نہ ہوئی اور آپکے غزوات
مین سے ایک غزوہ فتح مکہ کا ہے کہ آپ مع دس ہزار مہاجر اور انصار کے
تشریف لیگئے اور یہہ آٹھہ برس بعد ہجرت کے ہوا تو آپنے فتح پائی اور
اسلام خوب ظاہر کیا اور آپکے غزوات مین سے ایک غزوہ بنی خزیمہ ہے

والسلام خالد بن الوليد بعد ما دخل مكة الى بنی خزيمة فقتلهم وسباهم وقد كانوا ادعوا الاسلام فلم يصدقهم فامر رسول الله عليه الصلوة والسلام برد ما اخذ منهم وضمن دية قتلاهم ومنها غزوة حنين خرج رسول الله عليه الصلوة والسلام من مكة ومعه اثنا عشر الف رجل الى هوازن فاعجبوا بانفسهم لكثرتهم قالوا لن نغلب اليوم من قلة فابتلاهم الله تعالى بالهزيمة ثم اعانهم ونصرهم حتى ظفروا على المشركين وهزموهم وغنموا غنائم كثيرة وهو الذي يسمى يوم اوطاس وذلك قوله تعالى وَيَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ الآية ومنها غزوة طائف رجع رسول الله صلى الله عليه وسلم من غزوة حنين من اوطاس الى طائف وحاصرهم اربعين يوما حتى فتحها ومنها غزوة دومة الجندل بعث عبد الرحمن بن عوف اليها مع سبعمائة رجل فاصطلحوا واسلموا فاقام عندهم وتزوج بها تماضر بنت اصبغ بن عمرو الكلبي وهي ام ابی سلمة بن عبد الرحمن بن عوف ومنها

بعد مکہ داخل ہونے کے خالد بن ولید کو قبیلہ بنی خزیمہ کی طرف بھیجا تو اونکو قتل کیا اور قید کر لائے اور تحقیق ان نے اظہار اسلام کا کیا تو خالد نے نہ مانا یعنے اس گمان کیا ڈر کے مارے زبانی کہتے ہیں تو آنحضرت صلعم نے اونکی غنیمتین پھیر دینے کا حکم دیا اور اونکے مقتولونکے دیت ضامن ہوئے اور ایک غزوات میں سے ایک غزوہ حنین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد فتح ہونے مکے کے مع بارہ ہزار آدمی کے مکے سے طرف قبیلہ ہوازن کے تشریف لیگئے تو لوگ یعنے صحابہ بسبب کثرت کے عجب میں آئے اور کہنے لگے کہ اب کوئی بسبب قلت کے غالب نہ ہوگا تو اللہ تعالے نے ازمائش کر لئے اونکو ہزیمت دی پھر مدد اور نصرت بخشی یہانتک کے مشرکین پر فتحیاب ہوئے اور اونکو بھگایا اور اونکی غنیمتین بہت لوٹین اور اوسیکو یوم اوطاس بھی کہتے ہین جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے (اور دن حنین کو جب عجب مین ڈالا تمکو تمہاری کثرت نے) آخر آیت تک اور آپکے غزوات مین سے ایک غزوہ طائف ہے کہ آپ غزوہ حنین مین موضع اوطاس سے طرف طائف تشریف لیگئے اور اونکا چالیس روز تک محاصرہ کیا یہانتک کہ فتح کیا اور آپکے غزوات مین سے غزوہ دومۃ الجندل ہے آپنے عبد الرحمن بن عوف کو مع سات سو آدمیونکے اونکی طرف بھیجا تو اونہون نے صلح کی اور اسلام لائے تو عبد الرحمن

تبوك يعني الروم فظفر بهم وغنم منهم غنائم
كثيرة ومنها انه عليه الصلوة والسلام بعث
خالد بن الوليد في ثلثمائة رجل الى دومة
الجندل قبل قدوم عبد الرحمن فغنم منها غنائم
كثيرة ومنها غزوة قبل نجد ومنها غزوات
لم نذكرها ذلك تخفيفا للناظرين وتسهيلا
للقارين

باب ما يكره

قال الفقيه رحمه الله يكره الكلام في خمس مواضع اولها خلف الجنازة
والثاني عند قراءة القرآن والثالث عند الخطبة
وفي مجلس الذكر والرابع في الخلاء والخامس
في الجماع ويكره النظر في خمس مواضع في الصلوة
يمينا وشمالا وفي ابواب الناس والى عورات
النساء في الجماع والى من فوقه في امر الدنيا
على وجه الرغبة والى من دونه في امر الدين
ويكره الاستماع الى خمسة اشياء احدها اللهو
والغناء والثاني الى النياحة والثالث الى كلام
الباطل والفضول والرابع الى اثنين يتناجيان
والخامس في ابواب الناس ويكره الضحك في
خمس مواضع عند الجنازة وعند المقابر وعند

ایک غزوہ تبوک ہے کہ وہ طرف شام کے ہے تو آپ اوسمین
فتحیاب ہوئے اور اونکی غنیمتیں بہت لوٹین اور آپکے
غزوات مین سے ایک غزوہ یہہ ہے جو آپنے خالد
بن ولید کو مع تین سو آدمیونکے دومۃ الجندل کیطرف
عبد الرحمن کے آنے سے پہلے بہیجا تو اوسمین غنیمتیں بہت
لوٹین اور آپکے غزوات مین سے ایک غزوہ وہ ہے جو جانب
مین نجد کے ہوا اور آپکے بہت غزوے ہین جو ہمنے ناظرین
کی تخفیف اور پڑہنیوالونکے تسہیل کے لئے ذکر نہین کئے۔

باب مکروہ چیزونکے بیان مین

کہا فقیہ رح نے کہ پانچ جگہہ
کلام کرنا مکروہ ہے اول جنازہ کے پیچھے دوم قراءۃ قرآن کیوقت
سوم خطبہ کیوقت اور جہان ذکر اللہ ہو چہارم پاخانہ پہرنے
کیوقت پنجم جماع کیوقت اور پانچ جگہہ مین نظر کرنی مکروہ ہے
اول نماز مین دہنے بائین تاکنا دوم لوگونکے دروازونمین تاکنا
سوم وقت جماع کی شرمگاہ عورت کی طرف نگاہ کرنی چہارم بطور
حرص کے اپنے سے زیادہ دنیادار کیطرف تاکنا پنجم اپنے سے کمتر دیندار
کیطرف دیکہکر دین مین سستی اور کاہلی کرنی اور کان رکہنا
پانچ چیزون کی طرف مکروہ ہے اول تماشا اور سرود کیطرف
دوم نوحہ کیطرف سوم جہوٹی اور فضول کلام کیطرف چہارم
اون دو شخصون کیطرف جو پوشیدگی مین بات کرتے ہین

پنجم لوگون کے دروازہ مین کان دہر کے سننا اور ہنسے پانچ جگہ مکروہ ہے اول جنازہ کیوقت دوم قبرون کے پاس سوم

التفجع بالمصيبة وعند قراءة القرآن وعند ذكر
الله تعالى ويقال الضحك من غير عجب نوع من
الجنون واختلفوا في اتخاذ الانف من الذهب
والاسنان منه قال ابو حنيفة رحمه الله لا
بأس بان يتخذها من الفضة ولا يجوز من الذهب
وقال محمد بن الحسن لا بأس به وبهذا القول
ناخذ قد روي في الخبر ان عرفجة بن اسعد
اصيب انفه يوم الكلاب في الجاهلية فاتخذ انفا
من فضة فانتن عليه فامره رسول الله عليه
الصلوة والسلام بان يتخذ انفا من ذهب و
يكره الصوم في خمسة ايام يوم الفطر ويوم النحر
وثلثة ايام بعدها ويكره صلوة التطوع في
خمس ساعات احديها بعد صلوة العصر الى
ان يصلي المغرب والثانية بعد طلوع الفجر الا ركعتي الفجر
والثالث بعد ما يصلي الفجر الى ان يرتفع الشمس
والرابع عند استواء الشمس والخامس يوم
الجمعة اذا خطب الامام ويكره صلوة الفريضة
في ثلثة اوقات وقت طلوع الشمس وعند استوائها
وعند غروب الشمس الا عصر يومه

غم مصیبت کیوقت چہارم قراءۃ قرآن کیوقت پنجم ذکر
اللہ کیوقت اور کہتے ہین کہ سوائے پسندیدہ چیز دیکھنے کے
ہنسنا ایک قسم جنون کا ہے اور سونے سے ناک اور دانت
بنوانے مین علمائے اختلاف کیا ہے ابو حنیفہ رحنے کہا
کہ چاندی سے بنا وے تو کچھ ڈر نہین اور سونے سے جائز نہین
اور محمد بن حسن رح نے کہا کہ سونے سے بھی کچھ ڈر نہین
اور اسیکو ہم لیتے ہین اور حدیث شریف مین ہے کہ عرفجہ
بن اسعد رضہ کا ناک ایام جاہلیت مین جنگ کلاب کے دن
کاٹا گیا تو اونہون نے چاندی کا بنوایا تو وہ بدبودار ہو گیا آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے اونکو سونے سے بنانے کا حکم دیا اور پانچ
دن روزہ رکھنا مکروہ ہے عید الفطر کے دن عید الضحی
کے دن اور تین دن اونکے پیچھے اور نفل پڑہنے
پانچ گھڑیون مین مکروہ ہین اول نماز عصر سے نماز مغرب
تک دوم طلوع فجر کے بعد سوائے دو رکعت سنت کے سوم
بعد نماز فجر کے سورج کے بلند ہونے تک چہارم عین دوپہر کے
وقت پنجم دن جمعہ مین خطبہ کیوقت اور تین وقتون مین
فرض پڑہنے بھی مکروہ ہین اول طلوع آفتاب کے
وقت دوم عین دوپہر کیوقت سوم غروب کے وقت مگر اوس
دن کے عصر کہ وہ غروب کے وقت درست ہے —

باب الدعوات

قال الفقيه رحمه الله ينبغي للعبد ان يدعو الله تبارك وتعالى في كل وقت ويرفع اليه جميع حوائجه فان ذلك علامة العبودية وان احب العباد الى الله تعالى من يسأله وابغض الناس الى الله تعالى من استغنى عنه واحب الناس الى الناس من استغنى عنهم ولا يسأل لهم شيئا وابغض الناس الى الناس من يسأل لهم وروي عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال ليس شئ على الله تعالى اكرم من الدعاء وقال النبي عليه الصلوة والسلام الدعاء مخ العبادة ثم تلا قوله تعالى وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي الاية وقال ابو هريرة لا يزال العبد بخير ما لم يستعجل فقيل له وكيف يستعجل قال يقول قد دعوته فلم يستجب لي وعن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال ما دعا عبد بدعوة الا وقد اعطاه الله تعالى ما سأل او صرف عنه من البلاء ما هو اعظم منه او ادخر له ما هو خير له منه وروي الاعمش عن ابراهيم انه قال اذا رأى احدكم في منامه شيئا

باب ہے دعاؤں کی بیان میں

کہا فقیہ رح نے آدمی کو لائق ہے یہی کہ اللہ تبارک تعالے سے ہر وقت دعا کرتا رہے اور تمام حاجتیں اوس سے مانگے پس تحقیق یہہ نشان بندہ ہونیکی علامت ہے اور بہت پیارا اللہ کو وہ شخص ہے جو اوس سے مانگے اور بہت برا اوسکے نزدیک وہ جو اوس سے بے پرواہ ہے اور بہت پسند لوگوں کو وہ شخص ہے جو اونسے بے پرواہ ہے اور بہت برا اونکے نزدیک وہ ہے جو اونسے مانگے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ تحقیق آپنے فرمایا کہ نزدیک خدا کے دعا سے زیادہ بزرگ کوئی چیز نہیں اور نبی علیہ الصلوة والسلام نے فرمایا کہ دعا مغز ہے عبادت کا پہر پڑہا آپنے اس آیت کو اور کہا رب تمہارے نے پکارو مجھکو میں قبول کرونگا دعا تمہاری تحقیق جو لوگ تکبر کرتے ہیں کہ مجھسے مانگیں تو ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہونگے اور ابو ہریرہ رضہ نے کہا کہ آدمی ہمیشہ بہلائی کے ساتہہ رہتا ہے جبتک کہ جلدی نہ کرے لوگوں نے پوچہا کہ کیا ہے جلدی کرنا اونہوں نے کہا کہ جلدی کرنا یہہ ہے جو آدمی کہتا ہے کہ میں نے اللہ سے دعا مانگی پس قبول نہوئی اور نبی علیہ الصلوة والسلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا کہ جو کوئی اللہ سے کچہہ مانگتا ہے تو وہی اللہ اوسکو دیتا ہے یا اوس سے زیادہ مصیبت اوسکی ٹلتی ہے یا اوسکے لیے ثواب جمع کر رکہتا ہے یعنے جو دعا کرنیوالے کے مناسب حال ہو وہ کرتا ہے اور

يكره فليتفل عن يساره ثلث مرات وليقل اعوذ
بالله بما عاذت به ملئكة الله تعالى ورسله من
شر رؤياي هذه التي رايت هذه الليلة ان لا
يضرني في دنياي وفي اخرتي فانه لا يضر ذلك
باذن الله تعالى وروى ابو هريرة عن النبي عليه
الصلوة والسلام انه قال اذا حلم احدكم حلما
فليبزق عن شماله ثلث مرات وليستعذ بالله من
شره فانه لا يضر ذلك باذن الله تعالى وعن
عبد الله بن مسعود انه قال اذا اتيت باهلك
اول كرة فمرها لتصلي ركعتين ثم خذ براسها و
قل اللهم بارك لي في اهلي وبارك لاهلي في و
ارزقني منها وارزقها مني واجمع بيننا ما جمعت
في خير وفرق بيننا ما فرقت من خير وعن ابن
عباس انه قال اذا اتى احدكم اهله فليقل اللهم
جنبني الشيطان وجنب الشيطان ما رزقتني
فان ولد بينهما ولد لم يضره الشيطان باذن
الله وروى انس بن مالك عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال ما انعم الله على عبد من نعمة
في اهل او مال او ولد او دار فقال ما شاء الله

کرہو اوسکے نزدیک بری ہے تو اوس وقت یعنے بیداری کے وقت
تین بار بائین تھوکے اور یہہ کہے زیادہ مانگتا ہون ساتھ
کے ساتھ اون کلمات کے کہ جنکے ساتھ اللہ کے فرشتون اور
پیغمبرون نے پناہ مانگی اس خواب کی برائی سے جو مین نے آج رات
دیکھی یہہ کہ مجھ اس برائی کا ضرر دنیا اور آخرت مین نہ پہونچے
جب یہہ کہیگا تو خدا کے حکم سے ضرر نہ پہونچیگا اور ابو ہریرہ نبی
علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کرتے ہین کہ جب کوئی تم سے
بری خواب دیکھے تو تین بار بائین طرف تھوکے اور اللہ سے
اسکے برائی سے پناہ مانگے تو اللہ کے حکم سے اسکا ضرر اسکو نہ پہونچیگا
اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اونہون نے کہا کہ جب تو اپنی عورت
کے پاس پہلے مرتبہ جاوے تو اوسکو کہہ کہ دو رکعتین پڑھے پھر اوسکے
سر کو پکڑ کر یہہ کہے کہ الہی یا اللہ برکت کر میرے لئے میری عورت مین
اور میری عورت کے لئے مجھ مین نفع دے مجھکو اوس سے اور اوسکو
مجھسے اور جب تک ہم جمع ہونے مین بہتری ہے تو جمع رکھ
اور جب جدائی مین بہتری ہو تو جدا کر اور ابن عباس سے
مروی ہے کہ اونہون نے کہا کہ جب کوئی تم مین اپنے عورت کے پاس
جاتو یہہ کہے الہی بچا مجھے اور میری اولاد کو شیطان سے بچا
تو جب اگر فرزند ہوگا اللہ کے حکم سے شیطان ضرر نہ کریگا
اور انس بن مالک نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے

ولا قوة الا بالله لا يرى فيه آفة دون الموت
ثم قرأ ولولا إذ دخلت جنتك قلت ما شاء
الله لا قوة إلا بالله وعن مجاهد انه قال
اذا دخلك شيء من الطيرة فقل ما شاء الله
لا قوة الا بالله لا يأتي بالحسنات الا الله
تعالى ولا يدفع السيئات الا الله تعالى ثم امض
لوجهك وعن ابن عباس رضي الله عنه انه قال
قل عند الطيرة اللهم لا طير الا طيرك ولا
خير الا خيرك ولا اله غيرك ولا حول ولا
قوة الا بالله وعن ابن عمر انه قال من ضل ضالة
فليصل ركعتين ثم ليقل بعد الفراغ من
التشهد اللهم يا هادي الضال ويا راد
الضالة اردد علي ضالتي بعزتك وسلطانك
فانها من فضلك وعطائك وروى سفيان
باسناده عن ابن عباس رضي الله عنه اذا
عسرت على المرأة ولادتها فليكتب بسم الله
الرحمن الرحيم بسم الله الذي لا اله الا هو
الحليم الكريم وسبحان الله رب العرش العظيم
والحمد لله رب العالمين وكأنهم يوم يرونها

ولا قوة الا باللہ کے سوا موت کے پھر آپ نے یہ پڑھا (ولولا اذ دخلت
جنتک قلت ما شاء اللہ لا قوة الا باللہ) یعنی ایک مسلمان نے اپنے بھائی
مشرک نا شکر سے کہا کہ جب تو اس باغ میں داخل ہوا تو ما شاء اللہ لا قوة
الا باللہ کیوں نہیں کہا اور مجاہد مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ جب تجھے
کوئی علامت بدشگونی کی معلوم ہو تو کہہ (ما شاء اللہ لا قوة الا باللہ
لا یاتی بالحسنات الا اللہ تعالی ولا یدفع السیئات الا اللہ تعالی) یعنی جو اللہ چاہتا
وہ ہوتا ہے اور نہیں قوت بھلائی کی مگر ساتھ توفیق اللہ کے نیکیاں نہیں
آتیں مگر اللہ ہی کی طرف سے اور نہیں کوئی بچاتا برائیوں سے مگر اللہ —
پھر کہکر چلدے اور ابن عباس سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا جب تو کوئی چیز بدشگونی
کی دیکھے تو کہہ (یا اللہ نہیں کوئی بدشگونی مگر تیری طرف سے اور نہیں کوئی
بھلائی مگر تیری طرف سے اور نہیں کوئی معبود سوائے تیرے اور نہیں باز آنا گناہ سے
اور نہیں طاقت بھلائی کی مگر ساتھ توفیق اللہ کے اور ابن عمر سے مروی ہے انہوں نے
کہا کہ جسکا چارپایہ گم ہو جاوے تو دو رکعتیں پڑھے اور اسمیں التحیات کے بعد یہ پڑھے
(اللہم الخ) یعنی یا اللہ رستہ بتلانے والے بہکوں کے اور اے پھیر لانے والے گم ہوئے
چارپایہ کے پھیر لا میرے چارپایہ کو ساتھ غلبہ و سلطنت اپنی کے پس تحقیق یہ
ترا محض فضل اور بخشش ہے اور سفیان ساتھ اسناد اپنے کے ابن عباس رض سے
روایت کرتے ہیں کہ جب عورت پر ولادت تنگ ہو جاوے تو یہ لکھکر
اسکو دیوین بسم اللہ الرحمن الرحیم بسم اللہ الذی لا الہ الا ہو الحلیم الکریم وسبحان
اللہ رب العرش العظیم والحمد للہ رب العالمین وکانہم یوم یرونہا

لم يلبثوا الا عشية او ضحيها كانهم يوم يرون
ما يوعدون لم يلبثوا الا ساعة من نهار
بلاغ فهل يهلك الا القوم الفاسقون قال
سفيان يكتب فى جام ويغسل وتسقى ماءه
وروى ابان بن عثمان بن ابى العاص عن
ابيه رضى الله عنه عن النبى عليه الصلوة و
السلام انه قال من اصبح وقال بسم الله الذى
لا يضر مع اسمه شئ فى الارض ولا فى السماء
وهو السميع العليم ثلث مرات لم يصبه بلاء
حتى يمسى وان قالها حين يمسى لا يصيبه بلاء حتى
يصبح وعن عثمان بن العاص قال اتانى رسول
الله عليه الصلوة والسلام وبى وجع الضرس
كاد ان يهلكنى فقال صلى الله عليه وسلم امسح
بيمينك سبع مرات وقل اعوذ بعزة الله و
قدرته من شر ما اجد واحاذر ففعلت ذلك
فبرأت وروى ابو هريرة ان رجلا من بنى
اسلم قال ما نمت البارحة فقال النبى عليه الصلوة
والسلام من اى شئ قال لدغتنى عقرب فقال
النبى عليه الصلوة والسلام اما انك لو قلت

لم يلبثوا الا عشية او ضحيها كانهم يوم يرون ما يوعدون لم يلبثوا الا
ساعة من نهار بلاغ فهل يهلك الا القوم الفاسقون کہا سفیان
نے اسکو ایک پیالہ مین لکہکر پانی سے دہو ڈالین پہر اسکو پلادین
اور ابان بن عثمان بن ابی العاص اپنے باپ سے وہ آنحضرت صلعم سے
روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا کہ جو کوئی صبح کو تین بار کہے
بسم الله الذى لا يضر مع اسمه شئ فى الارض ولا فى
السماء وهو السميع العليم تو اسکو شام تک کوئی بلا نہ پہونچیگی
اور شام کے وقت کہے تو صبح تک کوئی بلا نہ پہونچیگی اور عثمان
بن عاص سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم میرے پاس آئے اور میری ڈاڑہ مین ایسا درد
تہا کہ مجہے ہلاک کر ڈالے تو آپ نے فرمایا کہ اپنے داہنے
ہاتہ کو اسپر سات بار پہیرا اور یہ کہہ اعوذ بعزة
الله وقدرته من شر ما اجد واحاذر مین نے ایسا
ہی کیا تو درد جاتا رہا اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
روایت کرتے ہین کہ ایک آدمی نے قبیلہ بنی اسلم
مین سے کہا کہ مجہے آج کی رات نیند نہین آئی
آپ نے پوچہا کہ کس سبب سے تو اسنے کہا کہ
مجہے بچہو نے کاٹا تہا تو آپ نے فرمایا کہ یاد رکہہ

اگر تو

حين امسيت اعوذ بكلمات الله التامات كلها
من شر ما خلق لم يضرك شئ انشاء الله تعالى
عن بعض الصحابة قال من قال كلما عطس الحمد
لله رب العالمين على كل حال امن من وجع السن
وعن النبي صلى الله عليه وسلم من سبق العاطس
بالحمد لله امن من الشوص واللوص والعلوص
يعني اذا قال غير العاطس بالحمد لله قبل
ان يحمد العاطس امن من وجع السن و
وجع الاذن و وجع البطن قال ابن مسعود
رضي الله عنه من قرأ عشر ايات من سورة البقرة
اربع ايات من اولها واية الكرسي وايتين بعدها
وثلث ايات من اخر السورة فان قرأها في اول
النهار لا يدخل الشيطان في ذلك البيت حتى
يمسي وان قرأها بالليل لا يدخل حتى يصبح فان
قرأت على مجنون افاق وقال بعض المتقدمين
من تظاهرت عليه النعم فليكثر الحمد لله رب
العالمين ومن كثرت همومه فليكثر الاستغفار
ومن الح عليه الفقر فليكثر من قول لا حول و
لا قوة الا بالله العلي العظيم وروى عن جعفر بن

شام کے وقت سے پڑھ لیتا یعنی (اعوذ بکلمات اللہ التامات کلہا من
شر ما خلق) تو انشاء اللہ تجھی کوئی چیز ضرر نہ دیتی اور بعض صحابہ
سے مروی ہے کہ جو کوئی وقت چھینکنے کے الحمد للہ رب العالمین
علی کل حال کہے تو دانتوں کے ضرر سے بچیگا اور نبی صلے اللہ
علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو کوئی چھینکنے والے کی الحمد للہ
کہنے سے پہلے الحمد للہ کہے تو دانت اور کان اور پیٹ کے درد سے
بچا رہیگا اور ابن مسعود رض نے کہا جو شخص دس آیتین سورہ
بقر کی پڑھی چار آیتیں اول سورہ سے اور آیۃ الکرسی اور دو آیتین آیۃ الکرسی
کے بعد اور تین آیتین آخر سورہ کی اگر ان کو صبح کے
وقت پڑھیگا تو شام تک اس گھر مین شیطان
داخل نہ ہوگا اور اگر ان کو رات کے وقت پڑھیگا
تو صبح تک شیطان داخل نہ ہوگا اور اگر تو انکو
کسی مجنون پر پڑھیگا تو ہوش مین آجائیگا اور
بعض متقدمین نے کہا ہے کہ جسکے پاس اللہ کے
بہت نعمتین ہون تو الحمد للہ رب العالمین بہت پڑھا
کرے اور جسکو غم بہت ہون تو استغفار بہت کرے
اور جسکے پیچھے فقر پڑ جاوے تو لا حول ولا قوۃ الا
باللہ العلی العظیم بہت پڑھا کرے

اور جعفر بن

محمد الباقر انه قال عجبت ممن يبتلى باربع فكيف
يغفل عن اربعة عجبت ممن يبتلى بالهم فكيف
لا يقول لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّي كُنْتُ مِنَ
الظَّالِمِيْنَ لان الله تعالى يقول فَاسْتَجَبْنَا لَهُ
وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ و
عجبت ممن خاف شيئا فكيف لا يقول حَسْبُنَا
اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِنَ اللّٰهِ وَ
فَضْلٍ لَمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْءٌ وعجبت ممن يمكر
الناس كيف لا يقول وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْ اِلَى اللّٰهِ اِنَّ
اللّٰهَ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ لان الله تعالى عز وجل
يقول فَوَقٰهُ اللّٰهُ سَيِّئَاتِ مَا مَكَرُوْا و
عجبت ممن رغب في الجنة فكيف لا يقول مَا
شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ لان الله تعالى
يقول فَعَسٰى رَبِّيْ اَنْ يُؤْتِيَنِ خَيْرًا مِنْ
جَنَّتِكَ

تمت

محمد باقر سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں تعجب کرتا ہوں اس سے جو مبتلا ہو ساتھ چار چیزوں کی پھر کیوں غافل رہتا ہے چار چیزوں سے (جو اول چار چیزوں کا تدارک کر سکیں) اور تعجب کرتا ہوں اسکے حال پر جو مبتلا ہو ساتھ غم کے پھر یہ آیت نہیں پڑھتا (لا اله الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین) کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے (پس ہمنے یونس کی دعا قبول کی اسکو اور غم سے نجات دی اور ایسا ہی ہم نجات دیتے ہیں مومنوں کو یعنی جو مومن اسکو پڑھیگا اسکو غم سے نجات ہوگی) اور تعجب کرتا ہوں اسکے حال پر جو کسی چیز سے ڈرتا ہے اور یہ نہیں پڑھتا (حسبنا الله ونعم الوکیل) اسلیے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے (اور کہا مسلمانوں نے اللہ ہمکو کافی ہے اور وہ بہتر کارساز ہے تو اللہ کے نعمت اور فضل کے ساتھ واپس آئے اور انکو کوئی برائی نہ پہونچی) یعنی کفار مدینہ میں مقابلہ کو نہ آئے اور مسلمانوں نے اسباب تجارت کو بیچکر نفع کثیر اٹھا کر صحیح سلامت واپس آئے اور تعجب کرتا ہوں اسکے حال پر جو لوگ اسکی برائی کے درپے ہیں اور یہ نہیں کہتا (وافوض امری الی الله ان الله بصیر بالعباد) اسلیے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے (پس بچا لیا اسکو اللہ نے برائیوں سے جو وہ کرتے تھے) اور تعجب کرتا ہوں اس سے جو باغ بہشت کی خواہش کرتا ہے اور یہ نہیں پڑھتا (ما شاء الله لا قوة الا بالله) کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے (تو امید ہے کہ مجھکو میرا رب تیرے باغ سے بہتر دیوے)

تمت

ملک رئیس عالی جناب سے با حمید نواب بغیر اظہار نام نامی کے اس کتاب کو ترجمہ کراکے چھپوایا ہے
ناظرین کی خدمت میں التماس ہے کہ جناب ممدوح کے واسطے دعائے سلامتی ایمان
و بہترین ہر دو جہان فرماویں فقط

در مطبع فاروقی دہلی باہتمام سید محمد معظم طبع گردید

(عربی) غلطنامہ بستان فقیہ ابو اللیث سمرقندی رح (اُردو)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۴	فریصة	فریضة
۵	۱۳	یرقان	بُرقان
.	.	..	
۹	۹	یحزن	یحزن
۱۰	۱۰	خبایر	خایر
۱۱	۱۴	الاخری	الاخر
۱۳	۱۵	لعلماء	العلماء
۱۷	۱۳	فیلقینہ	فیلقنہ
〃	〃	بکتابک	بکتابك الذي
۱۹	۱۸	اذ	اذا
۲۰	۱۴	کنبت	کتب
۳۰	۱۲	القسی	القاسی
.	.	.	.
۳۵	۱۲	للمعلم	للمتعلم
۳۹	۸	یودی	یود
〃	۱۷	السائح	السابح
〃	۱۸	〃	〃
〃	〃	یبیح	یسبح
۴۰	۶	لاباس	لاباس بہ
〃	۱۷	اعطیہا	اعطیتہا
〃	۱۸	〃	〃
۴۲	۶	یلتبعوا	یتبعوا
〃	۷	یخشو	یخشوا
〃	۸	تشتروا	یشتروا
۴۷	۸	یجر	یجز

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱۳	بڑھادین مہینے	لایا مین
۳	۱۱	نکاح	ونکاح
۳	۱۴	یرقان	بُرقان
〃	۱۸	فضل	تفضیل
۹	۲	اور	یا
۱۰	۱۹	اُن	اور اُن
۱۱	۷	مزدوز	مزدور
۱۲	۶	لںا	لیا
۱۳	۱	شاگرون	شاگردون
۱۵	۱۱	کرنے	کرسے
〃	۱۳	سوا	سو
۱۶	۱۵	عبدالعزز	عبدالعزیز
۱۷	۱۳	۔	یہ
۲۰	۹	کیا ہے	کی ہے ابو حمزہ نے
۲۲	۱	روایت کرنے ہیں	×
۲۳	۳	عمر	عمرو
۲۵	۱۸	کرین	کرے
۲۶	۹	اور	پس
۳۶	۴	کے ڈھیر	×
۳۷	۳	بیچ	بیچ
〃	۱۷	کتا	گدھا
〃	۱۸	تحمل	ضبط
〃	〃	〃	،
۳۸	۱۴	کے	اُسکے
۳۹	۱۶	ملاقات	ملا

صفحہ	سطر	غلط (عربی)	صحیح (عربی)	صفحہ	سطر	غلط (اردو)	صحیح (اردو)
۴۷	۱۳	نفث آية	آية ولا تقرأ آية	۴۹	۲	باز	بار
۵۲	۶	خيرا	خير له	۵۲	۸	علمار	علماء یعنی صحابہ
۵۳	۵	خيرا	خير له	۵۲	۱۶	لے	لیکے
〃	۱۲	الحرب	الحروب	۵۵	۲	بری	بڑی
۵۵	۴	وقال	فقال	۸۴	۸	بیدل	پیدل
۵۶	۱۱	الله	الا إله	۸۸	۱۵	ساکجین	ساکحین
〃	۱۴	بن	بن نخيس عن	〃	۱۲	〃	〃
۵۸	۱۶	يدى	تبايع	۹۱	۲	تو	تو کنجی
۶۱	۱	بكرو	بكر و	۹۳	۸	حضرت رض	حضرت عمر رض
〃	۱۷	تعال	تعالى	۹۶	۱۲	لے	کے
۶۲	۲	لأخر	لا آخر	۹۷	۲	کرٹ نقش کا	گوٹ ریشم کا کچھ
۶۴	۱۶	انزله	انزل له			کچھ ڈر نہیں	ڈر نہیں کیونکہ جب
۶۵	۱۰	لنصح	لنصح				ہے کہ گل ریشم پر
۶۶	۱۹	لتشكى	اشتكى	〃	۷	اور جیسا	جیسا
۶۷	۹	بالنصب	بالنصب	۱۰۲	۱۵	یا معاف کیے ہوں	یا بسم اللہ کر کے ذبح کیے گئے ہوں
۶۸	۱۱	تقربون	تقربوهن				
〃	۱۷	اجازنا	اجاز	۱۱۳	۵	شریح	علی بن ابی شریح
۷۵	۱۲	تقلتی	تقتلنی	〃	۸	کہا	کہا میں
۷۶	۹	فوضعها	فوضعتها	۱۱۸	۱۶	الرحیم	الرحیم
۸۹	۹	قبل	قال	۱۱۹	۳	اور اور	اور
〃	۱۳	نغير	نقيم	〃	۱۰	علیہ	×
〃	۱۴	تريشية	ترياقه	۱۳۰	۱۳	پرنچی	نہ پہنچی
〃	۱۵	المطيرين	المطلبين	۱۳۳	۱۲	جبر	جابر
۹۱	۱۶	یک	یک	۱۳۹	۱۳	تو	×
۹۲	۱۳	باجلی	بالمد	۱۴۱	۱۱	عمر	ابن عمر
۹۳	۱۱	حنيو	خيرا	۱۵۳	۱۴	جیشی	حبشی
۹۷	۹	لنهی	النهی	۱۵۴	۳	تکلیت دیگی	تکلیف دیگے

(عربی)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۹	۴	بن	عن
〃	۱۸	اباذہ	اجازہ
۱۰۱	۶	هغول	مغول
〃	۱۹	رحمہ	رحمة
۱۰۲	۱۵	زکیا	ذکیا
〃	۱۸	لیس	لبس
〃	۱۹	النسأی	اندرالی
۱۰۳	۱۲	وفع	دفع
۱۰۷	۱۴	القرع	القرع
۱۰۸	۷	دولکها	دولکها
〃	۱۰	البطیح	البطیخ
〃	۱۵	ولما	لما
۱۰۹	۱	تقلدون	یقلدون
〃	۱۷	قبل	قیل
۱۱۵	۱۱	یستحیي	تستحیي
۱۳۰	۱۳	بمصها	یمصها
۱۳۱	۱۸	فرعوا	فزعوا
۱۳۸	۷	لاتعب	لاتغب
〃	۱۷	تکوم	تکرم
۱۳۹	۱	تحبس	تجلس
۱۴۰	۱۳	حالفو	خالفوا
۱۴۲	۷	یدا	یسد
۱۴۳	۱۴	التزال	النزال
۱۴۶	۹	حلقان	خلفان
۱۵۲	۱۹	رضیلنا	رضینا
۱۵۳	۳	الرعبة	الرعیة
۱۵۴	[illegible]	الجائرة	الجبائرة

(اُردو)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۴	۵	زید	زبیر
۱۵۷	۱۷	نے	نے کہا
۱۶۱	۱۲	یا	آیا
۱۶۵	۱۸	سے	سے
۱۶۷	۵	کچھ فائدہ نہ ہوگا	مقصود فوت ہوجائیگا
〃	۱۷	کھو	کہہ
۱۷۳	۱۰	قرطبی	قرظی
۱۷۴	۴	چار	ونا
۱۷۵	۱۷	نہ	×
۱۷۶	۱۰	اس اس	اس
۱۷۷	۱۵	کیا کرتے	لیا کرتے
۱۷۸	۵	آپنی	اپنے
〃	۱۱	پوچا	پوچھا
۱۸۳	۴	عسا	حسان
۱۸۵	۱۵	مرددی	مرد
〃	۱۶	گھوریں	گھیریں
〃	۱۶	نہ	×
۱۸۹	۱۸	ما کہ	×
۱۹۳	۷	باب	باپ
۱۹۴	۲	ان	ماں
۲۰۳	۲	فرمایا	×
۲۱۳	۱۹	آدمی	آدمی سے
۲۲۰	۱۱	روکھہ	روکنا
〃	۱۹	بیٹھہ	بیٹھنا
۲۵۰	۶	دن	اُن
۲۵۱	۱۴	نتھا	تھا
۲۵۵	۱۱	لسا	لٹا

(اردو)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۵۵	۱۱	رحتہ	رحمتہ
۲۵۶	۱۳	[illegible]	لجنس
۲۶۰	۶	قرطبی	قرظبی
”	۸	بنی مرسل تجبہ	بنی تجبی مرسل
۲۶۳	۱۳	سکے	کے
۲۶۵	۱۳	کی	×
۲۶۷	۴	ہت	×
۲۷۰	۱۱	کر	×
۲۷۱	۱۳	ایا سکے	ایاس کے وہ مظفر کو
”	۱۶	اجبار	احبار
۲۷۲	۹	حمل	جمل
۲۷۳	۱۷	بن	بنت
۲۸۰	۱۱	آپ	اپ
۲۹۲	۱۰	اسکو فتح کرکے ایک	انکو مسخر کرکے ایک ایک
۲۹۵	۱	قسم اور	ایمان مین
”	۱۲	من	مومن
۳۰۶	۶	دیکھ	[illegible]
۳۰۷	۱۵	اٹھے	×
۳۱۷	۱۷	شر	×
۳۴۱	۷	میں	مین
”	”	جاوے	کیا جاؤن
”	۹	تہا	کے
”	۱۰	اسخال	احتال
۳۴۷	۱۶	جہسہ	چہتر
۳۴۸	۱	تیئیس	چتیس
”	۱۰	اس	اس طرح
”	۶	سے بیان	[illegible]

(عربی)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۶۹	۱۶	مبذل مر	يبذل مر
۱۷۴	۵	نائم	نائم
۱۸۳	۱۰	قرطي	قرظي
۱۸۳	۱۸	اقيلو	اقيلوا
۱۸۵	۱	افراط	افرط
۱۹۵	۶	اولاد	ولاد
۱۹۸	۷	طسيلطي	اوليسلطن
۲۱۳	۱۶	غثيان	غشيان
۲۳۰	۳	صفة	ضفة
”	۱۰	”	”
۲۳۱	۱	قطل	تطل
۲۳۲	۲	سعل	ستيل
۲۴۰	۳	أيما	ايما
۲۵۴	۱۱	جرّ	جرّ
۲۵۵	”	رحتة	رحمة
۲۶۴	۶	ابنته	ابنه
۲۸۱	۱	اكتب	تكتي
۲۸۴	۱۳	الحجة	تم الحجة
۳۱۸	۳	من	عمر
۳۵۱	۲	ادياعه	اربا عه

[illegible]

نقشہ ثانی مین اور بعض مقدمہ [illegible] کہا کہ مین نے حساب کیا تو نقشہ قرآن مزدوئے حروف کے اس مقام پر ہوا